بمناسبت چہار صدمین سال وصال حضرت مجدد الف ثانیؒ انتشار یافت

رسائل در دفاع

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۷۱-۱۰۳۴ھ — ۱۵۶۴-۱۶۲۴ء)

یعنی

مجموعۂ رسائل ہدیۂ مجددیہ، انوارِ احمدیہ و الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی

تالیف

مولانا وکیل احمد سکندر پوریؒ

(۱۲۵۸-۱۳۲۲ھ/۱۸۴۲-۱۹۰۴ء)

مقدمہ

محمد اقبال مجددی

شبیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

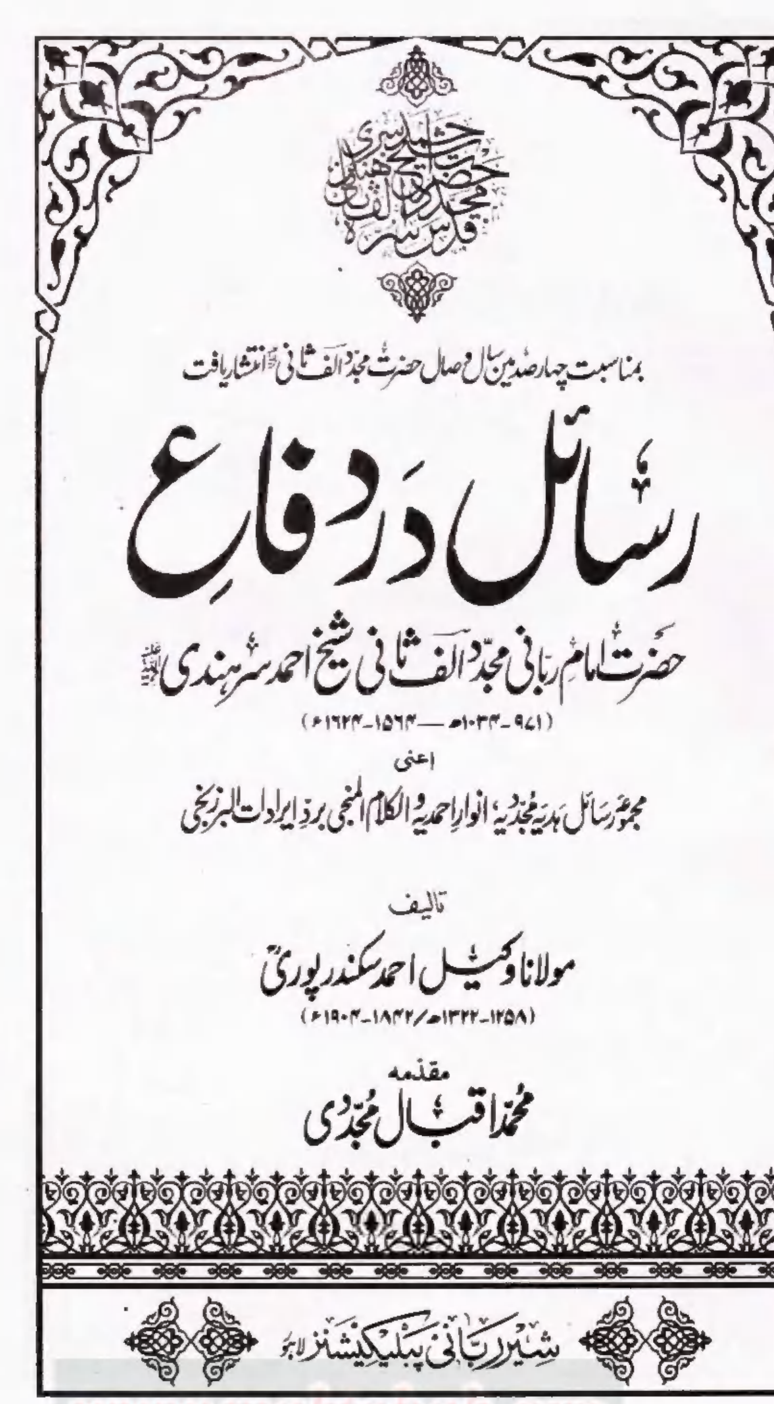

بمناسبت چہار صدمین سال وصال حضرت مجدد الف ثانیؒ انتشار یافت

رسائل در دفاع

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ

(۹۷۱-۱۰۳۴ھ — ۱۵۶۴-۱۶۲۴ء)

اعنی

مجموعۂ رسائل ہدیۂ مجددیہ، انوارِ احمدیہ و الکلام المنجی بردِ ایرادات البرزنجی

تالیف

مولانا وکیل احمد سکندر پوریؒ

(۱۲۵۸-۱۳۲۲ھ/۱۸۴۲-۱۹۰۴ء)

مقدمہ

محمد اقبال مجددی

شبیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر ۴۸

نام کتاب	رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
تالیف	مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ
مقدمہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
زیر نگرانی	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی
صفحات	۵۷۶
اشاعت	صفر المظفر ۱۴۳۳ھ / دسمبر ۲۰۱۱ء
تعداد	۳۰۰
ناشر	شبیر ربانی پبلیکیشنز، لاہور

ملنے کا پتہ:

مرکزی دفتر شبیر ربانی اسلامک سنٹر (شبیر ربانی روڈ، چوک شبیر ربانی ۲۱۔ ایکسٹر سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور)

فون آفس 042-7571809 موبائل: 0300-4299321

297.4
رس ا

رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، محمد اقبال مجددی، پروفیسر

لاہور شبیر ربانی پبلیکیشنز، 2012

576 ص

1۔ تصوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کے جہاں مختلف شعبہ جات تبلیغ دین کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہیں وہاں دینی لٹریچر کی اشاعت کے حوالے سے شعبہ نشر واشاعت سال ہا سال سے خدمت کا عظیم فریضہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

''شیر ربانی پبلی کیشنز'' کا قیام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم روحانی وعبقری شخصیت سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ عمل میں لائے۔ آپ نے آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے روحانی نسبت قائم ہونے کے بعد نشر واشاعت میں کلیدی کردار ادا کیا جس کو دنیا بھر کے اہل علم تسلیم کرتے ہیں۔

شیر ربانی پبلی کیشنز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت کتب کی امتیازی حیثیت کو قائم رکھتے ہوئے مفید لٹریچر کی اشاعت میں مصروف عمل ہے اور یہ ادارہ خاص طور پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے معیاری کتب کو منظر عام پر لانے کے لیے حسب حیثیت کردار ادا کر رہا ہے زیر نظر کتاب کی اشاعت ان شاء اللہ دنیا بھر کے محققین کے لیے انتہائی نفع بخش ثابت ہوگی۔

ملک بھر کی معروف جامعات کے نامور محققین اس ادارے کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ خادمین سرور ملت جملہ احباب کے تعاون پر تہہ دل سے مشکور وممنون ہیں ان شاء اللہ مستقبل میں بھی ہم اپنے قارئین کرام کو نافع لٹریچر کی فراہمی میں سعی کرتے رہیں گے۔

طالب دعا — محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

مولانا وکیل احمد سکندر پوری

مولانا وکیل احمد سکندر پوری تیرھویں صدی ہجری / انیسویں صدی عیسوی کے نامور عالم، صوفی، مؤلف کتب کثیرہ اور شاعر تھے۔

مولانا وکیل احمد کی ولادت ۹ ذی الحج ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء کو موضع دلپت پور ضلع سارن[۱] میں ہوئی جو ان دنوں اتر پردیش کے مشرقی اضلاع کے سرحدی ضلع بلیا کا ایک قصبہ ہے ۶۴ سال کی عمر میں ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء کو حیدرآباد دکن میں انتقال ہوا[۲] اور وہیں آسودۂ خاک ہیں۔

مولانا سکندر پوری نسباً فاروقی تھے۔ آپ کے اجداد میں شیخ مبارک مدنی چشتی فاروقی (ف ۱۰۱۶ھ) نے ہندوستان آکر قصبہ سکندر پور میں قیام فرمایا وہیں آباد ہو گئے، ان کی ساری اولاد نے وہیں بود و باش اختیار کر لی، مولانا وکیل احمد نے یہیں سکندر پور میں پرورش پائی۔ ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ مولوی ولی الحسنین سے حاصل کی ۱۲ سال کی عمر میں جونپور چلے گئے جہاں خانقاہ رشیدیہ کے سجادہ نشین شاہ غلام معین الدین[۳] (ف ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء)، اس کے بعد مولانا محمد عبدالعلیم آسی[۴] (۱۲۵۰-۱۳۳۵ھ / ۱۸۳۴-۱۹۱۶ء) سے جو مولانا وکیل احمد کے چچا زاد بھائی بھی تھے، جونپور ہی کے مدرسہ منشی محمد امام بخش میں داخل ہوئے جہاں کے صدر مدرس مشہور عالم دین مولانا محمد عبدالحلیم فرنگی محلی (ف ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۷ء) کی خدمت میں درس نظامیہ کی بعمر ۱۹ سال تکمیل کی، مولانا عبدالحلیم مذکور نے اپنے اس ہونہار تلمیذ کے لیے ملا جیون امیٹھوی (ف ۱۱۳۰ھ / ۱۷۱۷ء) کی اصول فقہ پر کتاب "نورالانوار" شرح منار پر "قمرالاقمار" کے نام سے ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء کو حاشیہ لکھا اس وقت مولانا سکندر پوری کی عمر ۱۸ سال تھی، یہ حاشیہ یہاں کے

۱۔ محمد ادریس نگرامی: تذکرہ علمائے حال ۹۷، سید الحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵۱۷/۸)

۲۔ نزہۃ الخواطر ۵۱۸/۸، امیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری، مقالہ مشمولہ بصائر، کراچی جنوری ۱۹۶۷ء، ص ۴۷

۳۔ شاہ غلام معین الدین کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو: سمات الاخیار ۱۳۵-۱۶۴

۴۔ مولانا عبدالعلیم آسی کے حالات کے لیے دیکھیے: سمات الاخیار ۱۷۲-۱۰۴، کاظم ہاشمی: حضرت آسی غازی پوری، حیات اور شاعری، پٹنہ ۱۹۸۴ء

متعدد مطابع سے چھپنے کے علاوہ مصر سے بھی طبع ہو چکا ہے۔ مولانا فرنگی محلی فرماتے ہیں:

عنلقراتلفطین الامحدلمولوی وکیل احمدمن سُکانِ اسکندرفور

صانہاالله عن الشرور ذالك الشرح علی وترددوہ الی مـ ۱

مولانا عبدالحلیم کے فرزند گرامی اور معروف عالم و محقق مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے مولانا سکندر پوری کو اپنے والد کے شاگردوں میں سب سے بہتر، سب سے افضل پرکھ رکھنے والے، علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع قرار دیا ہے۔۲

ان اساتذہ کے علاوہ مولانا سکندر پوری نے مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی محلی، مولوی معین الدین کڑوی سے علم دین اور علم طب کی مولوی حکیم نور کریم دریابادی اور مولوی سید انور علی سے تحصیل کی ان کے علاوہ مولوی رحمت اللہ، مولانا محمد نعیم لکھنوی اور مولوی امام الدین لاہوری سے بھی اسناد فراغت حاصل کیں۳۔ جون پور میں کچھ عرصہ مطب کیا، لیکن جلد ہی اسے ترک کر کے حیدر آباد دکن روانہ ہو گئے۔ حسن اتفاق سے آپ کے استاد گرامی مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی ان دنوں وہاں مدرسہ نظامیہ میں فرائض تدریس و افتا پر فائز تھے۔ مولانا وکیل احمد ۱۲۸۳ھ /۱۸۶۶ء کو جب حیدر آباد گئے تو سیدھے اپنے استاد کی خدمت میں پہنچے وہیں قیام کر لیا۴۔ اس وقت نواب افضل الدولہ بہادر دکن کے حکمران تھے۔ مولانا سکندر پوری نے ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ سے ملازمت کا آغاز کیا اور عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے جج کے منصب سے سبکدوش ہو کر وظیفہ یاب ہوئے ملازمت تقریباً ۲۹۔۳۰ سال کے عرصہ پر محیط ہے۔۵

مولانا وکیل احمد سکندر پوری جتنے بڑے عالم و متکلم تھے اتنے ہی عظیم صوفی بھی تھے۔ آپ نقشبندی مجددی سلسلہ کے معروف بزرگ مولانا میر اشرف علی بن میر سلطان علی سے بیعت تھے، شیخ اشرف علی فن ادب و تصوف، حدیث، اسماء الرجال اور فقہ میں یدطولیٰ رکھتے

۱۔ عبدالحلیم فرنگی محلی: نورالانوار حاشیہ قمرالاقمار ۴

۲۔ محمد رضا انصاری: ''ایک ذہین مصنف'' مقالہ مشمولہ نذر مقبول ۷

۳۔ تذکرہ علمائے حال ۹۷

۴۔ محمد رضا انصاری: ایک ذہین مصنف ۶۔۷

۵۔ ایضاً، امیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری (محولہ سابقہ) ۵۸

تھے۔ان کے والد گرامی معروف مجاہد ٹیپو سلطان شہید کے ہاں ملازم تھے۔اسی طرح میر اشرف علی بھی فن سپاہ گری میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔آخر دنیا ترک کر کے سلوک و معرفت حاصل کی، طبیعت میں استغنا حد درجہ کا تھا حیدر آباد دکن کے نواب افضل الدولہ آصف جاہ خامس ملقب بہ مغفرت مکان جو سخاوت اور فقراء نوازی میں مشہور تھے۔کئی باران سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا لیکن انہوں نے اپنے توکل کے باعث انکار کر دیا، جب حیدر آباد میں وہا پھوٹی تو مولانا وکیل احمد سکندر پوری ان سے ملنے کے لیے گئے۔پہلے ان کے چہرہ پر پریشانی کے آثار تھے پھر اطمینان قلب نصیب ہوا، موصوف کوئی کام اپنے شیخ حضرت شاہ سعد اللہ حیدر آبادی نقشبندی کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے تھے۔مولانا میر اشرفؒ علی حضرت شاہ سعد اللہ (ف ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) کے خلیفہ تھے۔جو علوم ظاہری و باطنی کے عالم اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے تھے پھر انہیں حیدر آباد دکن میں مامور کیا گیا، موصوف سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ میں مجاز تھے۔نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع غفران منزل ان کا معتقد تھا۔بارہا ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا لیکن آپ نے اجازت نہ دی، ان کے خلفاء میں سے مولانا میر اشرف علی کے علاوہ مولوی محمد عثمان، مولوی نیاز محمد بدخشانی، مولوی حسن علی، مولوی عبدالرحیم واعظ، میر عبدالوہاب، میر رفعت علی، شاہ محمد مسکین اور محمد نواز، قابل ذکر ہیں جن سے ان سلاسل کے فیوض و برکات دکن کے علاوہ کئی دوسرے علاقوں میں بھی پہنچے (ہدیہ مجددیہ ۳۳۱) حاجی سعد اللہ کا مدفن حیدر آباد دکن میں مرجع خلائق ہے۔آپ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کے خلیفہ تھے جو حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ کے مشہور جانشین تھے۔(مقامات مظہری ۵۵۳، ۵۸۲)۔

مولانا وکیل احمد سکندر پوری کے چچازاد بھائی محمد عبدالعلیم آسی (تاریخی نام ظہور الحق) (۱۲۵۰۔۱۳۳۵ھ/۱۸۳۴۔۱۹۱۶ء) بھی ایک ذی علم بزرگ اور اردو کے شاعر تھے ان کا تخلص آسی تھا، وہ خانقاہ رشیدیہ جونپور کے سجادہ نشین رہے، ان کا عارفانہ مجموعہ کلام "عین المعارف" کے نام سے سید شاہد علی رشیدی سجادہ نشین درگاہ رشیدیہ جونپور نے مرتب کیا جو کراچی سے ادارہ یادگار آسی غازی پوری سے ۱۹۸۸ء کو طبع ہوا، آسی کی حیات اور شاعری پر کاظم ہاشمی کی کتاب پٹنہ سے ۱۹۸۴ء کو شائع ہوئی تھی۔نیز دیکھیے علی شیر خان: اردو ادب کے ارتقاء میں غازی پور کی خدمات (۱۰۵۔۱۶۱)

مولانا وکیل احمد سکندر پوری کا سلسلۂ نسب حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک واصل ہوتا ہے اور آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی کے جدِ اعلیٰ ناصر ابن عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن حضرت عبداللہ بن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں یعنی مولانا وکیل احمد سکندر پوری بن مولانا قلندر حسین بن محمد وسیم بن محمد عطاء بن محمد بزرگ بن .....[1] گویا شجرہ یوں ہے:[2]

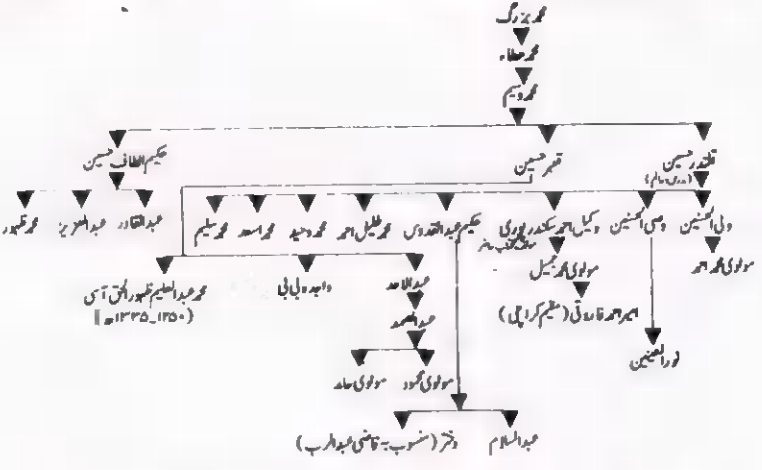

مولانا سکندر پوری کی زندگی بہت ہی مصروفیت سے عبارت تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے تصنیف و تالیف کا شغل جو علماء کا بنیادی فریضہ ہے ترک نہ کیا اور موصوف تقریباً ایک سو کتابوں کے مولف قرار پائے۔

مولانا وکیل احمد کا عہد علمی و اعتقادی سیاسی اور تمدنی اعتبار سے انقلابی اور ہنگامہ خیز تھا وہ قدیم مسائل جو کتابوں کی زینت تھے ان کے عہد میں ہندوستان کی علمی محفلوں کی جان بن گئے اس کے علاوہ بہت سے نئے مسائل پیدا ہو گئے جن سے مذہبی ذہنوں میں ہیجان برپا ہو گیا جس سے عام ذہنوں کے لیے اضطراب کی کیفیت نے جنم لے لیا تھا۔ اس عہد کا سب سے بڑا مسئلہ اعتقادات کا تھا جس پر اتنی بحثیں ہوئیں کہ ملک مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ کا اکھاڑہ بن کر رہ گیا۔

گزشتہ گیارہ صدیوں سے عالم اسلام حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلکوں میں تقسیم ہوتا رہا

---

[1] تعیین نسب حضرت مجدد الف ثانی نے سہواً ناصر بن عبداللہ کو براہ راست حضرت عبداللہ بن حضرت عمر سے منسوب کر دیا حالانکہ ناصر کے بعد چار واسطے مزید ہیں جو ہم نام ہونے کے باعث سہو کا سبب بنے (مقامات معصومی ۱۰-۹/۲)

[2] حضرت آسی غازی پوری ص ۳۱

یعنی انہوں نے ائمہ اربعہ کی تقلید کو اپنا دستور حیات بنائے رکھا، لیکن ان آخری صدیوں میں نئے مبلغین نے تقلید اور عدم تقلید کی بحثیں چھیڑ دیں۔

ایک بہت بڑی لہر عدم تقلید کے ماننے والوں کی جو اپنے آپ کو اہل حدیث سے تعبیر کرتے تھے۔ اس دور میں اٹھی اور یہ دعویٰ کیا کہ ائمہ اربعہ اور خاص طور پر امام ابوحنیفہ کے فقہی مسلک کو جس کے ہندوستان میں ننانوے فیصد مسلمان پیروکار تھے بری طرح متاثر کیا۔ اب دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے ردّ میں اتنی کتابیں لکھیں کہ دور آخر میں غیر مقلدین کے ملجا و ماویٰ اور ترجمان وہابیہ کے مولف نواب محمد صدیق حسن خان (۱۸۳۲۔۱۸۹۰ء) کو بھی اپنی خودنوشت سوانح میں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اس معاملہ میں دونوں فریقوں نے زیادتی کی ہے[۱]۔ علماء تعمیری و تحقیقی کام چھوڑ کر اس ردوقبول کے سیلاب میں بہ گئے اور تحقیقی کام جاتا رہا۔ مولانا فضل رسول بدایونی (ف ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) کو تادم واپسین رد وہابیہ میں مصروف رہنا پڑا، نزع کے عالم میں اپنے فرزند مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا اعداء دین (وہابیہ) کا کوئی رسالہ ایسا تو باقی نہیں رہا جس کا ہم نے جواب نہ لکھا ہو اور ہمارے بعد عوام اہل اسلام کو باعث تشویش ہو تو اس کا جواب لکھی میں دیا گیا[۲]۔

بھلا ان حالات میں مولانا وکیل احمد سکندر پوری جیسا حساس دل و دماغ کا عالم اپنے دامن کو کیسے بچا سکتا تھا۔ مولانا نے بھی بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا اور غیر مقلدین کی خوب خبر لی اس سلسلہ میں ان کے ایک معاصر مولانا عبدالحی حسنی کا بیان قابل توجہ ہے کہ مولانا سکندر پوری اہل حدیث اور سید احمد شہید بریلوی کے اصحاب "نکیر" تھے لکھتے ہیں:

شديد الرغبة الى المباحثه، كثير النكير على اهل حديث وعلى الفئة الصالحة من اصحاب سيدنا الامام الشهيد السيد احمد بن عرفان الحسني البريلوى[۳]

مولانا سکندر پوری کی اکثر تصانیف انہی اختلافی مسائل پر مشتمل ہیں اور بہت ہی حسن وخوبی کے ساتھ آپ نے ان موضوعات پر عمدہ تحقیقات پیش کی ہیں ان کتب میں سے رسالہ ابطال

۱۔ ابقاء المنن ۶۳ رد تقلید پر کمر ہمت باندھی تحریر و تقریر میں استعمال سب و شتم بلکہ لعن طعن کا ہوا، میں نے رد تقلید میں بہت کچھ لکھا (ایضا ۶۵) ۲۔ ضیاء محمد یعقوب: اکمل التاریخ ۱۴۰/۲ ۳۔ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵۱/۸

(بجواب ابطال الاباطیل برد التاویل العلیل لنواب صدیق حسن خان) عربی، عقد الدرر (رد وہابیہ) عربی، فتح الاسلام علی المعلم (عربی) وہابی نامہ (فارسی) معین الطالبین (رد وہابیت) فارسی' اصباح الحق المصرح عن احکام الحدث الحسن الصحیح (بجواب ایضاح الحق تالیف مولانا محمد اسماعیل دہلوی) اردو، تبصرہ (تحریک وہابیت کا پس منظر مع مسلک اہل سنت) سبحہ رضیہ (در جواز محفل میلاد)، صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان (در اثبات میلاد) اردو، ناسخ مشفق (مثنوی در رد وہابیہ) اردو، نصرۃ المجتہدین برد ہفوات غیر المقلدین (اردو)، نتیجہ (رد وہابیہ بزبان اردو) کا موضوع ہی رد وہابیہ ہے۔اسی طرح فکر جدید کے علم بردار سر سید احمد خان کے خلاف بھی مولانا سکندر پوری نے عربی میں ارشاد المرتاد الی مسلک جبۃ اخبار الآحاد (سر سید کی تہذیب الاخلاق کا جواب) اس کے علاوہ فارسی میں افادہ علی جرح العباد ۃ (یہ بھی سر سید احمد خان کے تہذیب الاخلاق کے رد میں ہے) تہذیب الاخلاق ہی کے جواب میں مولانا سکندر پوری نے اردو میں محو دلبھات الجد د تالیف کی تھی یہ تینوں کتابیں کئی بار طبع ہو چکی ہیں۔

ان کتب کے علاوہ عربی میں صامت (بجواب میر باقر داماد)، شمس الضحیٰ (نعت) مراۃ الساری بشرح الاقراری شرح یوجز اقراری، ازلۃ الحن عن اکسیر البدن، نفع المامون بدفع الطاعون، نور العینین فی تفسیر ذی القرنین، فارسی زبان میں مساق الاطباء برء تنبول، تذکرۃ الملبیب فیما یتعلق بالطب والطبیب، تریاق فاروق، دافع الوبا، یاقوتی، ماقوتی، کتاب اسرار، گنج شائیگان، لذت الوصال، رسالہ انبہ، تقریر دلپذیر، خاتم سلیمانی، معیار العرف، مغفرت نامہ (جواب اعتراضات مولانا محمد باقر آگاہ بسلسلہ اعتراضات بر مولانا عبد العلی بحر العلوم) مناجات، مکاتبہ حاشیہ کشف المکتوم، (مولانا سعد اللہ لکھنوی اور مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی کے مابین تصوف کے موضوع پر مباحث)

اردو زبان میں مولانا سکندر پوری نے مندرجہ ذیل کتب یادگار چھوڑی ہیں آئینہ چینی (ترجمہ تاریخ چینی) اخبار نجات، اعتماد خطای اجتہاد، تحقیق (در مسئلہ ایمان یزید) تذکرۃ العشائر (مولانا سکندر پوری نے اپنے اجداد کے حالات لکھے ہیں) جلاء العیون ترجمہ الشفاء الشیون، شمائم عنبریہ در مدح خیر البریہ، رسالہ چیچک، دستور العمل، عماد الاسلام در رد کرامیر شام، لمعہ

نور، مہر انور رفقہ اکبر، مقدمہ مہر انور (اس میں یہ تحقیق ثابت کیا گیا ہے کہ فقہ اکبر امام ابوحنیفہ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ دوسرے ابوحنیفہ بخاری کی تصنیف ہے)۔ نقل مجلس (روداد مناظرہ مابین مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی و مولانا مفتی اسداللہ آبادی) وسیلہ جلیلہ (توسل کے جواز میں بہترین کتاب ہے) ہدایا (ترجمہ وصایائے امام ابوحنیفہؒ) یاقوت الرمانی شرح مقامات بدیع الزمان ہمدانی، فیصلہ عدالت شرعی فتاوی عالمگیری، مرانجہ (معانقہ اور مصافحہ کا اسلامی طریقہ) عمدۃ المطالب (در بحث ایمان حضرت ابوطالب) تنبیہ مخالفین (مسائل اہل سنت اور طریقہ حنفی کے مطابق نماز کے موضوع پر ہے)۔

تنقیح البیان (درحمایت تعلیم نسواں) علم النفس، سوانح حیات (مولانا سکندر پوری نے اس میں اپنے خودنوشت حالات لکھے ہیں) طبع نہیں ہو سکی۔

ان کتب کے علاوہ عربی میں حد العرفان (فلسفۂ تصوف) حدیقۃ العرفان تخریج احادیث گلستان و بوستان بشرح فقہ الاکبر، عقد الدرر (وہابی تحریک کے خلاف) تبصرۃ الشیخ والشاب (انکار شیخ اکبر ابن عربی پر تبصرہ) اردو کتب میں سے رسالہ تحقیق (در مسئلہ طعن بر یزید) بھی آپ کی تالیفات میں سے ہیں۔

آپ شاعر بھی تھے فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے آپ کا فارسی دیوان ۱۳۰۶ھ کو لکھنو سے طبع ہوا تھا جو دراصل نواب صدیق حسن خان کے دیوان گل الطیب کے جواب میں ہے نواب صاحب کے دیوان کا موضوع عربی و فارسی ادب کے بجائے رائے، خرد، اجماع اور تقلید کی مذمت میں ہے مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے ہر نظم کا ترکی بہ ترکی جواب دیا ہے اور بہت ہی مزے لے کر طنز و مزاح کیا ہے ان کے بعض دیگر منظوم رسائل کے علاوہ فارسی میں خوان یغما (مثنوی بجواب من و سلوی مصنفہ مفتی عباس شوستری) بھی طبع ہو چکی ہے۔

ان کے علاوہ عمدۃ الکلام بجواز کلام الملوک ملوک الکلام، ازالۃ الحزن عن اکسیر البدن، ارشاد الصمدانی طریق ادب محل المولود، الکلام المقبول فی اثبات اسلام آباء الرسول، تشیید المبانی بالنکاح الثانی، دافع الشقائق عن اعجاز الاشقاق، ادحاضات شرح ایماضات، ازدجار بجواب اشتہار، بصائر ترجمۃ الاشباہ والنظائر کا ذکر صاحب نزہۃ الخواطر (۸/۵۱۸) نے

کیا ہے اور آپ کے معاصر مولانا محمد ادریس نگرامی نے آپ کی سب سے زیادہ تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل کے نام بھی لکھے ہیں۔

تقویم الاسلام، تنقیح البیان، بجواز تعلیم کتابت النسوان، تصحیح فتاوی علماء زمان بجواز تعلیم کتابت النسوان، رسالہ اذان، زبدۃ التحریر، (تذکرۂ علمائے حال ۹۷۔۹۸)۔

مولانا وکیل احمد سکندرپوری نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (۹۷۱۔۱۰۳۴ھ/۱۵۶۳۔۱۶۲۴ء) کے دفاع میں تین ضخیم اور معرکہ آرا کتابیں تصنیف کی تھیں اول ہدیہ مجددیہ دوم انوار احمدیہ اور سوم الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی جن کی تفصیل اس طرح ہے

ہدیہ مجددیہ ، یہ کتاب دراصل حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف آپ کے معاصر حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی (ف ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) کے رسالہ اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہے شیخ محدث کو حضرت مجدد الف ثانی کے بعض مکاشفات وعرفانی مندرجات پر شکوک وشبہات پیدا ہو گئے وجہ یہ ہوئی کہ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مرید حسن خان افغان کسی بات پر آپ سے ناراض ہو گیا اور آپ کے مکتوبات کے بعض اجزا اپنے ساتھ لے گیا اس نے قصداً ان میں تحریف کر کے اس وقت کے اکابر علماء کے پاس بھیجے وہ دہلی بھی آیا اور نقشبندی سلسلہ کی مرکزی خانقاہ حضرت خواجہ باقی باللہ (ف ۱۰۱۲ھ) کے سجادہ نشین حضرت خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء) اور حضرت شیخ محدث کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ محرف مکتوبات دکھائے یہ دونوں بزرگ بغیر تحقیق احوال کے حضرت مجدد الف ثانی سے کبیدہ خاطر ہو گئے، حضرت شیخ محدث نے باقاعدہ ایک طویل مکتوب بصورت اعتراضات لکھا جسے اس وقت مخالفین نے خوب شہرت دی۔ جب حضرت مجدد الف ثانی نے اصل مکتوبات ان حضرات کو ارسال کیے تو ان کے شکوک وشبہات رفع ہو گئے اور آپ نے اپنے خیالات سے رجوع کر لیا، اور صفائی باطن پر باقاعدہ خط لکھ کر اظہار کیا آپ کا یہ مکتوب آپ کی کتاب اخبار الاخیار کے آخر میں شامل ہے اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی نے خواجہ حسام الدین احمد مذکور کو ایک خط جلد سوم۔ مکتوب نمبر ۱۲۱ لکھ کر باقاعدہ برادرانہ شکوہ کیا ہے کہ شیخ محدث نے مجھے خط لکھنے کے بجائے میری بدنامی کی اور اس قسم کا خط دوسروں کو لکھا حضرت شیخ محدث کی صفائی باطن اور رجوع کے باوجود کئی اصحاب نے اس رسالہ

کے اعتراضات کے جواب میں مدلل رسائل لکھے جن میں ملا معین ٹھٹھوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ غلام علی دہلوی اور آخری رسالہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری کا ہدیۂ مجددیہ ہے۔ جس کا پس منظر اس طرح ہے:

مخالفین کی مخالفت کا ہر دور میں ہر مخلص محبِ دین اسلام کو سامنا کرنا پڑا ہے سوال یہاں یہ تھا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے ذی علم بزرگ جو حضرت مجدد الف ثانی کے برادر طریقت بھی تھے کیوں کر مخالف بنے؟

یقیناً حضرت شیخ محدث کی خدمت میں سب مخالفین نے مکاتیب محرفہ ارسال کیے اور خود بھی حاضر ہوئے اور شیخ ان سے متاثر ہو گئے دراصل اس وقت شکست خوردہ ذہنیت کا آپ کے خلاف پروپیگنڈہ اس قسم کا تھا کہ حضرت شیخ محدث جیسے بزرگ نے بھی تحقیق احوال نہ فرمائی اور مذکورہ مکتوب لکھ دیا جب اس کے جواب میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے حضرت شیخ کی خدمت میں اپنے اصل مکاتیب ارسال فرمائے تو شیخ کو اطمینان ہوا، غور فرمایئے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے اس کے جواب میں کوئی تردیدی رسالہ خود تالیف نہیں کیا کیوں کہ آپ بخوبی جانتے تھے کہ حضرت شیخ محدث جیسے بزرگ کو جب حقیقت حال کا علم ہوگا تو وہ اپنے خیالات سے رجوع کر لیں گے۔

حضرت شیخ محدث کے مکتوب اعتراضات کو مخالفین نے اتنی شہرت دی کہ ملک کے دور دراز علاقوں تک اہل علم و عرفان کو حیرت ہوئی اہل صدق و یقین نے اس مکتوب کو شیخ محدث کی اپنی تحریر ماننے سے انکار کر دیا، سندھ کے معروف عالم ملا معین ٹھٹھوی نے جب شیخ محدث کے اعتراضات کے جواب میں رسالہ لکھا تو اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود وہ اس امر کے قائل نہیں تھے کہ یہ واقعی شیخ محدث کی تحریر ہے، تاہم اس رسالہ اعتراضات کے جواب میں عہد شیخ محدث سے لے کر حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰/۱۸۲۴ء) بلکہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری تک رسائل لکھے گئے، سب نے شیخ محدث کے ان خیالات سے رجوع کرتے اور اپنا مکتوب اعتراضات واپس لینے کا ذکر کیا ہے، حضرت شیخ محدث نے اپنے مجموعہ مکاتیب میں بھی اس مکتوب کو شامل نہیں کیا۔

جب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں صفائی حاصل ہو گئی اور یہ صفاء باطن الہامی طور پر بھی تھا تو آپ نے ایک خط حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے جانشین اور سلسلہ نقشبندیہ کی مرکزی شخصیت حضرت خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء) کو ایک مکتوب کے ذریعہ اپنی اس صفائی کے بارے اطلاع دی' فرماتے ہیں:

آج کل میاں شیخ احمد سلمہٗ (مجدد الف ثانی) سے اس فقیر کی صفائی حد سے بڑھی ہوئی ہے ہمارے مابین کوئی پردۂ بشریت یا کوئی غبار جبلت باقی نہیں رہا اس امر سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ طریقہ شریفہ کی رعایت اور عقل وانصاف کے تقاضوں کی رو سے ایسے عزیزوں اور بزرگوں سے بد ظن نہ ہونا چاہیے میں کہتا ہوں کہ اب جو کچھ بطریق ذوق ووجدان وغلبہ کے میرے دل میں آیا ہے اس کے بیان کرنے سے میری زبان قاصر ہے پاک ہے اللہ دلوں کا پلٹنے اور احوال کا بدلنے والا، ظاہر بین افراد شاید اس بات کو بعید سمجھیں میں خود بھی نہیں جانتا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور کیا کیفیت ہے۔ (اخبار الاخیار ۳۲۶، مقامات خیر ۴۸)

رجوع کی روایت نقشبندی اور دیگر سلال کے مشائخ میں مشہور ہو چکی تھی، حضرت شیخ کے ایک معاصر چشتی بزرگ شیخ فتح محمد فتح پوری نے "مناقب العارفین" میں اس رجوع کا ذکر کیا ہے وہ حقیقت احوال سے آگہی کیلیے خود دہلی آئے اور حضرت شیخ کے فرزند رشید شیخ نور الحق مشرقی سے ملے اور مل کر حضرت شیخ کے حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں اپنے خیالات سے رجوع کا ذکر کیا (حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ۱۴۱)

ان دونوں حضرات کے خانوادوں میں بھی آپس کے مراسم یہی ثابت کرتے ہیں کہ ان حضرات کے مابین کسی قسم کا اختلاف باقی نہیں رہا تھا حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند اصغر شاہ محمد یحیی نے علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد حدیث کی سند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے لی تھی (مقامات معصومی ۲۶۴/۴)

خود شیخ نور الحق مشرقی بن شیخ محدث آگرہ میں حضرت مجدد الف ثانی سے ملے تھے (زبدۃ المقامات ۳۰۷)' معاصر مولف خواجہ محمد ہاشم کشمی نے براہ راست شیخ محدث سے روایت کی ہے کہ شیخ محدث نے حضرت مجدد الف ثانی کے ایک مخالف کو قرآن مجید کی ایک آیت کی دلیل سے مخالفت سے روکا اور منع کیا (زبدۃ المقامات ۳۵۶)

حضرت شیخ نور الحق مشرقی بن حضرت شیخ محدث بھی حضرت خواجہ باقی باللہ کے تربیت یافتہ اور مجاز تھے اسی طرح خواجہ کلاں بن حضرت خواجہ باقی باللہؒ حضرت شیخ محدث کے شاگرد تھے (زاد المعاد از خواجہ کلاں ۲۰۲) جو اس امر کا ثبوت ہے کہ ان حضرات کے مابین وقتی نزاع ختم ہو چکا تھا پھر حضرت شیخ محدث کی دختری اولاد میں سے مولانا محسن دہلوی (ف ۱۱۲۷ھ/ ۱۷۰۱ء) حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے (مقامات معصومی ۲۹۸/۳، ۴۱۷/۴) حضرت میرزا مظہر جان جاناں جن کی ساری زندگی دہلی میں دعوت وارشاد میں بسر ہوئی جو حضرت شیخ محدث کے رجوع کے قائل تھے (مقامات مظہری' ۴۲۸۔۴۳۲) حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء) جنہوں نے ۴۵ سال تک دہلی میں مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا درس دیا تھا ان تک رجوع کی روایت پہنچی تھی اور انہوں نے شیخ محدث کے رسالہء اعتراضات کے جواب میں ایک رسالہ لکھ کر اس رجوع کا نہ صرف تذکرہ کیا بلکہ دونوں حضرات کے مابین رشتہ مودت واخوت کا بھی ذکر کیا ہے۔

خود حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے ایک مکتوب (۲۹/۲) میں حضرت شیخ محدث کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''وجود شریف ایشان دریں غربت اسلام واہل اسلام مغتنم است''

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے آخری ایام حیات میں خواجہ حسام الدین احمد کو جو خطوط لکھے تھے ان میں سے ایک مکتوب میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا نام لیے بغیر یہ برادرانہ شکوہ کیا ہے کہ انہوں نے مجھے براہ راست لکھنے کی بجائے محض شبہہ (بہ مجرد اشتباہ) کی بنا پر مجھ پر اعتراضات کر کے مشتہر کیا اور اس کی ''شہر شہر منادی'' کرائی۔ یہ کہاں کی دین داری ہے؟ میں نے کوئی بات بھی ایسی نہیں لکھی جس کی ابتداء واختراع اس فقیر نے کی ہو۔۔۔ اس لیے یہ سارا ''شور

وغوغا" کیسا ہے اگر کوئی ایسا لفظ مجھ سے صادر ہو گیا تھا جو ظاہر علوم شرعیہ سے مطابقت نہیں رکھتا تھا تو تھوڑی سے توجہ سے اس کی شریعت کے مطابق تاویل کر لیتے، اسی مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی نے لکھا ہے کہ آپ کے مکتوب سے یہ مفہوم بھی ہوتا ہے کہ اس عزیز (مکتوب الیہ مولانا محمد صالح کولابی) سے میرا مکتوب (۸۷/۱۳) سن کر آپ کے خادموں میں بھی "اشتباہ وانحراف" پیدا ہوا۔۔۔۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مشتبہ مقامات کو آپ خود حل کر لیتے اور اس فقیر پر نہ چھوڑتے اور فتنہ کو ختم کر دیتے دوسرے دوستوں سے کیا شکایت کی جائے کہ ان میں سے بعض نے شبہ دور کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود ایسا نہیں کیا بلکہ خاموشی اختیار کر لی![1]

جب مخالفین کی یہ شورش بڑھ گئی تو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے معارف کے اصل مسودات حضرت شیخ محدث کی خدمت میں ارسال کیے جنہیں پڑھ کر آپ مطمئن ہو گئے اور اپنے اعتراضات سے رجوع کر لیا شیخ محدث نے رجوع کے سلسلے کا ایک مکتوب بھی ان اختلافات میں سب سے زیادہ نشانہ بننے والی شخصیت خواجہ حسام الدین احمد کے نام ارسال کیا تھا![2]

شیخ محدث علیہ الرحمۃ کا یہ مکتوب پڑھ کر خواجہ حسام الدین احمد کا "غبار ملال" تو جاتا رہا لیکن حاسدین ومخالفین کی کارروائیاں جاری رہیں، حضرت مجدد الف ثانی کے معارف کے خلاف کئی رسائل لکھے گئے اور معاندین کے جواب میں مخلصین نے بھی کئی کتابیں لکھیں![3]

ہر مخالف نے شیخ محدث کے رسالہ کو آڑ بنایا گویا حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث کے مابین اختلافات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن آپ نے ثابت قدمی کے ساتھ! حالات ومعاملات پر غور فرمایا اور تعلقات معمول پر آ گئے۔

حضرت خواجہ کے دونوں فرزندان گرامی ابتدائی تعلیم کے بعد تکمیل کیلیے خواجہ حسام الدین احمد کی اجازت وتحریک پر سرہند گئے اور فراغت کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کے

---

[1] مکتوبات ۵۶۶/۱۲۱/۳۔ [2] یہ مکتوب اخبار الاخیار کے مجتبائی ایڈیشن کے آخر میں خاتمہ کے طور پر شامل ہے، مخالفین کا الزام ہے کہ یہ مکتوب معتقدین کا خود ساختہ ہے آپ کے مجموعہ مکاتیب میں موجود نہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ رجوع کے معاملہ کا یہ مکتوب کلیات خواجہ کلاں میں موجود ہے (روضۃ القیومیہ ۲۱۱/۱) جس سے مخالفین واقف نہیں ہیں [3] "حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں"، مقالہ بشمولہ جہاں امام ربانی (جلد پنجم)

خلیفہ کی حیثیت سے خانقاہ حضرت خواجہ میں تاحیات دعوت وارشاد میں مصروف رہے، خواجہ حسام الدین احمد کے فرزند بزرگ خواجہ جمال الدین حسین بھی حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر بہرہ یاب ہوئے حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند اصغر شاہ محمد یحیٰ کا عقد مبارک خواجہ کلاں کی صاحبزادی سے ہوا[1] گویا ان حضرات کے مابین وہ تمام اختلافات مخالفین و معاندین کے پیدا کیے ہوئے تھے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رفع ہو گئے۔[2]

مولانا سکندر پوری کی دوسری اہم کتاب انوار احمدیہ فارسی میں ہے اس کتاب کی تالیف کے اسباب بیان کرتے ہوئے مولف لکھتے ہیں۔

> ایک شخص گجراتی نے جس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے کلام معارف نظام کا انکار کرتے ہوئے لب کشائی کی اور اپنے خرافات کے ذریعہ آپ پر سب وشتم کی۔ وہ اتنا مجہول اور غیر معروف آدمی ہے کہ اس کے حالات کسی کتاب میں نہیں ملتے اور نہ کسی عالم کی زبان سے سننے میں آئے۔ اس نے اپنی شہرت کی بنیاد اولیاء کاملین کی تنقیص پر رکھی ہے گجراتی نے بارہ ہزار روپے بطور نذرانہ مدینہ منورہ کے ایک عالم سید محمد برزنجی کی خدمت میں ارسال کیے اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی بعض عبارات کا عربی ترجمہ کر کے برزنجی صاحب سے فتویٰ طلب کیا کہ ایسی باتیں لکھنے والے کے بارے میں اپنی رائے تحریر کریں، برزنجی نے اس حلیہ کو بہت غنیمت جانا اور قدح الزند کے نام سے بہت جدوجہد کے بعد ایک کتاب لکھی جس میں حضرت مجدد الف ثانی کی توہین و تکفیر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ جب برزنجی نے مدینہ طیبہ کے قاضی و مفتی سے اس پر مہر تصدیق کی درخواست کی تو وہ ان کی منت ساجت کے باوجود راضی نہ ہوئے تو پھر برزنجی مکہ مکرمہ پہنچے اور

---

[1] زاد المعاد قلمی، ہدیہ احمدیہ ۸۷ [2] حضرت شیخ محدث کا اعتراضات سے رجوع کرنا اور اس قسم کے دیگر امور کی تفصیلات کیلیے دیکھیے ہمارا مقالہ مشمولہ فکر امام ربانی مجدد الف ثانی

> وہاں کے حرم محترم کے مفتی وقاضی سے اس پر تصدیق کے لیے التجا کی تو ان میں سے کسی ایک نے بھی مہر ودستخط نہ کیے اب ناچار انہوں نے غیر معروف "سوقیوں" سے اس رسالہ پر مہریں لگوا کر گجراتی کو بھیج دیں۔اس نے ان شبہات کا ترجمہ کیا اور چند امور کا اس پر اضافہ کر کے خود ایک کتاب مکاشف الاسرار کے نام سے لکھ کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پر "زشت وتکفیر وتفسیق واضلال سے اپنے لب ودہان کو آلودہ کیا اس پر طرفہ یہ ہے کہ گجراتی موصوف تصوف سے واقف ہی نہیں تھا مگر وہ اپنے آپ کو عارف سمجھتا تھا وہ صوفیہ کرام کی اصطلاحات سے بھی واقف نہیں تھا ۔چونکہ مولف (مولانا وکیل احمد سکندر پوری) خود نقشبندی ہے اس لیے اس قسم کے بہتان تضلیل وتکفیر کے خلاف لکھنے پر تیار ہوا (انوار احمدیہ ص۲۔۶)

ہمارا قیاس ہے کہ کاشف الاسرار کے مولف گجراتی نے اپنا نام اس لیے ظاہر نہیں کیا کہ اس وقت کا حاکم اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸۔۱۱۱۸ھ/۱۶۵۸۔۱۷۰۷ء) خانوادہ نقشبندیہ کا معتقد خاص بلکہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ (ف۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء) کا مرید مخلص تھا اگر گجراتی اپنا نام بتاتا تو اس پر حکومت کی طرف سے گرفت کا قوی امکان تھا۔

بہر حال اس وقت یعنی گیارھویں صدی ہجری میں گجرات اور اورنگ آباد (دکن) میں سلسلہ مجددیہ کی مخالفت اپنے پورے عروج پر پہنچ چکی تھی۔جس کے اسباب اس سلسلہ کے بزرگ افراد کی معاشرہ میں بے حد توقیر واحترام تھے بلکہ حکومت کی طرف سے ان کے اعزاز واکرام نے دیگر علماء ومشائخ کو حسد کا شکار کر دیا تھا۔

شیخ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی (۱۰۴۰۔۱۱۰۳ھ/۱۶۳۰۔۱۶۹۱ء) جو سلسلہ مجددیہ کے عرب مخالفین میں پیش پیش تھے کی اولاد اورنگ آباد آ کر مقیم ہو گئی تھی۔محمد بن حسن بن عبدالکریم بن محمد برزنجی یعنی برزنجی مذکور کا پڑپوتا عرصہ دراز تک اورنگ آباد میں مقیم رہا،اس نے اپنے دادا۔کے رسائل کی نقول کر کے انہیں یہاں مشتہر کیا جن کے خطی نسخے اس وقت کتابخانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

میں ہیں (فہرست بعض کتب نفیسہ قلمیہ جلد دوم ص ۳۴۷۔۳۵۰۔۳۵۶۔۳۶۳)۔

علامہ برزنجی نے حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف ایک مستقل رسالہ الناشرۃ الناجرہ للفرقۃ الفاجرہ عربی میں لکھا جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ (نعوذ باللہ) حضرت مجدد الف ثانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا (فہرست محولہ بالا ۲/۳۶۳۔۲۲۳ فن کلام)۔

یہ ساری مخالفت جو عربستان میں ہوئی کے محرک سید محمد برزنجی تھے جن کا پورا نام سید محمد بن عبد الرسول بن عبد السید حسنی برزنجی ہے فقہائے شافعیہ میں سے تھے۔ شہر زور میں ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء کو متولد ہوئے ہمدان، بغداد، دمشق، قسطنطنیہ اور مصر میں رہے آخر میں مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی ۱۱۰۳ھ/۱۶۹۱ء کو فوت ہوئے، کئی کتابوں کے مؤلف تھے۔ ان میں سے حل مشکلات ابن العربی بھی ہے۔ جو انہوں نے فارسی سے عربی میں ترجمہ کی تھی (الاعلام ۶/۲۰۴) اس کتاب سے موصوف کے صوفیانہ رجحان کا اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں شیخ اکبر ابن عربی کے مکتبہ فکر سے قریبی لگاؤ تھا۔ ہمارا یہ بھی قیاس ہے کہ جب مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی میں شیخ ابن عربی کے مکشوفات اور ان کے نظریۂ وحدت الوجود کے خلاف مواد نظر آیا تو وہ مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حرمین الشریفین میں ان کے شاگرد سے تحصیل کر چکے تھے انہی سید محمد برزنجی کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے مزاج میں کسی قدر خشکی موجود تھی (انفاس العارفین ۱۸۴)

حرمین الشریفین میں انکار حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف یہ مہم حدود ۱۰۹۰۔۱۰۹۶ھ میں ہوئی علامہ محمد بیگ مذکور کا رسالہ عطیۃ الوہاب ۱۰۹۴ھ/۱۶۸۳ء میں تالیف ہوا (مقامات مظہری ۲۷۴ طبع دوم) مذکورہ سنین کے دوران اس مخالفت کے آثار ہندوستان میں بھی نمایاں ہوئے اور اورنگ آباد اس کا مرکز بنا رہا۔ سید محمد برزنجی کی اولاد ان دنوں اورنگ آباد میں مقیم اور برزنجی کی تصانیف کی نقول کرنے میں مصروف تھی۔ ان میں سے محمد بن حسن بن عبد الکریم بن محمد برزنجی یعنی برزنجی کا پڑپوتا اپنے پردادا کے رسائل کی کتابت اور اشاعت پر مامور تھا اس نے "النصب الہندی لاستیصال کفریات احمد سرہندی" تالیف ابو علی حسن علی مکی عجیمی (تالیف بسال ۱۰۹۴ھ) کی کتابت ۱۱۵۷ھ کو یہیں اورنگ آباد میں کی تھی اس کا خطی نسخہ کتابخانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں ہے (فہرست مخطوطات آصفیہ ۲/۳۴۷)

سید محمد برزنجی کی اپنی تصنیف "قدح الزند وقدح الرند فی رد جہالات اہل سرہند" کی کتابت بھی اسی مذکورہ پڑپوتے نے ۱۱۷۷ھ کو ہی کی جس کا قلمی نسخہ مذکورہ کتابخانہ میں ہے (ایضاً ۲/۳۵۰)

الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی

مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے علامہ سید محمد البرزنجی کے رسالہ قدح الزند کا عربی میں رد لکھا مؤلف بزرگ اس کے دیباچہ میں وضاحت فرماتے ہیں۔

محمد صالح اورنگ آبادی اور گجراتی اور ان کے متبعین محمد عارف اور عبداللہ سورتی نے حضرت مجدد الف ثانی کے بعض مکاتیب کا عربی ترجمہ کیا جو انصاف سے بہت دور اور محرف تھا انہوں نے یہ ترجمہ سید محمد البرزنجی کو مدینہ منورہ بھیجا اور ان سے ان افکار وخیالات کے حامل شخص کے بارے میں جواب طلب کیا انہوں نے اس کے ساتھ کچھ رقم بھی ارسال کی، جس کے جواب میں علامہ برزنجی نے ایک رسالہ حضرت مجدد الف ثانی کے خیالات کے رد میں لکھا جس میں آپ کو فاسق اور کافر قرار دیا۔ اس رسالہ پر انہوں نے مدینہ منورہ کے قاضی اور مفتیوں سے تصدیق کروانے کے لیے ان سے مہر لگانے کی استدعا کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا پھر وہ وہاں سے مکہ مکرمہ گئے تو وہاں بھی یہی معاملہ درپیش ہوا ...اس دوران شیخ نور الدین محمد بیگ[1] (ترک عالم) اس امر کی تحقیق کے لیے حرمین الشریفین آئے ...انہوں نے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کی اصل عبارتوں کے تراجم عربی میں کیے اور بعض علماء کو جب یہ دکھائے گئے تو وہ حیران بھی ہوئے اور اپنے خیالات سے رجوع کرتے ہوئے اپنے

---

[1] شیخ محمد بیگ بن یار محمد بن خواجہ محمد بن موہب بخاری ثم برہانپوری حنفی نقشبندی کی ولادت ۱۰۴۱ھ اور وفات ۱۱۱۰ھ کو ہوئی کئی کتابوں کے مولف تھے عطیۃ الوہاب مذکورہ کے علاوہ ملحق خلاصۃ السیر (مرتبہ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، فہرست مخطوطات آصفیہ ۲/۳۶۳) طبع ہو چکی ہے (ہدیۃ العارفین ۲/۲۸۲، ایضاح المکنون ۱/۲۸۲ وبہ بعد، معجم المولفین ۱۱/۲۹۷)

فتوے واپس لے گئے۔ شیخ محمد بیگ مذکور نے اس ساری صورت حال میں وہ تمام عبارات مکتوبات کو عربی میں منتقل کیں اور بہ شکل استفتاء اسے حرمین کے تمام اکابر علماء کی خدمت میں بھیج کر تصویب کروائی، شیخ محمد بیگ کا یہ رسالہ "عطیۃ الوہاب بین الخطاء والصواب" کے نام سے طبع ہو چکا ہے اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے عربی ترجمہ شیخ محمد مراد قازانی کی رمزی کے حاشیہ پر یہ پورا رسالہ بھی طبع ہوا تھا......

سید محمد برزنجی کی اس کتاب کا رد مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے الکلام المنجی کے نام سے کیا جو اس وقت قارئین کے ہاتھ میں ہے۔ وہ نبیرہ برزنجی اس کتاب کے ترقیمہ میں مذکورہ کتاب عصب الہندی کے مطالعہ کی باقاعدہ دعوت دیتا ہے۔ سید محمد برزنجی کی ایک اور کتاب الناشرۃ الناجرۃ للفرقۃ الفاجرۃ بھی ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۳ء کو تصنیف ہوئی تھی۔ اس کے مندرجات بھی بہت ہی پست اخلاقی اور غیر علمی خیالات پر مبنی ہیں۔ کہ ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۳ء کو ہندوستان سے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے خیالات یہاں عرب میں پہنچے جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے رسالت کا دعوٰی کیا تھا۔

"در ۱۰۹۳ھ از ہندوستان ضلالات وخیالات شیخ احمد سرہندی بطور استفتاء در دیار عرب رسید کہ او دعوٰی رسالت کردہ (فہرست مخطوطات آصفیہ ۲/۳۶۳)

گویا ان حضرات کی مخالفت اپنی انتہاء کو پہنچ گئی تھی اور غیبت کرنے والوں نے "مجدد الف ثانی" کے مبارک لقب کو "دعوٰی رسالت" بنا کر پیش کیا تھا۔ اسی کتاب میں سید برزنجی نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اس سے پہلے شیخ احمد سرہندی آپ کی اولاد اور خلفاء کے رد میں نو رسالے تصنیف کر چکے ہیں۔ یہ ان کا دسواں رسالہ ہے مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے برزنجی کے ساتھ ہی محمد صالح اورنگ آبادی کی مخالفت کا بھی ذکر فرمایا ہے برزنجی نے خود لکھا ہے کہ مجھ سے پہلے محمد صالح مذکور شیخ احمد سرہندی کے رد میں کئی رسائل لکھ چکا ہے۔ (الناشرۃ، مذکورہ، خطی، بحوالہ فہرست مخطوطات آصفیہ ۲/۳۶۳) ہم نے اورنگ آباد کی مذکورہ سنین کی اس مخالفانہ فضا کا قدرے تفصیل سے تذکرہ اپنی کتاب احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری میں کیا ہے (۱۵۹۔۱۶۴)

ہمیں ان بہت سے مخالفانہ رسائل کے رد میں اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دفاع میں لکھے جانے والے رسائل کی ایک مفصل اور طویل فہرست بنانے کی سعادت بھی نصیب ہو چکی ہے یہ فہرست رسالہ نور اسلام شرقپور کے حضرت مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم میں شامل ہے۔

پیش نظر کتاب الکلام المنجی ایک مقدمہ پانچ مقالات (ابواب) اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ حضرت مولف نے مقدمہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مناقب آپ کی تصانیف اور خلفاء کا مختصر مگر بہت ہی جامع تعارف کروایا ہے اس کے بعد گجرات اور دکن وغیرہ میں جو مخالفانہ سرگرمیاں ہوئیں ان کا ذکر ہے پھر کس طرح ایک غیر معترف و مجہول گجراتی نے بارہ ہزار روپے کی رقم جمع کر کے سید محمد برزنجی کے پاس بھیجی اور انہوں نے اس رقم کو غنیمت جانتے ہوئے اس کے سہارے کس طرح حرمین الشریفین میں مخالفت کا آغاز کیا۔ پھر اس دوران ایک ترکستانی عالم شیخ نورالدین محمد بیگؒ وہاں حاضر ہوئے اور انہوں نے اس مکدر فضا کو کس طرح بدلا اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی اصل عبارات کا کامل ترجمہ عربی میں کر کے علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا اور فتوی طلب کیا جس کے بعد اس مخالفت میں کمی واقع ہوئی۔

مولانا سکندر پوری نے باقی پانچ ابواب میں سید محمد برزنجی کے مخالفانہ اقوال کی بہت ہی بھرپور طریقہ سے تردید کی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کو جدید عربی ٹائپ میں کمپوز کر کے ایک مفصل عربی مقدمہ کے ساتھ شائع کیا جائے۔

عزیز دوست جناب محمد عالم مختار حق نے میرے اس مقدمہ کے مواد کو ترتیب دیا اور اس کی پروف ریڈنگ کر کے اسے آسان بنا دیا۔ اس کے لیے راقم ان کا شکر گزار ہے۔

حوزہ نقشبندیہ کے صدر جناب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ نے مولانا وکیل احمد سکندر پوری مرحوم کی تینوں کتب در دفاع حضرت مجدد الف ثانی اپنے اسی ادارہ سے شائع کرنے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن آپ کی علالت کے باعث یہ کام رُک گیا جسے اب حضرت صوفی غلام سرور مرحوم کے ادارہ سے شائع کیا جا رہا ہے۔

دارالمورخین، لاہور

۲۵ اکتوبر ۲۰۱۱ء　　　　محمد اقبال مجددی

مآخذ مقدمہ

۱۔ محمد ادریس نگرامی: تذکرہ علمائے حال (تطییب الاخوان بذکر علماء الزمان) لکھنؤ ۱۸۹۷ء

۲۔ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ج ۸ طبع عکسی کراچی

۳۔ اسیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری، مقالہ مشمولہ بصائر، کراچی، جنوری ۱۹۶۷ء

۴۔ عبدالمجید کاتب: سمات الاخیار، جونپور ۱۳۳۳ھ

۵۔ کاظم ہاشمی: حضرت آسی غازی پوری، حیات اور شاعری، پٹنہ ۱۹۸۴ء

۶۔ آسی، عبدالعلیم ظہور الحق غازی پوری: عین المعارف مرتبہ شاہد علی رشیدی، کراچی ۱۹۸۸ء

۷۔ عبدالحلیم فرنگی محلی: نور الانوار حاشیہ قمر الاقمار، دہلی ۱۳۲۳ھ

۸۔ محمد رضا انصاری: ایک ذہین مصنف، مقالہ مشمولہ نذر مقبول، جونپور ۱۹۷۰ء

۹۔ وکیل احمد سکندر پوری: انوار احمدیہ، ہدیہ مجددیہ، الکلام المنجی، دہلی ۱۳۱۱ھ

۱۰۔ صفر احمد معصومی: مقامات معصومی تحقیق و تعلیق و ترجمہ محمد اقبال مجددی، لاہور ۲۰۰۴ء

۱۱۔ غلام علی دہلوی، شاہ: مقامات مظہری تحقیق و تعلیق و ترجمہ محمد اقبال مجددی لاہور ۲۰۰۱ء (طبع دوم)

۱۲۔ فہرست مشروح بعض کتب نفیسہ قلمیہ کتابخانہ آصفیہ، حیدرآباد دکن ۱۳۵۷ھ

۱۳۔ صدیق حسن خان، نواب: اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء المحدثین، بھوپال ۱۳۰۵ھ

۱۴۔ ضیاء محمد یعقوب: اکمل التاریخ، بدایوں، ۱۹۱۶ء

۱۵۔ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ: انفاس العارفین، دہلی ۱۳۳۳ھ

۱۶۔ زرکلی، خیر الدین: الاعلام، بیروت ۲۰۰۵ء

۱۷۔ محمد اقبال مجددی: احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری، لاہور ۱۹۷۲ء

۱۸۔ علی شیر خان: اردو ادب کے ارتقاء میں غازی پور کی خدمات، غازی پور، ۱۹۹۸ء

اَللهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُّنِيبُ
در بهیه حمد و ثنا شار بارگاه کبریا که درین زمان فرخی اقتران کتاب مستطاب
انوار احمدی
هدیهٔ مجددی
الکلام المنجی
از افادات علیه حضرت مولانا حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری دام فیوضه بماه ذی الحجه ۱۳۱۲ھ
در مطبع مجتبائی واقع دهلی طبع شد

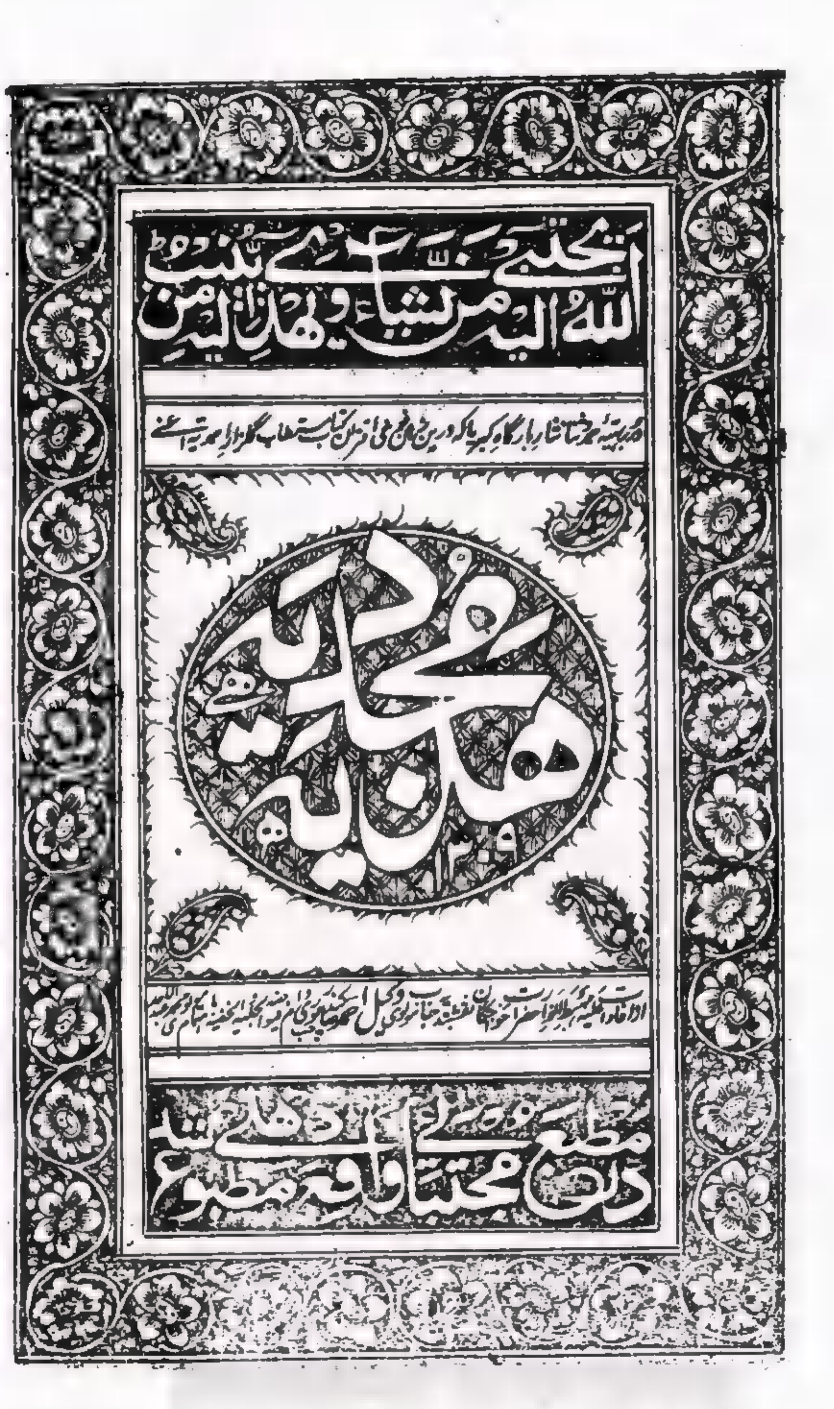
اللّٰہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب
ہدیہ مجددیہ
مطبع مجتبائی واقع دہلی میں مطبوع ہوئی

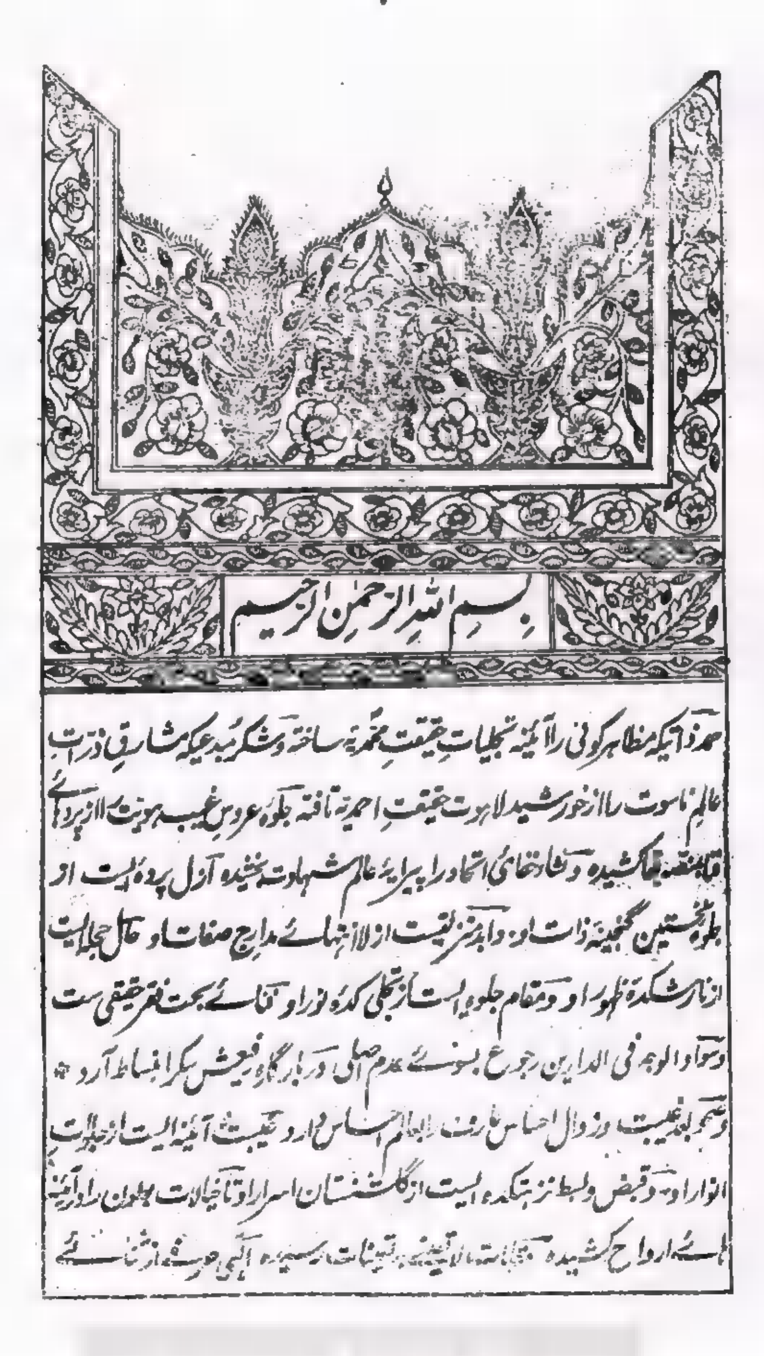

حمد ذاتیکه مظاهر کونی را آئینه تجلیات حقیقت محمدیه ساخته و شکر مبدعیکه مشارق ذرات
عالم ناسوت را از خورشید لاهوت حقیقت احمدیه تافته جلوهٔ عروس غیب هویت را از پردهٔ
قاب منقبه جمال کشیده و نشان خفای اتحاد را بپیرایهٔ عالم شهادت بخشیده آزل پرده ایست از
جلوهٔ نخستین گنجینهٔ ذات او و ابد نشیمنیست از لالهٔ نهالهٔ مدارج صفات او عالم جلالیست
از زنارشکدهٔ ظهور او و مقام جلوه ایست از تجلی کدهٔ نور او فنائے بحت فقر حقیقی ست
و سواد الوجه فی الدارین رجوع بسوئے عدم اصلی در بارگاه فیضش بکر انبساط آرد ✲
و صحو بعد غیبت و زوال احساس خارشت بالعالم احساس وارد تجلیت آئینه ایست از تجلیات
انوار او و قبض و بسط نیرنگ کده ایست از گلشنستان اسرار او تا خیالات جلوهٔ را در آئینه
هائے ارواح کشیده تجلیاست ما را آئینه تعینات بخشیده آلی جوشیده از شنا ئے

سپاس بی منتهای تو بر زبانِ خویش نمی آرم بکمال عجز و فراوان نیاز ثنای تو بر توی سپارم

بیت آنجا که کمالِ کبریای تو بود	عالم نمی از بحرِ عطای تو بود
ما را چه حدِ حمد و ثنای تو بود	هم حمد و ثنای تو سزای تو بود

و نعت مر رسولی که دریای حقیقت قطره ایست از توج شهودش و تجلی گاه معرفت
ذره ایست از صیقل طرازی وجودش پیکرش ظهوریست در مظاهر حقائق امکانی
و ذاتش جوهریست از گنجینۂ نهانی خلوت سرمدی نغمه ایست از ارغنون حقیقتش
و نوای کن اشاره ایست از عشرتکدۂ معرفتش نهالِ وجود او آرائشِ بوستان کائنات
و گلِ شهود او پیرایۂ گلزار تجلیات نگارگاهش شهادت گاه شعلۂ اطلاق و تماشاگاه
بازار ظهورش تجلی فروشش جواهر اشراق صیقلگری لمعات انظارش جوهر نمای شمشیر
امکانی و آئینه خیزی اشعات توجهاتش خورشید بار مطلع اکوانی گوهریست که مینای
کن بجوهر سائش بار دیده و مشرقیست که آفتاب احدیه از مطلعش درخشیده عالمِ اجمال
خلوتگاه شاهد کمال اوست و عالم تفصیل جلوتکدۂ ظهور جمال او و از آثار امتیاناتش در
هر صدی شخصی پدید آید که تجدید دین متین فرماید و گرهی از احوال پر اختلالِ
عالم و عالمیان کشاید قدوسِ آلِ اطهارش در انجمن گاه ملکوت چندان گوشۂ
کلاه شکسته اند که سیمای نورانیان جبین سای بارگاهِ شان نتوان گردید و ذوات
اصحاب کبارش در تجلی گاه تقدیس آن قدر سر کشیده اند که دیدۂ روحانیان ساغر کف پای
این بزرگواران جلا نخواهد بخشید اما بعد فقیر حقیر وکیل احمد سکندرپوری
نقشبندی مجددی عفا عنه ربه بلطفه السرمدی می گوید که بر مرایای ضمائر اولو الابصار
و قلوب منصفین نشر آیات علم و کمال اند مخفی نخواهد بود که آفتاب جهانتاب مبلغ فیاض الحق المبین

معادن قلوب انسانی گردیده هر جوهر بمقتضای صفا طینتی خویش در بازار کمال تابیده آنرا که در نگارستان ازل نور بینش داده اند از لمعات آن آفتاب عالم تاب درخشید کسی را که در میثاق اتفاقی کرده اند از ضیای مهر انجلای باطنش آفاق منور گردید مصداق این نکات آنحضرت مآب کمالیت مآب سلطان طریقت برهان حقیقت مهبط انوار الهی مورد برکات نامتناهی امام ربانی حضرت شیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی علیه الرحمة است که از ظهور انکشاف صبح شعورش در اقتباس انوار تقدیس بوده و هر جلوهٔ انوار قدس که در دیدهٔ تکوین مخفی بود از آئینهٔ ضمیرش وانمود

قصیده

زهی خیال تو مرآت قدس نورانی | زهی جمال تو مصباح نور یزدانی
لوامع دل تو نور بار صبح وجود | سواطع رخ تو آفتاب عرفانی
نگار صورت تو کارنامهٔ ایجاد | صریر خامهٔ تو نقشبند اکوانی
خمیرمایهٔ تو آب و رنگ نور بقا | ضمیر پاک تو مرآت راز حقانی
دقائق تو هم آواز لوح محفوظ است | حقائق تو هم آهنگ راز قرآنی
دمیکه نور ضمیر تو لمعه ریزان شد | خرد چو دیدهٔ خفاش گشت ظلمانی
هوای مقدم تو صحن جنت فردوس | درای محمل تو عندلیب رضوانی
نسیم گلشن فیض تو مایهٔ اشباح | شمیم گیسوی خلق تو طبع روحانی
شهود از رخ تو رازدان تعین کی | وجود از دل تو محو سر وحدانی
ثبات کون ز تکوین تو بقا پایه | ابد شکوه ز نظم تو جوهر فانی
زهی جمال تو لامع آفتاب قدیم | زهی جلال تو اشراق نور رحمانی

تکلم تو نواسنج از ترانهٔ کن — تبسم تو شکرخند صبح امکانی
رموز لوحهٔ غیبی عیان ز فیض دمش — خطاب تو ز حق آمد به سامع ربانی
لموع نیر فیض تو لمعهٔ اشراق — سطوع اختر تلقین تو [illegible]
بآن خدای که در کارگاه [illegible] — گروه جوهر ذات شرف روحانی
[illegible] اشراق [illegible] عقل — که کارگاه جهان را کند نورانی
[illegible] باطن و [illegible] محدب افلاک — که سقف گشته باوج خیام اکوانی
بعقل نقش طرازی که بر صفایح خاک — کشید از قلم صنع نقش بلدانی
بصانعی که کشد بر لوایح اصلاب — شیون منقلبات طباع ولدانی
بجوشش تلبیهٔ محرمان بیت الله — بزیر طلبتی عاکفان لبنانی
بگرمی لمعات شرار سوزش عشق — بشوخی ازلی جمال نورانی
که ذات تست ز مشکوة احمد مرسل — فروغ بخش دل کائنات امکانی
مقام پاک تو اورنگ کعبهٔ دیدار — مسیر قدس تو اورنگ بزم یزدانی
مقاصد تو تحیر ده مزاج عقول — مطالب تو دقائق فروش یونانی
نگاه فیض تو اشراق آفتاب کمال — فروغ روی تو خورشید نور سبحانی
نکات تو که رموز کتاب محفوظ است — بکر طبع خرد خون زن فکر معانی
معاقدت همگی عقده‌های لاینحل — غوامض تو تحیر فروش لقمانی
کسی که از تو پی می برد بعالم کون — که گشته رمز شناس رموز قرآنی
شها به من بنگر که نسخهٔ عصیان — بود ظهور علامات لوح پیشانی
دمی نگاه بکن بر غبار سینهٔ من — که تا بدانی [illegible] نور ضوء عرفانی

گداز جوهرم از بارقات الهامی — بتاب سینه ام از ساطعات عرفانی
مطالع تن من ساز محو جلوهٔ ذات — طوالع دل من کن ستغرق سبحانی
شوارق ازلی از دلم درخشان کن — بوارق ابدی از تنم بتابانی
مواطن طلبم جلوه گاه موکب تو — بواطن دل من با تو در قدم رانی
امید هست مرا کز فروغ لمعهٔ خویش — زخم به بخت قیامت چو خور درخشانی
برین فتادهٔ عاجز ز التفات بمین — کشا بروی دلش باب ملک عرفانی

از انجا که بعض اعیان مشار الیهم بالبنان بسبب غشاوت بشری ایراداتی چند بر کلام حضرت مجدد علیه الرحمة نگاشته با هنوز از نسیم توفیق ایزدی از ان رجوع آورده آن را قابل تلف انگاشتند فاما درین زمان به تمسک همان کلمات مرجوع عنها بعضی حضرات بر صبح طرازی جوهر وجودش التفات نکرده زبان بی گوهرے ذاتش کشادند و حجب نکوهش امام سواطع آفتاب کمالاتش گردانیدند صفای طینتش را نه دریافته اند که بچه مرتبه درخشیده است و کلام معجز نظامش را نه دانسته اند که بچه پایه رسیده اشارات پر حنینش را نه سنجیده اند که چه بلاغت و لسان صرف کرده و مجازات عباراتش را نه فهمیده اند تا چه حقائق دران ودیعت نهاده لهذا بنده مسکین که جادهٔ حقیقت شناسان را بپای دل پیموده است و عقدهای غوامض عبارات شان بناخن خرد خرده دان کشوده خواست که ترهات مزخرفات از لوحهٔ اعتبار براندازد و جادهٔ این نگارستان با صفا را از خس و خاشاک پرداز دپس بعون الله و کرمه درین رساله که به **هدیه مجددیه** نامیده شد در حل غوامض کنایات مکتوبات شریف متوجه گردیده و طریق را آنچنان از خارستان اشکال پاک کرد که سالکان بی سعی

پای فکرت بمنزل معنی تواند رسید اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الْاِشْتِغَالِ بِالْمَلَاهِیْ وَاَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا هِیَ

یا رب دل پاک و جان آگاهم ده آه شب و گریهٔ سحرگاهم ده

در راه خود اول ز خودم بیخود کن آنگه پی خود ز خود بخود راهم ده

مقدمه در بیان بعض امور ضروریه

امر اوّل علم حقیقت علمیست کزان به اسرار علوم شرعیه پی می برند چه این علم باطن ست مر علوم ظاهریه را و تا آنکه از آب زلال فیض الٰهی سیراب نگردند قطره ازین بکام احدی نریزند کار هر کس نیست که گامی درین گلشن جاوید بهار نهد یا درین بحر ناپیدا کنار غوطه زند پس فضل اهل علوم باشد و عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ اٰیَةٍ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ مراد این ست که برای هر آیت ظهریست که ارباب علم ظاهر از معانیش ظاهر گردد و اسراریست که بران ارباب حقائق مطلع شوند اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ مَا فِیْهَا حَرْفٌ اِلَّا لَهٗ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَاِنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ عِنْدَهٗ مِنْ عِلْمِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَاَخْرَجَ الدَّیْلَمِیُّ فِیْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ بِسَنَدٍ مُسَلْسَلٍ مِنْ طَرِیْقِ اَحْمَدَ بْنِ غَسَّانَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حُذَیْفَةَ مَرْفُوْعًا سَاَلْتُ جِبْرَئِیْلَ عَنْ عِلْمِ الْبَاطِنِ مَا هُوَ فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ هُوَ سِرٌّ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَحِبَّائِیْ

اَوْ دَعْتُہٗ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِہٖ هرگاه علم باطن این چنین سرے باشد پس نعمت باید آن را
باید سنجید تا آنکہ طلب نمایدی علم باطنی از فرائض آمده قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقُلْ
رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ابوطالب مکی رحمہ اللہ تعالی در قوت القلوب می فرماید
علمائے ظاہر زینت ارض و ملک ہستند و علمائی باطن زینت آسمان و ملکوت
و علمائی ظاہر اہل جز و لسان ہستند و علمائی باطن ارباب قلوب و عیان بعضے
عارفین گویند علم ظاہر محکوم ست و علم باطن حاکم و محکوم موقوف ست تا آنکہ
حاکم در انجا آید بعضے عارفین گویند کہ چون بر علمائے ظاہر بسبب اختلاف ادلہ
مسئلہ مشکل افتد ایشان از اہل علم باطن سوال کنند زیرا کہ ایشان قریب تراند بسوئی
توفیق و بعید تراند از ہوا احمد بن حنبل و یحیی بن معین بیشتر بخدمت حضرت معروف
کرخی حاضر می شدند با آنکہ علم ظاہر ایشان بہ نسبت کرخی ہزاران درجہ زائد بود
از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم از بر و اثم سوال کردند فرمود اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ
وَاِنْ اَفْتَاكَ الْمُفْتُوْنَ یعنے مفتیین بر تاویل و ترخیص اعتماد کنند و قلبی کہ از
ایمان منور ست از اللہ تعالی فتوی حاصل کند پس اگر علم قلب اصل حقیقت فقہ
نمی بود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سائل را از فتاوائی اہل ظاہر بسوئی قلب رجوع
نمی فرمود و آن را قاضی قرار نمی داد پس علم باطن اصل علم و علم العلم باشد و عالم باطن
عالم اصل و عالم العلما باشد اگر قلب فقیہ و علم باطن حاکم بر علم ظاہر نمی بود سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت بسوے علم باطن کہ علم قلوب ست نمی فرمود و قَد
قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَمَّا مَاتَ عُمَرُ اِنِّیْ لَاَحْسِبُ اَنَّہٗ قَدْ ذَھَبَ بِتِسْعَۃِ اَعْشَارِ
الْعِلْمِ فَقِیْلَ لَہٗ تَقُوْلُ ھٰذَا وَفِیْنَا جَمَاعَۃٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ قَالَ اِنَّمَا اَعْنِیْ الْعِلْمَ

الذی تریدون و انما الخشیة العلم بالله تعالی قال ابن مسعود لیس العلم بکثرة
الروایة انما العلم الخشیة و قال بعضهم انما العلم نور یقذفه الله فی القلوب
پس آثار باطن علم باطن را بر کتاب و سنت عرض کنند زیرا که نزد اهل حقائق و ارباب الایات در
شریعت و حقیقت منافات نیست آری پیشینیان بسی ارباب صدق و صفا جامع حقیقت و
طریقت گذشته اند مثل جنید بغدادی و شیخ عبدالقادر جیلانی و ابن فارض
و شمس الدین سباطی مالکی و علی بن وفا شاذلی و شیخ محی الدین بن عربی و شیخ شهاب الدین
سهروردی و خواجه محمد پارسا نقشبندی و شیخ مجدد الف ثانی و دیگر اکابر رحمة الله
علیهم که ذکر شان موجب اطناب است در حدیث وارد است العلماء ورثة الانبیاء
معنایش اینست که علمای ظاهر و عارف وارث انبیا بوده اند زیرا که وراثت نبوة بر دو
قسم است **اول** وراثت ظاهری **دوم** وراثت باطنی پس اهل شریعت صاحب
علوم کسبیه ظاهره بمانند و اهل حقیقت وارث علوم وهبیه باطنیه شریعت منبع عبارات
ظاهره است و حقیقت منبع اشارات باطنه زیر هر عبارات شرعیه من حیث الاشارات
احکام و معارف و حقائق بوده اند که حق تعالی جل شانه اصفیا و صدیقین را بران اطلاع داد
پس از باطن عبارت اشارت لائح شود نه از ظاهر عبارت در حدیث وارد است فضل
العالم علی العابد کفضلی علی امتی درین حدیث مراد از علم علم بیع و شرا و طلاق
و عتاق و غیره نیست بلکه علم بالله تعالی و قوت یقین است امام شافعی با وصف جلالت و رتبت
با شیبان راعی می نشست و از و مسائل می پرسید آن امام شافعی را پرسیدند که مثل شما
از بدوی سوال کند امام فرمودند او وفق لما علمناه و شیبان بدوی رضی الله عنه
امی بود و چون امامان مثل شافعی امام الائمه سوال کنند پس عظمت شان اهل تصوف نگر نسبت با

ابن تیمیه حنبلی انکار این اجتماع وارد می‌گوید که شیبان بعهد شافعی نبود مگر این انکار قابل
اعتداد نیست زیرا که ائمه اسلام مثل قشیری و ابن جوزی قائل باجتماع بوده‌اند چنانچه
ابن جوزی نقل کرده که امام احمد و شافعی بر شیبان گذشتند امام احمد گفت که ازین راعی
سوالی می‌کنم ببینم چه جواب میدهد شافعی منع کرد امام احمد باز نیامد و پرسید که اگر شخصی
چار رکعت نماز بگزارد و در سجدات رابعه سهو کند پس که امام او را لازم می‌شود شیبان گفت
بر مذهب من یا بر مذهب ایشان امام احمد گفت که این هر دو یک مذهب بوده‌اند شیبان
گفت که نزد شما لازم است که دو رکعت نماز گذارد و سجده سهو کند و نزد من این شخصیست که قلب او
غافل است بر وی واجب است که قلب خود را عتاب کند تا مرتکب این غفلت نشود امام احمد
پرسید که اگر کسی مالک چهل گوسفند گردید و بر وی حال گذشت پس چه کند شیبان فرمود
که نزد شما بر وی یک گوسفند لازم آید و نزد من بنده با وجود مالک بنهار مالک کدامی شئی نمی‌شود
از استماع این کلام امام احمد از هوش رفت هرگاه بهوش آمد امام احمد و امام شافعی راه
خود گرفتند ائمه مجتهدین مثل شافعی وغیره برین معنی اعتراف دارند که علمای باطن را بر علمای
ظاهر فضل است **امر دوم** تابعین رضی الله عنهم چنانکه جمله علوم را از صحابه آموختند و فنون را
به تبع تابعین تعلیم کردند همچنان علم زهد و معامله و احوال اجتهاد و عبادت را حسن بصری
و مالک بن دینار و ثابت بنانی و مطرف بن عبدالله و اویس قرنی و ربیع بن خثیم رحمهم الله
از ائمه زهد و عبادت و حافظ طریق معاملت بودند حسن بصری رح امام الائمه بود و برو
علوم اختصاص و خصوص و محبت غالب بود و بر مذهب تصوف باشارات و عبارات
شاهد بود و برای علم باطن و تصوف و نسک اصحاب خاص داشت مثل عبدالواحد بن زید
و مالک بن دینار و غیره و بعد حسن بصری در علوم خصوص و محبت و وجد و حنبلی از ائمه علوم

اسرار و استتار عبد الواحد بن زید بر دیگران گوی سبقت ربود و عتبة الغلام و رباح قیسی
و حیان حمیری و موسی الاشج و احمد بن عطاء الهجیمی و غیرهم متصوفین و نساک اقتداش
فرمودند آری این بزرگواران در علوم محبت و تصوف اخبار و حکایات بر زبانها مشهور و معروف
است بعد عبد الواحد بن زید احمد بن عطاء هجیمی بر مسند تصوف نشست و استاد این فن
گردید و در احوال تصوف تکلم فرمود و در هجیم خانقاهی وقف کرد که در و متعبدین و مریدین منقطعین
عن الدنیا گرد آمدند و مذهب تصوف مذهب متفرد برسومه و احواله و حقائقه و ظاهره و باطنه
گردید و طریق تصوف از طرق دیگر علوم و مرسومات متباین گشت پس متصوفین در جمیع علم
و افراد توحید و معامله و اسرار و حضور و اذکار و شواهد و انوار و وجود تکلم فرمودند پس
مذهب تصوف از وقت تابعین رواج یافت و مریدین آن را دست بدست گرفتند و در صعود
ترویج و انعقاد شدند پس حقائق تصوف طبقةً بعد طبقةٍ و عصراً بعد عصرٍ و وقتاً بعد وقتٍ
هل من مزید در امصار و دیار رواج کلی یافت بعد احمد بن عطاء احمد بن غسان بر سجاده
تصوف نشست متصوفین و نساک دست بیعت اتباع دادند احمد بن غسان از احمد بن
عطاء در حسن عبارت و رقت معنی گوی سبقت ربود و ذات مقدس خود را به مذهب
تصوف نصب کرد و مکانی که خانقاه گویندش بر مریدین وقف کرد و بر ایشان مذهب تصوف
بیان می فرمود خلیفه معتصم حضرت ایشان را طلب داشت تا بخلق قرآن زبان کشاید مگر حضرت
ایشان انکار فرمودند پس به بغداد محبوس کرد او با احمد بن حنبل و ابی یعقوب بویطی در حبس بود
در زمان احمد بن غسان در بصره جماعتی از متصوفین بود مثل حمویه و ابی بکر عطشی و ابی عبد الله
الجمال و غیره که خود را غسانیه می گویانیدند نسبة الی الغسان و ابو حاتم عطار در بصره و آن وقت
و بعد ایشان بوده و در عبارت تصوف و اشارت توحید کلام حسن به زبان می آورد و [illegible]

مَنْ ذَکَرَ نِعْمَۃَ اللّٰہِ وَقَدِیْمَ مِنَّتِہٖ نَسِیَ عَمَلَہٗ وَمَنْ ذَکَرَ اللّٰہَ

ہر کہ نعمت اللہ تعالےٰ و منت ہائے سابقۂ او را یاد کند عمل خود را فراموش کند و ہر کہ اللہ تعالےٰ را

نَسِیَ نَفْسَہٗ میخواند یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ

یاد کند نفس خود را فراموش کند اے اہل کتاب بیائید بسوئے کلمہ کہ میان

بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ بعد احمد غان حسن مسوحی در بغداد بود

ما و شما برابر است پرستش نکنید مگر خدائے تعالےٰ را

کہ در حسن کلام و تصوف و تعبد ید طولانی داشت درین وقت سری سقطی و اسحاق

البان و حداد کبیر و ابوحمزہ بغدادی و حارث بن اسد المحاسبی و احمد بن مسروق

و ابوالحسن نوری و ابن ابی الورد و نصر بن رجا و حسن بن المثنی و احمد بن عمرو بن ابی عاصم

دشماخی و بن خیثمہ رحمہم اللہ بودند کہ ہر یکی از ایشان در سماء تصوف آفتابی بود

و بسبب صحت مذہب و حقائق تصوف قبولیتی در خاص و عام می داشتند و جنید

بن محمد رح درین وقت از مریدین بمجالس حسن مسوحی رح بود و بعد مسوحی ابوحمزہ

کہ از شاگردان حسن مسوحی بود و مسوحی ابوحمزہ را استاد می گفت ابوحمزہ مقبول و

معروف در تصوف بود و او را حلقہ در جامع بود کہ در آن متصوفین جمع می شدند و

اہل این مذاہب بگرد می آمدند و اباحمزہ را امام بن حنبل در مسائل باین طور خطاب

می کرد یا صوفی مَا تَقُوْلُ فِیْ مَسْئَلَۃِ کَذَا وَکَذَا اہل

تصوف و غرائب امور درین وقت بشر بن حارث و معروف کرخی و سری سقطی

و محمد بن منصور طوسی و حسن مسوحی را بود و ہرگاہ ابوحمزہ در جامع نشست در مجلس

او حارث بن اسد محاسبی و احمد بن مسروق و جنید بن محمد و غیرہم رحمہم اللہ

جمع می شدند و تصوف در کمال بود و ابو حمزه در بسط علوم معارف از استاد
خود که حسن مسوحی بود قدمی بیش داشت بعد وفات ابو حمزه ابو القاسم
جنید بن محمد در جامع بجایش نشست تمامی متصوفین در حلقهٔ اتباعش در آمدند
کلامش اجمع و اعرف و احسن از کلام استاد و استاد استادش بود و بر
اقران خود گوئے سبقت بود و معاصرین بر امامت و جلالت او در فن تصوف
بسر نهادند درین وقت بر صوفیه از دست فرقهٔ طاغیه که قصه اش
طویل است حیفی رفت تا آنکه گروهی از متصوفین محبوس گردیدند این سانحه در
سنه ٢٦٤ هجری اتفاق افتاد درین فتنه محنتی عظیم بر اصحاب بشر بن الحارث
و معروف کرخی و سری سقطی و غیره افتاد چون فتنه فرو نشست جنید بن
محمد [illegible] مذاکره مذهب تصوف گردید بقیه مشائخ پروانه وار
گرد شمع جمع آمدند مثل ابی العباس بن مسروق و اسمعیل بن بکرات کری و موسی الجصاص
و ابی جعفر الحائک و ابراهیم العباد و ابی جعفر بن وهب و ابی محمد الحریری و ابی
احمد القلانسی و یعقوب الزیات و ابی العباس بن عطا و غیرهم رحمهم الله ایشان
افصح مشائخین در علم تصوف بودند و در صفائی احوال و توحید و مواجید و مواهب و
حضور کلام کردند و در علوم خود اشارات نغز وضع کردند تا بجز ایشان کسی دیگر
نشناسد و حقائق تصوف از نا اهل محفوظ ماند این وقت سرای دنیا از ائمه متصوفین
و مشائخ کبری معمور بود و آفتاب علم تصوف بر دائرهٔ نصف النهار تابان بود
طالبین در اکتساب تجرید و اخلاص و توکل و زهد و صبر و اجتهاد فی المجاهدة
والمجتهد [illegible] تمام حاصل شد

در فضل و زهد جنید [illegible] بود

اشارات دقیق در توحید و معرفت بیان فرمودند تا آنکہ در غرائب علوم تصوف یکے
بر دیگرے مے افزود و در اندک زمان علم تصوف بہ رموز و اشارات مثل سائر
علوم بلکہ ادق و اخفی و اعز از آن گردید و این علم مخصوص بہ متصوفین گشت پس
ایشان در جمع و تفریق و فرق اول و فرق ثانی و فنا و بقا و صحو و سکر و مشاہدہ
و حضور و مراقبہ و خفا و کشف و موارید و مواجید و شواہد و طوالع و احوال
کثیرہ کہ متعلق بمعانی قلوب و اسباب غیوب ست کتب و رسائل مدون فرمودند
و این علم در بلاد و امصار شائع گشت و کثرت جماعت مشائخ تصوف گردید کتابہا
و رسائل بیان عارفین تحریر یافتند و ہر یکی از ایشان بر دیگرے در تفوق بالہام
دقائق اشارات تصوف جہد بلیغ می نمود تا آنکہ بعہد فیض مہد جنید بن محمد
شرقا و غربا و جنوبا و شمالا از انوار تصوف منور گردید تقریبا تا سنہ ہجری
کرۂ بسیط رشک مطالع شمس بود مگر چون ہر کمالی را زوالی است اکثری
مشائخ قبل و بعد سنہ مذکور بسیر روضۂ رضوان تشریف فرما شدند

امر سوم علمای باطن کہ ایشان را حق تعالی جل شانہ بر حقائق و معارف و حکم
اطلاع دادہ گاہی تصنیفی کنند کہ بر سر بعض مقاماتش سوای اہل باطن ہیچ یکے
از اہل ظاہر نرسد چہ در ظاہر عبارتش اشکالات و رموز مغلقہ باشد کہ بجز ناخن
علمای باطن دیگرے آنرا نکشاید مثل غنیۃ الطالبین و بعض قصائد حضرت
سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رح و مصنفات شیخ محی الدین بن عربی و ابن فارض
و ابن سبعین و ابن جلال و عفیف تلمسانی و مہلکات احیاء غزالی و منقذ و نفخ و
تسویہ و مضنون بہ علی غیر اہلہ [illegible]

از رسائل غزالی و آداب المریدین شیخ نجیب الدین سهروردی و قوت القلوب ابی طالب مکی و بعض مکتوبات جلد ثالث حضرت مجدد الف ثانی و دیگر ائمه سلوک رح امام شعرانی در یواقیت والجواهر این بیان را بکمال وضاحت نگاشته چنانچه از شیخ محی الدین عربی نقل می کند اِعْلَمْ اَنَّ اَهْلَ اللهِ لَمْ یَضَعُوا الْاِشَارَاتِ الَّتِیْ اصْطَلَحُوْا عَلَیْهَا فِیْمَا بَیْنَهُمْ لِاَنْفُسِهِمْ فَاِنَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ الصَّرِیْحَ فِیْ ذٰلِكَ وَاِنَّمَا وَضَعُوْهَا مَنْعًا لِلدَّخِیْلِ بَیْنَهُمْ حَتّٰی لَا یَعْرِفَ مَا هُمْ فِیْهِ شَفَقَةً عَلَیْهِ اَنْ یَّسْمَعَ شَیْئًا لَمْ یَصِلْ اِلَیْهِ فَیُنْكِرَهُ عَلٰی اَهْلِ اللهِ فَیُعَاقَبَ بِحِرْمَانِهٖ فَلَا یَنَالُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ اَبَدًا انتهی فائده اینست که هرکه در زمره صوفیه نشسته مختفی می کشد آن اصطلاحات خود بخود بدایته مکشوف می گردد حتی کَاَنَّهُ الْوَاضِعُ لِذٰلِكَ الْاِصْطِلَاحِ

٥ اهل هر صنفی را و ارباب هر معاملتی را با یکدیگر اندر جریان اسرار خود عبارات است کلماتیکه بجز ایشان معنی آن ندانند و مراد از وضع آن عبارات دو چیز باشد یکی حسن تفهیم و تسهیل غوامض تا بفهم مرید نزدیک باشد و دیگر کتمان سر از کسانیکه اهل آن علم نباشند و دلائل آن ظاهر است چنانکه اهل لغت مخصوص اند بعبارات موضوع خود چون فعل ماضی و مستقبل و صحیح و معتل و اجوف و لفیف و ناقص و آنچه بدین ماند و اهل نحو مخصوص اند بعبارات موضوع خود چون رفع و ضم و نصب و فتح و خفض و کسر و جزم و جر و منصرف و نامنصرف و آنچه بدین ماند و اهل عروض مخصوص اند بعبارات موضوع خود چون بحر و دوایر و سبب و وتد و فاصله و آنچه بدین ماند و اهل حساب مخصوص اند بعبارات موضوع خود چون فرد و زوج و ضرب و قسمت و کعب و جذر و اضافت و تضعیف و تنصیف و جمع و تفریق و آنچه بدین ماند و فقها مخصوص اند بعبارات موضوع خود چون علت و معلول و قیاس و اجتهاد و دفع و الزام و آنچه بدین ماند و متکلمان نیز مخصوص اند بعبارات موضوع خود چون [illegible]

بخلاف دیگر علوم مثل نحو و منطق و حکمت که بدون زحمت تعلیم و تعلم مجرد بر اصطلاحات آن
امکانی نه دارد اگر اہل انکار از جادۂ حسد برآیند و طریق اہل اللہ برگزینند
این انکار و حسد دور شود و ہمان اصطلاح بر زبان حال و قال ایشان جاری گردد
که بر زبان این طائفه جاری ست آنچه این قوم می گویند همه از تعلیم الٰہی ست
که بر قلوب شان از مبدء فیاض مطابق شریعت می ریزد حق جل شانه می فرماید
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ کمانیکه زهد را گذاشته مدار علم بر ظاہر حال
داشته اند در ایشان استعداد این معنی نیست که از مبدء فیاض الکتاب انوار
علوم نمایند فکر ہر کس بقدر ہمت اوست **اشتباه** اگر علوم صوفیه مقصود
می بود پس ائمه مجتہدین درین باب توجه می کردند لیکن از ائمه مجتہدین ہیچ یکے
در تصوف رساله نه نگاشته **انتباه** ائمه مجتہدین بدو وجه التفات باشاعت
علم تصوف نکردند **اول** امراض قلوب در زمن ائمه شائع نشده بود تا ضرورت
بیان طرق علاج داعی باشد چون ریا و حسد و کبر و عجب و غل و حقد ظاہر شد
درین باب رسائل مستقله مدون کرده شد **دوم** ائمه مجتہدین بامر عظیم متوجه بودند
از ان فرصتی نیافتند تا بامرے دیگر متوجه شوند ہمچون جمع ادله شریعت
و بیان ناسخ و منسوخ و مفصل و مجمل و تمہید قواعد تا مردم بآن متوجه شوند اگر قواعد شریعت
که آنرا مجتہدین ممہد کردند نمی بود کسے اعمال ظاہره و باطنه را نمی شناخت
پس اشتغال ائمه مجتہدین باین سو اہم بود بنسبت تالیف رسائل لعلم تصوف **اشتباه**
صوفیه بظاہر کتاب و سنت چرا متوجه نشدند آیا این امر ایشان را کافی نبود
انتباه چون صوفیه تمامه بتحصیل علم باطن برداشتند لہذا توجه این الی کتاب

بباطن کتاب و سنت گزیدهٔ هر کسے راهر کارے ساختند و میل او در خاطرش انداختند و مگر شریعت و حقیقت باهم مثل شیر و شکر اند حَقِیقَةٌ بِلَا شَرِیعَةٍ بَاطِلَةٌ وَشَرِیعَةٌ بِلَا حَقِیقَةٍ عَاطِلَةٌ یعنی نَاقِصَةٌ **اشتباه** چرا قوم رمزها گفتند که ورای ارباب تصوف کسی نه فهمد تا آنکه از ایشان نه شنود و چرا مطالب بعبارات واضح بیان نکردند **انتباه** برای رفق خلق و بمقتضای رحمت و شفقت بر ایشان چه فهم ظاهر پرستان بآن نرسد از ینجاست که حسن بصری و جنید و شبلی علیهم الرحمة علم توحید برملا نمی گفتند بلکه در خانه نبسته پیش کسانیکه در ایشان اهلیت و لیاقت می یافتند بیان می فرمودند تا آنکه قلب صافی از کدورت بود و در ان میل شهوات و آثام نباشد زیرا که این مدارک در و نگنجد لیکن چون سنت برین جاری ست و تجربه در آمده که کُلُّ عِلْمٍ لَیْسَ فِی الْقِرْطَاسِ ضَاعَ اهل تصوف به تدوین آن متوجه شدند و بعض امور را برمز گذاشتند تا نا اهل بسبب تصوفهم از جادهٔ اعتدال برنگردد و اگر صاف صاف بیان می شد در مسائل نا مضبوط اهل الله نا اهلان آن خوض می کردند و بسبب نا اهلی خود گمراه می شدند و دیگران را در ورطهٔ ضلالت می انگندند حضرت امام زین العابدین رحمة الله علیه فرماید

اِنّی لَاَکتُمُ مِنْ عِلْمِی جَوَاهِرَهٗ	کَیلا یَرٰی الحَقَّ ذُو جَهْلٍ فَیَفْتَتِنَا
وَقَدْ تَقَدَّمَ فِی هٰذَا اَبُو حَسَنٍ	اِلَی الحُسَیْنِ وَوَصّٰی قَبْلَهُ الحَسَنَا
یَا رُبَّ جَوْهَرِ عِلْمٍ لَوْ اَبُوحُ بِهٖ	لَقِیلَ لِی اَنْتَ مِمَّنْ یَعْبُدُ الْوَثَنَا
وَلَاسْتَحَلَّ رِجَالٌ مُسْلِمُونَ دَمِی	یَرَوْنَ اَقْبَحَ مَا یَأْتُونَهُ حَسَنَا

شیخ عبدالقادر جیلانی رح فرماید ؎

فی باطنی من نور ذکرکم ما لو به ا	افتی بسفك دمی الذی لا یعلم
لو انّنی ابدی سرائر ودّکم	قال الفقیه اذاً لیس هذا مسلم

امر چهارم هر ولی را اظهار کرامت ضرور نیست فرق درمیان معجزه و کرامت آنست که نبی را واجب ست تا معجزه را ظاهر فرماید و هر ولی ضرورست که کرامت را مخفی و پوشیده دارد مگر بوقت ضرورت یا اذن یا حال غالب که در وی اختیار نباشد یا برای تقویت یقین بعض مریدین وغیره امور حضرت شیخ عبدالرشید جونپوری قدس سره در رساله محکم بر انوطا فرموده که اصل کرامت دائم آنها لذت گرفتن است بطاعت و در خلوت از جمله کرامات ست رعایت انفاس مع الله تا بغفلت نگذارد و از انجمله راضی ماندن از خدا در هر حال و از انجمله اطلاع بر عیوب جسمیه و روحانیه و معنویه هر یکی ازین مذکور کرامات نامه است مگر کشف حسی چنانکه دیدن مکانها و شهرها بعید المسافت که این از برای خلق ست بدانکه کراماتی که عطا می کند الله تعالی اهل احوال را بسیار اند ولکن ضابطه که جامع کل باشد این ست کسی که خرق عادت نفس خود کند از ان چیزها که نفوس خلق بران معتاد ست خرق کند الله تعالی او را عادت خود مشتمل آنکه در کون ست و این را در عامه کرامت می نامند و اما خواص پس کرامت غایت آنچه را می گویند که موجب استقامت بر احوال سنیه و اعمال صالحه باشد و ازین خوارق که عالم آن را کرامت نامند در ان نه ننگ می کنند از برای آنکه اهل استدراج اندران مشارکت دارند و از انکه عارف بتمدن سے که تخلیه و دنیا می یابد و از تفرقه محروم می ماند مگر آنکه مقرون باشد با بشارت

یا آنکه خارق زائد ست تا نقص نمیکند حتی اقرب آن هنگام او را کرامت نامند انتهی
بهر حال خرق عادات از لوازم ولایت نیست بعضی مردان اولیاء الله اند و مقربان
درگاه و خرق عادات از ایشان ظاهر نشده چنانکه از اکثر اصحاب رسول الله صلی الله
علیه وسلم خرق عادت مروی نیست حال آنکه ادنی اصحاب از دیگر اولیاء الله
افضل اند پس معلوم شد که فضیلت بعضے اولیا بر بعضے بکثرت خوارق نیست چه
فضل عبادت ست از کثرت ثواب و خوارق از حظوظ ست مناط ثواب نیست مگر
عبادت و قرب الهی و لهذا محدثین کرامات اصحاب او در مناقب ذکر نه کرده اند بلکه کرامات
را بابی علیحده آورده اند بعد ذکر معجزات و خرق عادات در جوگیان[له] هم می باشد

له اندرین معنی حکایتی آمده از ابراهیم خواص رحمة الله علیه و آن حکایت اندر خور بود اینجا ابراهیم گفت من به بادیه فرود رفتم بر تجربه بر حکم عادت خود چون لختے بشدم یکے از گوشه برخاست و از من صحبت خواست اندروی نگاه کردم [illegible] رنجی بدل من باز آمد گفتم این چه شاید بود مرا گفت یا ابراهیم رنجه دل مشو که من یکی از نصاری ام و صابیان [illegible] از اقصای بلاد روم آمده ام با امید صحبت تو گفتا چون بدانستم که بیگانه است دلم برآسود و گزاردن حق وی [illegible] آسان تر گشت گفتم یا راهب النصاری با من طعام و شراب نیست و ترسم که ترا اندرین بادیه رنج رسد گفت یا ابراهیم چندین بانگ تو اندر عالم [illegible] [illegible] گشت عجب داشتم از آن [illegible] قبول کردم مر تجربت اندر دعوی [illegible] [illegible] اندر یافت وی بایستاد گفت یا ابراهیم چندین طبل تو اندر جهان می زنند بیا تا چه داری [illegible] بدین درگاه [illegible] گفتا من سر بر زمین نهادم گفتم بار خدایا [illegible] این کافر سوداگران کردی اندرین بیگانگی [illegible] [illegible] طبقی دیدم دو قرص و دو کاسه شربت آب بر آن نهاده بخوردیم [illegible] دیگر بر آمد با خود گفتم که من این ترسا را تجربه کنم تا ولی خود ببیند پیش از آنکه وی بچیزی دیگر امتحان کند [illegible] گفتم یا راهب [illegible] بیار که امروز نوبت تست تا چه داری از ثمره مجاهده وی نیز سر بر زمین نهاد و چیزی بگفت طبقی پدید آمد چهار قرص و چهار کاسه شربت [illegible] من از آن سخت عجب داشتم و رنجه دل شدم و از [illegible] خود ناامید گشتم [illegible] چه پدید آمده است [illegible] ابراهیم [illegible] [illegible] نیست [illegible] اگر [illegible] کرامت [illegible] [illegible]
[illegible]

خوش گفت آنکه گفت ع

زابلیس لعین بے شہادت	شود پیدا ہزاران خرق عادت
گہ از دیوارت آید گاه از بام	گہی بر دل نشیند گہ بر اندام
کرامات تو اندر حق پرستی ست	جز آن کبر و ریا و عجب مستی ست
کرامات تو گر در خود نمائی ست	تو فرعونی و این دعوی خدائی ست
ہمہ روی تو در خلق ست زنهار	ثمن خود را درین علت گرفتار

حضرت مخدوم الملک بہاری رح در مکتوب ہشتم می فرماید کسے کہ او در محل ولایت باشد با کرامت آرام نگیرد و خود را اہل کرامت نشناسد از بہر آنکہ ضد اند ہر دو چیز و ہر چیز کہ ضدین باشد روا نباشد کہ حکم این یکے حکم آن دیگرے باشد تحقیق ضدیت را بزرگان بکرامات بدین چشم نگرند و یکے از ایشان گفتہ است کہ بت اندر عالم بسیار است یکی از آنہا کرامت ست تا کافران بہ بت تعلق کنند اعدا باشند چون از بت تبرا کنند اولیا گردند بت عارفان را کرامات ست اگر با کرامات بیارایند محجوب و معزول گردند و اگر از کرامات تبرا کنند مقرب گردند و موصول گردند عزیزے گفتہ است **قطعہ**

زاہدان را جنت الفردوس باید نزلگاه	عاشقان را لذت اندر قعر زندان ست و بس
لطف او را عام و خاص نیک و بد یابنده اند	قہر او را پیش فتن کار مردان ست و بس

از ینجاست کہ چون خدائے عز و جل مر ایشان را چیزے از کرامات پدید آرد اندر دل ایشان خضوع و خشوع زیاده گردد و ذل و تواضع بیش از آن باشد کہ بود و ترس و خوف زیاده [illegible]

در سفر خویش بر لب آبی رسید و کشتی نداشت و بخاطرش گذشت که بی کشتی چون گذرم در حال راهی در میان آب پدید آمد فریاد برآورد که المکر المکر و باز گشت و اینجا سریست لطیف و آن آنست که صحت ولایت متعلق ست باعراض از غیر دوست و ترک ما دون الحبیب و ترک واخذ ضد اند و اقبال و اعراض مخالف یکدیگر اند چون بکرامات اقبال کرد و کرامات دید و بران اعتماد کرد از کرم اعراض نمود و بغیر دوست اقبال کرد و لا ولا یة مع الاعراض و ولایت با اعراض هرگز نبود در مکتوب و بهم مذکورست در معجزه اظهار شرط ست و در کرامت کتمان شرط ست و دیگر آنکه بدانند که این معجزات ست و پیش از آمدن خبر دهند از معجزات اما اولیا ندانند که این کرامات ست و از رفتن کرامات خبر ندارند و پیش از آمدن کرامات خبر ندهند و این مبان اصل ست که ولی را محل ولایت ثابت نگردد تا خویشتن را کمترین همه خلق نداند چون خویشتن را چنین داند او را دعوی کرامت کی بود و چون دعوی نباشد از آمدن و رفتن کرامت چه خبر دارد و گفته اند هر کرا از حق جز حق چیزی باید او را مقام ولایت نیست چون دعوی کرامت کند از دوست غیر دوست خواست پس این نفی ولایت باشد نه ثبوت ولایت باز در همان مکتوب می فرماید اما اتفاق کرده اند مشائخ این طائفه و جمله اهل سنت و جماعت برانکه روا باشد که فعلی ناقض عادت مانند معجزهٔ انبیا و کرامات اولیا پدید آید بر دست کافری و کسی را اندر کذب وی شک نیفتد و این چنان بود که فرعون چهار صد سال عمر یافت که وی را اندران میان بیماری نبود و آب اندر پس وی بالا برسید و چون او بایستاد آب

[illegible]

بایستاد و چون او برفت آب برفت و هیچ عاقل را اینجا شبهه نیفتد در آنکه او دعوی
خدائی می کرد زیرا که همه عقلا متفق و مقر اند که خداوند جسم و جوهر و خورنده و خسپنده
و رونده و آینده و گوشت و پوست نیست و اگر چنین افعال ناقض بر وی بسیار
پدید آمدی هیچ عاقل را بر کذب دعوی او شک نبودی و شبهه نیفتادی
زیرا که اگر چنین چیز از خلاف عادت که بر وی پدید آید کسی را شبهه خواهد افگند
هزار چیز ظاهر که بر وی پدید آمده است شاهد است بر کذابی وی آن شبهه را
دفع کند و مانند این را حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم که سرِ عباد تا قیامت
خبر داده است که اندر آخر الزمان دجال خواهد آمد در دعوی خدائی خواهد کرد و کور
انگشتی بر راست وی و یکی بر چپ وی می رود این کوه که بر راست بود
جایگاه نعیم بود و آنکه بر چپ وی بود جایگاه عذاب بود گوید این بهشت و این
دوزخ هر که بمن ایمان بیارد او را اندرین بهشت اندازم و هر که بمن ایمان نیارد او را
اندرین دوزخ اندازم و حق تعالی بدست وی یکی را بمیراند و یکی را بزیاند
این همه که یاد کردیم مانند معجزه و کرامات است و حق تعالی همه بر دشمن پدید
از بهر آنکه اینجا شبهه نیفتد که هر که هست داند که هر که برخر نشیند خدائی نبود و اعور
خدائی نبود و خورنده و خسپنده خدائی نبود پس این استدراج و مکر بود و معنی استدراج
آن بود که ایشان هر چند بی حرمتی کنند ایشان را با آسانی و مراد گذارد تا در
بی حرمتی و تمردی خویش هلاک شوند چنانکه با فرعون کرد اگر مراد در آب روان
نکردی از دعوی خدائی باز گشتی و معنی مکر آن باشد که نجات نماید و هلاک آرد
و عز نماید ذل آرد هدی نماید و ضلال آرد با عدا این صفت باشد یعنی هر که که دشمن را

چیزے ازین معنی بدہند ہمہ استدراج و مکر باشد پس این سہ گونہ از انبیا را دہند و اولیا را دہند و اعدا را دہند اما انبیا را معجزات باشد و اولیا را کرامات باشد و اعدا را مکر و استدراج باشد باز درہمین مکتوب تحریر می فرمایند تا یکے از مشائخ چنین گفتہ است رحمۃ اللہ علیہ کہ بت اندر عالم بسیارست یکی ازیشان این طائفہ کرامات است تا کافران را با بت تعلق بود اعدا باشند چون از بت روے گردانند و تبرا کنند اولیا گردند ہمچنین بت عارفان کرامات است اگر با کرامات سکون گیرند محجوب گردند و اگر از کرامات اعراض نمایند و تبرا کنند مقرب و مکشوف گردند ع

ہرگز نشود اے بت بگزیدہ من
مہرت ز دل و خیالت از دیدہ من
گر از پس مرگ من بجوے یابی
آن ذوق در استخوان بوسیدہ من

و این سر آنست کہ در مکتوبے تحریر افتادہ است کہ صحت ولایت متعلق باعراض از غیر دوست و ترک ما دون الحبیب و ترک سوا اند ہر دو ضد اند چون بکرامات اقبال کرد و کرامات دید و بر کرامات اعتماد کرد از دوست اعراض کرد و بغیر دوست اقبال نمود و لا بقاء للولایۃ مع الاعراض عن الحبیب والاقبال الی غیر الحبیب نقل است کہ وقتی سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی را در سفر آبی پیش آمد کہ بکشتی باید گزشت و کشتی حاضر نبود در خاطرش آمد کہ چگونہ گزرم در حال دید کہ در میان آب راہ پدید آمد فریاد برآمد و گفت الکر للکر و باز گشت و گفت ع

من بگریائی قیامت خون خرم بربا دو دوست
جوی شیر آنرا نماکو تشنہ کوثر بود

و دیگرے برین معنی اشارت کردہ است ع

حاشا کہ دلم از تو جدا خواہد شد
یا با کسی دیگر آشنا خواہد شد

ازمصرِ تو بگسلد کرا دارد دوست	وزکوئے تو بگزرد کجا خواہد شد

اے برادر آخر شنیدہ کہ اِنَّ الْحُبَّ اَوَّلُہٗ حَیٰوۃٌ وَّاٰخِرُہٗ مَمَاتٌ وَّاَوَّلُہٗ خَطَلٌ وَّاٰخِرُہٗ قَتْلٌ اول محبت حیوۃ ست وآخرش ممات واول محبت مکر ست وآخرش قتل وَاَوَّلُہٗ کَرَامَۃٌ وَّاٰخِرُہٗ غَرَامَۃٌ واولش کرامت ست وآخرش غرامت حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ این مسئلہ را در مکتوب صد و ہفتم از جلد اول کہ بہ محمد صادق کشمیری صدور یافتہ و دو صد و شانزدہم از جلد اول کہ بمرزا حسام الدین شرف تحریر یافتہ بکمال بسط تحریر فرمودہ اند بآن رجوع آوردہ شود کہ حل مشترے از شبہات کند در باب ہشتاد و پنج از فتوحات مکیہ[1] مذکور ست کَمَا اَنَّ الْاٰیَاتِ وَالْکَرَامَاتِ وَجَبَ عَلَی الرَّسُوْلِ اِظْہَارُہَا مِنْ اَصْلِ دَعْوَاہُ کَذٰلِکَ یَجِبُ عَلَی الْوَلِیِّ التَّابِعِ سِتْرُہَا مَا ھٰذَا مَذْہَبُ الْجَمَاعَۃِ لِاَنَّہٗ غَیْرُ مُدَّعٍ لَا یَنْبَغِیْ لَہُ الدَّعْوٰی فَاِنَّہٗ لَیْسَ بِمُشَرِّعٍ

[1] فتوحات مکیہ فی اسرار المالکیہ والملکیہ از عمدہ و اواخر تصانیف شیخ محی الدین بن عربی المتوفی سنہ ۶۳۸ است شیخ فرماید کہ ہرگاہ برای حج و عمرہ رفتم در دلم گذشت کہ کتابے در معارف نگارم و در ان آنچہ حق تعالی با اطلاع دادہ بنگارم تا ابواب لائیہ از ان فائدہ بردارند ترتیب ابواب بمقتضائے فکر و تدبر نیست بلکہ بہدایت ملک الہام ست گاہی کلامی برچیزی ذکر می شود کہ آنرا علاقہ از ما قبل و ما بعد نمی باشد و این مشابہ است بقول حق تعالی حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی کہ در آن آیات طلاق و نکاح و عدت وفات ذکر نمود سنہ ۶۲۹ از تحریر فتوحات فراغ دست داد افسوس کہ بے علمان در فتوحات امور چند خلاف مسلک اہل سنت و جماعت درج کردہ اند و ما و فقہا آن را ملحق آمد انکار سیار زند امام شعرانی حین تلخیص فتوحات مثل تتمہ فتوحات یافتہ کہ ازین عبارات پاک و صاف بود ۱۲ منہ

بعدازان می طرازد ثم اِنّ ترکَ الکرامۃ قد یکون ابتلاءً من اللہ
وھو اَنّ الحق سبحانہ تعالی لا یمکّن ھذا الولیّ فی نفسہ بشیء من ذلک
جملۃً واحدۃً مع کونہ عندہ من اکابر عباد اللہ واعنی
خرق العوائد الظاھرۃ باللہ وقد یکون ھذا الولیّ قد اعطاہ
اللہ فی نفسہ التمکن من ذلک فیترک ذلک کلہ للہ فلا یظھر
علیہ منہ من شیء اصلاً بعدازان شیخ فرقۂ ملامتیہ تارک کرامت تحریر فرمودہ می طرازد
و اما الصوفیۃ فیظھرون بھا وھی عند الاکابر من رعونات النفوس
الا علی حد ما ذکرنا امر پنجم تحدث بنعمۃ اللہ علی تفاوت
حالات گاہے مستحسن باشد گاہی واجب حق تعالے جل شانہ فرماید واما
بنعمۃ ربک فحدث درین لفظ دلیل ست برانکہ نعمتہاے خدا کہ بخود باشد
بیان کردن مستحب ست لیکن وقتیکہ غرض صحیح درمیان باشد مثل اشاعت
شکر پروردگار بزبان یا حصول اقتدا مردم دیگر باشد شیخ سلیمان[عہ] جمل در حاشیہ
جلالین می نگارد وعن الحسن بن علی قال اذا عملت خیراً فحدث بہ
اخوانک لیقتدوا بک یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرمودہ کہ ھرگاہ
نیکو کاری کنی بہ برادران خود ازان اطلاع کن تا بتو اقتدا کنند ازین تقریر نمایان
است کہ در اظہار نعمہاے الہی نہ صرف تادیہ شکر مقصود می باشد بلکہ گاہی
اقتدا ملحوظ می باشد تا دیگران بوے اقتدا کنند علامہ جلال الدین سیوطی در
تفسیر درّ[عہ] منثور درین باب احادیث کثیرہ آوردہ چند احادیث درین محل
مذکور مے شود

عہ از نعمت پروردگار خود ذکر کن ۱۲

عَنْ اَبِی نَضْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ الْمُسْلِمُوْنَ یَرَوْنَ اَنَّ
مِنْ شُکْرِ النِّعْمَۃِ اَنْ یُّحَدِّثَ بِھَا برگاہ نزد اہل حل وعقد ذکر نعمت شکر نعمت
باشد پس چرا نعم الٰہی بر زبان نرود عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ
الْقَلِیْلَ لَمْ یَشْکُرِ الْکَثِیْرَ وَمَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ وَالتَّحَدُّثُ
بِنِعْمَۃِ اللّٰہِ شُکْرٌ وَتَرْکُھَا کُفْرٌ وَالْجَمَاعَۃُ رَحْمَۃٌ یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم بر سر منبر فرمودہ ہر کہ شکر قلیل نکرد شکر کثیر نکرد و ہر کہ شکر انسان نکرد
شکر خدا نکرد و تحدث نعمۃ اللہ شکرست و ترک آن کفر و جماعت رحمت ست
ازین حدیث صریح ظاہرست کہ نعمائے باری تعالی را مخفی داشتن فی نفسہ کفرست
پس تحدث نعمۃ اللہ کہ شکرست امری باشد ضروری اگرچہ این حدیث ضعیف
ست مگر چون درین باب احادیث کثیرہ وارد اند و نیز در فضائل اعمال عمل بحدیث
ضعیف صحیح ست لہذا لائق احتجاج باشد امام شعرانی در لطائف المنن والاخلاق
فی بیان وجوب التحدث بنعمۃ اللہ علی الاطلاق می طرازد وَقَدْ رَوَی
الطَّبَرَانِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ وَغَیْرُھُمَا مَرْفُوْعًا اَلتَّحَدُّثُ بِالنِّعْمَۃِ شُکْرٌ زَادَ فِیْ
رِوَایَۃِ الْبَیْھَقِیِّ وَتَرْکُہٗ یَعْنِی الشُّکْرَ کُفْرٌ یعنی تحدث نعمت اللہ
شکرست و ترک آن کفر وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ وَغَیْرُہٗ عَنْ اَبِیْ
نَضْرَۃَ الْغِفَارِیِّ قَالَ کَانَ الْمُسْلِمُوْنَ یَرَوْنَ اَنَّ مِنْ شُکْرِ النِّعْمَۃِ
اِظْھَارُھَا وَالتَّحَدُّثُ بِھَا بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ
وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ فَتَوَعَّدَھُمْ عَلٰی کُفْرِھِمْ

بالنعمة بالعذاب الشدید یعنی طریقهٔ مسلمانان آن بود که اظهار نعمت اشکری دانستند
حق تعالی فرماید لئن شکرتم الایه درین آیه کفران نعمت را به عذاب شدید
وعده می فرماید هرگاه شکر نعمت اظهار نعمت باشد مامور به باشد ازین جاست
که حضرات انبیا علیهم الصلوة والسلام واولیاء الله وعلمای کرام رضی الله عنه تحدیث
به نعم کرده اند بلکه فرشتگان نیز واز تحدیث فرشتگان ست ونحن نسبح
بحمدک ونقدس لک ونیز انا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون
واز تحدیث انبیاء الله قول حضرت یوسف علیه السلام ست اجعلنی علی
خزائن الارض انی حفیظ علیم وقول حضرت داود وسلیمان علیهما
السلام ست الحمد لله الذی فضلنا علی کثیر من عباده المؤمنین وقول
سلیمان علیه السلام ست علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء ان هذا
لهو الفضل المبین وقول عیسی علیه السلام انی عبد الله آتانی الکتاب
وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا اینما کنت الایه وقول حضرت نبینا
صلی الله علیه وسلم انا اول شافع واول مشفع وانا اول من تنشق عنه
الارض وانا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر آنحضرت صلی
الله علیه وسلم که سیادت خود را مخصوص به یوم حشر فرمود منشا آن اینست
که بروز قیامت مجمع اولین وآخرین خواهد بود پس سیادت وی صلی الله علیه
وسلم بر تمامی اولین وآخرین متحقق خواهد گشت وچون علو آنحضرت صلی الله علیه وسلم
از سیادت ولد آدم نبود بلکه فخر از عبودیت می باشد فرمود ولا فخر در لطائف المنن
مذکورست قال بعض العارفین لم یبلغنا ان احدا من العارفین زکی

نفسہ رِیَاءً وَسُمْعَۃً وَاِنَّمَا ذَکَرَ لِغَرَضٍ صَحِیْحٍ شَرْعِیٍّ کَمَا قَالَ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ الحَدِیْثَ یعنی نمی دانم کہ کدامی از عارفین
تزکیہ نفس خویش از ریا کردہ باشد بلکہ ہر کہ چنین کند لغرض صحیح شرعی کند نہ از ریا
سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماید من سردار اولاد آدم ہستم اما تحدیثا ولیا را رضی اللہ
عنہم پس شنیدنی ست کہ از دیلمی و ابو نعیم مروی ست اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُ صَعِدَ الْمِنْبَرَ یَوْمًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَیَّرَنِیْ لَیْسَ فَوْقِیْ اَحَدٌ
ثُمَّ نَزَلَ فَقِیْلَ لَہٗ فِیْ ذٰلِکَ فَقَالَ اِنَّمَا قُلْتُ ذٰلِکَ اِظْہَارًا لِلشُّکْرِ
یعنی عمر رضی اللہ عنہ روزے بر منبر آمد و فرمود کہ شکر مر خدائی است کہ مرا بوجہی گردانید
کہ فوق من کسی نیست پس از منبر فرود آمد صحابہ درین باب پرسیدند حضرت عمر
رضی اللہ عنہ فرمود کہ برائے اظہار شکر گفتہ ام ملاحظہ فرمودنی ست کہ این
چنین جملہ تعلی را برائی اظہار شکر گفتہ قیصری رحمۃ اللہ علیہ در شرح فصوص از امیر المومنین
علی علیہ السلام نقل کردہ کہ در خطبہ فرمودہ اَنَا نُقْطَۃُ بَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ اَنَا جَنْبُ
اللّٰہِ الَّذِیْ فَرَّطْتُمْ بِہٖ وَاَنَا الْقَلَمُ وَاَنَا اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ وَاَنَا الْعَرْشُ وَاَنَا
الْکُرْسِیُّ وَاَنَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُوْنَ اِلٰی اٰخِرِ مَا قَالَ حضرت
شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماید لَا یَکْمُلُ شُکْرُ الْعَبْدِ حَتّٰی یَرٰی نِعْمَۃَ مُلُوْکِ الدُّنْیَا
دُوْنَ نِعَمِہٖ یعنی شکر عبد تا وقتی کامل نمی شود کہ نعمت ملوک دنیا را از نعمتی کہ بوے
عطا شد کمتر نداند حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماید لَا فَرْقَ بَیْنَ قَوْلِ الْعَبْدِ اِنَّ
اللّٰہَ خَلَقَنِیْ وَرَزَقَنِیْ وَصَوَّرَنِیْ وَعَلَّمَنِیَ الْعِلْمَ وَالْقُرْاٰنَ وَجَعَلَنِیْ
مُبَارَکًا وَبَیْنَ اَنْ یَقُوْلَ اَنَا وَلِیُّ اللّٰہِ وَاَنَا مِنَ الْعُلَمَاءِ الْعَامِلِیْنَ

سے شکر بندہ کامل نمی شود تا نعمت پادشاہان دنیا را کمتر از نعمتہای خود نداند ۱۲ ش فرقی نیست درمیان این کلام کہ اللہ تعالی مرا پیدا کرد

وَنَحْوُ ذَالِكَ چون بخیالِ مردم میان این الفاظ فرق است و خلقے و صوفی باکے
ندارند فاما بر قائل انا ولی اللہ لب بطعنت کشایند مگر از اندک تامل آشکار گردد کہ انا
ولی اللہ گفتن باکی ندارد اللہ تعالی ہر مومن را ولی گفتہ می فرماید اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
پس ہرگاہ اللہ تعالی ولی مومنان باشد مومنان ولی باری تعالی باشند پس در انا
ولی اللہ گفتن باکی نخواہد بود شیخ علی شاذلی ربیب شیخ ابی المواہب می گوید کہ چون
شاذلیہ بہ ثنائے نفوس خود لب می کشادند از شیخ ابی المواہب کہ مریدش بودم
می گفتم کہ بہ فقیر کی روا بود کہ زبان خود را بہ ثنا کشاید تا آنکہ بمقامی رسیدم کہ
بعد فوز آن مقام شاذلیہ ثنائی خود می کردند پس دیدم کہ بعد رسیدن آن مقام
بر فقیر واجب ست مدح خود کردن و شکر قلبی درین مقام کافی نمی باشد بلکہ
بر اظہارش مجبور می شود تا عام و خاص بران اطلاع یابند امام شعرانی در لطائف
می نگارد فَاِیَّاکَ یَا اَخِیْ اَنْ تُبَادِرَ الْاِنْکَارَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنَ الْعَارِفِیْنَ
اِذَا مَدَحَ نَفْسَہٗ وَتَحْمِلَہٗ عَلَی الْاَغْرَاضِ النَّفْسَانِیَّۃِ بَعْدَ اِطِّلَاعِکَ
عَلٰی هٰذِهِ الْاَدِلَّۃِ وَالنُّقُوْلِ الَّتِیْ ذَکَرْنَاهَا وَعَلَیْکَ اَنْ تَحْمِلَهُمْ
عَلٰی اَحْسَنِ الْمَحَامِلِ یعنی اگر کسی از عرفا مدح سرائی کند بران انکار نشاید و بر اغراض
نفسانی محمول نباید کرد بلکہ آن را بر احسن محامل حمل باید کرد و بیشتری از علمار اعلام
مناقب و مدائح خود در کتب و رسائل تحریر کردہ اند چنانچہ نام نامی شان مذکور میشود
شیخ امام فقیہ محدث عبد الغفار الفارسی علامہ عماد کاتب اصفہانی شیخ امام مقری
الفقیہ یاقوت الحموی شیخ علامہ لسان الدین بن الخطیب شیخ ابو عبد اللہ القرشی
شیخ ابو الربیع المالکی شیخ صفی الدین بن ابی المنصور شیخ ابو شامہ شیخ حافظ

تقی الدین فارسی شیخ ابوحیان حافظ ابن حجر شیخ جلال الدین سیوطے
عبدالوہاب شعرانی وغیرہم در لطائف المنن مذکور ست وَكَانَ الْحَسَنُ
الْبَصْرِيُّ يَقُولُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ أَيْ
بَعْدَ الْمَصَائِبِ الَّتِي يُصِيبُهُ وَيَنْسِي التَّحَدُّثَ بِالنِّعَمِ یعنی حسن بصری رح
در تفسیر آیہ کہ ترجمہ اش اینست بتحقیق انسان برائے رب خود ناشناس
ست می فرمود کہ صورتش اینست کہ چون از انسان مصیبت دور شود و رنج
براحت مبدل گردد وروی آسائش بیند و او تحدث نعمت را فراموش کند
وَرَوَى أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ وَهَبِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ سَبَبِ
سَلْبِ بَلْعَامِ بَاعُورَ بَعْدَ تِلْكَ الْآيَاتِ وَالْكَرَامَاتِ فَقَالَ إِنَّ بَعْضَ
الْأَنْبِيَاءِ سَأَلَ رَبَّهُ عَنْ سَبَبِ ذَلِكَ فَأَوْحَى اللهُ تَعَالَى إِلَيْهِ أَنَّهُ لَمْ يَشْكُرْنِي
يَوْمًا قَطُّ عَلَى مَا أَعْطَيْتُهُ وَلَوْ شَكَرَلِي عَلَى ذَلِكَ مَرَّةً وَاحِدَةً لَمَا
سَلَبْتُهُ نِعْمَتِي وَلَكِنْ جَرَى بِذَلِكَ قَضَائِي وَتَمَّتْ فِيهِ إِرَادَتِي وَمَشِيَّتِي
یعنی از وہب بن منبہ سوال کردہ شد کہ بعد این چنین آیات و کرامات از
بلعم باعور چرا نعمت سلب کردہ شد گفت کہ بعض انبیا علیہم السلام از
حق تعالے جل شانہ از سببش سوال کردند وحی آمد کہ او گاہے شکر نعمائی
الٰہی نکرد اگر یکبار شکر می کرد از وسلب نعمت من نمی شد مشائی قضا و قدر
ہمین بود ہر گاہ بسبب عدم تحدث بنعمۃ اللہ محنت سابقہ را رائگان و مردم از
حظیرۂ قدس دور افگندہ شود پس چرا تحدیث نہ کنند بہجۃ الاسرار از ذکر
نعماے حضرت غوث الاعظم رح مالامال است روزے بعد ذکر نعماے کثیر و فرمود

یا عزیز انت واحد فی السماء وانا واحد فی الارض یعنی تو در آسمان
یکتا ہستی ومن در زمین و در مرض موت بہ اولاد خود فرمودہ بینی وبینکم
وبین الخلق کلہم بعد ما بین السماء والارض لا تقیسونی باحد
ولا تقیسوا علی احدا یعنی درمیان ما و شما و خلق فرق میان آسمان و
زمین ست ما را بر کسی و کسی را بر ما قیاس نکنید روزے فرمودہ ما من نبی
خلقہ اللہ تعالی ولا ولی الا قد حضر مجلسی ہذا الاحیاء بابدانہم
والاموات بارواحہم یعنی تمام انبیاء و اولیاء در مجلس ما حاضر شدہ اند
زندہ بذات خود و مردہ بارواح خویش روزی ارشاد فرمودہ وکل
رجال الحق اذا وصلوا الی القدر امسکوا الا انا وصلت الیہ وفتح لی
۴ فیہ روزنۃ فولجت فیہا ونازعت اقدار الحق بالحق للحق فالرجل
ہو المنازع للقدر لا الموافق لہ یعنی دستور تمامی اولیاء اللہ این ست
کہ چون بقدر رسند خود را باز دارند مگر من کہ بقدر رسیدم و برائے من روزنے
کشادہ شد پس در آمدم و در آن کشیدم اقدار حق را مرد ہمانست کہ منازعت
با قدر کند نہ آنکہ با قدر موافق باشد درین مقام دو شبہ عویص وارد می شود
اول خلاف قضاء مبرم چون واقع شود جوابش انیست کہ حضرت مجدد رح در
مکتوب دو صد و ہفدہم از جلد اول کہ بملا طاہر قدسی صدور یافتہ چنان
تحریر فرمودہ اند کہ قضائی معلق بر دو گونہ است قضائیست کہ تعلیق او در لوح
محفوظ ظاہر ساختہ اند و ملائکہ را بران اطلاع دادہ و قضائیکہ تعلیق او نزد خدا است
جل شانہ و بس و در لوح محفوظ صورت قضائی مبرم دارد و این قسم اخیر از قضائے

معلق نیز احتمال تبدیل دارد دررنگ قسم اول ازینجا معلوم شد که سخن سید رح
مصروف باین قسم آخر ست که صورت قضائی مبرم دارد نه بقضاے که
بحقیقت مبرم ست که تصرف وتبدل دران محال ست عقلا وشرعا کما لایخفیٰ
والحق که کم کسی را بر حقیقت آن قضا اطلاع ست تکیف که درینجا تصرف نماید انتہی
دوم آنکه در باب سی و نہم از فتوحات مکیہ مذکور ست فکل صاحب
اِدْلَالٍ فِیْ هٰذِهِ الدَّارِ فَقَدْ نَقَصَ مِنَ الْمَعْرِفَةِ بِاللّٰهِ عَلٰی قَدْرِ اِدْلَالِهٖ
وَلَا یَبْلُغُ دَرَجَةَ غَیْرِهٖ مِمَّنْ لَهٗ لَیْسَ اِدْلَالٌ اَبَدًا فَاِنَّهٗ فَاتَتْهُ اَنْفَاسٌ
کَثِیْرَةٌ فِیْ حَالِ اِدْلَالِهٖ غَابَ عَمَّا یَجِبُ عَلَیْهِ فِیْهَا مِنَ التَّکَلُّفِ الَّذِیْ یُنَاقِضُ
الْاِشْتِغَالَ بِهٖ اِدْلَالٌ فَلَیْسَتِ الدُّنْیَا بِدَارِ اِدْلَالٍ اَلَا تَرٰی عَبْدَ الْقَادِرِ
الْجِیْلِیْ مَعَ اِدْلَالِهٖ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ وَبَقِیَ عَلَیْهِ مِنْ اَنْفَاسِهٖ فِیْ هٰذِهِ
الدَّارِ ذٰلِکَ اَلْقَدْرُ الزَّمَانُ وَضَعَ خَدَّهٗ فِی الْاَرْضِ وَاعْتَرَفَ
بِاَنَّ الَّذِیْ هُوَ فِیْهِ الْاٰنَ هُوَ الْحَقُّ الَّذِیْ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ الْعَبْدُ
عَلَیْهِ فِیْ هٰذِهِ الدَّارِ وَسَبَبُ ذٰلِکَ اَنَّهٗ کَانَ فِیْ اَوْقَاتٍ صَاحِبَ
اِدْلَالٍ فِیْمَا کَانَ الْحَقُّ یُعَرِّفُ بِهٖ مِنْ حَوَادِثِ الْاَکْوَانِ
این شبہ را دو تا جواب بخیال می گزرد. **جواب اول** ہر ادلالے که ازان
شکر باری مقصود نباشد موجب نقص معرفت ست و ادلالے که ذریعہ شکر
باری مطلوب باشد نقص نیست بلکہ مامور بہ است کما فصلنا و حکایت حضرت
غوث پاک رضی اللہ عنہ بطور شکر ست **جواب دوم** ادلالے که از مقام
انس باشد منقصت نیست آنمعنی ادلال از انبیا علیہم السلام و خاصان خداوند تعالے

ہم شدہ بہت حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالی در فصل الخطاب می فرماید
باید دانست کہ چنین گفتہ اند کہ توسعات در عبارات و تجوزات در کلمات بطریق
رخص اہل معرفت را بیشتر در حالت ست استغراق فنا و سکر حال و انس
و دلال وقد انشد و افی وصف المستانسین من المحبوب ؎

وقوم تجاذبهم ذموکسبه هو		والعبد يزهى على مقدار ادلاله

وقال بعض العارفين الحبيب لا يحاسب والعه ولا يحجب له ولا
يحب الله هذا النوع من الادلال الا لمن اقامه مقام الانس ولا
يمكن ذلك الا منه انچہ سبب وضع خد تحریر فرمودہ شد امریست قیاسی
چہ حضرت غوث پاک این را بیان نفرمودند و کیفیت دلال کہ در مرض موت
خود فرمودہ و در بہجۃ الاسرار مذکور ست پیش ازین بیان کردہ شد شنیدنی
ست کہ تزکیہ نفس و اظہار نعمت در صورت باہم التباس دارند لیکن در حقیقت متغائر
اند اگر کمالات را بنفس خود نسبت کند و نسبت آن را بخالق فراموش نماید آن
تزکیہ نفس ست حق تعالی فرماید لا تزکوا انفسکم یعنی نفس خود را بہ پاکی یاد
مکنید این چنین تزکیہ کبر و مذموم ست و اگر آن را نسبت بخدای تعالی کند
و خود را فی نفسہ منشاء سر داند و اتصاف خود بوجہ رعایت بحول و قوت الہی بآن
کمالات دانستہ شکر الہی بجا آرد آن را اظہار نعمت گویند آن معنی ہر چند در نظر
عوام التباس دارد لیکن نزد خدای تعالی التباس ندارد واللہ یعلم المفسد
من المصلح حق تعالی می داند مفسد را جدا از مصلح از اولیاء اللہ کہ از رذائل نفس
پاک اند متصور نیست مگر اظہار نعمت پس این امر اگر از ایشان بظہور آید بر او اعتراض نشاید کہ

حسن ظن مامور به است و درین شبه نیست که اولیاء الله بحالت احتضار انوارے بینند که بملاحظهٔ آن کیفیت وصل دنیاوی را که مناط عبادت می دانستند هیچ انگارند و این معنی را بزبان حال وقال آرند پس ضرورست که برای وی محملی صحیح برآورده شود تا مورث منقصت کبار اولیاء الله نگردد حضرت سید آدم بنوری رح در خلاصة المعارف می طرازد که حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی در آخر حیوة خود نزدیک باحتضار در آخر وقت در مناجات خود فرموده اند الٰهی ما ذَکَرْتُکَ اِلَّا عَنْ غَفْلَةٍ وَ مَا خَدَمْتُکَ اِلَّا عَنْ فَتْرَةٍ چون معلوم است که ذکر و خدمت اصل و ظل عبارت از شهود و حضور آنجاست نزد ایشان در حالت کَاَنَّکَ تَرَاهُ است خواه واصل ظل باشد خواه واصل اصل زیرا که واصل هر مرتبه خود را اصل نفس ذات می داند و اگر چنین … دوام بوده … هم صاحب تمکین بود پس حضرت شیخ بایزید در آن وقت آخر حضورهای سابق خود را که شهودی بوده باشند اگر مجهول الکیفیت باشند هم غفلت دانست که حضور اصل مطلوب نبود فلاجرم از واجب تعالی خود را غافل گفت که گفت مَا ذَکَرْتُکَ اِلَّا عَنْ غَفْلَةٍ

انتهی ؎ گفتگوئی عاشقان در کار رب		جوشش عشق ست نی ترک ادب

امر ششم شطح در لغت حرکت را گویند و طاحونه را شطاح خوانند بکثرت تحرک وی چون آب غلبه کند و در نهر نگنجد گویند شَطَحَ الْمَاءُ فِی النَّهْرِ فا حرکت اسرار واجدین را گویند چون با ایشان قوت گیرد بجنبشے که بریزد از اناے استعدادات ایشان بمیاه معارف و اسرار الٰهی بعبارتے که عقل ادراک آن عاجز باشد کذا فی اللطائف در کواکب می نگارد اِعْلَمْ اَنَّ الشَّطْحَ مِنْ جُمْلَةِ مَا … ابواب

فصدر عنهم امتثالاً للامر ويكون ذلك الامر تنويهاً لفضلهم
وبياناً لمنوشانهم وتعريفاً للخامل لكبير قدرهم وارشاداً الى
التعلق لهم والتوسّل برفيع جاههم وسبباً لمصالح العباد ونفعهم امام يافعی
در نشر می فرماید کہ امر با علام اللہ بالہام شود یا کشف یا سماع خطاب یا غیر آن لبعض
شطح تاویل قبول کند چنانچہ برائے ملاقات ابی الغیث بن جمیل رح جماعت فقہا
آمدند ابی الغیث معائنہ حال ایشان فرمود مرحباً بالعبیدی فقہا ناخوش
شدند واز اسمٰعیل محمد حضرمی شکایت آوردند حضرمی جواب داد راست گفت
انتم عبید الهوی والهوی عبیدہ یافعی گوید ؎

ولبعض له التاویل فی الشطح ظاهر	وبعض لتعریف ونصح لیفتة

شیخ ابی الغیث ابن جمیل گوید الارض ارضی والسماء سمائی
یمن بوے نگاشتند ؎

جزت الصفوف الی الحروف الیٰ الہبا	حتی تمیت مراتب الابداع

یعنی مقامات اولیا یا ملائکہ را تجاوز کردی و بہ سوی علم حروف و اسما و اطلاع
علی الاسرار شدی تا آنکہ بمقام تکوین خلق و اختراع شدی ابوالغیث بجواب
فرمودہ ؎

وحبانی الملك المهيمن واجتبی	فالارض ارضی والسماء سمائی

تخریب بالشطح آن را گویند کہ حالی عظیم بیان کند تا از قلوب مردم اعتقادش
زائل شود و باو سوئے ظن کنند و مقصودش کہ عدم التفات مردم ست حاصل شود
شیخ محی الدین بن عربی فرماید ؎

وَمِنْ شَاطِحٍ لَمْ يَبْلُغَنْ بِحَقِيقَةٍ | قَدْ أَزَّلَهُ دَعْوَاهُ مَنْزِلَةَ الْهَبَاءِ

ابراہیم خواص رضی الله عنه که گرامی شهر بسبب خوف شهرت زیاده قیام نمیکرد
چون در شهری داخل شد و ذکرش بر زبانها رفت بر طبعش ناگوار گذشت و خواست
تا ضررے دریابد پس در حمام داخل شد دید که لباس فاخر شاهزاده نهاده است
که بحمامی تفویض بود و حمامی غافل ست پس آن لباس را پوشیده و برد لباس خود
پوشیده و بسرعت برآمد تا آنکه او را گرفتند و لباس از تنش برآوردند وَسَمَّوْهُ فِي
تِلْكَ الْبَلْدَةِ لِصَّ الْحَمَّامِ فَقَالَ لِنَفْسِهِ هُنَا طَابَ الْمَقَامُ
اشتباه اما برائے این فعل دلیلی فقهی ست انتباه بلی هرگاه دوائے
امراض جسمانی به محرمات جائز ست پس تداوی قلوب که محل معرفت و نور ست بشئی
محظور بطریق اولی جائز باشد باآنکه در هر دو مرض فرقی بیّن ست مرض اجسام رحمت و
حسنات ست و مرض قلوب نقمت و هلکات وَأَيْنَ هٰذِهِ الْأَبْدَانُ مِنْ هٰذِهِ
الْأَدْيَانِ امام یافعی فرماید

وَبَعْضُهُمْ إِلَى التَّخْرِيبِ مَالَ تَسَتُّرًا | لِكَيْلَا يُرَى فِيهِ الصَّلَاحُ وَيُحْمَدَا
يُدَاوِي لِقَلْبٍ فِي حَرَامٍ مُخَفَّفٍ | لِجِسْمٍ وَهَلْ أَوْلَى جَوَازًا مُؤَكَّدًا
لِأَنَّ سِقَامَ الْجِسْمِ أَجْرٌ وَرَحْمَةٌ | وَبِالضِّدِّ سُقْمُ الْقَلْبِ لِلدِّينِ مُفْسِدًا
كَمَا فَعَلَ الْخَوَّاصُ فِي لُبْسِ خِلْعَةِ ابْنِ مَلِكٍ بِحَمَّامٍ لِغُسْلٍ مُجَرَّدًا
لِيَدْعُوهُمُ لِصًّا لِكَيْ تَذْهَبَ شُهْرَةٌ | فَلَا قَطُّ يُدْعَى صَالِحًا مُتَعَبِّدًا

قید حرام مخفف ازان ست که علاج بحرام مغلظ جائز نیست و اقدام بر حرام وقتی جائز
خواهد بود که بنور معرفت دریابد که اگر مرتکب حرام نشود او را ضرری از ارتکاب

حرام زیاده تر خواهد رسید متعهد از زلاتی گناه استغفار کرده می شود تا وقتیکه کار از
ارتکاب مکروه بر آید از ارتکاب حرام جائز نیست درین مقام چند اقوال شطح گذاشته
می شود الوِلَایَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ توجیهاتے دارد **اول** آنکه
عموماً ولایت از نبوت افضل باشد زیرا که ولایت نسبت مع الله و استفاضه
از حضرت تقدس و تعالی است پس در آن رو بحق باشد و نبوت اظهار بخلق
و افاضت برکت بر ایشان ست که دران رو بخلق باشد و رو بحق افضل ست از
رو بخلق پس ولایت افضل باشد از نبوت این کلام منافی شرع ست زیراکه
بالاتفاق انبیاء افضل اند از اولیاء چه نبوت اقصی مراتب فرد بشر ست درین
جهان مرتبه بالاتر از آن نیست هر درجه و رتبه که ولی یابد لا محاله نبی را
حاصل ست و نبوت صرف رو بخلق نیست که توهم مفضولیت نبوت از ولایت
گردد بلکه در نبوت رو بخلق ست و هم رو بحق ظاهرش با خلق ست و باطنش با حق
پس انبیا جامع و شامل هر دو نسبت مذکوره اند چه ولایت جزو نبوت ست و نبوت
کل و وجود نبوت بدون وجود ولایت غیر ممکن که اَلْکُلُّ اَعْظَمُ مِنَ الْجُزْءِ
پس نبوت افضل باشد از ولایت **دوم** آنکه ولایت افضل ست بعد از نبوت
درین فقره من بمعنی بعد ست چنانکه در اَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوْعٍ گوییم که این توجیه خلاف
قواعد ادب ست زیراکه در فقره الوِلَایَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ من تفضیلیه است
و من تفضیلیه بمعنی بعد نمی باشد پس چگونه استعمالش بمعنی بعد جائز خواهد بود **سوم** آنکه
ولایت نبی افضل از نبوت تشریعی و رسالت اوست همین ست مسلک شیخ
محی الدین بن عربی رح ولایت عام ست مر جمله موجودات کامله را تا آنکه هر مومن من وجه

ولی ست اگر بسبب دنو رتبه عرفا هر مومن را ولی نخوانند همچنان هر نبی ولی اند
اگرچه عرفا نبی را ولی نه گویند و حق تعالی جل شانه خود را ولی خوانده چنانچه می فرماید
اللهُ وَلِیُّ الَّذِینَ آمَنُوا و جای می فرماید وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیدُ پس ولایت منقطع نه شود
زیرا که کمالات عموما منتفی نه شوند اگرچه نبوت بمعنی تشریع بعد ختم الانبیاء
منقطع گردید مگر نبوت عامه و ولایت عامه باقی ماند چون ایشان ثبوت احکام
بقوت اجتهادیه نمایند وراثت تشریع با ایشان وراثت حاصل شد در حدیث ست العلماء
وَرَثَةُ الْأَنْبِیَاءِ وراثت احکام منصوصه ظاهر ست اما در احکام اجتهادیه هر
مسئله را که مجتهد بقوت اجتهاد استخراج نماید مجتهد را بران فتوی و عمل
واجب باشد هرگاه نبی کلامی کند که از قبیل تشریع نباشد یعنی آن کلام از قبیل
احکام فرعیه و اصلیه که عامه را بران اعتقاد واجب ست نباشد بلکه غیر آن
باشد مثل ذکر احوال و عوض مقامات ایشان و غیر آن این چنین ذکر به حیثیت
نبوت تشریعی نباشد بلکه بحیثیت ولایت و عرفان باشد و مقام او مِنْ حَیْثُ
هُوَ عَالِمٌ وَوَلِیٌّ اتم و اکمل باشد از ولایت مِنْ حَیْثُ هُوَ رَسُولٌ وَذُو تَشْرِیعٍ
در فص عزیریه در شرح داؤد قیصری مذکور ست اَلْوِلَایَةُ جِهَةٌ حَقَّانِیَّةٌ
فَهِیَ اَبَدِیَّةٌ وَالنُّبُوَّةُ جِهَةٌ خَلْقِیَّةٌ فَهِیَ مُنْقَطِعَةٌ غَیْرُ اَبَدِیَّةٍ فَاِذَا
سَمِعْتَ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ اللهِ تَعَالٰی یَقُولُ اَوْ یُنْقَلُ اِلَیْکَ عَنْهُ
اَنَّهُ قَالَ الْوِلَایَةُ اَعْلٰی مِنَ النُّبُوَّةِ فَلَیْسَ یُرِیْدُ ذٰلِکَ الْقَائِلُ
اِلَّا مَا ذَکَرْنَاهُ مِنْ اَنَّ الْوِلَایَةَ اَعْلٰی مِنْ نُبُوَّتِهٖ لَا اَنَّ وِلَایَةَ
الْوَلِیِّ اَعْلٰی مِنْ نُبُوَّةِ النَّبِیِّ وَذٰلِکَ کَمَا نَقُولُ فِیْمَنْ یَکُونُ عَالِمًا

تَاجِرًا خَيَّاطًا هُوَ مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ عَالِمٌ اَعْلٰى مَرْتَبَةً مِّنْ حَيْثُ اَنَّهٗ تَاجِرٌ وَخَيَّاطٌ وَمِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ تَاجِرٌ اَشْرَفُ مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ خَيَّاطٌ اِذْ يَقُوْلُ اِنَّ الْوَلِيَّ فَوْقَ النَّبِيِّ وَالرَّسُوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ فِيْ شَخْصٍ وَاحِدٍ وَهُوَ اَنَّ الرَّسُوْلَ مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ وَلِيٌّ اَتَمُّ مِنْهُ مِنْ حَيْثُ هُوَ نَبِيٌّ وَرَسُوْلٌ لِاَنَّ الْوَلِيَّ تَابِعٌ ش ای للرسول مثلاً اعلی مِنْهُ فَاِنَّ التَّابِعَ لَا يُدْرِكُ الْمَتْبُوْعَ اَبَدًا فِيْمَا هُوَ تَابِعٌ لَهٗ فِيْهِ اِذْ لَوْ اَدْرَكَهٗ لَمْ يَكُنْ تَابِعًا امام شعرانی در الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر مے طرازد اِنَّمَا قَالَ الشَّيْخُ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِيْ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ وَوِلَايَتِهٖ اَيُّهُمَا اَفْضَلُ وَالَّذِيْ اَقُوْلُ لَهٗ اَنَّ وِلَايَتَهٗ اَفْضَلُ بِشَرَفِ الْمُتَعَلَّقِ وَدَوَامِهَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ بِخِلَافِ الرِّسَالَةِ فَاِنَّهَا مُتَعَلِّقٌ بِالْخَلْقِ وَتَنْقَضِيْ بِانْقِضَاءِ التَّكْلِيْفِ اِنْتَهٰى وَوَافَقَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ الشَّيْخُ عِزُّ الدِّيْنِ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ فِي الْكَلَامِ فِيْ رِسَالَةِ النَّبِيِّ مَعَ وِلَايَتِهٖ لَا فِيْ رِسَالَتِهٖ وَنُبُوَّتِهٖ مَعَ وِلَايَةِ غَيْرِهٖ

شیخ علاء الدین قونوی در شرح تعرف می نگارند کہ در ولایت و نبوت عموم خصوص مطلق ست ہر نبی ولی ست ولا عکس پس مطلب این ست کہ اَلنَّبِيُّ مِنْ حَيْثُ كَوْنِهٖ وَلِيًّا اَفْضَلُ مِنْ حَيْثُ كَوْنِهٖ نَبِيًّا وازین محظور لازم نمی آید زیرا کہ تفضیل ولی بر نبی وقتی قابل تسلیم بود کہ کدامی نبی ولی نمی بود پس در نبی ولایت ست ونیز نبوت کہ اجل و اشرف ست علامہ عز الدین بن عبد السلام گوید کہ مقام نبوت افضل از مقام رسالت

است چنانکه ابن الحاجب در شرح جمع الجوامع حکایت کرده زیراکه نبوت مقام علم
است پس این از طرفین متعلق باللہ تعالیٰ ست و رسالت مقام تبلیغ ست پس این
متعلق بخلق ست ازین مقاله تفضیل نبی بر رسول لازم نمی آید زیراکه هیچ رسول
غیر نبی نباشد شیخ محی الدین ابن عربی در کتاب مقام التقرب در تحقیق قول
اَلْوَلَایَۃُ فِی النُّبُوَّۃِ الْکُبْرٰی وَالْوَلِیُّ الْعَارِفُ مَرْتَبَتُہٗ فَوْقَ مَرْتَبَۃِ الرَّسُوْلِ
می نگارد و درینجا اعتبار اشخاص مِنْ حَیْثُ ھُوَ اِنْسَانٌ نیست و فضل و شرف در جنس
نیست بلکه تفاضل بمراتب ست انبیاء صلوات اللہ علیهم و سلام بر خلق تفضیل بمراتب
است پس برای نبی صلی اللہ علیه وسلم مرتبه ولایت و معرفت و رسالت بوده است
و مرتبه ولایت و معرفت همیشه باشد و مرتبه رسالت بسبب انقطاع تبلیغ منقطع
گردد و فضل دائم باقی ست وَالْوَلِیُّ الْعَارِفُ مُقِیْمٌ عِنْدَہٗ وَالرَّسُوْلُ خَارِجٌ
وَحَالَۃُ الْاِقَامَۃِ اَعْلٰی مِنْ حَالَۃِ الْخُرُوْجِ فَھُوَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مِنْ کَوْنِہٖ وَلِیًّا وَعَارِفًا اَعْلٰی وَاَشْرَفُ مِنْ کَوْنِہٖ رَسُوْلًا وَھُوَ الشَّخْصُ
بِعَیْنِہٖ وَاخْتَلَفَ مَرَاتِبُہٗ لَا اَنَّ الْوَلِیَّ مِنَّا اَرْفَعُ مِنَ الرَّسُوْلِ نَعُوْذُ
بِاللّٰہِ مِنَ الْخَذْلَانِ چهارم آنکه این کلام از شطحیات ست همین ست مسلک
حضرت مجدد علیه الرحمة در مکتوب صد و هشتم از جلد اول مذکور ست بعضی از مشائخ
در سکر وقت گفته اند که ولایت افضل از نبوت ست و بعضی دیگر ازین ولایت
ولایت نبی خواسته اند تا وهم افضلیت ولی بر نبی رفع شود اما فی الحقیقت کار برعکس ست
زیراکه نبوت نبی از ولایت او افضل است و در ولایت از تنگی سینه رو بخلق نمی
توانند آورد و در نبوت او بکمال انشراح صوری نه توجه حق سبحانه مانع توجه خلق ست

ونه توجه خلق مانع توجه حق تعالی در نبوت تنها رو بخلق نیست تا ولایت را اگر رو بحق دارد
ترجیح بروی بدهند عیاذاً بالله سبحانه رو بخلق تنها مر بیشتر عوام کالانعام است
شان نبوت ازان برترست فهم این معنی ارباب سکر را دشوارست اکابر مستقیم الاحوال
باین معرفت ممتاز اند هَنِیئاً لِاَرْبَابِ النَّعِیْمِ نَعِیْمُهَا حضرت بایزید بسطامی قدس سره
فرموده خیمه بر پهلوی عرش زده ایم ما مراد از عرش قلب مومن باشد یعنی متقارب عرش
هستیم حضرت بایزید فرماید لِوَائِی اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ برای تصحیح این کلام
چند توجیهات کرده اند توجیه اول آنست که لوای محمد جبریل بود و لوای
بایزید محمد صلی الله علیه وسلم پس لوای بایزید از لوای محمد برتر باشد این قول
حضرت موسی علیه السلام می ماند که در مناجات خود فرموده است الهی انچه در کلبهٔ گدائی
هست در خزانهٔ خسروی تو نیست ندا شنید که ای موسی آن چیست که تو داری و
من ندارم عرض نمود الهی همچو توئی دارم و تو همچو خودی نداری می گویم که این توجیه
صحیح نیست زیرا که جبریل علیه السلام بلسان شرع یا عرف معبر بلوای محمد نیست توجیه
دوم آنکه این را حکایت عن الحق سبحانه تعالی گفته همچو ظهور کلمهٔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰه از
درخت مهتر موسی را علیه السلام توجیه سوم من بمعنی بعد است چنانکه اَطْعَمَهُمْ مِنْ
جُوْعٍ یعنی طعام داد ایشان را بعد از جوع نزد راقم این توجیه نیز راست نمی آید زیرا که
من بمعنی بعد در کتب نحو و تفاسیر موجوده از نظر نگذشته و این من تفضیلیه است
و درین محل زینهار من بمعنی بعد صحیح نخواهد بود توجیه چهارم ولایت افضل است از
نبوت پس معنی چنین باشد که لوای ولایت من افضل است از لوای نبوت این توجیه
هم مرجح البطلان است زیرا که ولایت هیچ ولی بر نبوت نبی افضل نیست در [illegible]

مذکورست اما قوله يكون الناس تحت لواء محمد يوم القيامة ومحمد
عليه الصلوة والسلام يكون تحت لوائنا وقوله لوائي اعظم
من لواء محمد صلى الله عليه وسلم فقالوا قيل لابي يزيد يكون الناس
تحت لواء محمد عليه الصلوة والسلام يوم القيامة قاله وهو في غلبة
الحال وقوة السكر فاجراها الله تعالى على لسانه من غير قصده فيكون
مضافا الى الله تعالى لا الى ابي يزيد وقال الجامع اللواء على نوعين لواء
يكون لله تعالى وهو لواء الخاص وهم الفقراء والعارفون ولواء
يكون لمحمد صلى الله عليه وسلم وهو لواء العوام فهم يكونون تحت لواء محمد
صلى الله عليه وسلم ومحمد عليه الصلوة والسلام مع الخواص يكون تحت
لواء الله تعالى واحشرني في زمرة المساكين على سبيل التواضع فقول
ابي يزيد لوائنا ولوائي اراد به الله تعالى الا انه اضاف الى نفسه بسبب
الاختصاص لاجل الفقر والمعرفة وقد يضاف الشيء الى الشيء بادنى ملابسة
بينهما **حضرت بایزید بسطامی فرموده** سبحاني ما اعظم شاني علامه
قطب الدين قسطلاني گويد تكلم اهل الطريق في ايضاحه فمن تكلم في شرح
معناه الجنيد وسواه فنقل عن الجنيد انه قال فيه جرت عليه اوقات
الغفلة ثم صحا فقال ذلك يعني حيث صحوت بربي وقيل نظر الى ذكر الله
تعالى القديم له فغاب بذلك عن حدوثه وصفاته فقال سبحاني اذ كنت
محمود ثنا في الذكر للمصنون ولا ماء ولا طين قال القسطلاني قلت ويحتمل
ان يكون قام به في ذاته صفة من العظمة والجلال فتلاشى معها

عِنْدَهُ وَجُودُ ذَاتِهِ فَتَشْهَدُ تِلْكَ الصِّفَةُ وَغَابَ عَنْ وُجُودِهِ فَنَطَقَ مُعَبِّرًا عَنْ تِلْكَ الصِّفَةِ الْمُشَاهَدَةِ مُنَزِّهًا لَهَا بِعَظَمَةِ شَأْنِهَا فَظَنَّ السَّامِعُ أَنَّهُ يَعْنِي نَفْسَهُ وَهُوَ لَمْ يَرَ لَهَا وُجُودًا فَيَكُونُ مُعَبِّرًا عَنْهَا بَلْ عَبَّرَ عَنْ تِلْكَ الصِّفَةِ الْقَائِمَةِ فِيهِ

شعر

خواجه بگو که من منم من نه منم نه من منم — جان من است او در تنم من نه منم نه من منم
فاش و نهان او منم گنج و روان او منم — گوهر کان او منم من نه منم نه من منم

بایزید بسطامی فرماید لا اله الا انا فاعبدونِ در تاویل این کلام
مولوی معنوی رح در مثنوی می فرماید شعر

با مریدان آن فقیر محتشم — بایزید آمد که یزدان نک منم
گفت مستانه عیان آن ذو فنون — لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا هَا فَاعْبُدُونِ
چون گذشت آن حال گفتندش صباح — تو چنین گفتی و این نبود صلاح
گفت این بار ار کنم این مشغله — تیغ ها بر من زنید آندم هله
حق منزه از تن و من با تنم — چون چنین گویم بباید کشتنم
چون وصیت کرد آن آزاده مرد — هر مریدی کاردی آماده کرد
مست گشت او باز از استغراق رفت — آن وصیت هاش از خاطر برفت
عشق آمد عقل او آواره شد — صبح آمد شمع او بیچاره شد
عقل چون شحنه است چون سلطان رسید — شحنهٔ بیچاره در کنجی خزید
عقل سایهٔ حق بود حق آفتاب — سایه را با آفتاب او چه تاب
چون پری غالب بود بر آدمی — گم شود از مرد وصف مردمی

هر چه گوید آن پری گفته بود / زین سری نه زان سری گفته بود
چون پری را این دم و قانون بود / کردگار آن پری خود چون بود
اوی او رفته پری خود او شده / ترک بی الهام تازی گو شده
چون به خود آید نداند یک لغت / چون پری را هست این ذات و صفت
پس خداوندی پری و آدمی / از پری کی باشدش آخر کمی
شیرگیر از شیر سگی ترسد بگو / شرح راه از گور سگی پرسد بگو
شیرگیر از خون نره شیر خورد / تو بگویی او نکرد آن باده کرد
در سخن پرداز از زر کهن / تو بگویی باده گفتست آن سخن
باده را چون بود این شر و شور / نور حق را نیست آن فرهنگ و زور
گر ترا از تو بکل خالی کند / تو شوی پست او سخن عالی کند
گرچه قرآن از لب پیغمبرست / هر که گوید حق نگفت او کافرست
چون همای بیخودی پرواز کرد / آن سخن را بایزید آغاز کرد
عقل را سیل تحیر در ربود / زان قوی‌تر گفت کاول گفته بود
نیست اندر جبه‌ام الا خدا / چند جویی در زمین و در سما
آن مریدان جمله در هم آمدند / تیغها بر جسم پاکش می‌زدند
هر یکی چون ملحدان گرد کوه / کارد می‌زد پیر خود را بی‌ستوه
هر که اندر شیخ تیغی می‌خلید / بازگونه او تن خود می‌درید
وانکه او را زخم اندر سینه زد / سینه‌اش بشکافت شد مرده ابد
یک اثر نی بر تن آن ذوفنون / وان مریدان خسته و غرقاب خون

کسی که از دنیا گسسته [illegible] ۱۲ غیاث ... نام کوهیست در بلای ری که ملحدان [illegible] امام فخرالدین رازی بالای آن [illegible] ۱۲ لطائف اللغات

هر که او سوی گلویش زخم برد — حلق خود ببریده و دید و زار مرد
وانکه آگه بود زان صاحبقران — دل نداد و شش کز زند زخم گران
نیم داشش دست او البته کرد — جان به برد الا که او را خسته کرد
روز گشت و آن مریدان کاسته — نوحها از جانشان برخاسته
پیش او آمد هزاران مرد و زن — کز دو عالم درج در یک پیرهن
این تن تو گر تن مردم بدی — چون تن مردم ز خنجر گم شدی
با خودی یا بیخودی در چار زد — با خود اندر دیدهٔ خود خار زد
ای زده بر بیخودان تو ذوالفقار — بر تن خود میزنی آن هوشدار
زانکه بیخود فانی ست و ایمن ست — تا ابد در ایمنی او ساکن ست
نقش او فانی و او شد آینه — غیر نقش روی غیر آنجا نه
گر کنی تف سوی روی خود کنی — ور زنی بر آینه بر خود زنی
ور ببینی روی زشت آن هم توئی — ور ببینی عیسی و مریم توئی
او نه اینست و نه آن او ساده است — نقش تو در پیش تو بنهاده است
چون رسید اینجا سخن لب در ببست — چون رسید اینجا قلم درهم شکست
لب ببند ارچه فصاحت دست داد — دم مزن والله اعلم بالرشاد
بر لب بامی تو ای مست مدام — پست بنشین یا فرود آ والسلام
هر زمانی که شوی تو کامران — آن دم خوش را کنار بام دان
بر زمان خود هراسان باش تو — همچو گنج خفیه کن نی فاش تو

همه اقوال و احوال اندر بیخودی و بی اطلاعی حضرت سلطان العارفین

ابو یزید بسطامی رحمة الله علیه در گویائی حضرت حق از زبان او وحضرت خواجه پارسا
در فصل الخطاب می فرماید که بایزید گفته سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ یعنی جری
ذٰلِكَ عَلٰی لِسَانِهٖ فِیْ مَعْرَضِ الْحِكَايَةِ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ سُكْرٍ
وَغَلَبَاتِ حَالٍ كَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ خَبَرًا عَنِ اللّٰهِ
سُبْحَانَهٗ فَبِیْ يَنْطِقُ وَبِیْ يَعْقِلُ وَبِیْ يَسْمَعُ وَبِیْ يُبْصِرُ در آداب المریدین
شیخ ابو النجیب عبد القاهر بن محمد السهروردی مذکور است وَاَمَّا الشَّطْحِيَّاتُ
الْمَحْكِيَّاتُ عَنْ اَبِیْ يَزِيْدَ وَغَيْرِهٖ فَذٰلِكَ عَنْ غَلَبَةِ الْحَالِ
وَقُوَّةِ السُّكْرِ وَغَلَبَاتِ الْوَجْدِ فَلَا قَبُوْلَ لَهَا وَلَا رَدَّ اَمْ فِی
در مشکوة الانوار می فرماید اَلْعَارِفُوْنَ بَعْدَ الْعُرُوْجِ اِلٰی سَمَاءِ الْحَقِيْقَةِ
اِتَّفَقُوْا عَلٰی اَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا الْوَاحِدَ الْحَقَّ فَمِنْهُمْ
مَنْ لَهٗ هٰذِهِ الْحَالُ عِرْفَانًا عِلْمِيًّا وَمِنْهُمْ مَنْ صَارَ لَهٗ ذٰلِكَ
حَالًا وَذَوْقًا وَانْتَفَتْ عَنْهُمُ الْكَثْرَةُ بِالْكُلِّيَّةِ وَاسْتَغْرَقُوْا
بِالْفَرْدَانِيَّةِ الْمَحْضَةِ فَاسْتُوْفِيَتْ فِيْهَا عُقُوْلُهُمْ فَصَارُوْا
كَالْمَبْهُوْتِيْنَ فِيْهِ وَلَمْ يَبْقَ فِيْهِمْ مُتَّسَعٌ لِذِكْرِ غَيْرِ اللّٰهِ
وَلَا لِذِكْرِ اَنْفُسِهِمْ

ايضاً فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ اِلَّا اللّٰهُ فَسَكِرُوْا سُكْرًا
رَفَعَ دُوْنَهٗ سُلْطَانُ عُقُوْلِهِمْ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَنَا الْحَقُّ
وَقَالَ الْاٰخَرُ سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ وَقَالَ الْاٰخَرُ مَا فِیْ
جُبَّتِیْ اِلَّا اللّٰهُ وَكَلَامُ الْعُشَّاقِ فِیْ حَالِ السُّكْرِ يُطْوٰی

وَلَا تَحْكِي فَلَمَّا خَفَّ عَنْهُمْ سُكْرُهُمْ وَرُدُّوْا اِلَى سُلْطَانِ الْعَقْلِ
الَّذِي هُوَ مِيْزَانُ اللهِ فِي اَرْضِهٖ عَرَفُوْا اَنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ
حَقِيْقَةَ الْاِتِّحَادِ مِثْلَ قَوْلِ الْعَاشِقِ فِي وَقْتِ فَرْطِ عِشْقِهٖ اَنَا مَنْ
اَهْوٰى وَمَنْ اَهْوٰى اَنَا وَلَا يَبْعُدُ اَنْ يَّرَى الْاِنْسَانُ مِرْاٰةً
فَيَنْظُرَ فِيْهَا وَلَمْ يَرَ الْمِرْاٰةَ قَطُّ فَيَظُنُّ اَنَّ الصُّوْرَةَ الَّتِيْ رَاٰهَا هِيَ
صُوْرَةُ الْمِرْاٰةِ مُتَّحِدَةً بِهَا وَيَرَى الْخَمْرَ فِي زُجَاجَةٍ فَيَظُنُّ
اَنَّ الْخَمْرَ لَوْنُ الزُّجَاجِ فَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ عِنْدَهٗ مَاْلُوْفًا وَرَسَخَ
فِيْهِ قَدَمُهٗ اسْتَغْرَقَهٗ وَقَالَ

رَقَّ الزُّجَاجُ وَرَقَّتِ الْخَمْرُ	فَتَشَابَهَا فَتَشَاكَلَ الْاَمْرُ
فَكَاَنَّهٗ خَمْرٌ وَّلَا قَدَحٌ	وَكَاَنَّهَا قَدَحٌ وَّلَا خَمْرُ

وَفَرْقٌ بَيْنَ اَنْ يَّقُوْلَ الْخَمْرُ قَدَحٌ وَبَيْنَ اَنْ يَّقُوْلَ كَاَنَّهٗ
قَدَحٌ وَهٰذِهِ الْحَالَةُ اِذَا غَلَبَتْ سُمِّيَتْ بِالْاِضَافَةِ
اِلَى صَاحِبِ الْحَالَةِ فَنَاءَ الْفَنَاءِ لِاَنَّهٗ فَنِيَ عَنْ نَفْسِهٖ
فَاَفْنٰى عَنْ فَنَائِهٖ فَاِنَّهٗ لَيْسَ يَشْعُرُ بِنَفْسِهٖ فِي تِلْكَ الْحَالِ
وَلَا بِعَدَمِ شُعُوْرِهٖ بِنَفْسِهٖ وَلَوْ شَعَرَ بِعَدَمِ شُعُوْرِهٖ بِنَفْسِهٖ
لَكَانَ قَدْ شَعَرَ بِنَفْسِهٖ وَيُسَمّٰى هٰذِهِ الْحَالَةُ بِالْاِضَافَةِ
اِلَى الْمُسْتَغْرَقِ بِهٖ بِلِسَانِ الْمَجَازِ اِتِّحَادًا وَبِلِسَانِ الْحَقِيْقَةِ
تَوْحِيْدًا وَوَرَاءَ هٰذِهِ الْحَقَائِقِ اَسْرَارٌ يَطُوْلُ الْخَوْضُ
فِيْهَا حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ گوید

خضت بحرا وقف الانبیاء بساحله در نشر المحاسن مذکور ست

كيف يقال عنه انه قال خضت بحرا وقف الانبياء بساحله فان
صح هذا القول عنه فينبغي ان يحمل على صدوره عنه في حال
السكر او على انهم وقفوا ليعبروا في ذلك البحر من راوا
فيه اهلية العبور ويمنعوا من ليس فيه اهلية او ليدركوا
من راوه اشرف على الغرق او نحو ذلك مما فيه نفع الغير
كما يقف الافضل يشفع في دخول الجنة ويدخل المفضول
او ما قال بعضهم ان وقوفهم وقوف صدور لا وقوف
ورود از حافظ ابن حجر سوال کردند کہ ازین قول بایزید منقصت انبیاء لازم
آید جواب داد القول لم يصح عنه وان صح فمعناه جميع ما اعطي
الاولياء مما اعطي الانبياء كزق ملئ عسلا فرشحت
منه رشحات هي ما اعطي الاولياء وما في باطن الزق هو
ما اعطي الانبياء ووقوفهم بساحله ليجبروا من راوا فيه
اهلية او ليدركوا من راوه اشرف على الغرق فهذا
القول ان لم يكن صدر منه حال السكر تعين تاويله
بما يليق بجلالة الانبياء بمثل ما ذكرت مما فيه نفع
للغير كما يقف الافضل يشفع في دخول الجنة ويدخل
المفضول حافظ سیوطی در رسالہ تنبیہ الغبی بتبرئہ ابن عربی مے نگارد

۱ اشراف ناقه شدن بر چیزی ۱۲ ۲ این رسالہ ایست مختصر از حافظ سیوطی ۱۲ منہ

الی التصوف وحکی لی بانه ذکر للشیخ تقی الدین بن تیمیه ان فی دمشق
انا نایعرف کلام ابن عربی بالتاویل الی ظاهر الشرع فقد رأیته
فجع به فقال له بلغنی عنک کذا وکذا فقال نعم
فقال کیف تعمل فی قوله خضت لجة بحر والانبیاء وقوف
علی ساحله فقال ما فی ذا شیء یعنی انهم واقفون لانقاد
من تغرق فیه من اممهم فقال وهذا تعبید فقال والامر الذی
نفهمه انت ما هو المقصود فقیر حقیر گوید که جواب بر تقدیر تسلیم بود والا آنچه
ابن تیمیه این کلام را منسوب بشیخ محی الدین ابن عربی کرده غلط ست اصل کلام
بایزید ست رحمه الله تعالی در کواکب زاهره مذکور ست قال قطب الدائرة
الشیخ ابو العباس المرسی مراده ان الانبیاء خاضوا بحر التوحید
ووقفوا من الجانب الآخر علی ساحل الغرق یدعون الخلق
الی الخوض ای فلو کنت کاملا لوقفت حیث وقفوا
قال الشیخ تاج بن عطاء الله فی لطائف المنن وهذا الذی
فسر به الشیخ کلام ابی یزید هو اللائق بمقام ابی یزید
نیز شیخ بایزید البسطامی رح گوید اراد موسی ان یری الله
تعالی وانا ما اردت ان اری الله بل هو الذی اراد ان یرانی
سبحانی نیز شیخ ابو یزید بسطامی قدس سره گوید حق بر من درود
همه بنده اند جز تو نیز شیخ بایزید گفته توبه مردم از گناهان ست
و توبه من از قول لا اله الا الله است و هم شیخ بایزید گفته

لوح محفوظ منم در جواب شخصی که گفت حق تعالی را لوح محفوظ است وهم شیخ
بایزید بسطامی از موذن شنید الله اکبر گفت انا اکبر **وهم شیخ بایزید
بسطامی گفته** برآمدم از پوست بشریت چنانچه مار از پوست خود برآید پس
دیدم که من اویم **قال الجنید** حِینَ سُئِلَ عَنِ الْمَعْرِفَةِ بِاللّٰهِ وَالْعَارِفِ
لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنُ إِنَائِهِ یعنی رنگ آب رنگ ظرف ست چه آب در حد ذات
خود رنگی مخصوص ندارد و برنگ ظرف ها ظاهر میشود آنچنانکه ذات مطلقه
حق تعالی در حقیقت خود از جمیع قیود و لوازمی که باذهان و افهام در تصور کرده
مطلق ست و بحسب قابلیات اذهان و افهام او را تصور کرده اند نه آن حق ست
که ذات مطلقه است و او مبدأ آثار و احکام ذهنیه و خارجیه است چه او عین جمیع
اشیاء است ابن عقیل گوید **شیخ شبلی گوید** أَنَّ مُحَمَّدًا يَشْفَعُ فِي أُمَّتِهٖ
وَأَنَا أَشْفَعُ بَعْدَهٗ فِي أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْهَا أَحَدٌ **نیز
حضرت شبلی گوید** لَيْسَ فِي الدَّارِ غَيْرُهٗ دَيَّارًا سید الطائفه
جنید رحمه الله روزی وی را عتاب کرد که انچه ما در سردابها میگفتیم
تو بر سر منبر گوئی شبلی رح گفت أَنَا أَقُوْلُ وَأَنَا أَسْمَعُ هَلْ فِي الدَّارَيْنِ
غَيْرِيْ از شبلی رح پرسیدند تصوف چیست گفت تصوف شرک ست
از حضرت شبلی رح ابو محمد رویم قدس سره پرسید که توحید چیست گفت کسیکه
جواب از توحید دهد او ملحد ست و کسیکه تعریف کند او مشرک ست و کسیکه
توحید را بداند کافر ست و کسیکه بتوحید اشارت کند بت پرست ست و کسی که از
توحید سوال کند جاهل ست حضرت ابوبکر شبلی رح سکر غالب داشت و لب بسیاری

ازین قبیل از وی صادر شد حضرت غوث الاعظم حکایةً عن الله
تعالیٰ فرماید انا ملکوت مکان المکان لیس لی مکان
سوی سر الانسان فی قلب الانسان و فی الغوثیة ناقلاً عنه
سبحانه ومن اراد العبادة بعد الوصول فقد اشرک
بالله العظیم منصور حلاج رحمه الله گوید انا الحق و نیز گفته
ما فی الجبة الا الله و بعضے این را منسوب به جنید رحمه الله کنند امام ابو حامد
غزالی در مشکوٰة الانوار می نگارد هذا من فرط المحبة وشدة الوجد
یعنی این کلام از کثرت محبت و شدت وجد ست چنانچه می گویند

شعر

انا من اهوی ومن اهوی انا	نحن روحان حللنا بدنا
فاذا ابصرتنی ابصرته	واذا ابصرته ابصرتنا

درین شبهه نیست که حلاج را محویت محض و استغراق تام بود ازین رو بے
تحاشا این چنین کلمات از زبانش سر می زد شعر

ما ز دریائیم و دریا هم ز ماست	این سخن داند کسے کو آشناست

امام یافعی در نشر المحاسن از عوارف نقل می کند سبحانی ما اعظم شانی یعتقد
فی ابی یزید انه یقول ذلک الا علی معنی الحکایة
عن الله تعالیٰ وهذا ینبغی ان یعتقد فی الحلاج قوله انا الحق
حضرت معین الدین چشتی رحمه الله فرماید شعر

این نمی گویم انا الحق یار مے گوید بگو	چون نمی گویم مرا دلدار می گوید بگو

حسین بن منصور گوید ما صحت الفتوة الا لاحمد و ابلیس
ابی طالب مکی گوید لیس علی الخلق اضر من الخالق
نیست برخلق ضرر رسان زیاده از خالق ۱۲

چو خود کردند راز خویشتن فاش	عراقی را چرا بدنام کردند

ابو سعید خراز رح گوید اکبر ذنبی الیه معرفتی ایاه
گناه کبیرهٔ من همین ست که او را شناختم ۱۲

مشائخ طریقت و حقیقت در فتوت سخن بسیار گفته اند بعضے ازان یاد کرده میشود شیخ حسن بصری رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که دشمنی کنی با نفس خود از جهة حق جل و علا حارث محاسبی رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که انصاف بر خلق بر خود واجب دانی و انصاف خود از کسی نستانی فضیل عیاض رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که فرق نکنی که نعمت ترا که میخورد یعنی در مقام خدمت و ایثار نعمت حق به بندگان او میان مومن و کافر تمیز نکنی و میان دوست و دشمن تفاوت نکنی ابو القاسم جنید قدس الله سره فرمود که فتوت دادن عطا است و باز داشتن اذیت یعنی حقیقت فتوت آنست که چندانکه طاقت داری وجود خود را سبب خیر و احسان و واسطهٔ راحت بندگان حق سازی و در بساط احسان مقابله به آن شطرنج به نبازی شیخ سهیل ابن عبد الله التستری رحمة الله علیه فرمود که فتوت متابعت سنت است یعنی ادای حق که هیچ سنت از سنتهای رسول علیه الصلوة والسلام فرونگذارد و بزرگترین سنتی از سنتها حقارت دنیاست پس لابدی که دنیا و اهل دنیا را بزرگ ندارد در مقام فتوت از روی درست بنا به بایزید قدس الله سره العزیز فرمود که فتوت آنست که هر چه از تو بدیگران رسد از احسان اگرچه بسیار بود آن را اندک شمری و هر چه از دیگران بتو رسد اگرچه اندک بود آن را بسیار دانی یحیی بن معاذ رازی قدس الله سره فرمود که فتوت سه قسم است ۱ خوب روی با پارسائی ۲ خوب سخنی با امانت داری ۳ خوب اوری کردن با بلاداری یعنی نعمتها که ایزد تعالی بندگان خود را بدان مکرم گردانیده است سه نوع است یکی جمال نعمت ست که نتیجه غلبات رحمت و عکس انوار جمال ازلیست نعمت دوم فصاحت و بلاغت است و این از جملهٔ نعمتهائی بے نهایت است نعمت سوم مال است که آن محل رغبت دل است از بیم ... شش

(بقیہ بصفحہ ۵۲)

کتاب السر ابی سعید احمد بن عیسی خراز از شطحیات مملوست جماعت علما بروز بان
انکار کشادند نیز شیخ ابو سعید خراز قدس سره گفت مدتی اورا می جستم
خود را می یافتم اکنون خود را می جویم او را می یابم در نفحات مذکورست که امام احمد
غزالی گوید که شیخ ابو القاسم گرگانی ابلیس را ابلیس نمی گفت بلکه خواجهٔ
خواجگان سرور مهجوران می گفت عین القضاة همدانی از بزرگے حکایت
می کند که فرمود جوان مردا آنجا که ابلیس ست ترا راه نیست و این دولت از کجا آوردی
جبرئیل صفتی باید که دیدهٔ او در جمال ابلیس نظر نکند عبد الکریم جیلی
در کتاب مناظر الٰہیہ در بیان فرق میان نافذ و غفور مے نگارد ؛

(بقیہ صفحہ ۵۲)

تا بدان بمداومت اشغال مشغول شود و سبب طاعت مبادا و پس اخی باید که این پرستش نعمت امعیه سعادت
ابدی و سرمایهٔ تجارت مقیم سرمدی شناسد ؛ در حال پارسائی و پاک دامن بود و در فصاحت حق گوئی و ہیچ
و در برادری با بذل و وفا ابو حفص حداد رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که ایزد تعالی
اختیار کرده است در قرآن از برای پیغمبر خود فرموده که یا محمد بگیر یعنی نگهدار صفت علم و درگذار از
برادران خود گناه ایشان را و مکافات کن بنیکی و روی بگردان از جاهلان یعنی جهل ایشان را بجهل
مقابله مکن ابو علی دقاق رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که بر دوام در زیرک باشی
در میان ایشان غریب یعنی اخی باید که آمیزگار باشد بخلق و با همه بندگان حق بشفقت و نصیحت بود و
احسان زندگانی کند و باطن از همه بریده بود و در سر پیوسته بحق مشغول باشد ابو الحسن نوری قدس الله سره
فرمود که فتوت آنست که تحمل کند بخوشدلی آنچه ترا دشوار آید ندانم که درین مقام از فتوت کدام معنی مراد است که
منصور با ابلیس ملامت کرده ،،

إِنَّ الْغَافِرَ هُوَ الَّذِي يَغْفِرُ جَمِيعَ الذُّنُوبِ إِلَّا الشِّرْكَ وَالْغَفُورُ هُوَ الَّذِي يَغْفِرُ الشِّرْكَ

ایضاً

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ بَيَانُ حَالِ الْغَافِرِ وَأَنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا بَيَانُ حَالِ الْغَفُورِ وَهٰذَا الْقَوْلُ نَاظِرٌ لِعَدَمِ خُلُودِ الْكُفَّارِ فِي النَّارِ شیخ روزبهان فضیلی علیه در تفسیر العرائس تصریح بآن کرده چنانچه شیخ محی الدین عربی هم بآن قائل ست نیز شیخ عبد الکریم جیلی می گوید که جمیع عباد حق عبودیت ادا می کنند از انکه بر مراد حق تم احسانه بر پا ایستاده و همین ست معنی عبودیت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ و این قول مبنی بر آن ست که امر الٰهی تعالی مبنی اراده است و تخلف مراد از اراده محال ست پس همه طاعت امری نمایند و عصیان متحقق نیز شیخ محی الدین عربی نیز تصریح باین معنی کرده از مخدوم بهاء الدین ذکریا منقول است

دنیا چراگاه کمینه خران است	عقبیٰ شکارگاه شکاری سگان است
من عرش و لوح پیچم و زیر قلم نهم	اسلام و کفر سوزم این امتحان است
رسل نبی طفیل من انبیا شدند	موسیٰ و خضر و یونس از پس روان ماست
جمله بشر کواکب و افلاک و انجمن	جبریل با ملائک از چاکران ماست

معبود خود بدیدم زان اولیا شدم
فرمان شد که جنت تو لامکان ماست

فضیل عیاض قدس سرہ عرش و کرسی لوح و قلم منم جبرئیل و اسرافیل
و عزرائیل و میکائیل منم ابراہیم و موسی و عیسی و محمد علیہ السلام منم +
از سہیل بن عبد اللہ تستری پرسیدند کہ مرد کے صوفی شود گفت
آنگاہ کہ خورشش حلال و مالش مباح گردد و ہر چہ بیند از حق بیند و رحمت خدای را
عز و جل بر ہمہ خلق شامل داند ابو حمزہ خراسانی آواز گوسفندی شنید
و در وجد آمد گفت لبیک جل جلالہٗ حارث کاردی کشید کہ اینچہ حالت ست
اگر بیان نکنی ترا بکشم گفت بر و چندین سال خاکستر و سبوس باہم آمیختہ بخوردہ این
مسئلہ بر تو روشن شود ابوالحسن نوری قدس سرہ گوید اللہ تعالی
بچون نظر بر لطافت خود کند حق ماند و چون بر کثافت خود نظر کند خلق ماند-
شیخ ابوالحسن نوری رحمہ در ی آواز موذن شنید گفت ہلاکت باد ترا و ران اثنا
آواز سگ شنید گفت لبیک و سعدیک گفتند ای شیخ این چہ حال ست گفت
موذن از سر غفلت برای مزد خود گفت و سگ بے غرض گفت و ان من شیء
الا یسبح بحمدہ *

لہ فضیل عیاض مرید و خلیفہ خواجہ عبد اللہ زید ست چنین گویند کہ فضیل رہزنی می کرد و سر قوم دزدان بود و در بیابان با یاران
بسیار ماندی و یاران فضیل رہزنی می کردند و در بیابان نشستہ قرآن خواندی و قرآن خواندن را دوست داشتی و گویند سبب
توبہ وی آن بود کہ شبی کاروانی می گذشت و جاہلی راہزن دیگر رفتہ بود تا ہمہ شب قرآن بخواند از آنکہ شنیدہ بود کہ فضیل عیاض قرآن
خواندن دوست دارد فضیل چون بر کاروان رسید حافظ این آیت می خواند الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ
این آیت چون تیر بر دل فضیل رسید بی خود و بی قرار شدہ روی بخرابہ نہاد کاروانیان خواستند کہ روند یکی گفت کجا می روید کہ فضیل
با یاران ما نبود بر راہ خواہد بود فضیل این سخن بشنید گفت ای کاروان بشارت باد شما را کہ فضیل توبہ کرد و از شما می گریزد چنانکہ شما از وی
می گریزید فضیل بر راہ می رفت و می گریست و می گفت الہی فضیل گنہگار بد معصیت توبہ کرد و بحضرت پاک تو آوردہ قبول کن فضیل با یاران
و خصمان او از خوشنود گردانید ہر کجا کہ خصم او بود فضیل آنجا می رفت و او را خوشنودی کرد مگر یک جہود خوشنود نمی شد و سوگند خوردہ بود کہ زر دہی
خوشنود نشوم و زر ندارم صد دینار فضیل گریہ و زاری بسیار کرد آنگاہ آن جہود صد مثقال ابر خود دینار تراشیدہ و پنہان کردہ بالین خود

فارس بن عیسی بغدادی قدس سره گفت لذت طاعت وشرک برابرست ودر تاویل کریمهٔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ مے گوید ہرکہ معبود را دید از عبادت بگذشت وہرکہ از عبادت گذشت از معبود گذشت عباس بن یوسف شکلی رحمة الله علیه گوید ہرکہ با خدا مشغول ست از ایمان او نباید پرسید ~~ہ~~

پستی وبلندی ہمہ شد ہموارم	من مذہب ہفتاد ودو ملت دارم

از مظفر کرمانشاہی پرسیدند کہ فقیر کیست گفت کسیکہ حاجتش بخدا نبود شیخ ابوالحسن خرقانی کہ غوث وقت خود بود قدس سرہ گفت من بدو سال خردترم از پروردگار خود شیخ ابوسعید ابوالخیر گوید ~~ہ~~

تا روے ترا بدیدم اے شمع طراز	نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چون باتو بوم مجاز من جملہ نماز	چون بے تو شوم نماز من جملہ مجاز
جسمم ہمہ اشک گشت چشمم بگریست	در عشق تو بی جسم ہمی باید زیست
از من اثری نماند این عشق از کیست	چون من ہمہ معشوق شوم عاشق کیست

شیخ الاسلام عبداللہ انصاری گوید زاہد بزہد خویش نازد وعالم بعلم از صوفی چہ گویم کہ او اللہ ہست ونیز عبداللہ انصاری گفتہ ربوبیت عین عبودیت ست امام محمد غزالی در رسالہ مضنونہ علی غیر اہلہا دخلقت علی اہلہا نعیم جنت وعذاب قبر را از قبیل خیال قرار دادہ اند شیخ احمد غزالی روزے در نیت نماز گفت کافر شدم زنار بستم اللہ اکبر شیخ برکہ قدس سرہ گفت ہفت صد بار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را بخواب دیدم امروز

لا يبعد ان يكون بعض الاجسام النارية موضوعا للخيال النفس بعد الموت ١٢ منه

[illegible]

معلومم شد کہ خود را مے دیدم۔

عین القضاۃ ہمدانی گوید ہر کہ خدائی را شناخت عزوجل نبی گوید و ہر کہ اللہ گوید حق را شناخت نیز عین القضات گفتہ از دیدن نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم جملہ مؤمنان کافر شدند و ہیچکس را از ان خبر نیست

شیخ روزبہان بقلے گوید از ہر کہ مے پرسی جز تو کس نیست سبحانی نے گوئی کہ ما را انا الحق بس نیست و نیز روزبہان رحمہ اللہ گفتہ عارف در معروف غائب ست و نیز روزبہان در تاویل آیۂ کریمہ وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ گفتہ است کہ حق تعالی کفر را خلق نکردہ است در روی زمین و راضی نیست کہ کسے کافر شود پس کافر موجود نباشد

شیخ سعد الدین حموی قدس سرہ گوید

آنم کہ جہان چو حلقہ در مشت منست ۔۔۔ این قوت حق ز قوت لشت منست

کونین و مکان ہر انچہ در عالم ہست ۔۔۔ در قبضۂ قدرت دو انگشت منست

از سلطان المشائخ مشہور و معروف ست کہ گفت یاد دارم در روز میثاق کہ اللہ تعالے از من عہدی کہ گرفت در لفظ پوربی بود و ازین جہت شیخ ابن نعمۃ را فراوان دوست داشتی شیخ عبد اللہ بلیانی گوید خدا باشید و اگر خدا نباشید خود نباشید چون خود نباشید خدا باشید

شرف الدین یحیی منیری در ارشاد الطالبین می آرد کہ اگر کسے وجود عالم ظاہر را منکر شود کہ این وجود وجود او تعالی نیست کافر شود زیرا کہ آن وجود حقیقی است کہ بہ کسوت وجود ظاہر پیدا شدہ است پس منکر چگونہ کافر نشود شیخ عبد اللہ گوید

با جمله خدای پاک پاکیم ÷	نه ز آتش و باد و آب و خاکیم
تا حق به دو چشم سر نه بینم هردم	از پای طلب نمی نشینم هردم
گویند خدا بچشم سر نتوان دید	آن ایشانند و من چنینم هردم

مولانا روم قدس سره در وحدت و اتحاد بسے اشعار دل پذیر و غزلیات موزون گفته است بیک بیت ازان اکتفا نمایم ÷

علم حق در علم صوفی گم بود	این سخن کے باور مردم بود

شیخ شرف الدین پانی پتی بسے سکریات در غزلیات آورده است که ناظر را بجز حیرت نمی افزاید ازانجمله این بیت ÷

چه موسی چه عیسی چه میر رسالت احمد	چه ترسا و چه مغ انجا همه نشسته برابر بین

بالجمله ازین جماعه سکارے در ولوله عشق و سطوت ظهور وحدت حقیقی که از خود گذشته اند و غیر محبوب حقیقی ندیده کلمات شطحیه فزون از شمار سر زده است و همچنین صوفیه وجودیه بخصوص از زبان شیخ محی الدین بن عربی جماعات و طبقات که خارج از احصا اند بر سلک توحید رفته اند و سوائے آن کاملے نه انگاشته و این مشرب را آب و تاب چه در نظم و چه در نثر بیان نموده اند که کتب و رسائل بے شمار ازان مملو است یک چندے ازان کلمات که نقل شد و بعضی اشعار دیگر را اینجا ایراد نمایم تا معلوم همگنان شود که ازین طائفه علیه صاحب تصرفات و خوارق عادات که عقل بر کنگره مقام شان طلبند پروازی نمی تواند گر چه بسان الفاظ سخت که ظاهر شرع متین آن را بر نتابد صادر شده است تا قاصر نظرے جرأت و دراز نفسی نه نماید و پا از

شاهزاده حق پژوه داراشکوه در رساله حسنات العارفین [illegible]

جادۂ مراعات آداب بیرون نبرد ے	
غیر نقش غیر در جهان نگذاشت	لاجرم عین جمله اشیا شد
ے تا صومعه و مدرسه ویران نشود	این کار قلندری بسامان نشود
ے بت اینجا مظهر عشق است و وحدت	بود زنار بستن عین خدمت
ے چه کفر و دین بود قائم بهستی	بود توحید عین بت پرستی
ے می گفت در بیابان رندے دہن دریده	عارف خدا ندارد او نیست آفریده
ے گنجی که طلسم اوست عالم مائیم	ذاتی که صفات اوست آدم مائیم
ای آنکه توئی طالب اسم اعظم	از ما بگذر که اسم اعظم مائیم
ے چه غیر و کجا غیر کو نقش غیر	سوی الله والله ما فی الوجود

ملا اسمٰعیل صوفی اصفهانی می گوید ے

بشکستم هر بتی که در راهم بود + باقیست بت خدا پرستیدن من

میر فخر الدین محمد تفریسی به نکوهش و سرزنش ملا متوجه شد ملا جواب داد که درین نثار از دنیا دست برداشته ایم در دنیا با تو انباز نگشتیم و همچنین در آخرت چون بزعم تو ملحدیم به دوزخ رویم به بهشت با تو در نیائیم پس باید تو از ما راضی و شاکر باشی که دنیا و آخرت را بتو بازگذاشتیم ے

زاہد بسامان پرستان جنی انداز ما که ما +	خود شریک هیچ در دنیا و در عقبی نه ایم
دشمنی خیزد ز شرکت ما به قصد دوستی	آخرت را باختیم و در پی دنیا نه ایم

امر هفتم اتفاق جمهور بران است که فضل جزئی معارض فضل کلی نمی تواند شد
والفضل الجزئی عبارة عن زیادة وشیء قلیل مما حسنه الفرع

۵۹
فضل جزوی عبارت است
از زیادت فی تفصیل کردن
[illegible]

أَعَمُّ مِنْ اَنْ يَتَرَتَّبَ عَلَيْهِ الثَّوَابُ اَوْ لَا كَالْمُبَاحِ وَالْفَضْلُ الْكُلِّيُّ
عِبَارَةٌ عَنْ كَثْرَةِ الثَّوَابِ وَزِيَادَتِهٖ باید دانست کہ فضل کلی مر انبیاء
علیہم السلام راست واحدی از اولیائی کرام بجنب رتبۂ انبیائی عالی مقام نتوان رسید
زیرا کہ انبیاء علیہم السلام معصوم اند از جمیع معاصی و مامون اند از خوف خاتمہ و
مکرم اند بوحی و مشاہدۂ ملک و محکوم اند بارشاد انام و تبلیغ احکام بعد از
اتصاف کمالاتی کہ اولیائے عظام بآن متصف اند ملا علی قاری در شرح فقہ اکبر
میگوید لِاِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ عَلٰى اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ اَفْضَلُ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ در شرح عقائد نسفی
مذکور ست لَا تَبْلُغُ وَلِيٌّ دَرَجَةَ الْاَنْبِيَاءِ بالجملہ افضلیت انبیاء علیہم السلام از
اولیائی کرام از قطعیات دین ست ہر کہ بخلاف آن اعتقاد دارد از دائرۂ ایمان بیرون
رود شیخ محی الدین عربی در طبقات صوفیہ می طراز د غَلَطَتْ فِي النُّبُوَّةِ وَالْوِلَايَةِ
وَزَعَمَتْ اَنَّ الْوِلَايَةَ اَعْلٰى وَاَتَمُّ وَذٰلِكَ اَنَّهُمْ نَظَرُوْا اِلٰى قِصَّةِ مُوْسٰى
وَالْخِضْرِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اِلٰى قَوْلِهٖ
لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا اَوْ تَوَهَّمَتْ هٰذِهِ الطَّبَقَةُ اَنَّ حَالَ الْوِلَايَةِ اَفْضَلُ
مِنْ حَالِ النُّبُوَّةِ لِرُجُوْعِ مُوْسٰى اِلَيْهِ وَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَخُصُّ مَنْ يَشَاءُ
بِمَا يَشَاءُ بِخَصِّ الْاَنْبِيَاءِ بِالْمُعْجِزَاتِ ثُمَّ خَصَّ مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى
وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا وَلَمْ يَكُنْ هٰذَا لِاَحَدٍ
مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَلَمْ تَكُنْ هِيَ نَبِيَّةً وَمَا هِيَ اَفْضَلُ مِنْ نَبِيٍّ وَاَصْعَفُ مِنْ

ملہ این شرح مشہور ست مگر فقہ اکبر کہ حنفی می بودہ است از امام عظم رح نیست فقہ اکبر امام ہمام از ابو مطیع بلخی مروی ست از بعضی [illegible]
درین باب خطا واقع شدہ تفصیل این تعلم درسالۂ مقدمۂ ... ملہ اجماع علماء بر آن ست کہ انبیاء افضل اند
از اولیاء ملہ نمی رسد کدام ولی در درجۂ پیمبران ملہ این رسالہ الیست از ابن عربی ... کتاب در کشف ... [illegible]

برخیا کان عنده علم من الکتاب فاتی بعرش بلقیس قبل ان یرتد
الی سلیمان طرفه ولم یکن نبی هذا ولا انه افضل من سلیمان
علیه السلام بهذا وذکروا ان الانبیاء یوحی الیهم بواسطة
والاولیاء یتلقفون من الحق وذلك غلط فان الانبیاء علیهم السلام
لهم سالة بالواسطة والتلقف جمیعا وانها بعیدة من الاعتراضات
والاعتراضات وقعت فی احوال الاولیاء فی احوال الانبیاء والولایة
والصدیقیة انما تمامهما واشراقهما بانوار النبوة ولو القی علی
الخضر علیه السلام ذرة مما شاهده موسی من سماع الکلام
او رؤیة النور لاحترق حتی لا یبقی منه شئ وصحب الخضر عن موسی
تهذیبا وتادیبا لا تعلیما ولخسانا حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری
رحمة الله علیه در مکتوب بستم مے طرازند اندر همه اوقات واحوال بالاتفاق
جمله مشائخ طریقت رضوان الله علیهم اولیا تابعان پیغمبران اند وانبیاء
فاضل تر اند از اولیا ازانچه نهایت ولایت بدایت نبوة است وجمله انبیاء
ولی باشند لا از اولیا کسے نبی نباشد وهیچکس را از علمائے اهل سنت
وجماعت ومحققان این طریقت اندرین مسئله خلافے نیست مگر گروهے
از ملحدان که گویند اولیا فاضل تر از انبیا اند وتمسک بدین کنند که گویند
از اولیا همه وقت با خداوند تعالی مشغول اند وانبیاء بیشتر وقت بدعوت
خلق مشغول اند پس کسے که همه وقت بحق مشغول باشد فاضلتر بود
از کسیکه او در بعض وقت مشغول بود وگروهے از جهال که

دعوی محبت این طائفه کردند و بدیشان گمان نیکو کردند و ایشان را متابعت
کردند گفتند مقام ولایت برتر از مقام نبوة است و مر نبی را علم وحی باشد
و مر ولی را علم سر باشد و ولی بسر خبر ها داند که پیغامبران را از ان خبر نباشد
و مر آن علم را علم لدنی نام کردند و این لقب را اشتقاق از قصه موسی و خضر
گرفتند صلوة علیهما و گفته که خضر ولی بود و موسی نبی موسی دانائی وحی ظاهر بود تا او را
بوحی ظاهر خبر نکردندی ندانستی باز خضر علیه السلام را علم لدنی بود غیب
بدانستی بے وحی تا موسی را بشاگردی حاجت آمد و استاد فاضلتر از شاگرد بود
اما آنکه پیران این مذهب اند و بر دین ایشان اعتماد ست ازین بیزار اند و روا ندارند
که هیچکس را مقام برتر از مقام انبیا باشد یا برابر مقام انبیا باشد
اما جواب آن شبه که ایشان گفتند آنست که خضر را فضل مقید بود آن علم لدنی است
و موسی را فضل مطلق بود و فضل مقید مبطل فضل مطلق نیست چنانکه فضل مریم
پارسا رضی الله عنها و آن فرزند بے مساس بشر ست باطل نکند فضل عائشه رض
و فاطمه رض را که ایشان را فضل مطلق بود بر جمله نساء عالم انتهی و فضل جزئی مجال
معارضه با فضل کلی بوجه کلی ندارد چه ظاهر ست که هر اهل حرفه مثل حائک و حجام
و خیاط و نجار ملجا و صناعات خود ها فی الجمله زیادتی بر علماء دارند چه علماء ازین فنون
و دستکاری واقف نباشند لیکن ایشان را فضلی بر عالم نباشد چه صرف
زیادات موجب شرف نمی باشد شیخ محی الدین ابن عربی رحمة الله علیه در باب
ثالث و سبعین از جزو ثانی فتوحات مکیه مے نگارد فقد یزید
وَيَفْضُلُ بَعْضُ النَّاسِ غَيْرَهُ بِشَيْءٍ ثَانِيهِ ذٰلِكَ الْفَضْلُ فَإِنَّ الْفَضْلَ

[illegible]

فِي هٰذَا الْوَجْهِ لَا يُنْظَرُ مِنْ حَيْثُ أَنَّهُ زِيَادَةٌ وَلٰكِنْ يُنْظَرُ مِنْ حَيْثُ اِعْتِبَارِ زِيَادَاتٍ لَهَا شَرَفٌ فِي الْعُرْفِ وَالْعَقْلِ كَالْعِلْمِ بِالتِّجَارَةِ وَالْخِيَاطَةِ وَالْعِلْمِ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ وَالْعِلْمِ بِمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ اللّٰهِ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ لَا يَعْلَمُ عِلْمَ الْآخَرِ فَيُقَالُ قَدْ فَضَلَ النَّجَّارُ عَلَى الْمُوَحِّدِ بِالدَّلِيلِ بِالتِّجَارَةِ وَهٰذَا لَا يُقَالُ عَلَى جِهَةِ الْفَخْرِ وَالْمَدْحِ بَلْ عَلَى جِهَةِ الزِّيَادَةِ وَيُقَالُ فَضَلَ الْعَالِمُ بِاللّٰهِ عَلَى النَّجَّارِ عَلَى طَرِيقِ الشَّرَفِ وَالْفَخْرِ فَمِثْلُ هٰذِهِ الْمُفَاضَلَةِ هِيَ الَّتِي تُعْتَبَرُ وَهِيَ أَنْ يَزِيدَ كُلُّ وَاحِدٍ عَلَى صَاحِبِهِ بِرُتْبَةٍ تَقْتَضِي الْمَجْدَ وَالشَّرَفَ ه

آن یکی نحوی بکشتی در نشست — رو بکشتیبان نهاد او خود پرست
گفت هیچ از نحو خواندی گفت لا — گفت نیمی عمر تو شد در فنا
دل شکسته گشت کشتیبان ز تاب — لیک آنم گشت خامش از جواب
باد کشتی را بگردابی فگند — گفت کشتیبان بآن نحوی بلند
هیچ دانی آشنا کردن بگوی — گفت از من تو سیاحی مجوی
گفت کل عمرت ای نحوی فناست — زانکه کشتی غرق این گردابهاست

از قصهٔ حضرت موسی وحضرت خضر علیهما السلام که در کلام حضرت ملک العلام مذکورست نیک ظاهرست که با وصف نبوت حضرت موسی علیه السلام باکتساب بعضی از علوم از حضرت خضر محکوم ومامور شد قال سبحانه تعالی حکایة عن الخضر وموسی قال هل اتبعک

عَلٰی اَنْ تُعَلِّمَنِیْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا وَقَالَ الْقَاضِی الْبَیْضَاوِی رح لَا یُنَافِیْ
نُبُوَّتَهٗ وَکَوْنَهٗ صَاحِبَ الشَّرِیْعَةِ اَنْ یَّتَعَلَّمَ مِنْ غَیْرِهٖ مَا لَمْ یَکُنْ شَرْطًا فِیْ
اَبْوَابِ الدِّیْنِ فَاِنَّ الرَّسُوْلَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ اَعْلَمَ مِمَّنْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ فِیْمَا
بُعِثَ بِهٖ مِنْ اُصُوْلِ الدِّیْنِ وَفُرُوْعِهٖ لَا مُطْلَقًا وَقَدْ رَاعٰی فِیْ ذٰلِكَ غَایَةَ
التَّوَاضُعِ وَالْاَدَبِ فَاسْتَجْهَلَ نَفْسَهٗ وَاسْتَاْذَنَ اَنْ یَّکُوْنَ تَابِعًا لَّهٗ وَسَاَلَ
مِنْهُ اَنْ یُّرْشِدَهٗ اَنْ یُّنْعِمَ عَلَیْهِ بِتَعْلِیْمِ بَعْضِ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ واز حضرت سرور
عالم صلے اللہ علیہ وسلم منقول ست کہ بعضے از درجات ظاہرہ وکمالات باہرہ
در افراد امتان باشد کہ انبیاء علیہم السلام بآن غبطہ کنند علامہ شیخ جلال الدین
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ در بدور سافرہ فی امور الآخرہ آوردہ عَنْ مُعَاذِ بْنِ
جَبَلٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰهِ عَلٰی
مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ یَغْبِطُهُمْ
بِمَکَانِهِمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ

این چنین احادیث بیشتر در جامع صغیر وغیرہ کتب حدیث مذکور است
روز قیامت از صعقہ اولے تمامے انبیاء را حالت غشے طاری
شود بجز حضرت موسے علیہ السلام۔ در بدور سافرہ مذکور ست
وَهٰذِهِ الْغَشْیَةُ لِلْاَنْبِیَاءِ اِلَّا مُوْسٰی فَاِنَّهٗ حَصَلَ فِیْهِ تَرَدُّدٌ فَاِنْ لَّمْ یَحْصُلْ
لَهٗ فَیَکُوْنُ قَدْ حُوْسِبَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ وَهٰذِهٖ فَضِیْلَةٌ عَظِیْمَةٌ
فِیْ حَقِّهٖ وَلٰکِنْ لَا یُوْجِبُ اَفْضَلِیَّتَهٗ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لِاَنَّ الشَّیْءَ الْجُزْئِیَّ لَا یُوْجِبُ اَمْرًا کُلِّیًّا

فضیلت عظیم ست مر حضرت ایشان را اگر ازین فضیلت بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لازم نیاید زیرا کہ شی جزئی موجب امر کلی نمی شود

ودر تفسیر ابو السعود رومی مذکور ست یجوز تفضیل المفضول علی الفاضل
فضلاً جزئیاً آمدی در بدائع می آرد یجوز فضل الجزئی للولی علی النبی
ملا جامی در نفحات النصوص فی شرح الفصوص مے آرد الفاضل یجوز ان یکون
مفضولاً من وجهٍ علامہ دوانی رحمۃ اللہ علیہ در رسالہ تشبیہ مے آرد
تفضیل الشیء علی الشیء قد یکون من بعض الوجوہ دون البعض
چون این امر ثابت شد کہ فضل کلی مر انبیاء راست علیہم السلام پس استثنی است
کہ بعد نبی فضل کلی مر صحابہ راست رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ بے واسطہ جمال
باکمال حضرت سرور انام علیہ الصلوۃ والسلام بچشم سر دیدہ و با وے
صحبت داشتہ اند ودین وقرآن مبین از زبان فیض ترجمان وے شنیدہ اند
با مر و نہی آلہی مخاطب گشتہ وصرف مال وجان در راہ وے بدون با وسمع
نمودہ اند حضرت مجدد رحمہ اللہ در مکتوب دوصد وہشتم از جلد اول فرماید ہیچ ولی
بمرتبۂ صحابہ نرسد اویس قرنی با آن بلندی شان کہ بشرف صحبت خیر البشر
علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیمات نرسیدہ بمرتبۂ ادنی صحابہ نرسد شخصی از عبد اللہ
بن المبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرسید ایہما افضل معاویۃ ام
عمر بن عبد العزیز در جواب فرمود الغبار الذی دخل انف فرس
معاویۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خیر من عمر بن عبد
العزیز کذا مرۃ انتہی فاما فضل جزئی بدیگران ہم ثابت ست لیکن ازین فضل
جزئی غباری بفضل کلی صحابہ رضی اللہ عنہم نہ نشیند حق تعالیٰ جل شانہ فرماید
یؤمنون بالغیب یعنی آن جماعت کہ ایمان مے آرند بہ غیب ومراد ازین اتباع آنند

کہ غیبت حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والتحیہ یعنی بعد وفات آن سرور کائنات
علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل البرکات ایمان مے آرند وبدون مشاہدۂ معجزۂ ظاہرہ
مصدق جمیع مَا جَاءَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ می شوند قلب ایشان
مطمئن بالایمان مے گردد واز نور ایمان منور وروشن می شود وحاجت معاینہ
معجزات ظاہرہ وکرامات باہرہ نمی افتد از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سوال
کردہ شد يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَحَدٌ خَيْرٌ مِنَّا اَسْلَمْنَا وَجَاهَدْنَا مَعَكَ قَالَ
نَعَمْ قَوْمٌ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِيْ وَلَمْ يَرَوْنِيْ ملا علی قاری
در شرح مشکوٰۃ می نگارد وَلَا يَخْفٰى اَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ بِالْغَيْبِ
لٰكِنْ بِاعْتِبَارِ بَعْضِ الْمُؤْمَنِ بِهٖ مَعَ مُشَاهَدَتِهِمْ بَعْضَهٗ بِخِلَافِ التَّابِعِيْنَ
فَاِنَّ اِيْمَانَهُمْ بِالْغَيْبِ كُلِّهٖ فَمِنْ هٰذِهِ الْحَيْثِيَّةِ اِيْمَانُهُمْ اَعْجَبُ
وَاَفْضَلُ شاہ عبد العزیز در تفسیر عزیزی می طرازند قدمائے صحابہ ایمان بالغیب را
درین آیہ بر معنے دیگر محمل فرمودہ اند از حضرت عبد اللہ بن مسعود بروایت امام احمد
در مسند خود بروایت حاکم ودیگر محدثان معتبر ثابت ست کہ حارث بن قیس
روزے با ایشان گفت کہ ما خیلے حسرت وافسوس می کنیم بر آنچہ از ما فوت شد
وشما را حاصل گشت ای یاران محمد کہ بدیدار آن ذات مشرف شدید
عبد اللہ ابن مسعود فرمودند کہ ما نیز افسوس وحسرت می کنیم بر چیزے کہ از ما فوت شد
وشما را حاصل گشت کہ نادیدہ بہ محمد ایمان آوردید قسم بخدا کہ نبوت محمد نزد کسی
کہ او را دیدہ باشد از آفتاب ظاہر ترست ایمان ایمان شماست باز سورۂ
بقرہ را تلاوت آغاز نہادند تا آنکہ بمفلحون رسیدند واین مضمون را ابزار وابو یعلے

و حاکم بروایت امیر المومنین عمر بن الخطاب رض آورده اند که ایشان فرموده اند که من
روزے همراه آنحضرت نشسته بودم فرمودند که پیش من هذ گوئید که افضل
انواع ایمان ایمان کدام مردم ست عرض کردند یا رسول الله ایمان فرشتگان
آن حضرت فرمودند که ایشان را چه نفع ست منزلت فرشتگان را نزد خدا می دانید
مردم عرض کردند یا رسول الله ایمان پیغمبران فرمودند از ایمان پیغمبران چه عجب که
حق تعالے ایشان را برسالت و نبوت خود ممتاز فرموده است عرض کردند
یا رسول الله ایمان کسانیکه همراه انبیا حاضر شدند و بر دین جان خود را نثار کرده شهادت
یافتند فرمودند ایمان ایشان چه عجوبگی دارد که همراه انبیا صحبت داشته انوار و اوضاع
آنها را دیده یقین تام حاصل کرده اند مردم عرض کردند یا رسول الله پس بفرمائید
که ایمان کدام فرقه افضل ست فرمودند که ایمان آن فرقه که هنوز در پشت پدر اند و بعد
از من خواهند آمد و بر من ایمان خواهند آورد و مرا ندیده چند ورق سیاه کرده
در نظر ایشان افتاد و بسبب قوت ایمان موافق آن نوشته عمل نمودند این گروه
در ایمان افضل اند از دیگران انتهی و شیخ عبد الحق دهلوی رحمه الله در تکمیل الایمان می آرد
ابن مسعود رضی الله عنه فرموده است کار محمد صلی الله علیه ظاهر و روشن بود بر کسیکه
او را دیده است ایمانی فاضل تر از ان نباشد که در غیب بوی ایمان آرند و بعضے از
مفسران یؤمنون بالغیب را هم برین معنی تفسیر کرده اند و نیز در حدیث آمده است که در
آخر زمان چنان شود که تمسک بدین و سنت من مثل گرفتن اخگر سوزان باشد بدست
هر که در آن زمان متمسک بسنت بود اجر وے مقدار اجر پنجاه کس باشد پرسیدند
یا رسول الله پنجاه کس از ایشان یا از ما فرمودند بلکه از شما انتهی فقیر حقیر گوید که بر

واقفان غموض کلام و رموز مقام نیکو روشن ست که این حدیث اشارتے بفضل
جزئی می کند زیرا که فضل کلی مر صحابه را ست رضی الله عنهم حق سبحانه تعالی
ایشان را برائے صحبت و نصرت و اعانت حضرت خاتمیت برگزیده و تقویت دین
قدیم و ارائهٔ صراط مستقیم از ایشان رو شده دیگران را چه یارا که بجنب و مقابل
ایشان در آیند در اشعة اللمعات شرح مشکوة مذکور ست نزد جمهور آنست که فضل
کلی ثابت ست مر صحابه را و این منافات ندارد به ثبوت فضل بوجه جزئیه مر دیگران را
انتهی و نیز در تکمیل الایمان مے آرد تحقیق و مختار همان ست که جمهور علماء بر آنند
و مراد باین خیریت که پیشان را اثبات کرده اند از وجه خاص ست که ایمان
به غیب باشد و لیکن فضل کلی صحابه را ست و فضل جزئی منافات با فضل کلی ندارد
انتهی و در رسالهٔ مبدء و معاد حضرت مجدد رحمه الله می فرماید اگر ولی را فضلے
از فضائل جزئیه حاصل شود که نبی را حاصل نه بود و درجهٔ خاص از درجات علیا میسر
شده که نبی نداشته نبی را نیز از ان فضل جزئی و از ان درجهٔ خاص نصیب
کامل ست چه حصول آن کمال بواسطهٔ متابعت نبی ست و نتیجه ایست از نتائج
اتباع سنت او پس ناچار نبی را از ان کمال بهرهٔ تام باشد قال علیه الصلوة والسلام
مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لیکن ولی
در حصول این کمال سابق ست و در حصول این درجه مقدم ست و این قسم فضل ولی بر
نبی جائز داشته اند که جزئی ست که مجال معارضه بکلی ندارد انتهی یعنے اگرچه
بنظر ظاهر در بعض فضیلت جزئیه سبقت و تقدم ولی بر نبی پیدا می شود که ناچار
راجع بفضل جزئی ست فاما در حقیقت هیچ وجه فضل ولی بر نبی هرگز لازم نمی آید چه نبی را

ازان فضل خاص نصیب کامل و حظ وافر حاصل ست زیرا که فضل کلی که مناط افضلیت
و مدار محمدیت ست این حضرات را حاصل ست و بهمذا آن نبی را ازین کمال مخصوص
استغنا رتام حاصل ست چه کمالیکه ارفع و اعلی ست حضرت ایشان را ثابت ست
لیکن با وصف این استغنا و بی پروائی از ثواب آن کمال باز ثمرهٔ آن درجه
حضرت ایشان را نیز علیه السلام بهرهٔ کامل حاصل ست چه کمال امت در جریدهٔ
اعمال پیغمبر محسوب ست بدانکه واسطه دو قسم ست واسطه فی الثبوت و واسطه فی
العروض واسطهٔ فی الثبوت عبارت ست از صفتیکه واسطه و ذی الواسطه هر دو
متصف شوند ولیکن اول سبب حصول ثانی شود کحرکة[١] المفتاح بواسطة
الیدِ فانّ هناك حرکتینِ احدهما قائمةٌ بالیدِ وثانیهما
ثابتةٌ فی المفتاحِ ناشیةٌ عن حرکة الیدِ واسطه فی العروض
عبارت ست از صفتیکه واسطه متصف شود حقیقة و بالذات و ذو الواسطه متصف
گردد مجازا و بالعرض کحرکة[٢] جالسِ السفینةِ بواسطةِ السفینةِ فانّ
حرکةً واحدةً قائمةٌ بالسفینةِ حقیقةً وینسب الی جالسها
مجازا و همین معنی در ما نحن بصدده مراد ست زیرا که کمال مذکور که موهم فضل جزئی
مسطور ست در حقیقت کسب آن از ولی و بواسطهٔ ایشان منسوب بجناب نبی می گردد محمد
بن نصیر الدین جعفر مکی[٣] در بحر المعانی فرماید جمیع شاهدان نبوت در درجه افضل اند

---

[١] مثل حرکت کلید ست بواسطه دست وقت کشادن قفل دو حرکت می باشد یکی از این دست که کشاینده و قائم است و دیگری بکلید که از حرکت دست پیدا می شود ١٢

[٢] مثل حرکت کسی که در کشتی نشسته که بواسطه کشتی می شود و اینجا یک حرکت ست که بسفینه قائم ست حقیقة و مجازا به نسبت جالس سفینه منسوب می شود ١٢

[٣] نصیر الدین جعفر مکی حسینی از اعاظم خلفای شیخ نصیر الدین محمود ست [illegible] [illegible] چنانچه از احوال خود بیان کرده است محقق می شود که [illegible] [illegible] زمان سلطان محمد تغلق تا زمان سلطان بهلول در حیات بود [illegible]

از شاهان ولایت باتفاق جمیع مشائخ قدس الله اسرارهم اما بعضے اولیاء از امت
حضرت رسالت علیه السلام که در مقام قربت رسالت صلی الله علیه وآله وسلم اند
نزدیک حضرت عزت جلت قدره فضل مقید دارند بر انبیاء دیگر چنانکه حضرت
علیه السلام رمزے ازین مقام اولیاء خود نموده است وگفته اِنّی رَأیتُ رِجالاً
مِن اُمّتی فی لیلةِ المعراجِ یَراهُمُ اللهُ فی مقامی اینک قربت اولیاء
حضرت رسالت علیه السلام از درجه تا به قربت معلوم ست پس مقام رویت الله تعالے
که خواجه عالم علیه السلام دارد هیچ پیغامبرے را نیست هم در رویت مشاهده دنیاوی
بین که رمزے نموده است وفرموده که لی مع اللهِ وقتٌ لا یسعُنی فیهِ ملکٌ
مقرّبٌ ولا نبیٌّ مرسلٌ اما ولا ولیٌّ نگفته زیرا که ایشان را در مقام و در وقت
خود شاهد کرده وکلام خود که با حضرت خداوند اعلی است باز نموده وهم درین معنی شیخ
شیوخ شهاب الدین سهروردی قدس الله سره نیز در رساله خویش نبشته
که یراهُ المؤمنونَ فی الآخرةِ کما یراهُ الاولیاءُ فی الدنیا
ویراهُ الاولیاءُ فی الآخرةِ کما یراهُ النبیُّ علیهِ السلامُ فی الدنیا
ویراهُ النبیُّ فی الآخرةِ وهوَ المقامُ المحمودُ الذی لا یشارِکُه
فیهِ له من الانبیاءِ والرسلِ الا اولیاءُ امّتِه پس چون قربت
خویش را مشاهده ومعاینه خواهی کرد آنگاه معلوم ست خواهد شد که از درجه تا به قربت
چند مقدار تخصیص ست ودیگر ازین درخواست موسی وتمنای عیسی مسیح علیه السلام کن
که هیچ کس نکرده است وآنکه سلف معلوم کرده اند ودرین رسیده اند اما از ذهن های
مستقیم وعقل های عقیم پوشیده اند

اِعْلَمْ اَنَّ تِلْكَ الْوِلَايَةَ مَخْصُوْصَةٌ لِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْمُحَمَّدِيِّيْنَ
وَلِهٰذَا قَالَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَا تَحْصُلُ لِيْ اِلَّا بِمُتَابَعَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّهٗ كَمَا قَالَ اَبُوْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَنْزِلُ
عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَاءِ الرَّابِعِ اِلَى الْاَرْضِ لِاَجْلِ تِلْكَ الْوِلَايَةِ
الَّتِيْ هِيَ مُعَائَنَةُ الْحَقِّ بِمُتَابَعَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَمَا
قَالَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پس این خواستن موسے کلیم الله و تمنا بردن عیسی مسیح علیهما السلام
همین ولایت حضرت رسالت علیه السلام است که خواجهٔ عالم علیه السلام فرموده است کہ
اَلْوِلَايَةُ مِنِّيْ ای محبوب گمان نبری که اولیاء را بر انبیا فضل می کنم گوش دار
اَلْمِثَالُ مِصْبَاحُ الْاَقْوَالِ یعنی اگر تو درون خلوت با حضرت معشوق در قربت
مشاهده در آن مقام مخصوص باشی برادران تر ا عیشت نباشند کیکه محرمیت
بر گردن خود دارند ایشان درون محرم و برادران بیرون نامحرم پس خوش آمد
و به آمد افضل بر برادران که در دهلیز اند کسے باشد و روا نبود همچنین همه انبیا علیهم
السلام برادران حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم اند و اولیا به آمد و خوش آمد
آن حضرت اند لامحال در مقام خواجهٔ عالم علیه السلام قربت مشاهده یابند بهترین یعنی
حضرت رسالت علیه السلام رمزے از قربت ایشان بیرون داده است که رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامِيْ و اینکه فرموده اَلْوِلَايَةُ مِنِّيْ يَعْنِيْ اَنَا مَدِيْنَةُ
الْعِلْمِ اَيِ الْوِلَايَةِ یعنے گفت من شهرستان ولایت ام و علی با بہا

یعنی دربان شهرستان علم پسر عم من ست که علی ابن ابی طالب ست کرم الله وجهه
پس این مدینه شهرستان کدام ست که دردربان این شهرستان همچون علی کرم الله وجهه
آمد اگر من این مدینه را بتمامی بر حکم مشاهده عیان کنم و اسرار علی را کرم الله وجهه
بیان نے دهم کار نبوت همه انبیا بر زبان رود آے محبوب فضل مطلق مر اهل نبوت
راست المقصود این تفاضیل نبوت وقتی ست که ولایت و نبوت را در دو شخصی
اعتبار کنی اما ای محبوب هر گاه که نبوت و ولایت در یک ذات باشد باتفاق
جمیع مشائخ قدس الله اسرارهم ولایت را فضل ست بر نبوت وَلِهٰذَا قَالُوْا
اَلْوِلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ لِاَنَّ الْوِلَايَةَ عِنْدَهُمْ عِبَارَةٌ عَنْ
شُهُوْدِ الْحَقِّ وَالنُّبُوَّةُ عِبَارَةٌ عَنْ دَعْوَةِ الْخَلْقِ پس از اعلام شهود
افضل ست درین کلمات من خیدین کسان چون در فهم قاصر بودند گمراه گردند چنانچه
در کلام مجید و فرقان حمید عالمی ضلالت یافته اند که يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا

؎ هر که زلفش دید کافر شد بحکم	هر که رویش دید ایمان باز یافت
آفتاب هر دو عالم آشکار	زیر زلف دوست پنهان باز یافت
چون تاریکی زلفش غوطه خورد	زنده گشت و آب حیوان باز یافت
طالب درد تالم چون شد بجان	کز میان درد درمان باز یافت

اگر عالمان عصر و شیخان دهر درین کلمات من سالها بسیار و قرنهاے بیشمار
تامل شانی کنند و الله ذره مقصود این فقیر را در نیابند استغنے ❖ ❖ ❖
اهی شنتم از زمان باستان هیچ یکے از حضرات انبیا و اولیا نگذشته اند
که ایشان را از دست اعدا اذیتی نرسید ملاحظه رود که برائے حضرت آدم علیه السلام

از زمان باستان هیچ یکی از انبیا و اولیا نگذشته آند که ایشان را از دست اعدا اذیتی نرسید

ابلیس بود و بہ حضرت نوح علیہ السلام حام کہ ایذامی رسانید و در پے داؤد علیہ السلام
جالوت اُفتادہ بود و برائے سلیمان علیہ السلام صخر بود حضرت عیسی علیہ السلام را
دو حیات ست یکے حیات اولے در آن وقت بخت نصر عدو بود و دیگرے
حیات ثانی در آن دجال علم مخالفت خواہد برافراخت در پے ایذا رسانی حضرت
ابراہیم نمرود کمر بستہ بود و بحضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون چہا چہا ایذاہا رسانید
و بہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بوجہل دقیقہ از ایذا رسانی فرو نگذاشت فرمود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا اُوْذِیَ اَحَدٌ مَا اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ
چنانچہ سخاوی در مقاصد حسنہ نگاشتہ نماز عبد اللہ بن زبیر علیہ السلام را بریا و نفاق
منسوب کردند و در حالت نماز وے آب گرم شدید الحرارت ریختند تا آنکہ چہرہ
اش سوخت و او رضی اللہ عنہ بنہایت استغراق خبرے نشد و بعد سلام فہم
پرسید چون مطلع شد فرمود حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ و تا زمانہ دراز از درد سر
ورود در ناک بود سعد بن ابی وقاص را کہ از مشہود لہم بالجنہ بود جہال کوفہ اذیت
می دادند تا آنکہ گلہ پیش حضرت عمر رضی اللہ بردند کہ او نماز بوجہ حسن نمی گزارد واز
ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ را تازیانہ زدند و حبس کردند بہ امام مالک جفاہائے رسید کہ
کہ بست و پنج سال برائے جمعہ و جماعت بر نیامد بہ امام شافعی اہل عراق و مصر مکروہات
رسانیدند و امام احمد حنبل را ضرب و حبس کردند و بخاری رحمہ اللہ را از بخارا خارج
کردند حضرت بایزید بسطامی را بواسطہ جماعتے از علماے ہفت بار از بسطام خارج
کردند حضرت ذو النون مصری را مقید کردہ زنجیر انداختہ از مصر سوئے بغداد فرستادند
و اہل مصر جوق جوق با وے بودند تا شہادت زندقہ او سازند

سمنون را از استخوان زدند و زنے را پول دادند تا برو استغاثہ زنا کرد سمنون یک سال
مختفی ماند سهل بن عبد اللہ تستری را از تستر خارج کردند که بسوے بصرہ رفت و تکفیر
کردند ابا سعید خراز را از استخوان زدند و علمائے عصرش از تصنیفاتش که در علم توحید بود
کلمات چیدہ فتوے تکفیر دادند و جنید رحمۃ اللہ علیہ وقتے که درس علم توحید میگفت
علی رؤس الاشہاد چند بار حکم بہ تکفیر دادند تا آنکه در خانہ خود بیان مے فرمود از اشد
منکرین حضرت ایشان بسمنون ابن عطا ابن انیال بود تا آنکه پیش انیال اگر
مذکور ایشان می شد رنگ چہرہ اش متغیر می شد حسین بن منصور حلاج رحمہ اللہ را
بمجلس حامد بن عباس وزیر مقتدر با قاضی ابی عمر اتفاق بحث افتاد قاضی فتوے
بقتلش نگاشت و دستخط فقہا که دراں مجلس حاضر بودند برگرفت حلاج گفت چرا
در پئے قتل من شدید من از اہل سنت و جماعت ہستم عقیدہ سنیان دارم اللہ اللہ مؤمن
موجود اند بنگرید این کلام را حلاج بار بار می گفت مگر ایشان اصغا نکردند و بتعجیل جواب
ہمان وقت حلاج محبوس شد وزیر فتوی پیش مقتدر فرستاد و حکم قتل در داد اولا حلاج را
ہزار تازیانہ زدند پس دست و پایش را بریدہ سرش از تن جدا کردند و جسمش سوختہ
خاکستر در دجلہ انداختند و سرش بر پل بغداد آویختند ابا عثمان مغربی را با وصف
کثرت مجاہدات و علم و حال از مکہ خارج کردند و سخت زد و کوب و مجروح نمودند
تا آنکه بہ بغداد اقامت ورزید و ہمدرانجا بحق پیوست و بر شبلی چند بار شہادت بر
کفر دادہ شد امام ابو بکر نابلسی از مغرب بسوئے مصر خارج کردند و شہادت
زندقہ دادند پس سلطان حکم کرد تا او را سرنگون کشیدہ پوستش بر آوردند در حالیکه
پوستش بر می آوردند او قرآن بکمال تدبر و خشوع میخواند حتّٰی قطع قلوب الناس

تا آنکه قلوب مردمان خفتہ تر شد

یکادون ان یقتلوا به نسیمی را به حلب سلخ کردند معامله اش عجیب و غریب ست
و قریب بود که زبان او نعضه انداخته شود
چون او منکرین را جواب قاطع میداد مخالفین حیلهٔ ایذا رسانی چنین کردند که سورهٔ اخلاص
نگاشتند و کفش دوز را مبلغی دادند تا در پاپوش دوخته پس آن را خریده از
مقام بعیده به پیش وے بطور تحفه فرستادند نسیمی که ازین معامله ناواقف بود
چون پاپوش در پا کرد به نائب حلب اطلاع کردند که نسیمی سورهٔ اخلاص نویسانیده
در پاپوش دارد چون نعلین به حکم نائب حلب پاره کرده شد ازان سورهٔ اخلاص
برآمد نسیمی هیچ جوابش ندادپس حکم به سلخ وے دادند او در توحید اشعار گفت
در پوستش برمی آوردند و او روے سلخ مے دید شیخ ابامدین را منسوب به زندقه
نموده مدد از بجانه خارج کردند تا به سوے تلمسان رفت شیخ ابوالحسن شاذلی هرگاه
در دیار مغرب بود و صیت کمالاتش در اقصای مغرب افتاد مردمان آتش حسد
افروختند و از استخوانش زدند و در ایذائش دقیقه نگذاشتند تا آنکه مردمان را
از ملاقات وے باز داشتند و او را زندیق می گفتند هرگاه شیخ عزم مصر کرد
به سلطان مصر نگاشتند که از زنادقهٔ مغرب شخصی عازم آن نواحی ست که او را از بلاد
خود خارج کرده ام او اعتقاد اهل اسلام را ضائع می کرد چنان نشود که از زبان درازی
خود سلطان را فریب دهد او از کبار ملحدین ست و قصه اش بس دراز ست مختصر این ست
که خداوند کریم او را از کید ایشان محفوظ داشت بر شیخ عزالدین بن عبدالسلام
فتوی کفر دادند و برائے تنقیح عقیدهٔ وے مجلسے قرار دادند بر شیخ تاج الدین
سبکی فتوے کفر دادند و شهادت دادند که او مبیح خمر ست و لواطت و در
زنار می بندد و او را زنجیر انداخته از شام به مصر مقید آوردند عظیم شان و رفعت مکان

امام ابو حامد غزالی نہ چنان ست کہ درین ایام کسے لب بانکار او کشاید امام یافعی
در نشر المحاسن می فزاید وَمِمَّا حُکِیَ وَاشْتَهَرَ وَرُوِیْنَا عَنِ الشَّیْخِ الْعَارِفِ
بِاللّٰہِ اَبِی الْحَسَنِ الشَّاذِلِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فِی النَّوْمِ بَاھٰی مُوْسٰی وَعِیْسٰی عَلَیْہِمَا السَّلَامُ بِالْاِمَامِ الْغَزَالِیْ رَضِیَ
اللّٰہُ عَنْہُ وَقَالَ اَفِیْ اُمَّتِکُمَا حَبْرٌ کَھٰذَا قَالَا لَا شیخ ابن حوازم روزے
کتاب احیا را دیدہ گفت این بدعت مخالف سنت ست چون شیخ مذکور معتقد علیہ
تمامی سکان بلاد مغرب بود از جمیع مردمان کتاب احیا طلب داشت
و بہ سلطان آن زمان تحریص نمود سلطان مغرب منادی عام کنانید

سه احیاء علوم الدین کتابی ست مشہور در تصوف می گویند کہ احیا چنان حاوی ست کہ اگر سبا داتمامی
کتب اسلام ضائع گردد و احیا باقی ماند کافی خواہد بود ابن جوزی در اغلاط احیاء (اعلام الاحیا باغلاط الاحیا)
کتابی وارد و در تلبیس ابلیس ہم تعاقب نمود و سبط ابن جوزی گوید کہ چون غزالی احیاء را بر مذہب صوفیہ تصنیف کردہ
و قانون فقہ را گذاشتہ و احادیث غیر صحیحہ آوردہ ازین رو زبان انکار بر و کشادند ابو الخیر گوید کہ ایراد این چنین احادیث در
ترغیب و ترہیب جائز ست صاحب کشاف فرماید بشرطیکہ حدیث موضوع نباشد حافظ زین الدین عراقی در تخریج احادیث
احیاء دو کتاب دارد یکی ضخیم دیگری در چیز در چیز احادیث درج کردہ کہ از ضخیم متروک شدہ بود کبیر در ۷۵۱ھ تصنیف فرمودہ
صغیر بعد ۷۶۰ھ تصنیف شدہ نامش المغنی عن حمل الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء من الاخبار بودہ است چون ہنوز بعض احادیث
متروک بود حافظ ابن حجر در تخریج احیا کتابی نگاشتہ تا آنکہ ابن حجر در ۸۵۲ھ انتقال فرمودہ حافظ قطلوبغا حنفی المتوفی ۸۷۹ھ
تحفۃ الاحیاء فیما فات من تخاریج احادیث الاحیاء نگاشتہ غزالی کتابے دارد در حل مشکلات احیاء جمہور علماء
بسبب قبولیت احیاء اختصار وے کردہ اند احیاء در یکہزار و بست و پنج یوم تصنیف شدہ ۱۲

منہ سلمہ اللہ تعالے

که بروے لعنت خداے تعالے باد که کتاب احیا پیش خود داشته حاضر نیارد
مردمان جوق جوق نسخ موجوده بامتثال امر شیخ و سلطان حاضر آوردند بروز پنجشنبه
مجلسے انعقاد یافت فقهائی وقت دیده فتوے باحراق دادند و چنان قرار یافت
که صباح آن بروز جمعه سوخته شود در شب جمعه که میان بود شیخ ابوالحسن که مشهور
باب حرازم ست بخواب می بیند که از باب جامع مسجد که ازان باب داخل مسجد
می شد به مسجد میرود و در رکن مسجد نورے دیده دریافت که سرور عالم صلی الله علیه
وسلم و ابوبکر و عمر نشسته اند و پیش این حضرات غزالی کتاب احیا در دست
گرفته ایستاده است و ابوالحسن را دیده گفت که خصم ماست پس غزالی هردو زانو
بر زمین نهاده و چون کودکان بزانو نزد ابوبکر و عمر رضے الله عنهما رسید تا آنکه
نزد سرور عالم صلے الله علیه وسلم فائز گشت و کتاب احیا پیش کرده عرض نمود
که ملاحظه فرموده شود که اگر این بدعت و مخالف سنت ست چنانکه ابوالحسن
می فهمد توبه کردم و اگر شیٔ مستحسن ست ازان من برکتے حاصل کن و از خصم من
انصاف بفرما سرور عالم صلے الله علیه وسلم ورق ورق تا آخر ملاحظه فرمودند
و ارشاد فرمودند وَاللهِ اِنَّ هٰذَا شَيْءٌ حَسَنٌ پس ابوبکر او را گرفت همچنان
معائنه ساخت و بر زبان آورد وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُوْلَ اللهِ
اِنَّهٗ لَحَسَنٌ پس عمر گرفت و بعد معائنه همچنان گفت پس سرور عالم صلی الله علیه
وسلم حکم کرد تا پارچه از جسم ابوالحسن برآرند و بر وے حد مفتری نافذ کنند چون حسب حکم
بعد تجرید از ثوب پنج تازیانه زده شد ابوبکر صدیق رضی الله عنه لب به شفاعت
گشاده که ابوالحسن آنچه گفته بطریق اجتهاد در سنت و به تعظیم سنت گفته غزالی هم

[illegible]

مغفرت ساخت کہ ابو الحسن بیدار شد و بہ صبح جمعہ از اصحاب خود واقعہ
بیان ساخت و قریب یک ماہ باین درد مبتلا بود پس اجار امعاینہ کرد مطلبی
صافی موافق کتاب دست بدہش در آمد پس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم را بخواب
دید کہ از دست مبارک خود بہ جائے ضرب مسح فرمود کہ درد زائل شد بعد ست و بیخ و
جاق شد امام یافعی بعد ذکر این حکایت می طرازد وَلَوْ لَا اَنَّ هٰذَا الشَّيْخَ
الْمَذْكُوْرَ اَدْرَكَهُ اللُّطْفُ بِالتَّوْبَةِ وَالْهِدَايَةِ وَشَفَعَ فِيْهِ
الصِّدِّيْقُ وَسَبَقَتْ لَهُ الْعِنَايَةُ لَكَانَ يَمُوْتُ عَلٰى ذٰلِكَ الْحَالِ
وَيَلْقَى الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ وَالنَّكَالَ ؛ ببنی کہ ابن جوزی کہ از حفاظ
و اکابر محدثین ست چہ قدر در تعصب حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ افتادہ
در تاریخ یافعی مذکور ست قَدْ سَمِعْتُ فِيْمَا مَضٰى اَنَّهُ حُبِسَ بِسَبَبِ الشَّيْخِ
عَبْدِ الْقَادِرِ بِاَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُ عَلَيْهِ وَكَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
اِبْنِهِ عَدَاوَةٌ بِسَبَبِ الْاِنْكَارِ الْمَذْكُوْرِ اَخْبَرَنِيْ مَنْ وَقَفَ
عَلٰى كِتَابٍ لَهُ يُنْكِرُ فِيْهِ عَلٰى قُطْبِ الْاَوْلِيَاءِ وَتَاجِ الْمَفَاخِرِ الَّذِيْ
خَضَعَتْ بِقَدَمِهِ رِقَابُ الْاَكَابِرِ الشَّيْخِ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ قَدَّسَ
سِرَّهُ وَنَوَّرَ ضَرِيْحَهُ ؛ در تکفیر شیخ محی الدین بن عربی مردمان دقیقہ نگذاشتند

---

۱ اگر این شیخ را توبہ و ہدایت نصیب نمی شد و حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ا ب بہ شفاعت وی نمی کشادند عنایت بوی
متوجہ نمی شد وی ان حال می مرد و بعذاب شدید و عقوبت مبتلا می آمد ۱۲ ۲ نکال النعج عقوبت ۱۲ ۳ ابن جوزی عالم عراق و عنداً آفاقی بود
ذہبی تاریخ کبیر گوید لا یوسف ابن الجوزی عنا عنہ باعتبار السنۃ بل جابکثرۃ الاغلاط جمعہ در شہ ۵۹۷ انتقال فرمود در سنہ ۵۹۵ از بغداد بسبب ابی یا آمد
لمطعن او لا لامسۃ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ تخم عداوت کاشتہ تا پیا ۱۱ حبس بی ر و حسن دیدہ انکار سینہ نا جیلانی رسالہ دارد

شیخ کلیم اللہ جہان آبادی چشتی کہ از مشاہیر وقت خود بود در مکتوب نود و ہشتم
می طرازد کہ چون فقیرے شہرت پیدا می کند عیب جویان و عیب بینان
برائے آزار خاطر او فکرہا می کنند و می خواہند کہ رونق بازار او بکاہند
و آن معززان کاوشش این ہا محقر شود این نمی دانند وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ
کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ سلطان نظام الدین اولیا را مردم بر سر منبر دشنام میدادند
و حضرت سلطان چون بر آن مجلس حاضر مے بودند روزے کار از حد گزشت
بعض یاران شکایت بہ خدمت حضرت آوردند کہ زیادہ ازین تاب نداریم کہ
ذم حضرت بر سر منبر بشنویم ما کشتہ خواہیم شد حضرت فرمودند کہ توم بہا را می گویند
ما عفو کردیم شما طفیل عفو ما نیز عفو کنید و این رباعی بر زبان مبارک راندند

رباعی

ہر کہ ما را رنجہ سازد راحتش بسیار باد	ہر کہ ما را یار نبود ایزد او را یار باد
ہر کہ خاری افگند در راہ ما از دشمنی	ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بی خار باد

شیخ محی الدین بن عربی گوید کہ او در شہر فارس با قطب وقت ملاقی شد
مردمان در پئے انکار او بودند و دست راست او بریدہ بود چون قطب
وقت را معلوم شد کہ شیخ او را شناختہ حکم کرد تا راز بر کسے فاش نہ کند
شیخ قبول داشت و گفت کہ آنچہ بر شما از دست مردم جفاہا می رود بر ما خیلے
شاق می گزرد قطب لب بہ پاسخ کشاد کہ اے محمد اگر تمامی مردم شہر شخص متمکن
فی المقام را ایذا دہند حکمش آن است کہ جانورے کوہ را بہ دمد تا از مکان خود
حرکت کند امام شعرانی در لطائف المنن می نگارد وَمِنْ ھُنَا کَانَ سَیِّدِیْ

۹/ الله تعالی نام ... خود ... نامیش شر خود از ان ۱۲

عَلِی الخواصِ رحمۃ اللہ تعالیٰ یقولُ لنا کثیرًا لا یکمل الفقیرُ
حَتّٰے یکُونَ قُطبًا یدُورُ علیہِ الاذی مِنْ اَھْلِ اِقْلِیْمِہٖ کُلِّہِمْ
کَمَا تَدُوْرُ الرَّحَا عَلٰے قُطْبِہَا شیخ ابوالحسن شاذلی فرمایدکہ طریقۂ انبیاء اللہ
و اولیاء اللہ چنان جاریست کہ در ابتدائے امر شان مردمان اذیت ہا رسانند
و از اوطان ایشان را خارج کنند و بہتان و زور بر بندند ایشان صبر کنند تا بدولت
رسند نکتہ بس لطیف در ایذاء اولیاء اللہ این ست کہ چون زمرۂ اولیاء اللہ بعبادت
و زہد بسر برند و بر دست شان خوارق عادات ظاہر شود احتمال بود کہ مردمان بعبادت
شان متوجہ شوند چنانکہ نصاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام را پرستش می کردند پس
حق سبحانہ و تعالیٰ منکرین را گماشت تا بایشان ایذا رسانند و مورد مطاعن سازند
تا مردمان نفور کنند نظیرش آن ست کہ برائے چشم زخم انواع حیل بکار می برند بر
رخ اطفال حسین بشکیل نقطہ سیاہ می زنند و در کشت زار جماجم عظام مے آویزند
دیلمی مرفوعا روایت کردہ اِجْعَلُوْا فِیْ ذُرُوْعِکُمُ الْجَمَاجِمَ پس این مطاعن بطور
دفع چشم زخم ست شیخ سراج الدین مخزومی کہ شیخ الاسلام شام بود در باب انکار شیخ
محی الدین عربی می فرماید اِنَّ لُحُوْمَ الْاَوْلِیَاءِ مَسْمُوْمَۃٌ وَھَلَاکُ اَدْیَانِ
مُبْغِضِیْہِمْ مَعْلُوْمَۃٌ وَبَعْضُہُمْ تَنَصَّرَ وَمَاتَ عَلٰی ذٰلِکَ وَمَنْ اَطْلَقَ
لِسَانَہٗ فِیْہِمْ بِالسَّبِّ اِبْتَلَاہُ اللہُ تَعَالٰی بِمَوْتِ الْقَلْبِ ابو عبد اللہِ
الْمُقْرِشِیْ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ می فرماید مَنْ عَضَّ فِیْ وَلِیِّ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ ضَرَبَہٗ فِیْ
قَلْبِہٖ بِسَہْمٍ مَسْمُوْمٍ ابو تراب نخشبی گوید اِذَا اَلِفَ الْقَلْبُ الْاِعْرَاضَ عَنِ اللہِ
صَحِبَہُ الْوَقِیْعَۃُ فِیْ اَوْلِیَاءِ اللہِ امام یافعی در نشر المحاسن الغالیہ فی فضل

مشائخ الصوفیه اصحاب المقامات العالیه از اقوال مشائخ مے فرمائد اقل عقوبة المنکر
علی الصالحین ان یحرم برکتهم قالوا و تخشی علیه سوء الخاتمة
شیخ مجدالدین فیروزآبادی صاحب قاموس گوید که هیچکس را نمے رسد که انکار اولیاء
کند به بادی الرای چه ایشان در فہم وکشف مراتب عالی دارند گاہے نہ شنیدہ ام کہ
کسے از اولیاء اللہ حکمی کردہ باشد کہ ہادم دین باشد مثلاً وضو یا نماز یا دیگر فرائض و مستحبات
را منع کردہ باشد البتہ ایشان کلام دقیق میگویند کہ فہمیدن آن دشوار باشد و نیز گفتہ
کہ قوم گاہے بمقامات و درجات علوم مجہولہ رسند کہ تصریحے ازان در کتاب و سنت
نیست لیکن علماء عالمین گاہے بمقتضاے استنباط و حسن ظن ایشان با زمرہ صالحین
آن را بر کتاب و سنت عرض کنند کار ہر کس نیست کہ ہر گاہ کلامے بہ شنود کہ از دائرہ فہم
او خارج باشد بآن خیال نیک پیدا کند بلکہ بر بسے از ایشان بر صاحب آن قول لب
انکار مے کشاید و خلق الانسان عجولا ابی العباس بن شریح کہ منکر صوفیہ بود
در مجلس ابی القاسم جنید آمد تا از وکلامے شنود کہ از صوفیہ شائع گشتہ بعد سمع کلام
ہر گاہ مراجعت کرد تفتیش پرسیدند گفت من ہیچ نہ فہمیدم الا ان صولة الکلام
لیست بصولة مبطل نیز گفتہ کہ چنان کہ بہ اولیاء اللہ کرامات عطا کردند کہ فرع
معجزات است پس درین چہ باک است کہ با ایشان عباراتے عطا فرمودہ کہ از فہم آن
فحول علماء قاصر بودہ اند شیخ الاسلام مخزومی گفتہ کہ ہرگز جائز نیست ہیچ عالمے را کہ
بر صوفیہ انکار کند تا آنکہ بر طریقہ ایشان رود و افعال و اقوال ایشان را مخالف کتاب
و سنت یابد صرف بر بنای کلامی کہ مردمان با ایشان منسوب کنند تا کہ با ایشان روا نہ
بود بر منکر ضرور است کہ اقل درجہ ہفتاد امر را نگہدارد پس بزبان او را انکار میرسد

ازانجملہ آن است کہ در معجزات انبیاء اللہ علی اختلاف طبقاتہم وکرامات اولیاء علی اختلاف طبقاتہم غور نماید و بآن ایمان آرد و اعتقاد کند کہ اولیاء اللہ در جمیع معجزات باستثنار بعضے ازآن وارث انبیاء بودہ اند از آن جملہ آن است کہ برکتب تفسیر سلفاً وخلفاً حاوی باشد تا اسرار کتاب وسنت واختلاف ائمہ مجتہدین و تفسیر و تاویل و شرائط و لغات عرب و محاورات و استعارات را دریابد ازآن جملہ آن است کہ مقامات سلف وخلف در معنے آیات صفات واخبار آن بفہمد و بشناسد کہ کدام معنے ظاہر گرفتہ وکدام راہ تاویل پیمودہ و دلیل کدام از ایشان راجح است ازآنجملہ است تبحر در علم اصول و معرفت منازعات علم کلام وازانجملہ است معرفت اصطلاحات قوم از تجلی ذاتی و صوری و ما ہو الذات و ذات الذوات و معرفت حضرات الاسماء والصفات و فرق میان حضرات و فرق میان احدیت و واحدیت و معرفت ظہور و بطون و ازل و ابد و عالم الغیب و اکوان و شہادت و شیون و عالم الماہیۃ و ہویۃ و سکر و صحت وَمَنْ هُوَ الصَّادِقُ فِي السُّكْرِ حَتّٰى يُسَامَحَ وَمَنْ هُوَ الْكَاذِبُ حَتّٰى يُؤَاخَذَ وَعِنْدَ ذٰلِكَ پس ہر شخصیکہ از اصطلاحات قوم واقف نباشد چگونہ بر حل کلام یا انکار بامری کہ مراد ایشان نیست قادر باشد شیخ[1] ابن حجر شرح بعض آیات ابن فارض رضی اللہ عنہ کردہ بہ شیخ ابی مدین فرستاد تا کہ اجازت نگارد و شیخ تحریر فرمودہ

سَارَتْ مُشَرِّقَةً وَسِرْتُ مُغَرِّبًا	شَتَّانَ بَيْنَ مُشَرِّقٍ وَمُغَرِّبِ

[1] شیخ الاسلام شہاب الدین احمد عسقلانی ثم المصری در ۷۷۳ھ متولد شد اولاً بہ فن ادب متوجہ شد پس در ۷۹۳ھ بتحصیل فن حدیث مصروف شد امام حفاظ محدثین بود کتب نافعہ در فن حدیث دارد فتح الباری از عمدہ تصانیف حضرت ایشان است در ذی قعدہ ۸۵۲ھ انتقال فرمود

ونزد حافظ ابن حجر فرستاد ابن حجر برامرے کہ ازو مخفی بود انتباہ گرفت وتا موت ملازمت
شیخ ابے مدین گزید +

امر نہم حضرت قطب الاقطاب شیخ احمد بن عبدالاحد[1] از خطہ پاک سہرند خاستہ کہ
او شہری است میان دہلی ولاہور +

مثنوی

سوادش زلف رخسار فتوح است — غبارش توتیائے چشم روح است
انان شہرے کہ نامش مضمر آمد — برائے ماعجب کانے برآمد
چہ معدن معدن قند مانے — بہ شکر او است این شکر فشانی
ازو پیدا بہ ہر شہری دکانہا — روان در دشت جانہا کاروانہا

نسبت آن جناب بہ بست و ہشت واسطہ با میر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ
می رسد در ۹۷۱ھ قدم بعالم شہود نہادہ در کمتر ایام از تحصیل علوم فراغ حاصل کردند
جامع معقول و منقول بودند و حافظہ قوی می داشتند بہ اندک زمان قران شریف
یاد گرفتند بیشتر علوم از والد ماجد خود و برخی از علماء کبار آن زمان تحصیل کردند
و سیالکوٹ[2] کہ شہری است از ملک پنجاب نزد مولانا کمال الدین کشمیری سے کہ از فحول
دانشوران متورع بود واز باطن نیز بہرہ داشت بعضے کتب مشکلہ را چون عضدی و امثالہ

[1] شیخ عبدالاحد رح در عنفوان جوانی بخدمت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رح حاضر شدند و بکمند ارادت در آمدہ تلقین اذکار و تعیین اطوار فراگرفتند و طلب مصاحبت نمودند حکم شد کہ بعد تحصیل علوم بیا بملاحظہ کبر سن شیخ برزبان آوردند کہ ترسم پس از اتمام انصرام علوم دینیہ این گرامی صحبت را درنیابم شیخ فرمودند آن وقت بفرزندم رکن الدین رجوع کن پس بعد از تکمیل علوم ظاہری بسبب انتقال شیخ از شیخ رکن الدین خرقہ خلافت قادریہ و چشتیہ پوشیدند وگرامی حیات را بہ افادات و افاضات بانجام رسانیدند وازکمال بی نفسی و تغرید باوجود کثرت تلامذہ ہیچ یکی انجا دی خود قبول نکردند و حوائج خانہ از بازار خود می آوردند و خیلی متبع سنت بودند و سنتے را متروک نگذاشتند در [illegible] انتقال فرمودند مزار پر انوارش بیرون سہرند بجانب غربی واقع است

این شیخ کہ بود عالم اسرار حق	یابیدش اگر بہ منزل اصحاب	چون شیخ زمانہ بود در علم و عمل	تاریخ وصال او گو شیخ زمین

[2] ش ۵ جنال دقایق و کشاف حقائق بود نسبت عظمی غالب داشت مجرد در علم و عمل فرید در تقوی یزد و در سیالکوٹ دفن مسلما قادر وم

خوانده اند و بعضے کتب احادیث را نزد مولانا یعقوب کشمیری علیہ الرحمہ گزرانده بودند و
این شیخ یعقوب از خلفاء بزرگ شیخ معظم قطب مکرم شیخ حسین خوارزمی بود و در حرمین
محترمین زادہما اللہ شرفا نزد کبار محدثین انجا تصحیح حدیث نموده و نیز حضرت ایشان اجازت
تفسیر واحدی[1] را با جمیع مولفاتش چون بسیط و وسیط و اسباب نزول و نیز تفسیر بیضاوی
را با جمیع مصنفاتش چون منہاج[2] الوصول و غایة[3] القصوی وغیرہما و صحیح بخاری را
با جمیع مولفات او چون ثلاثیات[4] و ادب المفرد[5] و افعال العباد[6] و تاریخ وغیر ذلک و مشکوة
تبریزی و شمائل ترمذی و جامع صغیر سیوطے و قصیدۂ برده از عالم ربانی قاضی بہلول
بدخشانی یافته بودند و قاضی مذکور اجازت این کتب مذکوره از شیخ معظم عبد الرحمن بن
فہد داشته که او و آباے او در بلاد معظمہ عرب از کبار محدثین بوده اند پس حضرت مجدد
حدیث مسلسل اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ
يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ بیک واسطه قاضی از شیخ عبد الرحمن یافته حضرت
مجدد رح در علم ادب ید طولانی داشتند روزی حضرت ایشان بمنزل فیضی در آمدند
او در تحریر تفسیر بے نقطه بود حضرت ایشان را دیده سر در گشته التماس کرد که موضعی از تفسیر
پیش آمده که آن را بحروف غیر معجمه تاویل و تفسیر نمودن متعسر شده بسیار دماغ سوختم اما عبارت
دل خواه بدست نیامد حضرت ایشان در ساعت مطالب کثیره در کمال بلاغت برنگاشتند
که فیضی در حیرت رفت حضرت ایشان را بیعت و ارادت از قطب زمانه شاهباز بلند آشیانه

(زیر سطر حدیث: بر رحم کنندگان — اللہ تعالی رحم فرماید — رحم کنید کسانے را که در — زمین بوده اند؛ رحم کند شمارا — اللہ تعالی)

(حاشیه: في الطبقة الاولى من شيوخه مثل محمد بن عبد الله الانصاري والى عاصم النبيل والى نعيم وخلاد بن يحيى وعلى بن عياش وعليه شروح لطيف لطيفة بن حجر المتوفى سنه ۸۲۹ هجري ۱۲)

سله ۱ امام ابی الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری در سنه ۴۶۸ انتقال کرد ۱۲ در کشف الظنون مذکور است و شهر با مصنفه ۱۱ سنه ۶۸۵ منہاج الوصول
الی علم الاصول رساله ایست مختصر از بیضاوی ماخوذ است از حاصل فخر رازی و محصول ماخوذ است از مستصفی غزالی و معتمد ابی الحسن بصری منہاج
کتابی است که علمای مشاهیر بشرح آن متوجه شده اند تفصیلش در کشف الظنون مذکور است ۱۱ سنه ۶۸۵ غایة القصوی در فروع شافعیه است و شرح
مفیده دارد کما هو مسطور فی الکشف ۱۱ سنه در کشف الظنون نوشته است المراد به ما اتصل به الی رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم من الحدیث
ثلثة رواة و تحصر الثلاثیات فی صحیح البخاری فی اثنین و عشرین حدیثا [illegible] عن مکی بن ابراهیم و من حدثه عن التابعین

حضرت خواجه محمد باقی[1] بالله اویسی نقشبندی قدس الله سره حاصل بود منقول است که حضرت خواجه قدس سره فرمودند که حضرت مخدوم ما مولانای بزرگ خواجه امکنگی قدس سره ما را امر کردند که بهندوستان شو تا این سلسله شریفه را انجا از تو رواجی پدید گردد ما خود را شایان این معنی ندیده تواضع نمودیم ایشان امر باستخاره کردند دران استخاره دیدیم که گویا طوطی بر شاخ نشسته و ما در دل خود نیت کردیم اگر آن طوطی ازان شاخ آمده بر دست ما نشیند پس ما را گشایش ها درین روے خواهد نمود بمجرد این خطور آن طوطی پرواز نموده آمده بر دست ما نشست و ما آب دهان خود در منقار او کردیم و آن طوطی در دهان من شکر ریخت فردای آن شب این واقعه را چون بعرض حضرت مولانا خواجگی قدس سره رسانیدیم فرمودند که شما را زود ترمتوجه بهندوستان میباید شد که طوطی جانور هندی است در هندوستان از دامان شما عزیزی بوجود آید که عالمی ازو منور گردد و شما را نیز بهره رسد منقول است که حضرت خواجه فرمودند که چون بشهر سهرند شما رسیدیم در واقعه نمودند که تو در جوار قطبیت فرود آمده و از حلیه آن قطب نیز اگاه گردانیدند هم صباح آن روز بدریافت درویشان و گوشه نشینان آن بلده رفتم جماعه را که دیدیم نه ایشان را بران حلیه یافتم و نه آثار و دلالت قطبیت از هیچ یک معاینه

[1] ولادت حضرت خواجه در کابل بظهور پیوسته در تحصیل علوم رسمی شاگردی مجمع علوم دانای مولانا صادق حلوای که از علمای اسلام آن ایام بود اختیار نموده و برفاقت مولانا از کابل بماوراءالنهر شده و باندک روزگار از سمو فطرت ایشان را بین الاقران امتیازی پیدا آمده و از فضائل بهره وتمام روزی گشته اگرچه از تحصیل علوم صوری بقیه مانده که بسلوک این ... راه درآمده اند اما از ذکای فطرت و صفای سبقت دانش ایشان پایه بلند داشته تا که بر تدریس کتب مشکله و حل مطالب غامضه قدرت تمام داشت از ایام تحصیل علوم صوری توش تمنای این راه کار و بصحبت پاکیزگان محفل الی مع الله میرسانید تا آنکه در بلاد ماوراءالنهر که معدن این طائفه عزیز الوجود است بسیاری از مشائخ آن عهد دریافته و نیز معنی بعروس قرب و صاحبت ... آغوش گردیده و حضرت خواجه اویسی بوده و تربیت از روحانیت حضرت رسالت صلی الله علیه وآله وسلم و حضرت

نمودیم گفتیم شاید کسی از اهل این شهر قابلیت این معنی داشته باشد که بعد ازین بظهور آید
همان روز که شما را دیدیم هم حلیه شما را موافق یافتم و هم نشان آن قابلیت در شما مشهود گشت
منقول است که حضرت خواجه فرمودند که در بلدهٔ سهرند دیده شده بود که ما چراغ عظیم آنجا
افروختیم و مشاهده می گشت که ساعت بساعت نور آن چراغ افزون شد و نیز مشهود دیگر دید
که مردم از ان یک چراغ افروخته ما چراغهاے کثیره برافروخته اند این را نیز اشارت بحال
شما میدانیم حضرت خواجگی بیکے از مخلصان خود تحریر فرموده شیخ احمد نام مردی است از
سهرند کثیر العلم و قوی العمل روزی چند فقیر با نشست و برخاست کرده عجائب بسیار از
روزگار اوقات او مشاهده نموده بآن ماند که چراغ شود که عالمها ازو روشن گردد والحمد لله
تعالی احوال کامله او مرا بیقین پیوسته و این شیخ مشار الیه برادران و اقربا دارد همه
مردم صالح از طبقهٔ علماے چندی را دعاگوی ملازمت کرده جواهر عالیه دانسته استعدادها
عجیب دارند فرزندان آن شیخ که اطفال اند اسرار الٰهی اند بالجمله شجرهٔ طیبه است انبتها الله
نباتا حسنا و نیز حضرت خواجه فرمودند که شیخ احمد آفتابی است که مثل ما هزاران
ستارها در سایه او گم اند الحاصل حضرت ممدوح از یمن نظر تربیت و برکات و هدایت
حضرت خواجه رح بکمال و تکمیل واصل گردیدند پس در ساعتی که مشتری او کسب
سعادت نماید حضرت ایشان را خلعت اجازت کامله پوشانید و بسهرند که وطن مالوف
آنحضرت بود رخصت فرمودند جمعی از طالبان صادق خود را در خدمت ایشان تعین
نمودند پس حضرت ایشان بالنعمت های فراوان بوطن باز گشتند و بامر حضرت خواجه
در آن بلده بتربیت طالبان پرداختند بهر ان اندک ایام آوازه حضرت بلند شد
و آستان فیض نشان مطرحال و مجمع اصحاب کمال گشت علما از دور و نزدیک

بخدمت رسیدند وامرا از ترک وتاجیک بشرف حضور بهره ورگردیدند مشائخ عهد ارادت آوردند اکابر زمانه بتواضع برخاستند بدولت ایشان مس ها طلا شد وذره ها آفتاب گردید

ذات بابرکات ایشان آیتے بود از آیات الٰہی ونعمتی بود از نعمائے الٰہی ؎

هر لطافت که نهان بود پس پردهٔ غیب — همه در صورتِ خوبِ تو عیان ساخته اند
هرچه بر صفحهٔ اندیشه کشد کلک خیال — شکل مطبوع تو زیباتر ازان ساخته اند

اطلاع بر مغیبات واشراف بر خواطر وتصرفات در مکنونات ادنی صفتے بود از صفات جمیلهٔ ایشان شمارهٔ خوارق وکرامات که در کسب مقامات مروی شده به هفت صد میرسد هرچند بحکم کلام ذی الاحترام قطب وقت ابوالحسن نوری نورالله مرقده که فرموده وَاَعْظَمُ الْعَلَامَاتِ فِیْ زَمَانِنَا شَیْئَانِ عَالِمٌ یَعْمَلُ بِعِلْمِهٖ وَعَارِفٌ یَنْطِقُ عَنْ حَقِیْقَتِهٖ همان کثرت علم وعمل ومعرفت اکمل حضرت ایشان کرامت شگرف بود ونیز بحکم آن گفته اند ؎

اشرف معجزات قرآن است ؛

ودقائق حقائق آن غوث الخلائق عظیم ترین خوارق است فاما چون بعض متصدیانند که شمهٔ از کرامات بشنوند لهذا کراماتے چند بمعرض بیان درآورده میشود تولد حضرت مجدد حسب بشارت شیخ الاسلام احمد نامقی است در نفحات مذکور هست که از حضرت شیخ الاسلام احمد رسیده که مقامات مشائخ شنیده ایم وکیفیت ایشان دیده از هیچ کس مثل این حالات که از شما ظاهر میشود ظاهر نشده است فرمود که مادر وقت ریاضت بر هاضت که دانستیم که اولیاء خدا کرده بودند بجا آوردیم وبرآن مزیدی نیز کردیم حق بفضل وکرم خود هرچه پراگنده بایشان داده بود یکبار به احمد داد وبعد از چارصد سال چون احمد شخصے پدید آید تا عنایت ایزد تعالیٰ درباب او این باشد که همه خلق بینند هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ وفات شیخ احمد جام
اینها فضل خدای است

در ۹۳۶ھ بود منقول است کہ آن حضرت بقصد سیر وگشت بیابان و دشت کابل متوجہ شدند
روزی از قریہ بہ قریہ اخری تشریف فرما بودند کہ درمیان راہ آفتاب گرمی کرد و از حرارت
ہوا و گرد و غبار تشنگی و ماندگی بر مخدوم زادہ بزرگ رحمہ اللہ و دیگران کہ پیادہ درعنان
سیر رفتند غلبہ نمود اما از غایت ادب جرأت عرض نداشتند درین میان حضرت ایشان بعزیزی
مولانا محمد یوسف سمرقندی کہ از قدمای اصحاب آنحضرت بود خطاب نمودہ فرمودند ہمانا حرارت
آفتاب و تراکم غبار یاران را ایذا میدہد مولانا معروض داشت چون معلوم و مکشوف حضرت
ایشان است چہ حاجت بعرض مخلصان است حضرت ایشان تبسم نمودہ گوشہ چشم
حق بین جانب آسمان کردہ چیزی درزیر لب گفتہ قدمی چند نرفتہ بودند کہ قطعہ ابر ظاہر شدو
محاذی ایشان واصحاب ایشان آمدہ سایہ انگند و بہمان مقدار کہ غبار فرونشیند و بہ وحل
نہ انجامد متقاطر شد و شمالی بغایت اعتدال وزیدن گرفت منقول است یکی از امرا زدہا
را سلطان وقت بہ غضب تمام از لاہور طلبید کہ از وتقصیرات بوقوع آمدہ از مشاہدہ کثرت غضب
سلطان حاضران را عقیدہ آن بود کہ بمجرد رسیدن او رازیر پاسے پیل افگند وی نیز این
معنی را دریافتہ سخت ہراسان گردیدہ بود چون ببہیرہ رسید بخدمت ایشان کہ غائبانہ
اخلاصی داشت آمدہ بزاری تمام التماس حمایت نمود ایشان فرمودند انشاء اللہ سبحانہ
خاطر جمع باشید کہ ہیچ مکروہی نمیرسد بل سلطان التفات و مہربانیہا خواہد نمود وی از
غایت اضطراب معروض داشت کہ آنچہ درحق این مخلص بزبان مبارک رفت آن را
بزبان قلم نیز بیارند و آن رقیمہ را بہ من بسپارند کہ مرا اطمینان تمام حاصل گردد چون مبالغہ
نمود حضرت ایشان تبسم نمودہ نوشتہ دادند کہ چون فلان از خوف غضب سلطان کہ
نمونۂ غضب الٰہی است بہ فقرا رجوع نمود فقرا او را در ضمن خود گرفتہ ازین مہلکہ رہانیدند بعد از

مرخص فرمودن او بچندین روز یکی ناگاه خبر آورد که این شخص را سلطان آزار ها داده
بزندان فرستاد چون این خبر بسمع حضرت ایشان رسید تبسم نموده فرمودند در نظر بعض فقرا
چون قلق صبح در آمده که وی از سلطان شفقت و عنایت بیند این خبر که میگویند صدقی
ندارد تا بعد از دو سه روز خبر رسید که آن مرد همین که بنظر سلطان در آمد سلطان بخندید و
از روی نصیحت کلمهٔ چند با در میان آورد آنگاه بالتفات تمام خلعتش داد و رخصت فرمود
منقول است یکی از سلاطین زاده ها را پادشاه وقت در زندان کرد و رای ملک بقتل آن
مقرر شد آن بیچاره هر سو دست و پامی زد به فقرا نیز رجوعی نمود دران اثنا حضرت
ایشان به آگره تشریف فرمودند محبوس مایوس یکی از مخلصان منظور حضرت ایشان را
که آشنای قدیم او بود طلب نمود و بزبان او از حضرت ایشان توجه خاص الخاص
برای رهائی و خلاص خود نمود آن عزیز آمده به نهایت تضرع و الحاح التماس او را بعرض
رسانید ایشان آن شب متوجه شده فرداش فرمودند که باو مژده رسان که از قتل
خلاص شدی و از حبس عنقریب رهائی خواهد یافت این مژده باو رسانید اما وی را از غلبهٔ
اضطرابی که داشت اطمینان تمام روی نداد بیکی از مجاذیب معتبر کس فرستاده
التماس خلاصی خود از توجه او نیز نمود و آن مجذوب را بر زبان رفت که خاطر جمع دار
که دیدم که قلاب یکی از اکابر نقشبندیه آمده ماهی او را از گرداب هلاکت کشید مقارن
آن سلطان زاده از حبس خلاص یافت و به منصب رسید منقول است که در سفری حضرت
ایشان به رباطی فرود آمده بودند ناگاه بیاران فرمودند که مرئی گردید درین شهر امروز
بلیهٔ روی خواهد داد و در عامهٔ اهل شهر سرایت خواهد نمود یاران با یکدیگر را خبر کنند که
هر یک دعای ماثوره بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ گویند

بکلمات الله التامات من شر ما خلق را تکرار نمایند که هر که این دعا را بخواند بعنایت الله سبحانه وی واسبابش محفوظ ماند از این فرمودهٔ ایشان دو ساعت نرفته بود که در بعضی خانه های آن رباط آتش در افتاد و به شدتے هر چه تمام تر مشتعل شد چنانکه مردم از اطفاے آن عاجز گشتند و بسا خانه ها بسوخت و بسا امتعه چه بحرقت و چه بسرقت رفت مولانا عبدالمومن لاهوری که فاضل بود از مخلصان ایشان اسباب او نیز محروق گشت واو خود را بصد محنت بخدمت ایشان رسانید حضرت ایشان بمولانا فرمودند که مگر شما را کسے بخواندن دعا ماثوره مذکوره خبر نکرد گفت نه حضرت ایشان یاران را از عدم اخبار مولانا عتاب نمودند و هر یاری که آن دعا خوانده بود اسبابش بسلامت رهائی یافت منقول است شیخ محمد مسعود که برادر خرد حضرت ایشان بود و از مریدان مقبول صاحب کشوف حضرت خواجه عالیشان قدس الله سرهما جهت کفاف معیشت بر سبیل تجارت به قندهار رفته بود دران ایام بیخبری حضرت ایشان بخادمی که حاضر وقت بود فرمودند که عجب معامله است متوجه احوال مسعود شدم هر چند بدیدهٔ مکاشفه جست وجو نمودم وی را هیچ جا در زمین نیافتم بعد ازان چون نیک متوجه شدم صورت قبر او که بتازگی فوت شده در نظر آمد سامعان در حیرت رفتند بعد ازین فرمودهٔ ایشان بچند روز رفیقانش رسیده خبر وفات او رسانیدند منقول است از شاهزادهٔ حق پژوه دارا شکوه[1] که در سفینة الاولیا

---

[1] این شاهزاده پادشاه صورت درویش سیرت بود خرقهٔ خلافت از دست عارف حق آگاه ملا شاه پوشیده در خدمت حضرت میان میر بالاهم حاضر شده مستفیض گردیده در فقر شانی عالی و مرتبه بلند داشت سفینة الاولیا سکینة الاولیا سر اکبر دیوان اکسیر اعظم رسالهٔ حق نما رسالهٔ معارف از دست بخش دریای توحید است از دست اورنگ زیب عالمگیر برادر خویش بقتل رسید

اگر شاه بلند اقبال است | رتبه اش در مقام اجلال است
شاه دارا شکوه نامش بود | جنتام دلی مقامش بود
شد بهر زین دام گاه حزن و ملال | شد بفردوس با دل خوشحال
جمعه و غرهٔ مه عاشور | بود تاریخ وصل آن منصور
سال تاریخ نقل آن شه دین | شد رقم صاحب بهشت برین
مرقد آن قتیل عشق اله | هست در گنبد همایون شاه

در ذکر حضرت مجدد رحمه الله طراز واز متاخرین مشائخ و صاحب ریاضت و مجاهدت
و خوارق و تصانیف اند درا واخر حال بعضی بر شیخ تهمت کردند که شیخ میگوید مرتبهٔ من
زیاده است از خلفاے راشدین رضی الله عنهم اما این محض بهتان و افترای مخالفان
است بر شیخ چرا که این فقیر خود شنیده از سیادت و نقابت پناه فضائل و کمالات
دستگاه حقائق و معارف آگاه افضل فضلای عصر علامی فهامی استاذی حضرت
میرک شیخ بن شیخ فصیح الدین که میفرمودند که وقتیکه ما را عبور بسهرند واقع شد و کیف
ما اتفق ملاقات شیخ احمد روی داد در اثناے ملاقات بخاطر گذشت که اگر شیخ را
کرامتی است باید که مردم آنچه از ایشان بیان میکنند خاطر نشان من سازند و دیگر آنکه
شنیده بودم که خواجه باقی که پیر ایشان است بے اجازت مولانا خواجگی امکنکی مرید
میگرفتند دیگر آنکه بخواجه خاوند محمود چه اعتقاد دارند چون ساعتے پیش شیخ نشستم
جزوی از زیر مسند خود بمن دادند که مطالعه نمایند چون آنرا تمام بدیدم بمن گفتند از ین
چیزی ظاهر میشود گفتم از ین خود هیچ ظاهر نمی شود و آنچه درینجا است درست است

سله روزی در سفر گلبرگه فقیر حقیر با انجناب شاه معروف صاحب قادری که از مشاهیر مشائخ حیدرآباد و نظام دکن بوده اند اتفاق صحبت افتاد و قال و قال ذکر تحریر هدیه مجددیه بمیان آمد جناب شاه صاحب بمحنت تقریب تحسین کشاده بودند و فرمودند که در ملت مشائخ انتصار بیران طریقت از واجبات است و از واقعات خود بیان فرمودند که ایشان در عنوان شباب بر واقعات حضرت مجدد الف ثانی علیه الرحمه متوجه شدند و بعد سه سال جلدی ضخیم بر نگاشتند اتفاقاً نواب لشکر جنگ بهادر که از امرای حیدرآباد بودند برای ملاقات شاه صاحب تشریف فرما شدند و مجلد ضخیم را که در پیش نظر شاه صاحب بود بر داشته از کیفیتش استفسار نمودند چون معلوم شد که تحریر شاه صاحب است بر رد حضرت مجدد رحمه الله نواب صاحب فرمودند که صدور این عمل از حضرت شاه صاحب خیلی مستبعد است مناسب است که در ین باب استخاره کرده بر بشارت عمل نموده شود شاه صاحب استخاره شروع کردند چون بخواب رفتند می بینند که ایشان در صحرای لق و دق وارد آمده و در وسط آن دوازده تن از اقطاب سر بمراقبه فرو برده اند ایشان السلام علیکم گفتند یکی از اقطاب اثنا عشر سر از جیب مراقبه بر آورده جواب سلام دادند چون از انحال معلوم میشد که این اقطاب با انتظار کسی نشسته اند که بزرگی نورانی صبیح و جیه بلند بالا با لباس سفید وارد حال ایشان شدند اقطاب خوشحال شده به تعظیم برخاستند شاه صاحب را معلوم شد که حضرت مجدد علیه الرحمه بوده اند همان قطب که بجواب سلام پرداخته بودند جهالت نموده بشارت به شاه صاحب کرده عرض داشتند که این شاه معروف اند که تحریر اوراق در حضرت معروف اند حضرت مجدد رحمه الله نظر بجانب ایشان انداختند تا آنگاه فرمانداشت غرق در عرق شده نزد چون بیدار شدند همان وقت مجلد ضخیم در آب شستند

گفتند پس بدانید که انچه از ما واقع شده همین است و باقی افترا است باز بعد از ساعتی گفتند که روزی خواجه
خاوند محمود اینجا آمده بودند گفتند که خواجه باقی اجازت صریح از پیر خود ندارد بجهت آنکه روزی مولانا خواجگی
امکنگی خربزه می خوردند و قاچ قاچ را خود بریده بدست حاضران و مریدان میدادند
و بخواجه باقی ندادند اصحاب گفتند خواجه نیز حاضر اند مولانا خواجگی امکنگی فرمودند ما خربزه
با و درست دادیم خواجه باقی ازین استنباط کردند که مرا اجازت ارشاد دادند من گفتم
این چنین نیست چرا که ما هرگز این چنین سخنی از پیر خود و از دیگر مردم نشنیده ایم بلکه خواجه
باقی ابا می کردند که این کار از دست من نمی آید و این بار را من نمیتوانم برداشت و مولانا
خواجگی میفرمودند که ما اجازت دادیم و ترا این کار را باید کرد درین اثنا چندی از ریش
سفیدان نیز گفته اند که ما در ان مجلس حاضر بودیم که مولانا خواجگی اجازت ارشاد بخواجه باقی
دادند خواجه خاوند محمود گفتند بس ما غلط شنیده بودیم و بعد از ان شیخ احمد فرمودند که انچه
از مریدان خواجه خاوند محمود بایشان اعتقاد دارد خواجه آنچنان نیستند و من آن اعتقاد
بخواجه ندارم هرسه سوالی که در خاطر حضرت اخوند گذشته بود شیخ جواب دادند منقول است
چون علامة الزمان شیخ الاسلام هندوستان مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی در اوائل
یکے از معاندان حضرت شیخ بود شبی شیخ را بخواب دید که روبروی وی آیه قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ
همی خواند به مجرد شنیدن این آیت جذب شیخ و شوق الٰهی مجددی در دل وی اثر کرد و
قلب وی ذاکر گردید چون از خواب بیدار شد دل خود را ذاکر یافت چند روز به تصور
شیخ ذکر حق کرد و خود را اویسی شیخ میگفت آخر بخدمت حاضر آمد و بدرجات والا رسید
منقول است شیخ طاهر لاهوری قدس سره که از اعاظم خلفای حضرت مجدد است او استاد
شیخ محمد سعید و محمد معصوم هر دو صاحب زاده شیخ بود قبل ازین بیعت به خاندان شاه

بکمال کیتھلی قادری داشت چون عالم متبحر بود هر دو صاحبزادہ تعلیم علم ظاهری از وی
میگرفتند روزے در محفل خلد منزل حاضر بود که حضرت شیخ محمد زرا از راہ مکاشفہ احوال
شیخ ظاهر ظاهر شد و فرمود که مرا معلوم شده است که شخصے از حاضرین این حلقہ طوق کفر
بگردن خود خواهد انداخت و از راه هدایت و طریق دین متین خواهد برگشت و من بر پیشانی
وی لفظ هو الکافر نوشته می بینم باستماع این معنی یاران که حلقہ بندگی و اخلاص بگوش
جان میداشتند بنهایت ترسان و لرزان شدند و از شیخ بزرگ مستفسر این حال شدند
که آیا ازین تمام اہل حلقہ آن بد نصیب که باین بلا مبتلا خواهد شد کیست و نامش چیست
فرمود که آن شیخ ظاهر است یاران مجلس بظهور این معنی متاسف شدند مگر احدے این
سخن بگوش شیخ ظاهر نرسانید آخر کار بعد چند ماہ شیخ ظاهر بزنے کافره عاشق شد و طہارت
اسلام را مبدل بنجاست کفر ساخت و زنار ارتداد بگردن جان آویخت چون شیخ
ظاهر استاد حضرتین عالیین بود از وقوع این حال بسیار غم و الم دامنگیر حال هر دو صاحبزاده
بلند اقبال شد آخر روزی بوقت خوش بخدمت والد بزرگوار عرض کردند که استاد ما
غریق دریاے کفر شده است توجه فرمایند که باز مشرف باسلام گردد فرمود که هر چه شدنی بود
شد که در لوح محفوظ بحق او همین مکتوب بود آخر هر دو فرزند سعادتمند در باب مغفرت
شیخ ظاهر از بس اصرار کردند حضرت شیخ بخاطر داری فرزندان دلبند دست دعا بجناب
کبریا بر داشت و عرض کرد که الہی حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی فرموده است که
هیچ کس را بر قضای مبرم دست قدرت نیست مگر مرا چون یکی از دوستان خود را این
مرتبه عالی کرامت فرمودی من هم امید دارم که بواسطه من از شیخ ظاهر این بلای ازلی
بگردد فی الحال تیر دعا بهدف اجابت رسید و شیخ ظاهر از خواب غفلت و مستی عشق مجازی

بیدار شده افتان وخیزان بخدمت شیخ حاضر آمد و دوباره خلعت اسلام پوشیده دست
ارادت بدامان شیخ زد و در اندک زمان بدین مراتب عظمی رسید حضرت ایشان بعمر سه
وشصت سال ۱۰۳۴ھ ازین خاکدان بر بهشت جاودان نقل فرمودند تفصیل حالات
در برکات احمدیه وحضرات القدس وغیره مذکور است عاجز گوید ؎

بسوی باغ جنان شد امام ربانی	زسوز عشق دل عالمی کباب شده
بسال رحلت او گفت عاجز خسته	بسیر انفس و آفاق کامیاب شده ۱۰۳۴

اکنون در یقین است که ذات بابرکات حضرت شیخ مجدد رح ازحلیه جمیع کمالات ظاهری
وباطنی واز سائر شرائط مجددیت محلی ومجلی ومزین بود وتجدید وتائید دین متین از حضرت
ایشان بوجهی ظاهر شده که ظلمت کفر وبدعت بانوار ایمان وسنت متجلی گشت وعماد سداد
درشاد درهمگی قریه وبلاد برپا شده بنای اسلام استحکام یافت وتمامی دیار عرب وعجم ازشام و
روم وحجاز ویمن وحبش وتکرور و هند وسند وغیره از خلفاء حضرت ایشان رح فیضیاب گردید
تاآنکه مشائخ وقت از شیخت استعفا داده به ملازمت صحبت بابرکت حضرت رح افتخار دارین
ورزیدند واولیاء عصر بانقیاد وفرمان برداری باوج بلندی وقرب صمدی رسیدند وسالکان
طریقت بمدارج ولایت ومعارج هدایت آناً فآناً ترقی می نمودند وعجائب انوار وغرائب
روزگار در اندک زمانه مشاهده می کردند که بصحبت دیگران سالها میسر نبود وبعضی از کمالات
ومقامات که برکملین سابقین رضوان الله علیهم اجمعین منکشف نه شده بود از زبان حضرت
ایشان ظاهر شد چنانچه مولانا شاه عبدالعزیز دهلوی[له] رح درینباب تحریر می فرماید ولایات در

له امام المحدثین بمقتضای حضور جامع علوم ظاهری وباطنی بود ودر علم وورع وتقوی وتدریس وتلقین رتبه بلند ومقامی ارجمند داشت خلق بیحد تصد
وبشرف شاگردی آن زبدة الابرار بهره ور شده وبمقام فضیلت وتکمیل رسیده درین زمانه اثر از برکات در اقالیم او دیافته آید بیاست
سراج الهند وبستان المحدثین تفسیر عزیزی تحفه اثنا عشریه وغیره از تصانیف وی مقبول عالم وعالمیان است تعلیقات بجواب شیخ عبدالحق دارد وفتاوی

زمان قربت از زمان سعادت نشان آنحضرت رائج و متداول شدند و صحابه و تابعین و
تبع تابعین وَهَلُمَّ جَرًّا اِلٰی زَمَانِ الْجُنَیْدِ وَاَقْرَانِهٖ ثُمَّ هَلُمَّ جَرًّا اِلٰی زَمَانِ رُؤَسَاءِ الْقَادِرِیَّةِ
وَالْچِشْتِیَّةِ طریق تحصیل آن مدون و مبوب و مفصل گردید بخلاف مقام خلت که درین
عهود متطاوله اصلا کسی مذکور آن نکرده و نه طریق تحصیل آنرا کسی بیان نمود تا هزار سال گذشت طریق
تحصیل آن مقام در پرده اختفا و احتجاب ماند تا آنکه حق سبحانه تعالی حضرت مجدد را بر روی
کار آورده و ایشان را منشا ظهور این مقام که در جوهر شریف آنحضرت صلی الله علیه وسلم مودع
و مکنون بود گردانید و هزاران طالبان را بطفیل ایشان سلوک این طریقه میسر شد الحمد لله
حالا بیان طریقه بوجهی نمایم که اختصاص آن باتباع مجددیه کالشمس فی رابعة النهار منکشف
گردد قبل از حضرت مجدد طرق همه از راه محبیت و محبوبیت بوده اند اول راه محبیت می پیمودند
و آخر بمرتبه محبوبیت فائز میشدند و آنچه لوازم محبیت است از ذکر جهر و وجد و شوق و انکسار
و تضرع و صبر و توکل و رضاجوئی او و مراقبه صفات خصوصا احاطه و معیت و استغراق در
توحید فعلی و خود را کَالْمَیِّتِ فِیْ یَدَیِ الْغَسَّالِ داشتن و صفات خود را و غیر خود را مستهلک
مثل مرده در دست غسال
در صفات او دیدن بلکه ذات خود را در ذات او مندمج ساختن و حسن و جمال او را در هر مظهر
مشاهده نمودن و دران کوشش بلیغ مینمودند تا آنکه با نوار و تجلیات در ابتدای سلوک و
فنا و بقا در انتهاء آن فائز می گشتند و دم اتحاد می زدند که اَنَا مَنْ اَهْوٰی وَمَنْ اَهْوٰی اَنَا تا آنکه
من محبوبم و محبوب من هستم
حضرت خضر بحضرت عبد الخالق غجدوانی که از خواص طریقه مجددیه بودند تعلیم ذکر خفی نمودند باز در
عهد حضرت خواجه نقشبند این معنی برگ و بار پیدا کرد لیکن در عهد حضرت خواجه عبید الله احرار
علوم توحید باین نسبت ممتزج شدند و غلبه پیدا کردند تا آنکه حضرت مجدد قدس الله سره آن
همه را در بطون رسانیدند و از چاک سینه خود سراغی به محبوب پیدا کردند حالا عنایت ساری

موقوف شد وشوق واشتیاق ووجد وجناحات وتضرع یکطرف ماند هرچه هست در قلب وروح وسر وخفی واخفی وعناصر بدن است تا آنکه انوار وتجلیات از باطن خود می افتد ورفته رفته بمقام خلت میکشد معنی محبیت عاشقی است ومعنی محبوبیت معشوقی است ومعنی خلت یارانه است وسابق عاشقی ومعشوقی بود درینجا آرزو ونیاز از جانبین است وسرگوشیها از طرفین واقع میشود ودر عاشقی نعره وبیتابی وسر بر در ودیوار شکستن ودر معشوقی غنج ودلال وفخر ومباهات بوده است اینست طریق خلت بطریق اجمال ما اگر تفصیل آن کسے خواهد با اتباع مجددیه چندسال نشست وبرخاست نماید ودر وجدان خود نظر کند که چه رنگ پیدا میشود ورای طرق سابقین انتهی علماء مشار الیهم بالبنان که در طول باع نظیر خود نداشتند بالاحظه براهین ساطعه وحجج قاطعه بمجددیت حضرت ایشان[1] لب کشادند چنانچه مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی ومولانا جان محمد لاهوری ومولانا عبدالسلام دیوکی وغیرهم رحمة الله علیهم اجمعین در تحریرات وتقریرات خودها حضرت ایشان را مجدد الف ثانی گفته اند صاحب جواهر الحقائق در کتاب خود می آرد امام ربانی شیخ احمد سهرندی از اکابر صوفیه است وجامع علوم ظاهری وباطنی وصاحب مقامات علیه وکرامت جلیه است اکثری از علماء وعرفاء او را بزرگ داشته اند فاضل محقق مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی بر مجددیت وی رفته ومجدد حادی عشر گفته است ومشاهیر عرفاء در سلسله وی در هند وسند وعرب وعجم خصوصاً در روم وشام وعراق وکردستان وغیره

[1] معنی مجدد الف ثانی نزد ایشان وتوابع ایشان اینست که واسطه فیض ولایت درین هزار دوم بجود مبارک ایشان است چنانچه تحریر فرموده اند که بمن مکشوف ساختند که حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه جناب سیده رضی الله عنها واسطه فیض ولایت مطلقا اند اگرچه اولیاء امم سابقه باشند وبعد از ایشان تا ائمه اثنا عشر همین منصب قائم است پس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سره نیز ازین دولت عظمی سرفراز شده اند وبعد از ایشان بر سر الف ثانی حق سبحانه تعالی مرا هم ازین منصب نائب ایشان فرموده وسرفراز باین خلعت نموده لهذا درین هزار دوم هرکس که بدرجه ولایت میرسد واسطه فیض او من می باشم بغیر توسل من هیچ ولی بولایت نخواهد رسید ۱۲ در المعارف

ذکر مجدد الف ثانی بودن حضرت

[illegible]

بلدان درین زمان اشتهار تمام دارد آوست که نشر انواع علوم واسرار فرموده در شرح مقامات طریقه از سابقین سبقت برده است وآوست که بفہم مقطعات قرآنیه معزز گشته و بحصول اسرار متشابهات فرقانیه امتیاز یافته است وآوست که اسمار انبیاء به هندوستان وتابعان ایشان بروی مکشوف گشته ومقامات ودرجات ایشان رامبین ساخته است وآوست که باعلام آلهی جلشانه مراتب ولایت ونبوت ورسالت وکمالات اولی العزم ومقامات خلت ومحبت بیان فرموده ومخصوصات سید انبیاء علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام ظاهر نموده است قدس الله تعالی روحهم واافاض علینا فتوحهم انتهی مولانا شاه عبد العزیز دهلوی در مکتوب اسمی حافظ صدر الدین حیدرآبادی می طرازد هرگاه این معرفت پخته شد ودر فته رفته در فهم کلمات عارفان طریقه مردم کج فہم راه الحاد پیمودند واین معرفت غامضه را وسیله ابطال شرائع وتکلیفات نمودند ومذهب شیخ محب الله الہ آبادی که ظاهرش قدم در وادی الحاد میزند شیوع تمام ورواج مالا کلام یافت عنایت خداوندی حضرت شیخ احمد سهرندی را بروی کار آورد وعلوم غریب برایشان القا فرمود من قبیل تعدیل الحار بالبارد والرطب بالیابس تا هیئت اعتدالیه در اذهان مردم جاگیرد وباطل ممزوج بحق ارتفاع وامضا پذیرد وهمین است مصداق معنی مجددیت انتهی آول کسے که حضرت را مجدد الف ثانی گفت مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمة الله علیه بود در برکات احمدیه میطرازد راقم حروف گوید مرابردل خطور میکرد اگر یکے از اعاظم علماے وقت این معنی را که حق سبحانه حضرت ایشان را مجدد الف ساخته مسلم میداشت تائید تمام بود تا روزی باین خطره بخدمت

سله وی از اکابر علماء واعاظم علمای هند بود در علوم باطنی وحید عصر ودر علوم ظاهری فرید دهر در تمامی علوم ماهر بود در زمان وی در جامعیت کسے هم پایه او نبود [illegible] شاگرد حضرت مولانا کمال الدین کشمیری است تصانیف مفیده دارد که هر یکے قبول عام [illegible] حاشیه بیضاوی حاشیه مقدمات [illegible] حاشیه خیالی حاشیه شرح شمسیه حاشیه مطول حاشیه عبد الغفور [illegible] العالمین [illegible]

حضرت ایشان رسید باین حقیر خطاب نموده فرمودند که مولانا عبدالحکیم سیالکوتی که در علوم
عقلیه و نقلیه و تصانیف علیه چون وی در دیار هند نمی نماید کتابے بما نوشته بود تبسم نموده
فرمودند یکی ازان فقرات مدحیه این بود که مجدد الالف الثانی انتهی حضرت مجدد اشتغال با
تصانیف هم داشتند از تصنیفات حضرت ایشان است رساله تهلیلیه و رساله اثبات النبوة
و رساله المبدء والمعاد و رساله مکاشفات غیبیه و رساله آداب المریدین و رساله معارف لدنیه
در بین ذکر احوال و مقامات خاصهٔ خود بیان فرموده و رساله رد شیعه و تعلیقات عوارف و
شرح رباعیات خواجه عبد الباقی علیه الرحمه ورای آن مکاتیب حضرت ایشان رساله هاست
که هر رساله ازان محتوی اسرارهاست هیچ یکے از متقدمین مثال آن بچشم سر ندیده واحدی
از متاخرین بگوش حقیقت و معرفت نظیرش نه شنیده اشتهار و قبولیت آن امری است
خدادا و تحریرش همان واشتهارشں همان مکتوبات و تصانیف هیچ از مکملین باین غایت مشتهر
نگردید اگرچه در زمان حضرت مجدد بعض حضرات لب باعتراض کشادند و بعد ازان نیز سلسله
رد و انکار دراز بود مگر بقدر انکار بلکه مزیدی بر آن تائید غیبی درجه شهرت و قبولیت افزود حضرت
مجدد علیه الرحمه با وصف کمالی که داشتند بجواب هیچ معترض متوجه نه شدند بلکه در مکتوب دوصد
و چهارم از جلد اول تحریر می فرمایند از سخنان پریشان ارباب خسران محنت نه کشند کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰى
شَاکِلَتِهٖ لایق آنکه بمکافات و مجازات متعرض نشوند دروغ را فروغی نیست باعث کساد
بازار آنها کلمات متناقضهٔ آنها خواهد بود وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ شغلے که پیش دارند
درها ان گوشند و از غیر ان چشم پوشند قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ انتهی ازانجا که از زمان
باستان چنان معمول است که مردمان در پے ایذا رسانی خاصان خدا افتند چنانکه ذکرش کرده
شده باشد حضرت مجدد را نیز دقیقه از عداوت نامرعی نگذاشتند و بیشتر سبب هیجان این فتنه انکار

توحید وجودیست واثبات توحید شہودی است چراکہ از چہار صد سال یعنی از عہد حضرت شیخ بن عربی رحمۃ اللہ علیہ تا عہد مبارک ایشان ادعیہ اسماع وافواہان مردم از مسئلہ وحدت وجود مملو بودہ است وانکار حضرت مجدد بر توحید وجودی نہ مثل انکار علمای ظاہر است بلکہ از مقامی کہ وجودیہ تکلم می کنند تصدیق وتسلیم آن مینمایند این قدر ہست کہ مقصود اصلی را فوق این مقام میفرمایند وغیریتے فی الجملہ بین الحق والخلق بنہجے کہ مخل وحدت وجود حقیقی کہ متحقق در خارج حقیقی است نگردد ثابت می کنند بہ خلاف وجودیہ کہ درمیانہ حق وخلق عینیۃ اثبات مینمایند ونیز چون بنا رطریقہ حضرت ایشان براتباع سنت است طمبتدعین درپے انکار حضرت ایشان شدند وچون جہانگیر بادشاہ بیشتر اوقات در حالت سکری بود وقت را غنیمت دانستہ باو اطلاع دادند کہ حضرت مجدد رہ مقام خود را فوق مقام صدیق اکبر گوید چون جہانگیر تفتیش حال کرد حضرت امام ربانی لب بہ پاسخ گشادند کہ شما خدام را برای خدمتی خاص بایوان خود طلب می سازید وآن خادم بعد طی مقامات امرا پیش شما میرسد باز بہ محل خود عود می کند ازین خادم را تفوقی برامرا نمی باشد جہانگیر خاموش شد پس شخصے از حضار بہ جہانگیر گفت کہ تکبر این شیخ نگریستنی است کہ ترا سجدہ نہ کرد شما کہ ظل اللہ وخلیفۃ اللہ ہستی بلکہ تواضع معمولی ہم بجانیاوردند پس جہانگیر حکم کرد تا بہ قلعہ گوالیار مقید کردند سہ

حال درویش ہمان بہ کہ پریشان باشد	پرشود خانہ زخورشید چو ویران باشد

سلہ بعض اہل تواریخ این رافتنہ انگیزی روافض قرار دادہ کہ در عہد جہانگیر سر بر داشتہ بودند چنانچہ تفصیل در رسالہ انوار احمدیہ مذکور گشتہ در خزینۃ الاصفیا از مولوی غلام سرور چشتی مذکور ست ۱۱ سلہ جہانگیر بن اکبر بادشاہ چغتای بتاریخ چاردہم ربیع الثانی ۱۰۱۴ بر تخت سلطنت نشست وتا بست ویکسال وہشت ماہ وسیزدہ یوم بادشاہی نمود وپنجاہ وہفت سال دنیا زدہ روز عمر یافت سلطان ما بانور جہان زوجہ شیر افگن خان تعلقی بود چون شیر افگن خان بمرد از ملکہ گردید نور جہان برین غایت بر مزاج شاہی مسلط شد کہ حکومت بادشاہ محض برای نام بود اجرای احکام مالی وملکی وفیصلجات ومہمات سلطانی صرف متعلق بذات نور جہان بیگم بود بعد یکہ سکہ زر ہم بنام نور جہان بیگم بدین بیت مضروب شد سہ

شاہجہان کہ عقیدتے با حضرت امام میداشت افضل خان و خواجہ عبدالرحمن را کہ از مقربان و معتمدان شاہجہان بودند با بعض کتب فقہیہ پیش حضرت فرستاد کہ چون علماء سجدہ تحیت را برای سلاطین جائز داشتہ اند اگر وقت ملاقات بہ سلطان سجدہ کنی من ضامن ہستم کہ ضررے بحضرت نخواہد رسید حضرت قبول نداشتند و فرمودند کہ این رخصت است و عزیمت دران است کہ سجدہ بغیر اللہ نہ کردہ شود چنانکہ این واقعہ را سید غلام علی آزاد بلگرامی در کتاب سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان نگاشتہ ہ

فِي طَرِيقِ الْعِشْقِ أَنْوَاعُ الْبَلَا	أَيُّهَا الْقَلْبُ الْحَزِينُ الْمُبْتَلَا
لَاكِنِ الْقَلْبُ الْعَشُوقُ الْمُمْتَحَنْ	لَا أُبَالِي فِي الْبَلَايَا وَالْمِحَنْ
سہل باشد در رہ فقر و فنا	گر رسد جان را تعب تن را عنا
رنج راحت دان چو شد مطلب بزرگ	گرد گلہ توتیاے چشم گرگ
کے بود در راہ عشق آسودگے	سربسر در دست و خون آلودگے
تا نہ سازی بر تو آسائش حرام	کے توانی زد براہ عشق گام
غیر ناکامی درین رہ کام نیست	راہ عشق است این رہ حمام نیست

از بعض ثقات شنیدہ شد کہ ہر گاہ جہانگیر حکم نہب خانہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ داد حضرت بہ احفاد خود امر فرمودند تا زنہار نسبت بادشاہ اسلام بہ دعاے بد لب نہ کشایند ہ

شنیدم کہ مردان راہ خدا	دل دشمنان ہم نکردند تنگ

چون حضرت مجدد رح تا امکن ہیچ سنت انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام را از دست ندادہ بودند تقدیر الٰہی مقتضی حبس وی گردید تا سنت یوسف علیہ السلام مودی گردید ہ

آنہا کہ پاے در رہ مولا نہادہ اند	کام نخست بر سر دنیا نہادہ اند

آورده اند پشت برین آشیان دیو	پس چون فرشته روی بعقبی نهاده اند
آن طوطیان زه چو قدم برگرفته اند	طوبے لہم کہ بر سر طوبی نهاده اند
زاد ره و ذخیره این وادے مهیب	وز طشت سر بریده چو یحییے نهاده اند
اول بزیر پاے سگان خوار گشته اند	و آخر چو باد بر سر سوے مولا نهاده اند

آمدیم بر اول کسے که درین وادی قدم اعتراض نهاده شیخ عبدالحق دهلوی اند[1] که از مشاهیر علمای حنفیه دیار هند بود شیخ معاصرت با حضرت مجدد علیه الرحمه داشت و این معاصرت را باین وجه که هر دو از مقتبسان انوار بارگاه حضرت خواجه باقی بالله علیه الرحمه بودند قوتی گردیده پس شیخ بحکم اَصْلُ الْمُعَاصَرَةِ الْمُنَافَرَةُ در بدو امر رساله بر رد حضرت مجدد تحریر کرده چنانکه حضرت شیخ در آخر رساله ناخوشی خود باین عبارت ظاهر می فرماید یکباری شنیده شد که نسبت به فقیر این آیت می خوانند وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ و ظاهر است که طعنه های معاصر قابل اعتماد نباشد چنانکه حافظ ذهبی کلام اقران را قابل سماعت ندانند در سیر اعلام النبلاء مذکور است هٰذَا مِنْ كَلَامِ الْاَقْرَانِ الَّذِيْ لَا يُسْمَعُ ابن فهد در حاشیه ضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع در تحت ترجمه علامه سیوطی نگارد وَالَّذِيْ اَدِيْنُ اللهَ بِهٖ اَنَّ مَا قَالَ كُلٌّ مِّنْهُمَا فِيْ صَاحِبِهٖ لَا يُحْتَجُّ بِهٖ كَمَقَالَةِ الْعَصْرِيِّيْنَ بَعْضِهِمْ فِيْ بَعْضٍ هرگاه در علامه سیوطی و سخاوی بسبب معاصرت این چنین اتفاق افتد به دیگران چه رسد و علامه ابن حجر مکی در خیرات الحسان از ابن عباس روایت کرده اِسْتَمِعُوْا كَلَامَ الْعُلَمَاءِ وَلَا تُصَدِّقُوْا بَعْضَهُمْ

[1] شیخ عبدالحق از مشاهیر علمای دهلی است در محرم ۹۵۸ھ قدم در دنیا نهاده و قبل بلوغ بیشتری از علوم حاصل کرده و بعمر بست و دو سالگی قرآن یاد کرده و بر مسند افاده نشسته و در عنفوان شباب بحرمین محترمین رسیده از عبد الوهاب متقی بتحصیل علم حدیث بوطن مالوف خود مراجعت نموده تا پنجاه و دو سالی بتعلیم اولاد و طالبین مشغول شده تصانیف صغار و کبار وی تا صد میرسد و در ۱۰۵۲ھ رحلت نموده عمر شریف بنود و چهار سال رسیده بود[2] سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ و سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ [2] الضوء اللامع تصنیف شمس الدین سخاوی

فِی بَعْضٍ وَھُوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَھُمْ اَشَدُّ تَغَایُرًا مِنَ التُّیُوْسِ فِیْ زُرُوْبِھَا وَکَذَا جَاءَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ وَمِنْ ثَمَّہٗ ذُکِرَ فِی الْمَبْسُوْطِ فِیْ مَذْھَبِ مَالِکٍ اَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ شَہَادَۃُ الْقَارِیْ یَعْنِی الْعُلَمَاءِ لِاَنَّھُمْ اَشَدُّ النَّاسِ تَحَاسُدًا وَتَبَاغُضًا ؎

از صحبت دوستی برنجم	کاخلاق بدم حسن نماید
میبم هنر و کمال بیند	خارم گل و یاسمن نماید
کو دشمن شوخ چشم بیباک	تا عیب مرا بمن نماید

شیخ درین رساله که بمقابله حضرت مجدد است اولاً رجماً بالغیب نوشته در صدد جواب مکتوب هشتاد و هفتم از جلد ثالث گردیده که حضرت مجدد علیه الرحمه بمولانا صالح کولابی در اسرار مرادی و مریدی زیب تسطیر فرموده پس ازان برو مکتوب یکصد و بست و یکم از جلد ثالث مگر شیخ به تقاضای همزمانی درین رساله راه تحقیق گذاشته در بادیه تعصب گام پیما شد باولی تامل پیدا میشود که اولاً چون شیخ از علمای ظاهر بود بنای اعتراض را بر علوم ظاهری نهاده است وازان غباری بردامان علوم حقائق و معارف نمی نشیند ؎

کاین ره که تو میروی به ترکستان است

ثانیاً بیشتر بنای اعتراض بر مسموعات نهاده اند باآنکه در مکتوبات شریف اثری ازان پدید نیست بلکه بعض جا خلاف آن یافته میشود واین معنی از داب مناظره بمراحل دور است چه کدامی الزام برخصم عائد نمی توان شد تا آنکه منشاء الزام را در کلامش نیابند ثالثاً الزامی که عاید کرده شد حضرت مجدد رحمه الله آن اعتراض را بطور خود دفع فرموده اند درین صورت نیز

ـــــــــــــــــــــــــــــ

سله تیوس جمع تیس بمعنی نر آهو نر ۵ [illegible] زروب جمع زرب جایگاه گوسفند ۱۱ [illegible] مولوی غلام سرور چشتی در خزینة الاصفیا نگارد پس بادشاه با شیخ را نزد خود خواند و سجده تحیت خواست چون شیخ مرتکب ازین امر نشد سلطان باز سر بشورش برداشتند و بر مضمون مکتوب که سابق ذکر کرده شد ... [illegible]

کلام محل اعتراض نخواهد بود رابعاً اعتراض بر کلامی کرده شد که مثل آن کلام یا بالاتر از آن
بروایت ثقات بلکه بروایت شیخ از حضرات صوفیه مشار الیهم بالبنان منقول است
پس اعتراض بر کلام حضرت مجدد عین اعتراض است بر حضرات صوفیه صافیه قدس الله
اسرارهم و از ینجاست که اکابر علماء متوجه شده و ادجواب شیخ دادند ۱

عنقا شکار کس نشود دام باز چین		کانجا همیشه باد بدست است دام را

مگر الحمد لله که آخر الامر غشاوت بشری زائل گردید و شیخ رح از تحریر خود نادم و پشیمان شد
حضرت شاه غلام علی رح در رساله خود تحریر می فرمایند اگرچه شیخ در اوائل حال بے تحقیق اعتراضها
نموده اما در آخر از ان باز مانده در واقعه رسالت پناه صلی الله علیه وسلم را دیده که میفرمایند
هر که اخلاص بما دارد با ایشان نیز داشته باشد و اشارت بحضرت مجدد فرمود پس شیخ
از انکار استغفار نموده بخدمت خواجه حسام الدین احمد خلیفه حضرت خواجه باقی بالله رح باین
عبارت نوشته که درین ایام صفای باطن فقیر بخدمت میان شیخ احمد سلمه از حد تجاوز
است اصلا پرده بشریت و غشاوهٔ جبلیت درمیان نماند نمی داند که از کجاست قطع نظر از
رعایت طریقهٔ انصاف و حکم عقل که با چنین عزیزان و بزرگان بد نباید بود در باطن بطریق

۱ در رساله کشف الغطاء مذکور است و تعلقه [illegible] فضیلت مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی رح در صفت [illegible] قدس سره
العبارة تصریح کردن در سخن بزرگان بے مراد ایشان جهل است و تحیر نیک نماید پس سد کلام شیخ پناه عرفان دستگاه شیخ احمد [illegible]
نا هیمگی است کتب العفیف عبد الحکیم وان اراد تعلق ذلک فذلک الخطأ عند اکابر الشیخ محمد النقشبند [illegible]
[illegible] علمای زمان بلا خلاف تصانیف فضیلت کہ شیخ الاسلام مولانا عبد الحکیم رح داشت نیک پیدا نشدہ ۲ خواجه حسام الدین از
خلص احباب و اجلہ اصحاب حضرت خواجه باقی بالله بود اول [illegible] بود پس از دو مناسبتی که او را بطائفه علیه اولیا بود بخدمت
حضرت خواجه باقی رح رسیده [illegible] برکت صحبت حضرت ایشان [illegible]
[illegible] بر جاده استقامت [illegible] حضرت خواجه باقی رح تربیت ایشان [illegible]
[illegible]

ذوق و وجدان و غلبه چیزی افتاده است که زبان از تقریر آن لال است اللّٰهمّ مقلّب القلوب
و مبدّل الاحوال شاید ظاهر بینان را استبعاد است من نمیدانم که حال چیست و چه مثال است
و در مکتوبی طولانی با ولاد خود درین مضمون نوشته انچه مسودات اعتراضات بر کلام میان
شیخ احمد سلمه الله تعالی نوشته ام همه را در آب بشویند غباری که به نسبت ایشان بخاطر رسیده
بود بصفا انجامید انتهی حضرت شیخ در آخر رساله می فرماید بعد از انکه آوازهٔ کمالات شما
در میان است آن نیز میگویم خداوندا این مرد از کمالات خود این چنین خبر میدهد اگر صادق
است ما را دلیل صدق و حقانیت او الهام فرما یا او را تصرفی در ما پیدا آید که شرح و التباس
کند انتهی همانا حق تعالی جل شانه دعای او را قرین اجابت فرمود تا آنکه بسبب انکشاف حقیقت
امر از تحریرات خود رجوع نموده شیخ در رساله تحصیل التعرف فی معرفة الفقه و التصوف که بطور
شرح قواعد شیخ عبد الوهاب متقی است می نگارد که انکار از اقوال متصوفین گاهی بمقتضاے
اجتهاد معترض میباشد گاهی براے قطع ذریعه یعنی ضلالت عوام که ظاهر شریعت را از دست
دهند گاهی بسبب عدم فهم تحقیق مطلب مگر این را علما نسبت خود کے باور دارند گاهی بسبب
قصور مواد علمیه گاهی بسبب جهل از علت گاهی بسبب بودن مقام از مبهمات گاهی بسبب عناد
و استکبار بر ناظرین رساله شیخ نیک پیداست که باستثنای صورت اول و ثانی همه دواعی انکار
در ایرادات شیخ موجود است رجوع وی محض از توفیقات باری تعالی است جل شانه و اضح باد که
هرگاه پیش حضرت شیخ اعتراضها از غبار خاطر سر بر داشته اند و بعد صفای قابل شستن متصور
شدند پس لیاقت آن ندارند که در معرکه اهل صدق و صفا پیش کرده شوند که کیفیت رجعت
شیخ رحمه الله بے انکار از همان عصر مشهور و معروف است و بعض کملین سلسله چشتیه در همان قرب
زمان تصدیق آن کرده اند شاه فتح محمد فتحپوری چشتی در مناقب العارفین آورده که چون براقم

احوال شیخ احمد کابلی رسیدم و مکتوبات او را مع معارضات شیخ عبد الحق دہلوی ملاحظہ کردم تحریم
از زود که چه نویسم باوجود صدور چنین کلمات کفر در حق ختم المرسلین صلی الله علیه وسلم و اہانت
اولیا را که ارض و سما بر علو مرتبهٔ آنہا شہادت میدہد ہمچنین اکابر مثل شیخ آدم بنوری و دیگر
کسانیکه در سلسلہ وی داخل اند اکثری علما و محدثین صاحب حال و قال اند چسان اتباع
کردند خصوصاً علمای بلخ و بخارا و کابل که در تدین و صلابت دین نظیری ندارند اکثری ہمین
سلسلہ متمسک اند پس برای تفتیش حال وی قصد دہلی کردم و از شیخ نور الحق بن شیخ دہلوی
ملاقی شده استفسار حال وی نمودم به تحقیق پیوست که شخصے حسن خان نامی از قوم افغان از
مریدان شیخ کابلی چیزی از وی آزردگی پیدا کرده مسودات مکتوبات شیخ را که نزد وی بود از آن
تحریف کرد و بست نسخه نویسانیده جابجا منتشر گردانید چون نقل مکتوبات شیخ دہلوی که از خلفای شاه
عبد الباقی بود رسیده کمال متوحش شده مکتوباتی در رد آن اقوال کاذبه بشیخ کابلی نوشت و بسیار
زجر و توبیخ کرد از انجا شیخ کابلی مسودات خود را که دستخطی بوده بجنسه نزد شیخ دہلوی فرستاد و
نوشت که معاذ الله که از من چنین کلمات بصدور پیوسته باشد یکی از مریدان من مردود
بطریقت گشته این فتنه برپا ساخت و مرا ہدف بر ناوک پیر نمود و آخر بدعای من گرفتار شده در بخارا
در تہمت ارتداد کشته شد بعد دریافت آن شیخ دہلوی در توصیف آن مقال و اعتذار عدم
علم بدین حال مکتوبی نوشت چنانچه آن مکتوب شیخ دہلوی و دستخطی شان ملاحظه کردم و الحمد لله
علی ذلک و اگرچه نزد وی زمرهٔ اہل وجد و سماع از جنس فساق ایم لیکن بحکم ظنوا المؤمنین خیرا
راه انصاف پیموده در پے تفتیش حال وی شدیم انتہی ہمانا وجه رجوع ہمین باشد که مولوی
غلام سرور چشتی در خزینة الاصفیای نگارد شیخ عبد الخالق سرہندی میفرماید که شیخ عبد الحق محدث
دہلوی که اعلم علمای دہلی بود بحضرت شیخ مجدد نزاع داشت روزی من بتقریب ملاقات

نزدش رفتم و ذکر کرامت آنحضرت شروع شد شیخ عبدالحق بر سر انکار آمد جواب دادم که
با بزرگان دین عداوت داشتن خوب نیست منصف ما و شما قرآن است تجدید وضو کنیم و مصحف
مقدس بکشائیم هر آیتے که باول صفحه بر آید فال حال شیخ احمد مجدد خواهد بود شیخ عبدالحق قبول
کرده بعد تجدید وضو دوگانه ادا نمود و مصحف را بدست گرفته بتواضع و تکریم تمام بکشاد سر
ورق مصحف این آیت بر آمد رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ از خواندن این آیت
علامهٔ مذکور تائب شد و باز بر سر نزاع و عداوت نرفت چون از تحریر مقدمه فارغ نشستم
وقت آنست که باظهار اصل مرام کمر همت بر بندم و یگان یگان از ایرادات شیخ نقل نموده بجواب
آن متوجه شوم اهل ارادت عینک انصاف پیش نظر داشته ملاحظه فرمایند **قال** سالها است
که از بعضے کلمات و مقالات که در مکتوبات شریف مذکور است و از قبیل موهمات و مبهمات است
استغفار کند و استکشاف نماید مشرف نشد **اقول** هرگاه کلام از موهمات و مبهمات باشد ضرورت
موشگافی چیست مقتضای حزم و احتیاط همین است که در همچنین مواقع سپر اندازند و اشهب
خیال را در جولان گاه تقریر نتازند خود شیخ رح در رساله غایة الانصاف والاعتدال فی اعتقاد
الصوفیة من ارباب الاحوال میطرازد و بالجمله توقف در محل اشتباه واجب است همچنانکه حزم در
مقام وضوح لازم و کتاب فصوص الحکم را بعضی مردم هم ازین قبیل میدانند و در رد و انکار و قبول
آن توقف مینمایند انتهی و نیز در همان رساله بجای دیگر می نگارد شیخ ذکره الله بالخیر در باب شیخ

سله مردمانی بوده اند که ایشان را تجارت و بیع از ذکر خدا مانع [illegible] ... در خزینة الاصفیا مذکور است چون شیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی
قدس سره معاصر بود شیخ عبدالحق از منکران [illegible] ... مکتوبات شیخ احمد بسیار اعتراضات [illegible] ... جواب و سال [illegible]
[illegible] ... در شیخ عبدالحق [illegible] ... آنحضرت شده [illegible] ...
[illegible] ... شیخ عبدالحق دهلوی [illegible] ... کتاب [illegible] ... مسائل شیخ [illegible] ...
[illegible] الاخیار [illegible] شیخ علی متقی مذکور است [illegible] ... توقف و تسلیم [illegible]

فصوص و فتوحات و امثال آن میفرمودند که از واضحات آن محظوظ باید شد و در مبهمات
و موهمات آن خوض نباید کرد و میفرمودند در بیجا زهرها است شکر اندود کرده اگر کسے را از
آنها احتراز ممکن باشد مطالعهٔ آن مبارک است والا محل خطر است انتهی و در رسالهٔ صدق الشغف
والدوام فی طلب المقصد والمرام تحریر میفرمایند در مشکلات و مبهمات و موهمات قوم در نیفتند
چون سخن بدینجا رسد ورق بگردانند و نظر در کتب واضحات و متفقات برگمارند حفظ و سلامت
درینصورت است و باقی محل خطا و خطر است وَ ذٰلِكَ اَمْثَلُ عِظَتِهِمْ انتهی چون شیخ رحمه الله
در تالیفات خود از منع تاویل مبهمات و موهمات اعتراف کرده است پس استفسار مبهمات
و استدراک از چه معنی اختیار نموده است و همین است مسلک شیخ محی الدین بن عربی حیث
قَالَ فِی الْبَابِ الْعَاشِرِ مِنَ الْفُتُوحَاتِ الْمَکِّیَّةِ یَنْبَغِیْ لِلْعَاقِلِ الْمُنْصِفِ اَنْ یُسَلِّمَ لِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ
مَا یُخْبِرُوْنَ بِهٖ فَاِنْ صَدَقُوْا فِیْ ذٰلِكَ فَذَاكَ هُوَ الظَّنُّ بِهِمْ وَانْتَفَعَ مِنْ سَلَّمُوْا لِلتَّسْلِیْمِ
حَیْثُ لَمْ یَرُدُّوْا مَا هُوَ اَحَقُّ فِیْ نَفْسِ الْاَمْرِ وَاِنْ لَمْ یُصَدَّقُوْا فِی الْاَمْرِ فَهُوَ لَا یَنْفَعُ اِحَیْثُ
لَمْ یُکَذِّبُوْهُمْ فِیْمَا لَیْسَ لَهُمْ بِهٖ قَطْعٌ وَرَدٌّ وَعِلْمُ ذٰلِكَ اِلَی اللهِ تَعَالٰی وَفِی الرُّبُوْبِیَّةِ حِکْمَهَا وَاِذَا کَانَ مَا قَالَهُ اَوْلِیَاءُ اللهِ [illegible]
یعنی عاقل منصف را باید که انچه از ایشان می شنود آن را تسلیم کند مقتضای ظن بایشان همین است
که قول ایشان تصدیق نموده شود و ازین تسلیم منتفع بشوند چه امر حق را تسلیم نمودند و اگر تصدیق
نکنند و علمش تفویض بر باری تعالے مینمایند درین هم مضائقه نیست اگر اقوال اولیاء الله
ممکن بود و در آن محال نباشد پس تسلیم اولی است هرگاه کار عاقل این است که اقوال
اولیاء الله را تسلیم کند هر انچه ممکن باشد والا دران خوض نکند و علمش مفوض بجناب باری
نماید پس احتیاجی باستفسار و استکشاف نماند در حقیقت منشار صدور مبهمات حال صمیم و نسبت
درست و نیت صادق میباشد که مشاهدهٔ آن جمال سوخته بلبل وار در سخن می آرد

دل که دلبر دید کے ماند ترش		بلبلی گل دید کے ماند خمش	

پس تسلیم یا توقف ضرور افتاد چه بسبب غلبۂ حال واستیلای وجد قدم ثبات از جای می لغزد وعنان ضبط واختیار از دست میرود ونظر صرف بر معنی وروح عمل که حضور واخلاص است مقصور میگردد وهیچ لحاظ بر قبیح شرعی نمی باشد ومنشاء عروض این احوال واقوال مختلف باستعداد وطبایع است بعضی را از صفای محل وذکای نفس میخیزد وبرخی را از نور ذکر وتصفیه قلب وبعضی را از سلطان مشاهده وجلاء روح کَمَا هُوَ فِیْ مَحَلِّہٖ مُشْرَحٌ[له] انصاف آنست که اول در شان قائل مقالات نظر کنند اگر متبع کتاب وسنت است واکثر اعمال واقوال او موزون بمیزان شریعت است پس متشابهات کلام او را موافق محکمات کلام او تاویل کنند یا بعالم السر والعلانیه واگزارند واو را معذور دارند چراکه این قوم را عذرهای بسیار عارض میشوند گاه در غلبۂ حال عبارات ایشان بمرادات ایشان مساعدت نمی کند وگاه در معلومات کشفی بنابر غلط وهم وخیال خطا واقع میشود ودر آن خطا مثل خطای اجتهادی معذوراند وگاه اطلاع بر اصطلاح ایشان میسر نمی آید پس برعایت این امور ترک اعتراض لازم است **قال** خواه بملاحظه خاطر شریف که درغایت نزاکت است وخواه بجهت خوف گفتگوی بعضی از مریدان ایشان که در نقل اقوال وذکر حکایات بے صرفه وبے احتیاط اند

اقول ؎

او زمن از بیم بدنامی گریزان وکسے		زو نمی پرسد من بیچاره بدنام از چه شد	

اگر ضرورت استدراک تسلیم کرده شود پس میگویم کسانیکه بمطالعه مکاتیب شریف بهره اندوز سعادت شده اند نیک میدانند که بیشتر کسان از حضرت امام ربانی رح استکشاف حقائق می نمودند وحضرت ممدوح رح بفصاحت بیانی تفهیم میفرمودند وکدامی از مریدان وعقیدتمندان

[له] چنانکه این در مقام خود بیان کرده شده است ۱۲ منه

حضرت ایشان جهل مرکب نداشت یا کج بحث نبود تا خوف گفتگو در خاطر خطور کند اگر
تسلیم نموده آید که خاطر مبارک حضرت مجدد رحمة الله علیه در غایت نزاکت بود که ادنی استدراک
ناگوار طبع شریف میگردید این هم مانع استدراک امر حق نیست چه هرگاه از انکشاف این
چنین امور از سلاطین باک نمی کنند پس از حضرت مجدد رحمة الله علیه کدام اندیشه بود شیخ
در آداب الصالحین تحریر می فرمایند اگر ناصح بداند که سخن او نفع میکند اما ضرر هم لاحق میشود
از نصیحت و موعظت باز نه آید چنانچه محتسب شیشه شراب یا مزامیر بشکند و لکن میداند که
سرش را خواهند شکست احتساب درین صورت حرام نیست بلکه کمال دین و تقوی درآنست
که این قدر ضرر در راه خدا تحمل کند و در حدیث شریف از برای کلمة الحق در پیش سلطان جائر
فضلیکه واقع است مطالعه آن در امثال این محل کمال نافعست انتهی ؏

دانسته ام که بر سر خشم و بهانهٔ	گر می کشی که از تو شکایت نمی کنم

ابو سلیمان دارانی رحمة الله علیه گوید که از بعضی خلفا سخنی شنیدم خواستم که انکار کنم و میدانستم
که مرا خواهند کشت کشته شدن مانع نبود اما دیدم که نفس من در آن گفتن خوشی پیدا کند پس
ترسیدم که مبادا بی اخلاص کشته شوم و همین است مسلک اکابر صوفیه قدس الله اسرارهم
الوافیه خصوص در غنیة الطالبین که بحضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی الله عنه
منسوب است تحریر یافته اِذَا ثَبَتَ اَنَّهٗ یَجِبُ عَلَیْهِ الْاِنْکَارُ فَهَلْ یَجُوْزُ اِنْکَارُهٗ اِذَا غَلَبَ
عَلٰی ظَنِّهِ الْخَوْفُ عَلٰی نَفْسِهٖ فَعِنْدَنَا یَجُوْزُ ذٰلِکَ وَھُوَ الْاَفْضَلُ اِذَا کَانَ مِنْ اَھْلِ الْعَزِیْمَةِ وَالصَّبْرِ
باقی ماند خوف این معنی که بعد گفتگو و ظهور حق شاید مریدان حضرت مجدد رح به نقل حکایات
و اقوال از جادهٔ توسط و اعتدال درگزرند و از بے احتیاطی مرتکب اهانت و غیبت یا شور
و شغب شوند واضح باد که مستفیدان خدمت حضرت مجدد رضی الله تعالی عنه متحلی بفضائل

وتخلی عن الرزائل بودند از اخلاق حسنهٔ ایشان که بان مجبول بودند این چنین مظنه بمراحل دورست اگر معاذ الله سوء ظن نسبت این بزرگان نبوده باشد پس میگویم که این مظنه سنگ راه استنباکی واستکشافی از امور خفیه نمی تواند شد که در آن امر بالمعروف ونهی عن المنکر مقصود بالذات است زیرا که خود شیخ در آداب الصالحین میفرماید وهمچنین خوف غیبت واهانت لسانی به تجهیل وتحمیق ونسبت بریا ونفاق عذر نیست زیرا که اگر مثال این امور معتبر باشد وجوب از احتساب افتد وخلوی احتساب از امثال این ممکن نیست تو لمتعالی لا یخافون لومة لائم انتهی **قال** تفصیل این حکایت آنکه ایشان بعد از انکه در خدمت حضرت خواجه محمد باقی قدس سره افتادند واز صحبت شریف ایشان استفاده این نسبت کردند وروی بترقی نهادند در حیات وبعد از وفات ایشان از حالات وکمالات خود خبر دادن گرفتند زیاده از حد حصر وقیاس چنانکه چند انکه مردم حیران شدند وچه جای حیرت است که الله یختص برحمته من یشاء **اقول** الحق در همچو مواقع حیرت گنجایش ندارد هرگاه حق تعالی جل جلاله وعم نواله بفضل عمیم خویش بندهٔ خاص را می نوازد وبه او مواهب عظمی عطا میسازد بنده باظهار ان زبان حال میکشاید کما مر فی المقدمه حضرت خواجه محمد پارسا علیه الرحمه در تحقیقات می فرماید از نوری پرسیدند که تصوف چیست گفت که تصوف نشر مقام است واتصال بالدوام نشر مقام آنست که صوفی از حال خود سخن گوید یعنی از سر حال گوید نه از علم واتصال بالدوام آنست که حال او اورا در حال خود از حال غیر نگاهدارد یعنی چنان مستغرق حال خود بود که پروای غیرش نباشد **قال** وچون در ضمن آن تنقیص وتخطیه بزرگانی که اتفاق است بر بزرگی ایشان مثل سید الطائفه جنید بغدادی وسلطان العارفین بایزید بسطامی وامثال ایشان بود وگفته اند که این بیچاره ها حقیقت کار در نیافته وباصل نرسیده وگرفتار ظل مانده اند وامثال آن وادعاء آنکه انچه ایشان را داده اند هیچکس را نداده اند موجب

حکایات ط خود نفی کنند ... الرد ... ۳۲ ... [illegible]

وحشت مردم شد **اقول** در کدامی از رسائل و مکاتیب حضرت مجدد رضی اللہ عنہ تخطیہ و
تنقیص این چنین بزرگان دین و راہ یابندگان حضرت سید المرسلین اندراج نیافتہ بلکہ
جا بجا در تقریرات و تحریرات حضرت مجدد رضی اللہ عنہ تاویل و توجیہ مقالات و حالات
بزرگان مشار الیہ بالبنان یافتہ میشود بہ تخطیہ و تنقیص چہ رسد و اگر در مسئلہ از مسائل تصوف
کہ از وجدانیات ارباب کشف است رای حضرت مجدد رح خلاف مسلک کبرای متقدمین باشد
در ہیچ محل اعتراض و استبعاد نیست چہ اگر احدی از کبرای متاخرین در مسئلہ از مسائل و دلیلی
از دلائل خلاف آرا و کشف احدی از کبرای متقدمین افادہ فرماید باک نیست و این تخطیہ
محمول بر تنقیص نمی توان شد **کَمْ تَرَكَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ**
اقوال امتیان و کبرا بر یک وتیرہ نیست مروی است مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی
اَوَّلُهٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ وَقَالَ الْمُنَاوِیُّ نَفْیُ تَعَلُّقِ الْعِلْمِ بِتَفَاوُتِ طَبَقَاتِ الْاُمَّةِ فِی
الْخَیْرِیَّةِ وَاَرَادَ بِهٖ نَفْیَ التَّفَاوُتِ لِاخْتِصَاصِ كُلِّ طَبَقَةٍ مِّنْهُمْ بِخَاصِیَّةٍ وَّفَضِیْلَةٍ
تُوْجِبُ خَیْرِیَّتَهَا كَمَا اَنَّ كُلَّ نَوْبَةٍ مِّنْ نُّوَبِ الْمَطَرِ لَهَا
فَائِدَةٌ فِی النَّمَاءِ لَا یُمْكِنُ اِنْكَارُهَا و ہمین است مسلک شیخ
محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کما قال فی الفتوحات المکیۃ فی الباب الثالث والسبعین
من الجزء الثانی فَاِنَّ لِهٰذِهٖ جِهَتُهُمْ فَاضِلًا وَّمَفْضُوْلًا فَمِثْلُ هٰذَا اَلْاَكْثَرُ ہر گاہ کیفیت طبقات و فاضل
مفضول چنین باشد پس ممکن است کہ امری از امور کشفیہ بر احدی از کبرای متاخرین ظاہر شود
کہ خلاف رای احدی از کبرای پیشین باشد شیخ در مرج البحرین میطراز د بلکہ خود نا امید نباید بود
کہ حقیقت محمدی را دورات است مثل دورات فلکی تا وضع ہر دورہ نسبت بکہ نشنید و نظر
کوکبی از کواکب صفات و کمالاتش بر کہ افتد و بر روی کہ تابد تا نور کمال از ناصیہ حالش

ظهور یابد و معنی عزت اسلام در جواهر و آتش پیدا گردد انتهی هرگاه کیفیت دورات حقیقت محمدیه
چنین باشد پس اگر بمقتضای دوره نوری از کشف براحدی از اتقیان چنان تابد که قربتے یا
مساواتی بر عهد متقدمین داشته باشد محالی نیست و نه اظهار آن موجب تنقیص باشد و نیز شیخ
در رساله اتحاف الاحبه فی بیان حدیث المحبة میفرماید که درین زمانه که مأته حادی عشر است نوری
جدید از مشرق ولایت و هدایت می تابد بیشک درینجا سری از اسرار آلهی مضمر است که توقف و
انکار را درانجا مجال تنگ است و دلائل حقانیت و ظهور نورانیت لائح و بائح است و جمعی از
طالبان که در ظل تربیت و حوزهٔ تصرف و عنایت این مظهر حق مشغول اند و کشف حقیقت حال
و استغراق و استتار ایشان در ذکر آلهی و ظهور انوار و اسرار شگرف از حیطهٔ تعبیر و تقریر بیرون است
امروز مثل این حلقه و اجتماع اهل ذکر در زیر طاس فلک نباشد و اگر باشد کمتر باشد انتهی با لجمله عادت
باری تعالی بدین نمط جاری است که چون یک دوره از ولایت باختتام میرسد و ابتدای
دورهٔ دیگر رو مینماید شخصی که اکمل و افسر انسان و الیق بفیض رحمان در آن خبر وی از زمان
متحقق باشد بوجود برکت آمود او هدایت دوره سابقه را به نهایت میرساند و او را ترجمان
خود قرار داده تشئید و تائید امر دین و تجدید و ترویج سنت سید المرسلین و افاضت و اشاعت
انوار و فیوضات حضرت رب العالمین و ارشاد و هدایت ناس اجمعین که بحقیقت کیمیای صفتی و کاری
که باعث قبول و سفید روی مرد در بارگاه عزت و درگاه نبوت باشد و ثمر سعادت ابدی و دولت
سرمدی گردد بالاتر ازان نتوان یافت از زبان فیض بنیان او میفرماید و او راحسب اعیه
حکمت و اقتضای مصلحت گاهی مفضول میگرداند و گاهی فاضل و بهتر از سابق و فائق از
لاحق کما یقول[له] بکلامه القدیم وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ هر که محرم این اسرار است و واقف ازین کار
ناچار بقدر استعداد معرفت خود حضرت مجدد رضی الله عنه را که نسبت حضرت جنید بغدادی

و بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہما فرمودہ اند از جادۂ شریعت و احاطۂ طریقت بیرون نخواہد یافت و تنقیص و تضعیف نخواہد پنداشت اما بیرونیان کہ باین وادی حرکت ارادی نداشتہ اند و بسکون جمادی ساکن اند لامحالہ در حیرت و تعجب خواہند افتاد کہ این چیست و از کجا است فَلَا یَأۡسَ ءَا فَاِنَّ الۡقَوۡلَ مَا قَالَتۡ حَذَامِ اگر منشاء اعتراض شیخ مکتوب دہم از جلد ثانی است این ہم قابل تسلیم نیست چہ دران تنقیص این بزرگان درج نیست خصوصاً باین نہج کہ این بیچارہ ہا حقیقت کار در نیافتہ و بہ اصل نرسیدہ گرفتار ظل ماندہ اند درین شک نیست کہ لفظ بیچارہ کلمۂ تنقیص است کہ در کلام حضرت مجدد رح یافتہ میشود بحث ہمین است کہ حضرت مجدد رح ظہور فوق عرشی را اصلی میفرماید و دیگر ظہور را ظلی و سلطان العارفین و سید الطائفہ قلب را قدیم گویند و العیاذ [عفی] و للمعاش را اصلی و حضرت مجدد رح دعوی خود را بدلیل واضح بیان فرمودہ فَانۡظُرۡ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنۡظُرۡ اِلٰی مَنۡ قَالَ اگر دعوی حضرت مجدد رح بمیزان عقل نمی سنجد بخلاف آن دلیلی پیش کردنی بود یا بر و منع یا نقض وارد میفرمود در مقامی کہ محل استدلال باشد این قدر تحریر کافی نیست عبارت مکتوب دہم از جلد ثانی این است در بیان آنکہ ہر ظہوریکہ باشد بی شائبۂ ظلیت نیست بخلاف ظہور فوق عرشی و چون قلب بہ نہایت خود رسد لمعہ از انوار عرشی اقتباس مینماید شیخ ابویزید بسطامی گوید اگرچہ عرش و آنچہ در عرش است در زاویہ قلب عارف بنہند عارف را از فراخی قلب ہیچ احساس بآن نشود شیخ جنید تائید این سخن مینماید و بدلیلی اثبات آن میکند و میگوید کہ حادث چون بقدیم مقرون گردد آنرا اثر نماند یعنی عرش و ما فیہ حادث است قلب عارف کہ محل ظہور انوار قدم است چون آن حادث را بآن قلب قران واقع شود مضمحل و متلاشی گردد و نکیف کہ محسوس شود عجب ہزار عجب از روسا صوفیہ کہ سلطان العارفین و سید الطائفہ باشند ہرگاہ چنین گویند و عرش مجید را در جنب قلب عارف

هیچ اعتبار نه نهند و عرش را خالی از ظهورات انوار قدم دانسته حادث میگویند و قلب را بواسطه
ظهور انوار قدیم نامند از دیگران چه گوید وجه نویسد نزد این فقیر که مربای جذبات الهی است
آنست که قلب عارف چون بمقتضای استعداد خاص خود بنهایة النهایة رسد و کمال حاصل
کند که فوق آن متصور نباشد قابلیة آن پیدا کند که لمعه از لمعات بی نهایت ظهور انوار عرشی بروی
فائض گردد و این لمعه نسبت بآن لمعات قطره باشد نسبت بدریای محیط بل اقل عرش
آنست که حضرت سبحانه تعالی آنرا عظیم میگوید و سر استوی آنجا اثبات میفرماید و قلب عارف را
بواسطه جامعیت بر سبیل تشبیه و تمثیل عرش الله میگویند یعنی چنانچه عرش مجید برزخ است
در میان عالم خلق و عالم امر و عالم کبیر جامع است هر دو طرف خلق و امر را قلب نیز برزخ است
میان عالم خلق و عالم صغیر و جامع است هر دو طرف خلق و امر آن عالم را پس قلب را نیز بر سبیل
تشبیه عرش میتوان گفت بشنو بشنو قابلیت ظهور انوار قدم که از شائبه ظلیت منزه و مبرا است
مخصوص بعرش مجید است هیچکس نه از عالم خلق و نه از عالم امر و نه از عالم کبیر و نه از عالم صغیر این
قابلیت دارد و غیر از عرش مجید قلب عارف کامل بواسطه علاقه جامعیت و برزخیت از ان
انوار اقتباس مینماید دغرفی از بحر بدست می آرد و بعد عرش و قلب عارف بتمام المعرفت هر جا ظهور
است بمبالغ ظلیت متسم است و بوی از اصل نیافته بایزید اگر بسکر این چنین گوید میرسد اما از
جنید بغدادی که مدعی صحو است این سخن زیبا نیست چه کنند که از حقیقت معامله آگاهی نیافتند
و از گرداب دریای ظلیت بساحل نشتافتند این سخن هر چند امروز در نظر اکثر خلق مستبعد می نماید
اما امروز یا فردا نزدیک است استعجال نه نمایند اَتٰىٓ اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۝
انتهی باقیماند ادعای این معنی که حضرت مجدوح دعوی کرده اند که انچه ایشان را داده اند هیچکس را
نداده اند این امر هم تصحیح طلب است که این چنین هیچ تحریر یا تقریر حضرت هم از نظر نه گذشته

بر تقدیر تسلیم میگوییم که این قول نسبت به معاصرین است نه بلحاظ تمامی متقدمین و متاخرین تا موجب وحشت گردد و درین باب هیچ شبه نیست که انچه از کمالات و حالات حضرت مجدد رح را حاصل بود هیچ کس از معاصرین وی نصیبے لشان نداشت برای ثبوت این دعوی تحریرات و تقریرات حضرت باقی بالله قدس سره شاهد عدل است که کتب و دفاتر از ان مالامال است از انجمله آنست که میفرمودند که شیخ احمد آفتابی است که مثل ما هزاران ستارگان در سایهٔ او گم اند و امروز مثل ایشان زیر فلک نیست و درین امت مثل ایشان چند کس گزشته اند و ایشان از کمل محبوبان و مرادان اند از انجمله آنست که میفرمودند که درین دو سال شیخی نکرده ایم دوکانداری کردیم و بازی کردیم الحمد لله که چنین گوهر بے قیمتی بدست آمد از آن جمله آنست که میفرمودند که تخم پاک این نسبت عزیز الوجود از زمین سمرقند و بخارا آورده در خاک هند کشتیم الحمد لله که بعنایت الٰهی شجرةً طیبةً اصلها ثابتٌ وفرعها فی السماء شد هذا و البسط فی المبسوطات

بالجمله هرگاه حضرت مجدد رضی الله عنه حسب بشارت فیض اشارت حضرت مرشد از امثال و اقران خود سرفراز و ممتاز بودند بلکه در امت محمدیه علی صاحبها الصلوة والتحیة مثل حضرت ایشان رح چند کس گزشته اند تا آنکه حضرت مرشد رح خود را ستاره و حضرت ایشان را آفتاب فرمودند پس اگر بطور تحدیث بنعمة الله ایما فرمودند که انچه بایشان داده اند از معاصرین هیچکس را نداده اند جاے وحشت نیست ؎

در پس آیینه طوطی صفتم داشته اند	انچه استاد ازل گفت همان مے گویم

قال و بیشتر غوغاء مردم بر سر آن بود که از ایشان نسبت بحضرت خواجه که پیر و مربی ایشان بودند تقصیرها در رعایت آداب مریدی و حق نعمت شناسی سر زده و اگرچه باصطلاح این قوم ممکن است که مرید در کمال از پیر درگزرد لیکن رعایت ادب و بندگی و نیازمندی و فروتنی

وحق نعمت شناسی باقی است شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کہ در کشف وتحقیق معاملات ووقائع آیتی بود ومعلوم میشود کہ درینباب از پیران خود در گزرانیدہ است میگوید اگر سر من برآسمان ساید ہنوز خاک آستانہ شیخ عبدالرحمن اسفرائنی وشیخ ابوعلی لالا باشد ؎

بلند مرتبہ زین خاک آستان شدہ ام	غبار کوے توام گر برآسمان شدہ ام

اقول غوغای عوام کالانعام قابلیت این معنی ندارد کہ برآن گوش داشتہ شود ومفتریات ایشان نسبت باکابر دین باور پنداشتہ شود ؎

بدل فگار دارم گلہ بے نہایت از تو	بکدام امیدواری نہ کنم شکایت از تو

بسا[1] ہست کہ مردمان جاہل نابلد از کوی معارف غوغای بردارند وامری خلاف واقع کہ

---

[1] حق اینست کہ اگر مریدی کامل کہ امی امر واقعی نسبت پیر بزرگوار خود بمعرض بیان در آرد آنرا بر منقصت محمول کردن سخت نادانی است حماد دباس رح کہ در طریقت پیر روشنضمیر حضرت پیران پیر علیہ الرحمہ بود در کتاب بہجۃ الاسرار وغیرہا نسبت ایشان حکایتی مشہور نقل میکنم ملاحظہ فرمودہ شود منقول ہست از شیخ ابی الحسن علی بن محمد بن احمد بن حسین بغدادی صوفی معروف بہ ستار رحمۃ اللہ علیہم کہ شیخ ما شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ زیارت مقبرہ شونیزیہ روز چہارشنبہ بیست وہفتم شہر ذیحجہ سنہ پانصد وبست ونہ کرد وبا وی رضی اللہ عنہ گروہی از فقہا وفقرا بودند نزد قبر شیخ حماد دباس قدس سرہ زمانی دراز ایستاد تا گرمی آفتاب سخت شد ومردم پس وی رضی اللہ عنہ ایستادہ بودند چون از آنجا بازگشت سرور در چہرہ وی معلوم میشد بار از وی از سبب طول قیام پرسیدند فرمود بر آمدہ بودم از بغداد روز جمعہ منتصف شعبان سنہ چارصد ونود ونہ با جماعۃ از یاران شیخ حماد برای ادای نماز جمعہ در جامع رصافہ وشیخ حماد نیز دران جماعۃ بود چون بقنطرہ نہر رسیدیم شیخ حماد مرا از دست خود دفع کردہ در نہر فرو انداخت وایام شدت سرما بود وپس بسم اللہ گفتہ نیت غسل جمعہ نمودم وبر من جبہ صوف ودر آستین اجزای کتاب بود دست بلند کردم تا اجزای کتاب تر نشوند وآنہا را نگذاشتہ ومنکہ پس از آب بر آمدم جبہ را فشردم وانبساط ایشان روان شدم واز سرما سخت اذیت یافتم ویاران شیخ حماد حقارت من کردند آنہا را زجر کرد وگفت کہ اذیت ندادم او را مگر برای امتحان او پس دیدم او را کوہی استوار کہ جنبش نمیکند امروز شیخ حماد را در قبر او دیدم کہ حلہ جواہر در بر وتاج یاقوت بر سر ودر ہر دو دست سوار زر ودر ہر دو پای او نعلین زر است ودست راست او در اختیار او نیست گفتم این چیست گفت این ہمان دست است کہ بجانب تو در قبر انداختہ بودم آیا عفو میکنی گفتم آری گفت سوال کن از خدا تعالی تا دست من بمن باز دہد پس ایستادم برای سوال از بارتعالی وپنج ہزار ولی در قبور خود با ایستادند واز باریتعالی اجابت سالت من خواستند ونزد من شفاعت میکردند بجہت تمام سالت پس قائم ماندم در مقام سوال تا کہ عطا فرمود وی تعالی دست او باو وبعد ازان دست مصافحہ نمود وکامل (بقیہ بر صفحہ ۱۱۷)

عقل و دوربین زینهار یادرش نه کند بمعرض بیان آرند مکاتیب شریف از مدائح و شکر گزاری
حضرت مرشد رح مالامال است پس این چنین غوغای بی سروپای غوغائیان روسیاه زنهار
قابل اعتبار نباشد عرضداشت های حضرت مجدد که به پیر بزرگوار خود تحریر فرموده نگریستنی است
که چها از آداب مملو است در مکتوب بجدهم از جلد اول به پیر و مرشد عرض میکنند امیدوار توجه و
عنایت است از خرابی خود چه عرض نماید و هرچه خود می یابد از عنایات توجه عالی است

والامن همان احمد پارینه که هستم هستم

در مکتوب چهل و دوم از جلد ثانی موسوم خواجه جمال الدین تحریر است انچه مرا از علم و معرفت
حاصل شده است همه ببرکت تربیت پیران است و علم باطن از الف با تا بملکه مولویت
بمحض توجهات علیه ایشان آن یافته ام که اہل مجاهده ازینچنین حاصل نیست ؎

هر که به تبریز یافت یک نظر شمس دین	طعنه زند بر دهنه خنده کند بر چله

همچنین انچه الفاظ فروتنی و کسر نفسی و شکر گزاری بخدمت هر دو پیرزادهای خود یعنی حضرت خواجه
عبید الله و خواجه عبد الله رحمہما الله تحریر فرموده اند نگریستنی است در مکتوب دو صد و شصت و
ششم از جلد اول موسوم به خواجه عبد الله رح تحریر یافت بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ الدعوات

سرما در روات مذکور است میگویند که چون این سخن مشهور شد در بغداد جمع شدند مشائخ صوفیه بغداد از اصحاب شیخ حماد تا معاتبه کنند از شیخ
محی الدین عبد القادر رضی الله عنه تحقیق انچه گفته است در حق شیخ حماد و بسیاری از فقرا تابع ایشان گشتند و بمدرسه وی رضی الله عنه آمدند لیکن
هیچ یکی بنابر اجلال وی رضی الله عنه سخن نکرد پس وی رضی الله عنه خود بیان مقصود ایشان نمود و فرمود که اختیار کنید دو کس را از مشائخ
تا ظاهر شود شما را انچه گفته ام بر زبان آنها پس همه اتفاق کردند بر شیخ ابی یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف همدانی که آن زمان به بغداد آمده بود
و بر شیخ ابی محمد عبد الرحمن بن شعیب بن مسعود کردی که مقیم بغداد بود و هر دو صاحب کشف خارق و حال فاخر بودند و همه گفتند که برای بیان
آن بر زبان هر دو شیخ مهلت یک جمعه دادیم وی رضی الله عنه فرمود که از مقام خود ما نخواهید برخاست که این سخن مر شما را متحقق خواهد شد
پس سر فرو کرد و همه سرها فرو کردند پس فقرا از خارج مدرسه بانگ برآوردند ناگاه شیخ یوسف پابرهنه سخت دوان آمد و بمدرسه در آمد و گفت که شب
[illegible] سبحانه تعالی در این ساعت شیخ حماد [illegible] گفت که ای یوسف [illegible] شیخ عبد القادر [illegible] و مشائخ [illegible] جمع شده اند [illegible]

بجناب مخدوم زادہای کرام مینماید کہ این فقیر از سرتا قدم غرق احسانہای والد بزرگوار شما است درین طریق سبق از الف و ب را از ایشان گرفتہ است و تہجی حروف این راہ از ایشان آموختہ و دولت اندراج النہایۃ فی البدایۃ را برکت صحبت ایشان حاصل کردہ و سعادت سفر در وطن را بصدقہ خدمت ایشان یافتہ توجہ شریف در دو نیم ماہ این ناقابل را بہ نسبت نقشبندیہ رسانیدہ و حضور خاص این اکابر را عطا فرمودہ و درین مدت قلیل انچہ از تجلیات و ظہورات و انوار و الوان و بے رنگیہا و بے کیفیہا کہ بطفیل ایشان روی دادہ چہ شرح دہد و چسان تفصیل آن نماید ہمین توجہ شریف کم دقیقہ ماندہ باشد کہ در معارف توحید و اتحاد و قرب و معیت و احاطہ و سریان کہ برین نکشادند و از حقیقت آن اطلاع ندادند شہود وحدت در کثرت و مشاہدہ کثرت در وحدت از مقدمات و مبادی این معارف است بالجملہ انچہ کہ نسبت نقشبندیہ است و حضور خاص این اکابر نام این معارف بزبان آوردن و نشان این شہود و مشاہدہ را بیان نمودن از کوتہ نظری است کارخانہ این اکابر بلند است بہر ذراتے در قماشی نسبت ندارد و ہر گاہ این طور دولتے رفیع القدر از حضرت ایشان باین رسیدہ باشد اگر در مدت عمر سر خود را پای مال اقدام خدمہ عتبہ علیہ شما کردہ باشد ہیچ نہ کردہ باشد از تقصیرات خود چہ عرض نماید و از شرمندگی ہا خود چہ اظہار کند اما معارف آگاہ خواجہ حسام الدین احمد را حق سبحانہ تعالی از ما جزاء خیر دہاد کہ مؤنت ما مقصران را برخود التزام نمودہ کمر ہمت را در خدمت خدمہ عتبہ علیہ بستہ اند و ما دور افتادگان را فارغ ساختہ ع

گر بر تن من زبان شود ہر موی		یک شکر وی از ہزار نتوانم کرد	

انتہی رعایت آداب و شکر گزاری ازین تقریر آموختنی است کہ بسبب فیوضاتی کہ از پیر و مرشد حاصل شدہ خود را میخواہند تا پائمال اقدام خدمہ علیہ پیر زادگان خود کنند شیخ حسام الدین را

دعای خیر و شکرها می کنند که وی متکفل خبرگیری اند در مکتوب چهل و دوم از جلد ثانی میفرمایند
پیران من و بخدا رهنمایان من بتوسل ایشان درین راه چشم وا کرده ام و بتوسط شان ازین
مقوله لب کشاده ام در طریقه سبق الف و با از ایشان گرفته ام و ملکه مولویت بتوجه شان حاصل
کرده اگر علم دارم بطفیل ایشان است اگر معرفت است هم از التفات شان طریق اندراج
النهایة فی البدایة ازین بزرگان آموخته ام و نسبت انجذاب بجهت قیومیت از ایشان
اخذ نموده بیک نظر ایشان آن دیده ام که مردم در اربعین نه بینند و بیک کلام شان آن
یافته ام که دیگران در سنین نیابند ؎

آنکه به تبریز یافت یک نظر شمس دین		طعنه زند بر دهه سخره کند بر چله
نقشبندیه عجب قافله سالارانند	؎	که برند از ره پنهان به حرم قافله را

انتهی این است کیفیت مکتوبات شریف که بطور انموذج گذارش رفته معهذا در دیگر رسائل حضرت
مجدد رح آنچنان محامد حضرت پیر و مرشد زیب اندراج یافته که کمتر کسے مرشد خود را باین مناقب
عظمی ستوده باشد ملاحظه فرموده شود حضرت مجدد رح در رساله مبدء و معاد میفرمایند ما چهار کس بودیم
در ملازمت خواجه خود که پیش مردم در میان سائر یاران امتیاز داشتیم و هر کدام ما را نسبت بحضرت
خواجه اعتقاد علیحده بود و معامله جدا این فقیر به یقین میدانست که مثل این صحبت و اجتماع و مانند
این تربیت و ارشاد بعد زمان آن سرور علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات هرگز بوجود نیامده است
و شکر این نعمت بجای آورد که اگرچه بشرف صحبت خیر البشر علیه و علی آله الصلوة والسلام مشرف
نشد باری از سعادت این صحبت محروم نمانده و حضرت خواجه ما از احوال آن سه دیگر چنین میفرمودند
که فلانی مرا صاحب تکمیل میداند اما صاحب ارشاد نمی پندارد و نزد او مرتبه ارشاد زیاده از مرتبه
تکمیل بوده و فلانے با کاری ندارد و آن دیگر را میفرمودند که نسبت بما انکار دارد و هر کدام

مارا باندازه اعتقاد بهره رسید باید دانست که اعتقاد مرید بافضیلت پیر واکملیت او از ثمرات محبت است واز نتایج مناسبت که سبب افاده واستفاده است اما باید که پیر را بر جماعه که فضل آنها در شرع مقرر شده است فضل ندهد که موجب افراط است در محبت آن مذموم است شیعه را خرابی از فرط محبت اہل بیت آمده ونصاری از افراط محبت حضرت عیسی را علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام ابن الله خواندند ودر خسارت ابدی ماندہ لیکن اگر بر ماسوای اینها فضل بدهد مجوز است بلکه در طریقت واجب واین فضل دادن نه باختیار مرید است بلکه اگر مرید مستعد است بی اختیار در روی این اعتقاد پیدا میگردد وبوسیله ان کمالات پیر را اکتساب میفرماید اگر این فضل دادن او باختیار باشد وبه تکلف پیدا کند مجوز نباشد ونتیجه نه بخشد حضرت مجدد رح در رساله مکاشفات غیبیه میفرماید امروز قائم مقام این حضرات علیه ونائب مناب اکابر نقشبندیه اَلْوَاصِلُ اِلٰی نِهَایَةِ النِّهَایَةِ اَلْبَالِغُ اِلٰی اَقْصٰی دَرَجَاتِ الْوِلَایَةِ قُطْبُ دَائِرَةِ مَدَارِ الْخَلَائِقِ کَاشِفُ اَسْرَارِ اَهْلِ الْحَقَائِقِ اَلْفَرْدُ الْکَامِلُ فِی الْمَحَبَّةِ الذَّاتِیَّةِ اَلْمُحَقِّقُ الْجَامِعُ لِکَمَالَاتِ الْوِلَایَةِ الْمُحَمَّدِیَّةِ مُسْنَدُ اَهْلِ الرَّشَادِ وَالْهِدَایَةِ مُرْشِدُ طَرِیْقِ دَرْجِ النِّهَایَةِ فِی الْبِدَایَةِ زُبْدَةُ الْعَارِفِیْنَ قُدْوَةُ الْمُحَقِّقِیْنَ مثنوی

شرح او حیف است با اہل جہان	ہمچو راز عشق باید در نہان
لیک کشفم وصف او تاره بوند	پیش از ان کز فوت آن حسرت خورند

شَیْخُنَا وَمَوْلَانَا وَمَلَاذُنَا الشَّیْخُ الْاَجَلُّ الْعَارِفُ الْاَکْمَلُ مُحَمَّدُ الْبَاقِیْ اَبْقَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ در اوائل حال حسب تعلیم شیخ ظاہر بحضور خواجها مشرف گشتند وبمقام جذبه ایشان رسیدند ودر انجا استهلاک واضمحلال حاصل کردند ودر آن مقام تجلی از بقا وشهود وحدت وکثرت پیدا کردند وسر ایشان بنور نهایت النهایه که مقام قطبیه ارشاد بآن منوط است مملو ومستور گشت

۹۹ جدید

چنانچه بعد از اجازت شیخ ظاهر بآن نور منوط علیه ارشاد یا شهود وحدت در کثرت تربیت طالبان فرمودند و در مقام ارشاد و تکمیل شان عظیم پیدا کردند در یک صحبت ایشان آنقدر طالبان را فوائد حاصل می گشت که به ریاضات مجاهدات شاقه حاصل نمیشد با وجود این از مقام اقطاب اثنی عشر نصیبے کامل حاصل کرده بودند و ایضاً بمسلک خاص حضرت فاروق متوجه فوق گشته بودند و سلوک آفاقی را نیز تا عین ثابته خود طی کرده بودند درین اثنا عنایت خداوندے جل شانه در رسید و راه سلوک آفاقی را برایشان واکردند و بآن راه متوجه اسمی که رب ایشان است گشتند و بآن اسم رسیده در درجات ولایت و شهادت و صدیقیة ترقی نموده و از همین راه به غیبت ذات رفتند و در نقطه نهایت النهایة مستهلک گشتند و بسیادت عظمی که حضرت امیر در شان حضرت امام حسن رضی الله تعالی عنهما فرموده اند که ابنی هذا سید است مشرف گشتند و حضرت امام در آن نقطه همین نسبت استهلاک دارند و در همان نقطه یک قسم بقا که مناسب بقاے قطبیت ارشاد است و حضرت خواجه نقشبند همین قسم بقا در آنجا دارند پیدا خواهند کرد و ازین که ایشان به غیب ذات رسیده اند از اولیاء الله کم کسے رسیده است در اصل به رسیدن بآن مطلب عالی مخصوص بعض اکابر الاکابر است خصوصاً تا محبوب نباشد ازین راه به غیب نمی تواند رفت یا بتصرف محبوب کامل مکمل بی این دو طریق رفتن صورت ندارد و از ما افراد باین مطلب میرسند یا از راه معینه اما از راه سلوک ترقیات نموده بآن نهایت رسند بسیار دشوار بلکه محال می نماید الا المحبوب المراد که بجذبات قویه او را بکشند و بمقصد رسانند ﴿ٱلطُّوبَىٰ لِأَرْبَابِ ٱلنَّعِيمِ نَعِيمُهَا﴾ **قال** و یکی از ان مواضع که بسے خطرناک و از رعایت مقام ادب دور است آنست که در باب حضرت غوث الثقلین رضی الله عنه گفته اند که کثرت ظهور کرامات از ایشان از جهت آن بود که نزول ایشان ناقص بود

اقول این انتساب صحیح نمی نماید هرگز حضرت مجدد رضی الله عنه نزول حضرت غوث الثقلین رضی الله عنه را ناقص نفرموده اند حضرت مجدد رحمة الله علیه در مکتوب دو صد و شانزدهم از جلد اول می فرماید مدار کثرت خوارق بر دو چیز است در وقت عروج بلند تر رفتن و در وقت نزول کمتر فرود آمدن بلکه اصل عظیم در ظهور کثرت خوارق قلت نزول است جانب عروج هر کیف که باشد زیرا که

در تردید انتساب نقصان نزول حضرت غوث الثقلین

صاحب نزول بعالم اسباب فرود می آید و وجود اشیا را مربوط باسباب می یابد و فعل مسبب الاسباب
را در پس پردہ اسباب می بیند و آنکہ نزول نکردہ ہست یا نزول کردہ و باسباب نرسیدہ نظر او بر
فعل مسبب الاسباب است و بس زیرا کہ اسباب تمام از نظر او مرتفع گشتہ است لاجرم حضرت
حق سبحانہ تعالی بمقتضای ظن ہر کدام با ہر کدام علحدہ معاملہ میفرماید و کار اسباب بین را
باسباب می اندازد و آنکہ اسباب نمی بیند کار او را بے توسط اسباب مہیا می سازد وحدیث
قدسی[1] انا عند ظن عبدی بی شاہد این معنی است تا مدتہا بہ خاطر می خلید
کہ وجہ چیست کہ اولیائے کمل این امت بسیار گذشتہ اند اما این قدر خوارق کہ از حضرت
سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ ظاہر گشتہ است از ہیچ کدام آنہا ظہور نیافتہ آخر الامر
حضرت حق سبحانہ و تعالی سر این معما ظاہر ساخت و معلوم فرمودہ کہ عروج ایشان
از اکثر اولیا بلند تر واقع شدہ است و در جانب نزول تا بمقام روح فرود آمدہ اند
کہ از عالم اسباب بلند تر ست مناسب این مقام حکایت خواجہ حسن بصری و حبیب[2]
عجمی ست منقول ست کہ روزی حسن بر لب دریا ایستادہ بود و انتظار کشتی میبرد

[1] من نزد ظن عبید خود ہستم کہ با دارد [2] حبیب عجمی کرامات و ریاضات شاق داشت در ابتدا مال دار بود و ربا دادی
بہ بصرہ و ہر روز بہ تقاضای معاملت خود رفتی و اگر زر ندادی زر فتی و الا پای مزد خود طلب کردی و نفقہ خود از آن ساختی روزی بطلب مال رفتہ بود آن
مدیون در خانہ نبود زنش گفت شوہر غائب است و مرا چیزی نیست گوسفندی کشتہ بودم جز گردن چیزی از آن نماندہ است اگر
خواہی بتو دہم گفت شاید آن گردن گوسپند بگرفت و بخانہ رفت و زن را گفت این از سود است زن گفت نان و ہیزم نیست
گفت بروم بسود نان و ہیزم بیارم برفت ہم برین طریق نان و ہیزم آورد زن دیگ بنہاد چون پختہ شد خواست کہ در
کاسہ کند سائلے بر در آواز داد و چیزی خواست حبیب گفت برو کہ چیزی بتو نہ رسد کہ بدین قدر کہ بتو دہم تو توانگر نشوی و
ما درویش شویم سائل نومید بازگشت زن حبیب چون کفچہ در دیگ کرد ہمہ خون شدہ بود شوہر را آواز داد کہ بیا و ببین
کہ بشومی تو چہ پیدا شد حبیب چون آن بدید آتشی در دلش افتاد کہ ہرگز آن آتش فرو ننشست گفت ای زن از ہرچہ بد بود توبہ
کردم و روز دیگر بیرون آمد تا بطلب غریمان رود و سیمہا باز گیرد و دیگر سود نہد و روز آدینہ بود و کودکان بازی میکردند

که از آب بگذرد درین اثنا حبیب عجمی رسید پرسید که چرا ایستاده اید گفت انتظار کشتی می برم حبیب گفت چه احتیاج کشتی است شما یقین ندارید خواجه حسن گفت تو علم نداری حبیب بی اعانت کشتی از آب گذشته رفت و خواجه در انتظار کشتی ایستاده ماند حسن بصری چون بعالم اسباب فرود آمده بود با او بتوسط اسباب معامله فرمودند و حبیب عجمی چون اسباب را درست از نظر انداخته بود بی توسط اسباب با او زندگانی میکردند اما فضل حسن راست که صاحب علم است و عین الیقین را بعلم الیقین جمع کرده و اشیا را چنانکه هست دانسته چه نفس الامر قدرت در پس حکمت مستور ساخته اند

چون حبیب را دیدند گفتند حبیب ربا خور آمد دور شوید تا گرد پای او بما نرسد که ما هم بدبخت شویم حبیب این را بشنید بهم برآمد و سوی مجلس حسن بصری بهانه بر زبان حسن چیزی رفت که یکبارگی دل حبیب را غارت کرد پس توبه کرد و بخدمت حسن از مجلس بازگشت که بخانه آید و سلاه بهمان کودکان رسید با یکدیگر گفتند دور شوید که حبیب تائب آمد تا گرد ما بر وی نشیند که ما در حق او عاصی شویم حبیب گفت الهی بدین یک دم که با تو آشتی کردم اثر این بهای در شان ما ساختی و نام من به نیکوئی بیرون انداختی پس منادی کرد که هر که را از حبیب چیزی می باید بیاید و خط خود را بستاند جمله جمع شدند و مالها که گرد کرده بود بدیشان داد تا چنان شد که هیچ نماند یکی بیامد و چنین دعوی کرد پیراهن خود بوی داد دیگری بیامد دعوی کرد چادر زن خود را از سر برهنه ماند بر لب فرات صومعه ساخت و در آنجا بعبادت حق مشغول شد روزها از حسن بصری علم می آموخت و شب عبادت میکرد و او را عجمی از آن می گفتند که قرآن درست نتوانست خواند چون روزگاری برآمد زن او را گفت نفقه می باید حبیب گفت بکار مزدوری میروم پس بصومعه رفت و بعبادت مشغول شد شب بخانه رفت زن گفت چیزی نیاوردی حبیب گفت آن کس که من از برای او کار کردم کریم است نکرم او شرم داشتم که چیزی خواهم او خود چون وقت آید بدهد می گوید که هر ده روز مزدی تمام میسپارم پس هر روز بصومعه می رفت و عبادت می کرد تا ده روز تمام شد روز دهم اندیشه کرد که من امشب چه بخانه برم و در این تفکر فرو رفت حق تعالی حمالی فرستاد به در خانه او با یک خروار آرد و حمالی با یک سلوخ گوشت حمالی دیگر با روغن و عسل و جوانی با ایشان با صرۀ سیصد درم بدرخانه حبیب آمد و در بکوفت و آن چیزها را بزن حبیب داد و گفت این خداوندگار فرستاده است می گوید که حبیب را بگوی که در کار افزاید تا من در مزد افزایم این بگفت و برفت چون شب آمد حبیب شرمزده بخانه آمد بوی طعام از خانه وی می آمد زنش پیش آمد و تواضع نمود و گفت این کار را برای که میکنی که آنکس نیکو مهربان است [illegible] حبیب گفت عجب [illegible] روزگار کرده ام با من این نیکی کرد که اگر بیش از این کنم دانی چه کند پس بکلیت دل از دنیا بگردانید و بعبادت حق مشغول گردید تا از بزرگان مستجاب الدعوات

[illegible]

وحبیب عجمی صاحب سکر ست نفسیه فاعل حقیقی دار دبی انکه اسباب را دخلی بود واین دید مطابق نفس الامر نیست زیرا که
توسط اسباب بحسب واقعه کاین ست اما معامله تکمیل وارشاد برعکس ظهور خوارق ست زیرا که در مقام ارشاد هر چند نازل تر
کامل تر که در ارشاد حصول مناسبت با مبتدیان شد مرشد در کار است که منوط بنزول است وبدانید که اغلب
آنست که هرچند بالاتر فرود آید لهذا حضرت رسالت از همه بالاتر رفت و در وقت نزول
از همه فرود آمده انتهی پس ازین کلام بوی نقصان نسبت بحضرت غوث انام بمشام
عوام نمی رسد چه جای خواص زیرا که محصل کلام حضرت مجدد رضی الله عنه این است
که چون عروج حضرت غوث الثقلین از اکثر اولیا بلندتر واقع ست ونزول ایشان
تا بمقام روح فرود آمده ست که از عالم اسباب بلندتر ست واز خواص این مقام
ست که درینجا نظر بر اسباب نمی باشد بلکه توجه بطرف مسبب می ماند لهذا از حضرت
ایشان خوارق عادات کثیره بظهور پیوسته واین نزول امریست کامل فی حد
ذاته که سبب ظهور خوارق ست حضرت مجدد رضی الله عنه در هیچ جا این نزول را
ناقص نه فرموده اند معلوم نیست که حضرت معترض منقصت از کجا استنباط نموده
حضرت مجدد رحمه الله رساله مبدا ومعاد می فرماید واصلان نهایة النهایه را در وقت
رجوع قهقری نزول باسفل عنایات است ومصداق وصول نهایة النهایه همین
نزول غایة الغایه ست وچون نزول باین خصوصیت واقع می شود صاحب
رجوع بکلیت خود متوجه عالم اسباب می گردد نه آنکه بعض او متوجه جناب حق است
سبحانه وبعضے دیگر متوجه خلق که این علامت عدم وصول ست به نهایة النهایه وعدم
نزول ست بغایة الغایه انتهی درین مقام شبه بطور دیگر باین طور ناشی می شود که نزد
صوفیه قدس الله اسرارهم نزول تا بمقام قلب غایت نزول ست که بعد ازان نزولے
نیست واین هم در مقررات ایشان ست قدس الله اسرارهم که هر که نازل تر ست
کامل تر ست پس هرگاه حضرت مجدد رضی الله عنه نزول حضرت غوث الثقلین

رضی اللہ عنہ را تا بمقام روح فرمودہ پس گویا درجہ واحدہ از درجات نزول ہنوز
باقی است واین مستلزم نقصان است ازاحۂ این شبہ باین طریق آسان است
کہ سخن درین نمیرود کہ نزول تا بمقام قلب اکمل نیست صرف درین است کہ آیا
اکملیت او برائے تکمیل و ارشاد است یا برای ظہور خوارق عادات وکثرت کرامات
بالحق نزول تا بمقام قلب اکمل است از نزول تا بمقام روح لیکن اکملیت او برائے ارشاد
وفیضان حق است تعالی شانہ نہ برائے ظہور کثرت خوارق کہ او منوط بہبوط است
تا بمقام روح فقط پس نزولے کہ علت ظہور خوارق است اکمل است بذات خود برابر
است کہ دران وقت مخصوص نزول تا بمقام قلب کہ علت ارشاد است یافتہ می شود
یا نہ اکملیت علت ظہور کثرت کرامت موقوف بر اکملیت علت ارشاد نیست ویکی
بدیگرے متعلق نے ارشاد چیزے دیگر است وکرامت شیٔ آخر و حضرت مجدد رضی
اللہ عنہ بصدد بیان وجہ ظہور کثرت کرامت اند نہ در پے بیان کیفیت وکملیت ارشاد
توضیح جواب این است کہ معاملہ ارشاد خلاف معاملہ خوارق است زیرا کہ در مقام
ارشاد ہر کہ نازل تر است کامل تر است چہ در ارشاد حصول مناسبت درمیان
مرشد و مرشد از اہم مہمات است وآن منوط بر غایت ہبوط است ازینجا است کہ از
اکثر متوسطان این راہ آن قدر افادہ و افاضہ بہ ظہور آمدہ کہ از منتہیان عشر
عشیر آن بوقوع نرسیدہ زیرا کہ متوسطان بہ نسبت منتہیان بیشتر مناسبت
بمبتدیان دارند پس مدار قلت وکثرت افادہ بر رجوع وہبوط قرار یافتہ نہ بر انتہا
وعدم انتہا درین صورت قلب کہ از عالم امر است حق سبحانہ تعالی او را بعالم خلق
تعلق وتعشق دادہ بعالم خلق فرود آوردہ بمضغہ گوشت کہ زیر پستان چپ مایل
بہ پہلو وبفاصلہ دو انگشت است تعلق خاص بخشیدہ وعلاقہ مخصوص عطا فرمودہ
پس ہرگاہ مقربان درگاہ حضرت صمدیت ومقبولان بارگاہ حضرت خاتمیت

نزول باین مقام فرمایند آنگاه بالکلیه متوجه بعالم اسباب می شوند و فعل مسبب را در پس پرده اسباب می بینند و این مقامیست که افضل است از نزول تا بمقام روح زیراکه ارشاد و ہدایت باو مربوط است یعنی اینکه اغلب ہمین است که وقتی که نزول پایان تر بود ارشاد بالاتر رود چنانکه حضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم از ہمہ انبیا علیہم السلام پایان تر فرود آمده و در دعوت و ارشاد از ہمہ بالاتر رفته که بر سائر موجودات و کافہ مخلوقات مرسل گشته چہ بواسطہ نزول تام مناسبت بہمہ پیدا کرده و راه افاده بتمام تر گردیده ؏

پیش از ہمہ شاہان غیور آمده	ہر چند کہ آخر بہ ظہور آمدهٔ
ای ختم رسل قرب تو معلوم شد	دیر آمدهٔ زراه دور آمدهٔ

حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام پایان تر نیست بلکہ فوق تر است اما ارشاد از و مقصود نیست کہ عین مقصود است کما لا یستتر فیہ از ینجا ہویدا گردیده کہ نفس ارشاد منوط بر غایت ہبوط نیست البتہ کامل تر بودن آن مربوط بر آنست و فرقیکہ در میان اکمل و کامل است مخفی نیست از ینجا است کہ جملہ انبیا علیہم السلام کامل بودند و پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم اکمل قَالَ سُبْحَانَهُ تَعَالٰى تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ پس حاملان اول اول اند و حاملان ثانی ثانی یعنی آنانکہ تا بمقام قلب نزول نموده اند اکمل اند و آنانکہ تا بمقام روح نزول آورده اند کامل نہ اینکہ ایشان ناقص اند نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ بالجملہ ہنگام نزول تا بمقام روح توہم نقصان صرف بیجا است حضرت مجدد رضی اللہ عنہ ہرگز نزول حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ را ناقص نہ فرموده اند و رجوع الی البدایت فی نفسہ کمال است نہ نقص حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ در معارف لدنیہ مے فرماید —

اِنَّ الْعِنَايَةَ الْاِلٰهِيَّةَ جَلَّ سُلْطَانُهٗ تَجْتَبِيْ جَذْبَ الْمُرَادِيْنَ اَوَّلًا ثُمَّ تَسِيْرُ فِيْ

(بین السطور: فرمود اللہ تعالیٰ — این پیغمبران اند کہ فضیلت دادیم — بعض ایشان را بر بعض — پناہ مے خواہیم از خدا از ین)

(حاشیہ: یعنی عنایت الٰہیہ ... جذب مرادان ... [illegible])

طى منازل السلوك ثانياً فوجدت الله سبحانه اولاً عين الاشياء
كما قاله اصحاب التوحيد الوجودى من متأخرى الصوفية ثم وجدته
الله تعالى فى الاشياء من غير حلول وسريان ثم رأيته تعالى بعد
الاشياء ثم قبل الاشياء ثم رأيت الله سبحانه وما رأيت شيئاً من الاشياء وهو
المعنى بالتوحيد الشهودى وهو المعبر بالفناء وهو قدم
اول يوضع فى اطوار الولاية وكمال اسبق فى البداية وهذه
الرؤية فى اى مرتبة كانت من المراتب المذكورة تحصل
اولاً فى الآفاق وثانياً فى الانفس ثم ترقيت الى البقاء الذى
هو قدم ثان فى الولاية فرأيت الاشياء ثانياً ووجدت الله
تعالى عينها بل عين نفسى ثم وجدته تعالى قبل الاشياء
بل قبل نفسى ثم رأيته تعالى بعد الاشياء بل بعد نفسى
ثم رأيت الاشياء وما رأيت الله تعالى اصلاً وهى النهاية
هى الرجوع الى البداية والعود الى مرتبة العوام وهذا المقام
هو اتم مقامات دعوة الخلق الى الحق سبحانه واكمل منازل
التكميل والارشاد لتمية المناسبة الى الخلق المقتضية لكمال الافادة
ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم وكل من الاحوال
المذكورة والكمالات المسطورة حصل لى بل لكل من وصل
بطفيل افضل الانبياء واكمل البشر عليه وعليهم من الصلوات افضلها

حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ در رسالہ کہ بجواب حضرت شیخ تالیف
فرمودہ می فرمایند قولہ شما تنزل حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نوشتہ
اند ایشان وجہ ظہور کثرت خوارق عادات از جناب غوث الاعظم نوشتہ اند کہ

عروج ایشان از اکثر اولیا بلند تر واقع شده وجهت کثرت ظهور خوارق گردیده
هیچ جا بنسبت نقصان نزول بآن حضرت نکرده اند معاذ الله آنچه مقربان بے
خواهند میگوئید معلوم نیست که حضرت شیخ عبد الحق نقصان از کجا نوشته اند چنانکه
در کلام ایشان تجسس کرده شد هیچ جا بنسبت نقصان بآنجناب نکرده اند در صورت
نقصان نزول افاضه کم می شود و افادت جناب مبارک حضرت غوث الثقلین
واسطه فیض ولایت اند در عداد اصحاب کبار و اہلبیت عظام داخل اند رضی الله
تعالی عنهم وخود را نایب وآنجناب را منیب نوشته اند که خلیفه قائم مقام پیر مے شود
و در رساله دیگر می فرمایند قوله شما درباب حضرت غوث الثقلین قدس سره آنچه
از مقام ادب نوشتید که نزول ایشان ناقص بود نیز خلاف واقع است هیچ جا
این سخن نفرموده اند بلکه درباره غوث اعظم در مکتوب آخر جلد ثالث مکتوبات
خود نوشته اند که وصول فیوض وبرکات در راه ولایت بهر که باشد از اقطاب
ونجبا به توسط شریف ایشان مفهوم می شود معامله اولین بوجود حضرت
شیخ تعلق دارد ایشان واسطه رشد وهدایت اند و در همان مکتوب خود را
نایب وایشان را منیب خود نوشته اند که استفاده از طریقه علیا قادریه نیز دارند
و در رساله مکاشفات غیبیه میفرمایند که واصلان ذات که بافراد ملقب اند
اقل قلیل اند اکابر صحابه وائمه اثنا عشر از اهل بیت رضی الله تعالی عنهم باین
دولت فائز اند واز اکابر اولیا غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رح باین دولت
ممتاز اند و درین مقام شان خاص دارند و اولیاء دیگر ازین خصوصیت
قلیل النصیب اند و قرب شان بان خصوصیت از همه زیاده در ینباب متشارک
اند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ و در
رساله مبداء ومعاد میفرمایند که این درویش را درین عروج اخیر که عروج در

هیمیه

ح

مقامات اصلیست بالا از روحانیت حضرت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی بوده بقوت تصرف ازان مقامات گذرانیده باصل الاصل واصل گردانید
انتهی ازین هر سه عبارات که حضرت ایشان نوشته اند علو کمالات حضرت غوث
الثقلین و حسن عقیده و ادب آن قطب معظم رضی الله تعالی عنهما در یاب اما تحریر
این معنی که نزول ایشان تا مقام روح واقع شده هیچ دور از ادب نیست ظهور
کثرت خوارق که از حضرت غوث اعظم ظاهر گشت از هیچ کدام اولیاء آن
قدر ظهور نیافته بیان نموده اند که عروج حضرت غوث اعظم از اکثر اولیاء الله
بلند واقع شده و در جانب نزول تا مقام روح فرود آمده اند که از عالم اسباب
بلند تر است ازین تحریر هیچ منقصتی بحضرت شیخ قدس سره عائد نمی شود کما لا یخفی
همچنین آن متادب به اداب رسول خدا صلی الله علیه وسلم رعایت آداب جمیع
اولیاء باقصی مرتبه می نمودند در مکتوب چهل و دوم جلد ثانی میفرمایند من کمینه
خوشه چین خرمن هاے ایشانم در ذیل ذله برداران خوانهاے نعم ایشان
ایشان اند که مرا بانواع تربیت مربی ساخته اند و باصناف کرم و احسان منتفع گردانید
این بزرگواران در محبت حق عز و جل خود را و غیر خود را باخته اند و از خود و غیر
خود نام و نشان نه گذاشته باطل از سایه ایشان گریزان است اینجا همه حق
است و برای حق علماء ظاهرین از حقیقت اینها چه دریابند و غیر از مخالفت
صوری چه فهمند واز کمالات ایشان چه دریابند واز کمالات ایشان چه فرا
گیرند انتهی و در باره حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نوشته اند که شیخ از مقبولان
بنظر می آید منکر او در خطر است مایوس ماندگان از برکات آن بزرگوار است معلوم

نمودہ ایم وما از علوم معارف حظہا گرفتہ جَزَاہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنَّا خَیْرَ الْجَزَاءِ
جزا دہاد ورا اللہ تعالیٰ از ما بہترین جزا
و در رسالہ مبدء و معاد نوشتہ اند کہ از روحانیت حضرت قطب الدین قدس سرہ مراد درین کار مدد ہا رسیدہ پس مندفع شد آنچہ میگویند کہ ایشان تنقیص اولیا نمودہ اند این ہمہ از عدم تتبع کلام ایشان است انتہی و درین شک نیست کہ افادات حضرت مجدد رح از مدایح بزرگان دین عموماً و محامد حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ خصوصاً مالا مال است حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ در رسالہ مکاشفات غیبیہ می فرماید کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ الاقدس بعد از تحصیل جذبہ خواجہا قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم بسلوک فوقانی رجوع نمودند و سلوک را تا بنہایت رسانیدند و بفنا فی اللہ والبقا مشرف گشتند و این مرتبہ ولایت است بعد از ان بمقام شہادت کہ فوق ولایت است رفتند و نسبت آن بمقام ولایت نسبت تجلی صوری است بہ تجلی ذاتی بعد از ان بمقام صدیقیت کہ فوق شہادت است بہ نسبت مذکورہ عروج فرمودند تا نہایت بمقام صدیقیت رسیدند باوجود تحصیل این درجات کمال و تکمیل از راہ معیت ذاتی کہ حضرت امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ از ان راہ بہ غیب ہویت رفتہ بودند رفتند و در رنگ حضرت امیر در آن نقطہ نہایت مستہلک گشتند حضرت غوث الثقلین نیز ازین راہ بہ نہایت النہایت رسیدہ اند و دران نقطہ مستہلک گشتہ اند و ازین استہلاک در آن نقطہ نہایت مراتب ولایت خاصہ محمدی است علیہ الصلوٰۃ والسلام و آلہ الکرام اگر بقاے درین نہایت پیدا کنند از مرتبہ رسالت آنحضرت علیہ من الصلوات اتمہا و من التحیات اکملہا نیز بہرہ یابد این اکابر را نیز از ان مقام قسمی یا ز بقا ہست

که افاده طالبان ازان راه است انتهی این محامد را به عین انصاف نگریستنی است و بهتانات بی سروپا را پس پشت انداختنی ؎

جز این چه شکوه توانم ازان ستم گر کرد	که هرکه در حق من هرچه گفت باور کرد

قال — و آنکه در بعض مکتوبات نوشته اند که انگارم که حکمت در پیدا کردن من آن ست که تا کمال ابراهیمی و محمدی در یک جا جمع شود اشد و اعظم است از همه **اقول** این عبارت بعینه در مکتوبات شریف از نظر فقیر نه گزشته لیکن باید دانست که مراد از کمال ابراهیمی خلت است و از کمال محمدی محبوبیت و این بحث به کمال توضیح در رساله انوار احمدیه نگاشته ام من شاء فلیرجع الیها **قال** و آن سخن که ترکیب وجود من از بقیه جوهر یست یا خمیر مایه ایست که وجود حضرت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ازان ترکیب یافته است چنانکه ایجاد نخل از بقیه طینت آدم است **اقول** برین کلام هیچ نقض وارد کرده نه شد تا ازآن جواب داده شود اگر گفته شود که این مستلزم مساوات است جوابش بچند وجوه است **اول** آنکه در کلام حضرت مجدد رضی الله عنه لفظ ترکیب درج است و نه عبارت ایجاد و نه لفظ متکلم مذکور است عبارت مکتوب صدم از جلد ثالث که به شیخ نور الحق صادر شده این است بشنو بشنو هرچند درین دولت خاصه محمدی دیگرے را شرکت نیست اما این قدر می باید که ازان دولت خاصه او علیه الصلوة والسلام بعد از تخلیق و تکمیل او علیه الصلوة والسلام بقیه مانده بود که در خوان دولت ضیافت کریمان زیاد بہا لازم است که اولش گویان منسب خادمان بود آن بقیه را

بر یکے از دولتمندان او علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام او لش گویان عطا فرمودہ اند
وآن را خمیر ساختہ تخمیر طینت او نمودند بتبعیت و وراثت او شریک دولت خاص
او گردانیدہ اند عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔ ع بر کریمان کارہا دشوار نیست
این بقیہ در رنگ آن بقیہ طینت حضرت آدم است عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
والسَّلَامُ کہ نصیب خلقت درخت خرما آمدہ است کَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ اَكْرِمُوْا عَمَّتَكُمُ النَّخْلَةَ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ بَقِيَّةِ طِيْنَةِ
آدَمَ ع ۔ ع وَلِلْاَرْضِ مِنْ كَاسِ الْكِرَامِ نَصِيْبُ انتہی ازین عبارت
ظاہر است کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بطور عموم می فرمایند نہ آنکہ نفس القدس خود را
مراد داشتہ **دوم** آنکہ مراد از طینت درین مقام اخلاق حمیدہ اصلیہ حقیقیہ است
برای سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اگر ازان خاک مراد باشد پس ضرور بود کہ قبر وے
نزد قبر سرور عالم صاحبہم می بود چنانکہ قبر شیخین است رضی اللہ عنہما **سوم** آنکہ اگر
تسلیم کردہ شود کہ مراد از طینت خاک است پس شیخ اکبر در فتوحات نوشتہ کہ وجود
مبارک سیدنا علی مرتضی از بقیہ طینت آن حضرت است صلی اللہ علیہ وسلم فما
تخصیصکم الا تعاد فیہ بلکہ خود حضرت شیخ محدث در رسالہ بشران بالخبتہ
در حدیث در شان اہل بیت رضی اللہ تعالی عنہم از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم روایت
کردہ اِنَّهُمْ خُلِقُوْا مِنْ طِيْنَتِيْ و خطیب از ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کردہ
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اِنِّيْ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ خُلِقْنَا
مِنْ تُرْبَةٍ وَاحِدَةٍ مرزا محمد بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ این حدیث شواہد از عمر و
ابن عباس و ابو سعید و ابو ہریرہ بعضے را البعض قوت دہد و در کشف الغطا مذکور است

که عینی در شرح صحیح بخاری از ابن سیرین این حدیث آورده و از ابن عساکر مروی
است عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ
هَنِیْئًا لَّکَ مَرِیْئًا خُلِقْتَ مِنْ طِیْنَتِیْ وَاَبُوْکَ یَطِیْرُ مَعَ الْمَلٰٓئِکَۃِ فِی السَّمَآءِ
اشتباه - این معنی معقول نمی شود چراکه هر کس از نطفه والدین خود پیدا می شود
انتباه - اگر چیزها هستند که به عقل انسان ثابت نمی تواند شد از شرع ثابت می شود
یا کشف و الهام چنانچه نفس ولایت که عبارت از قرب بیچون است امام محی السنہ بغوی
رحمۃ اللہ علیہ در تفسیر معالم التنزیل در تفسیر آیہ کریمہ مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ
وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی اقوال علمای خراسانی ذکر کرده که گفته نطفه
که در رحم قرار می گیرد فرشته پارۂ خاک می اندازد از مکانے که دران دفن کرده خواهد شد
پس در نطفه می اندازد پس از خاک و نطفه آدمی پیدا می شود و خطیب از ابن مسعود
رضی اللہ عنہ روایت کرده که رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ
اِلَّا فِیْ سُرَّتِہٖ مِنْ تُرْبَتِہِ الَّتِیْ یُوْلَدُ مِنْهَا فَاِذَا اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ عُمُرِہٖ
رُدَّ اِلٰی تُرْبَتِہِ الَّتِیْ خُلِقَ مِنْهَا یُدْفَنُ فِیْهَا وَاِنِّیْ وَاَبَا بَکْرٍ
وَّعُمَرَ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَّفِیْهَا نُدْفَنُ یعنی نیست هیچ مولود
مگر آنکه در ناف او خاکی است که از آن پیدا شده بود پس چون به ارذل عمر یعنی بوقت
مرگ رسد باز گردانیده شود بهمان خاک که از ان پیدا شده بود و دفن کرده شود دران
بدرستی که من و ابوبکر و عمر از یک خاک پیدا شده ایم و یک جا مدفون خواهیم شد و
جانا است که خاکے که حق تعالے برای پیغمبرے مہیا کرده باشد و از بدو خلقت زمین آنرا
بانوار برکات و نزول رحمت پرورش کرده باشد از جملہ آن چیزے بقیه مانده باشد که خمیر

بایہ شخصے از اولیا شود این امر عقلاً محال نیست واز شرع مستفاد واز کشف ثابت می
شود واین را در اصطلاح اصالت گویند وصاحب اصالت در نظر کشفی چنان بنظر می در
آید کہ گویا جسدش مرصع است از جواہر واجساد دیگران از آب وگل چہارم انکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرمود طِيْنَةُ الْمُعْتَقِ طِيْنَةُ الْمُعْتِقِ رَوَاهُ ابْنُ النَّجَّارِ وَالدَّيْلَمِيُّ
فِي الْفِرْدَوْسِ واز سیر وتواریخ معلوم مے شود کہ آزاد کردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
قریب چہل کس بودند پس طینت ہمہ آنہا بمقتضی این حدیث طینت آنحضرت باشد
پنجم انکہ درخت خرما کہ از نباتات است بدین دولت سرفراز است در شان آن وارد
اَكْرِمُوْا عَمَّتَكُمُ النَّخْلَةَ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ فَضْلَةِ طِيْنَةِ اَبِيْكُمْ اٰدَمَ اَلْحَدِيْثُ اَخْرَجَهُ
الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيْخِ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَالْعُقَيْلِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ السُّنِّيِّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ
كِلَاهُمَا فِي الطِّبِّ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَتِ النَّخْلَةُ وَالرُّمَّانَةُ وَالْعِنَبُ
مِنْ فَضْلَةِ طِيْنَةِ اٰدَمَ پس اشرف افراد اکرم موالید کہ انسان است کہ بہ تخمیر طینت بنی خود
شرف اندوز ند چہ عجب وکدام مساوات است خدام لباسہای مخدومان را بے تکلف
استعمال می نمایند واز موائد نعم استیفاء تلذذ ذاتی کہ مخصوص بہ مخدومان است می نمایند
ہیچ کس گمان نمی برد کہ خادم مساوات شرکت با مخدوم بہم رساند درین نوع اہانت و
رفعت قدر مخدوم می افزاید ششم انکہ این کلام نہ امرے است مبتدع ایشان
بلکہ بسیاری از اولیا بدین قسم کلمات تکلم شدہ اند غائیت امر انکہ ایشان ہم از
مکشوف خود خبر دادہ اند شیخ شعرانی در لواقح الانوار از یکے ازین قوم حکایت می کنند
کہ میگفت خُلِقْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وہم شیخ شعرانی

در لواقح الانوار نقل از شیخ ابو الحسن شاذلی که قطب زمان خود بود می آرد الاولیاء علی ضربین صالحون وصدیقون فالصالحون ابدال الانبیاء والصدیقون ابدال الرسل فبینهم الصالحون والصدیقون بالتفضیل کما بین الانبیاء والرسل منهم طائفة انفردوا فی المادیة مادة من رسول الله صلی الله علیه وسلم یشهدونها وهم قلیلون وفی التحقیق عشرون وصادق کل نبی وولی بالاصالة من رسول الله لکن من الاولیاء من یشهد عنه ومنهم ایضا طائفة قد مدوا بالنور الالهی فنظروا حتی عرفوا ابائهم علی التحقیق وذلک کرامة لهم لا ینکرها الا من ینکر کرامة الاولیاء نعوذ بالله من النکران بعد العرفان

انتهی ای برادر نیک درین عبارت تامل نمای تا بدانی که شیخ بچه ترانه ترنم می نماید درسان عالم مشهور شده است حدیث خلقت من نوری این حدیث ناطق است بدانکه هرکه سوای سرور کائنات است علیه الصلوة والسلام از مومنین از نور او آفریده شده است شیخ درین مقام می فرماید که جماعه باشند که ماده خلقت انها کلا و بعضا بے واسطه نور محمدی نور الهی بود و به جهت تاکید این مقدمه می گوید وذلک کرامة لهم پس چسان باید گفت که این نیز دعوے شرکت است با فخر بشر صلی الله علیه وسلم ؎

از تو امین نیستم اے بخت ورنه پیش یار	می توانم حال خود گفتن زبانم لال نیست

قال وجای دیگر گفته اند که متابعت پنج مرتبه است که همه مراتب مارا حاصل است

اقول ندانم که این چه اعتراض است آیا معترض می خواهد که مراتب متابعت یکے حاصل نه شود ؎

نمی دانم ز منع گریه مطلب چیست ناصح را	دل از من دیده از من آستین از من کنار از من

معهذا در هیچ مقام این تقریر از نظر عاجز نه گزشته البته حضرت مجدد رحمة الله علیه
در مکتوب پنجاه و چهارم از جلد ثانی که به سید شاه محمد صدور یافته تحریر می فرمایند
که متابعت آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام که سرمایهٔ سعادت دینیه و دنیویه است
درجات و مراتب دارد درجه **اول** مر عوام اهل اسلام راست از اتیان احکام شرعیه
و متابعت سنت سنیه بعد از تصدیق قلبی پیش از اطمینان نفس که بدرجهٔ ولایت مربوط
است و علماء ظواهر و عباد و زهاد که معامله شان باطمینان نفس نه پیوسته است همه
درین درجه متابعت شریک اند و در حصول اتباع برابر اند درجهٔ دوم از متابعت
اتباع اقوال و اعمال اوست که بباطن تعلق دارد و از تهذیب اخلاق و دفع رذایل
صفات و ازالهٔ امراض باطنیه وغیره این درجه مخصوص است بارباب سلوک درجهٔ
سوم از متابعت اتباع احوال و اذواق و مواجید آن سرور است علیه و علی آله الصلوة
والسلام که بمقام ولایت خاصه تعلق دارد و این درجه مخصوص بارباب ولایت است که
مجذوب سالک باشند یا سالک مجذوب چون مرتبهٔ ولایت بانجام رسید نفس مطمئنه گشت
درجهٔ چهارم مخصوص بعلماء راسخین است که بعد از اطمینان بدولت متابعت
متحقق اند درجهٔ پنجم از متابعت اتباع کمالات آن سرور است علیه و علی آله الصلوة
والسلام که علم و عمل را در وصول آن کمالات مدخلی نیست بلکه حصول آنها مربوط به محض
فضل و احسان خداوندی است جل سلطانه و این درجه بس عالی است درجات سابق
را بآن مساسی نیست این کمالات بالاصالت مخصوص بانبیاء اولی العزم است علیهم الصلوة
والتسلیمات و بتبعیت و وراثت تا کرا باین دولت مشرف سازند درجهٔ ششم

از متابعت اتباع آن سرور است علیه وعلی آله الصلوة والسلام در کمال که مخصوص بمقام محبوبیت آن سرور است علیه وعلی آله الصلوة والسلام درین درجه افاضه کمالات بمجرد محبت است وفوق التفضل واحسان است ازین درجه متابعت نیز اقل قلیل را نصیب است درجه هفتم از متابعت است که تعلق به نزول وهبوط دارد واین درجه جامع جمیع درجات سابق است درین مقام تابع بمتبوع به نهجے مشابهت پیدا می کند که گویا اسم تبعیت از میان می خیزد وامتیاز تابع ومتبوع زایل می گردد بالجمله هر دولتے که آمده است از برای انبیا آمده است علیهم الصلوة والتحیات سعادت امتان است که بطفیل انبیا علیهم الصلوة والتسلیمات از آن دولت بهره یابند واز آولش ایشان تناول نمایند ؎

درقافله که اوست دانم نرسم	این بس که رسد ز دور بانگ جرسم

تابع کامل کسے است که باین هفت درجه متابعت متحلی شود انتهی مختصراً از ادنی تامل واضح شود که این کلام از نفس پاک وصاف است حضرت غلام علی شاه رحمة الله علیه فرماید شما درجات متابعت رسول خدا صلی الله علیه وسلم پنج مرتبه نوشتید ودعوے حصول بخود کردید وآن بغایت بعید می نماید بلکه ایشان درجات متابعت را هفت درجه ثابت کرده اند درجه اول اتیان احکام شرعیه است بعد تصدیق قلب پیش از اطمینان نفس درجه دوم تهذیب اخلاق است ورفع رذایل صفات وازالهٔ امراض باطنیه درجه سوم اتباع احوال واذواق ومواجید است درجه چهارم حصول اطمینان قلب است که اتباع هو لما جاء به المصطفیٰ صلی الله علیه وسلم گردد وبحصول مقام رضا چون وچرا بر مجاری تقدیر نماند درجه پنجم اتباع کمالات آن سرور است صلی الله علیه وسلم که حصول آن مربوط محض بفضل واحسان خداوندیست وعلم وعمل را در آن مدخلے نیست درجه ششم اتباع کمالاتے که مخصوص بمقام محبوبیت آن سرور است صلی الله علیه وسلم درجه هفتم متابعت آن است که تعلق به نزول وهبوط

ودعوت خلق دارد حضرت شیخ متابعت را محمول بر اعمال ظاهره دانسته استبعاد واستعجاب حصول این دولت می نمایند الحق اتباع جمیع اعمال ظاهری حبیب خدا صلی الله علیه وسلم نهایت متعسر است بلکه توان گفت که طاقت بشر آن را بر نتابد ما بعد ادای شکل وظایف طاعات بقدر میسور موافق حدیث شریف خُذُوا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا یُطِیقُوْنَ وآیه کریمه وَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ اگر موهبت الهی بجذبات محبت به تبعیت ووراثت درجات قربت حاصل شود نزد عقل سلیم وشرع قویم مستبعد نیست اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ حدیثی صحیح درین باب کمل اولیا را آن درجات حاصل است که بتجلیات صفات وتجلیات ذاتیه ترقی بمحبت الهی سرفراز اند اگر حضرت مجدد باین درجات برسند وبفضل الهی مستفیدان خود را برسانند جای تعجب چرا باشد آری اَلْمُعَاصَرَةُ اَصْلُ الْمُنَافَرَةِ انتهی

من بی درد لقب وای وفا کشتنیم	یار را از گله جور پشیمان کردم

قال وگفته اند که همه کمالات محمدیه بی تفاوت در ذات من حاصل است لیکن به تبع وطفیل است مردی ثقه صادق از ایشان شنیدم شخص گفت از اینجا فرقیت شما بر انبیا لازم می آید جواب دادند که آنجا باصالت است واینجا بالطفیل **اقول** حضرت غلام علی شاه صاحب فرماید که این خلاف واقع است این دعوی نه کرده اند این سخن گاهی نه گفته مگر اینکه از هر چه کمالات ما را عنایت شده بمتابعت وطفیل آن حضرت است صلی الله علیه وسلم در کلام ایشان بسیار است انتهی فقیر گوید انصاف فرموده شود بطلان کلام شیخ ازین رد ظاهر است که هرگاه وجود کمالات بالتبع تسلیم کرده شده پس بی تفاوت چگونه خواهد بود در ما بالذات وما بالتبع فرق آسمان وزمین است

دیدی چه بر سر آمد فرهاد را ز خسرو	در خاندان کسری این عدل وداد باشد

حضرت خواجه محمد پارسا علیه الرحمة در فصل الخطاب از عمدة العقائد عبدالله نسفی نقل مے فرمایند لَمْ نَالْ نَمْنَاتُهُ عِنْدَنَا تَثْبُتُ بِالْاِشْتِرَاكِ فِيْ جَمِيْعِ الْاَوْصَافِ حتی

لَوِ اخْتَلَفَا فِي وَصْفٍ لَا تَثْبُتُ الْمُمَاثَلَةُ لِأَنَّ الْمِثْلَيْنِ مَا يَسُدُّ أَحَدُهُمَا
مَسَدَّ الْآخَرِ ودر وجود نقص کمالات بالتبع محذوری نیست چه هرگاه مخدومان اولش
سجادمان عطا می فرمایند ایشان میگویند که بتبع وطفیل مخدومان از اطعمهٔ متنوعه حظ وافر
داریم وجمیع آلاء سفرهٔ مخدومان مارا حاصل است ازان کسی نمی فهمد که اینها ادعای
همسری وبرابری آنها می کنند زیرا که اصل اصل است وفرع فرع مخدوم مخدوم وخادم خادم
خادمان که به بارگاه رفیع سلاطین باری می یابند وآولش از خوان نعمت می خورند وعزت
وحرمت دارند همه اش به برکت متابعت مخدومان است ورنه مشهور است که ای ایاز
قدر خود بشناس پس هرگاه حضرت مجدد رضی الله عنه بدولت تبعیت واطاعت حضرت خیر البشر
علیه الصلوة والتحیه که آن اطاعت عین حضرت رب العزت است از کمالات نبویه وولایات
محمدیه علی صاحبها الصلوة والتحیة به طفیل سرور عالم صلی الله علیه وسلم وایش یافتند آنگاه اگر
برای اظهار نعماء پروردگار لب بیان کشودند واز زبان فرمودند که همه کمالات محمدیه در
ذات من به تبع وطفیل حاصل است وازان باکی نمی بینم یعنی کمالاتیکه حصول آن برای
امت مرحومه ممکن ودر حصول آن محذوری شرعی نیست ونبوت ورسالت من جمله
کمالاتی است که باحدی متوقع الحصول نیست پس باستثناء عقلی وبداهت عقل خارج
باشد لفظ تبع وطفیل از الفاظ معمولی انگاشته شود واین امری است که بنای طریقهٔ
نقشبندیه بر آن نهاده اند حضرت مجدد رحمه الله در معارف لدنیه می فرماید سلسلهٔ علیه
نقشبندیه از سائر سلاسل بوجوه فضیلت جدا است ومرتبهٔ این طریق بر سائر طرق بمراتب
هویدا است این سلسلهٔ علیه منتهی بحضرت صدیق است رضی الله تعالی عنه که افضل بنی
آدم است بعد الانبیاء به خلاف سلاسل دیگر ودرین طریق اندراج نهایت است در بدایت
بخلاف سائر طرق وشهودی که معتبر نزد این بزرگواران شهود دوامی است وتعبیر از آن به
یاد داشت کرده اند وشهودی که دوام نپذیرد نزد ایشان از حیز اعتبار ساقط است بخلاف

سایر سلاسل طے منازل این طریق بے متابعت تمام صاحب شریعت را علیه و علی آله الصلوة
والتسلیمات میسر نیست بخلاف طرق سلاسل دیگر که به متابعت فی الجمله بامداد و ریاضت و
مجاهدات بانقطاع می رسند این دعوی برهان می طلبد برهان آنست که این بزرگواران به مدد
جذبه راه را طی می کنند و در طریق دیگر بریاضات شاقه و مجاهدات شدید قطع منازل نمایند و جذبه
معنی محبوبیة می طلبد تا محبوب نباشد جذب نمی کنند و معنی محبوبیة وابسته بمتابعت
محبوب رب العالمین است علیه و علی آله الصلوة والسلام والتحیه آیه کریمه فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
شاهد این معنی است پس هر چند متابعت تمامتر جذبه بیشتر و هر چند جذبه بیشتر قطع
منازل آسانتر و زودتر پس متابعت تام شرط این بزرگواران آمد لهذا مهما امکن عمل به عزیمت
اختیار نمودند حتے که از ذکر جهر که عمده این راه است منع کردند و از سماع و رقص که زبده
ارباب احوال است اجتناب فرمودند و ظاهر است که کمالے که بر متابعت مترتب شود فوق
جمیع کمالات خواهد بود لاجرم این عزیزان فرموده اند که نسبت ما فوق همه نسبتها است
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ
پس طالبان حق را اختیار این طریق اولی و انسب باشد که راه به غایت نزدیکتر است و
مطلوب در نهایت رفعت انتهی قریب مقام شبهه ناشی می شود که چون بعضے از انبیا علیهم
السلام نیز در حصول بعضے از کمالات مخصوصه محمدیه طفیلی اند که بطفیل حضرت خاتمیت
علیه الصلوة والتحیه بان رتبه رسیده اند ناچار وهم مساوات درمیان حضرت مجدد و حضرات
انبیا ماسوائے حضرت مصطفی هنوز باقی است که درینجا همگنان طفیلی اند جوابش اینست که
در حقیقت درینجا دیگر انبیا هم طفیلی اند اما هر طفیلی یکسان نمی باشد نبی طفیلی هم جلیس
اصیل می باشند و ولی طفیلی خادم اند بلحاظ رتبه در صورت اول جلیس و هم لقمه می
گویند و در صورت ثانی تابع و آوش خورشان شیخ الشیوخ در عوارف می
می فرماید اٰخِرُ اَحْوَالِ الْاَوْلِيَاءِ اَوَّلُ اَحْوَالِ الْاَنْبِيَاءِ ... اَقْرَبُ الْاَحْوَالِ اِلَى النُّبُوَّةِ الصِّدِّيقِيَّةُ وَقَالَ اَبُو يَزِيدَ اٰخِرُ نِهَايَاتِ

الصِّدِّيقِيْنَ اَوَّلُ دَرَجَاتِ الْاَنْبِيَاءِ ؑ **قال** و یکے از یاران ایشان گفت کہ من مقام خود را فوق مقام انبیا می یابم و این را توجیہے کہ موجب اثبات و تصحیح آنست کردہ اند **اقول** این اتہام است ہرگز در کلام حضرت مجدد رضی اللہ عنہ اثبات و تصحیح مقولہ مستفسر موجود نیست ؎

	تاب ستمت جز دل آوارہ کہ داند		این صبر بجز عاشق بیچارہ کہ داند	

چہ بعض اقوال کہ بجواب این سوال در کلام حضرت ایشان رضی اللہ عنہ اندراج یافتہ است دلالت صریحہ می کند کہ نزد حضرت ایشان رضی اللہ عنہ این معنی از قوت متوہمہ است و محض خلاف واقع سالک این مقام را لازم است کہ ہنگام طریان چنین حالات باطلہ و خیالات عاطلہ ربقہ تقلید از دست نگذارد و ہر چہ در شریعت غرا وارد است کہ فضل کلی مر انبیا را است بدان متمسک باشد چنانچہ خود حضرت ایشان درین موقع سالک این مقام را بدین عبارت موعظت فرمودہ اند درین وقت التجا و تضرع و عجز و نیاز بہ حضرت حق سبحانہ تعالی در کار است تا آنچہ حقیقت کار است ظاہر گردد درین مقام از مزلت اقدام سالکان است الخ و ہم در مکتوب دو بیست و ہشتم از جلد اول این توہم را از جملہ اغلاط صوفیہ شمردہ از حق سبحانہ تعالی تعوذ خواستہ اند درین صورت صاف پیدا است کہ الفاظیکہ موجب اثبات و تصحیح باشد در کلام حضرت مجدد رضی اللہ عنہ یافتہ نمی شود ؎

	بہ صبر دل نہم اما خدا روا دارد		کہ این چنین ستمے بر دلم روا داری	

اکنون عبارت مکتوب شریف نقل می کنم تا واضح شود کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ چہا چہا تغلیط این فرمودہ اند عبارت مکتوب دو صد و ہشتم از جلد اول اینست فرزندی پرسیدہ بود کہ سالک این طریق در مقامات عروج گاہ انیست کہ خود را در مقامات انبیا علیہم من الصلوات و التسلیمات اتحاد اکملہا می یابد بلکہ در بعضے اوقات میداند کہ از ان مقامات

نیز بالفوق رفته است سر این معنی چیست و حالانکه مقرر ثابت و مجمع علیه است که فضل
مر انبیا را است علیهم الصلوة والتسلیمات و اولیا هر چه می یابند بطفیل ایشان می یابند و
به کمالات ولایت بتابعت ایشان میرسند جوابش آنست که مقامات انبیا علیهم الصلوة
والبرکات نهایات مقامات عروج ایشان نیست بلکه عروج این بزرگواران بمراتب از آن
مقامات بالا رفته است چه آن مقامات عبارت از اسماء الهی است جل سلطانه که مبادی
تعینات ایشان است و وسایل فیوض از حضرت ذات تعالی و تقدس چه حضرت ذات را بی توسط
اسماء بعالم هیچ مناسبتی نیست و غیر از غنا هیچ نسبتی حاصل نی کریمه ان الله لغنی عن العالمین
شاهد این معنی است و چون این بزرگواران از مراتب عروج نزول می فرمایند و انوار
بالا را با خود گرفته فرود می آیند در این اسماء علی تفاوت مراتبها که مشابهت با ختیار
طبیعت ایشان دارند اقامت می فرمایند و توطن می نمایند لهذا اگر کسی ایشان را
بعد از استقرار جدید در همان اسما یابد پس بلند استعداد که متوجه حضرت است تعالی
و تقدس ناچار در وقت عروج بآن اسما خواهد رسید و از انجا بالفوق خواهد گذشت الا
ماشاء الله تعالی اما ان سالک چون از بالا فرود آید و باسمی که مبدء تعین وجودی اوست
نزول نماید آن اسم البته پایان تر از ان اسامی که مقامات انبیا است علیهم الصلوة والتسلیمات
خواهد بود و تفاوت مقامات انجا ظاهر شد که مناط فضلیت است هر که مقام او بلند است
افضل است و تا سالک باز باسم خود نگردد و اسم خود را پایان تر از ان اسامی نیابد افضلیت
آن بزرگواران را بطریق ذوق و حال نتواند دریافت به تقلید ایشان را افضل میگوید
و به یقین سابق حکم باولویت ایشان می کند اما وجدان او مکذب حکم اوست درین وقت التجا
و تضرع و عجز و نیاز به حضرت حق سبحانه و تعالی درکار است تا انچه حقیقت کار است ظاهر
گردد و این مقام مزلت اقدام سالکان است و این جواب بامثالی واضح گردانیم ارباب
معقول گفته اند که دخان مرکب از اجزای ارضی و اجزای ناریست وقتی که دخان

۵۸ بدرستیکه اسما تعالی بمراتب از تجلی ملفوظات است ۱۲

صعود نماید اجزاے ارضی بہ مصاحبت اجزای ناری بالا خواہند رفت وبحصول قسر
قاسر عروج خواہند نمود گفتہ اند اگر دخان قوی باشد عروج او تا کرہ نار متحقق شود درین
صعود اجزاے ارضی بمقات اجزای آبی واجزائی ہوائی کہ بالطبع لتفوق دارند خواہند
رسید وازانجا عروج نمودہ بالا خواہند رفت درین صورت نمیتوان گفت
کہ رتبہ اجزاے ارضی بلند تراست از مرتبہ اجزاے آبی واجزاے ہوائی چہ آن تفوق
باعتبار قاسر بودہ است نہ باعتبار ذات وبعد از وصول بکرہ نار چون آن اجزاے
ارضی ہبوط نمایند وبمرکز طبعی خود برسند ہر آئینہ مقام اینہا
فرود تر از مقام آب وہوا خواہد بود پس در ما نحن فیہ عروج آن سالک ازان مقامات
باعتبار قاسر است کہ آن قاسر افراط حرارت محبت است وقوت جذب شوق وباعتبار
ذات مقام او تحت آن مقامات است این جواب کہ گفتہ شد مناسب حال منتہی است اما در ابتدا
اگر این توہم پیدا شود وخود را در فوق مقامات اکابر یابد وجہش آنست کہ ہر مقام را در
ابتدا وتوسط ظل ومثال است مبتدی ومتوسط چون بظلال اینہا میرسند خیال می
کنند کہ بہ حقیقت آن مقامات رسیدند فرق درمیان ظلال وحقایق نمی توانند کرد وہمچنین
شبہ ومثال اکابر را چون در ظلال مقامات ایشان می یابند خیال می کنند کہ شرکتے باکابر
در مقامات پیدا کردہ اند نہ چنین است بلکہ اینجا اشتباہ ظل شی است بنفس شی انتہی
امثال این اقوال کہ دال بر تبیین منشاء تغلیط وقت عروض این احوال باشد در مکاتیب
حضرت ایشان رضی اللہ عنہ جابجا اندراج یافتہ من شاء فلیرجع الیہا بہ پیشگاہ حضرت
غوث اعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نیز این چنین سوال پیش شدہ بود
وحضرت ممدوح رض بعد تفتیش واقعہ ازان منع فرمودند در بہجۃ الاسرار مذکور است
هٰكَذَا قِيلَ لِلشَّيْخِ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ فُلَانًا وَسَمُّوْا
أَحَدَهُمْ بِبَلَدِهٖ يَقُوْلُ إِنَّهٗ يَرَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِعَيْنَيْ رَأْسِهٖ فَاسْتَدْعَى وَسَأَلَهٗ

عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ فَانْتَهَرَهُ وَنَهَاهُ عَنْ هٰذَا الْقَوْلِ وَاَخَذَ عَلَيْهِ اَنْ لَا يَعُوْدَ اِلَيْهِ
فَقِيْلَ لَهٗ اَمُحِقٌّ هٰذَا اَمْ مُبْطِلٌ قَالَ هُوَ مُحِقٌّ وَتَلَبَّسَ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ
اَنَّهٗ اَشْهَدَهٗ بِبَصِيْرَتِهٖ نُوْرَ الْجَمَالِ ثُمَّ خَرَقَ مِنْ بَصِيْرَتِهٖ
اِلٰى بَصَرِهٖ مَنْفَذًا فَرَاٰى بِبَصَرِهٖ بِبَصِيْرَتِهٖ وَبَصِيْرَتُهٗ يَتَّصِلُ شُعَاعُهَا بِنُوْرِ
شُهُوْدِهٖ فَظَنَّ اَنَّ بَصَرَهٗ رَاٰى مَا شَهِدَتْهُ بَصِيْرَتُهٗ

مخشب برنفس لفظی پوشیده نیست که چنانکه تفوق مقام احدی بر
مقام انبیا علیهم السلام از محالات است همچنان رویت باری تعالی در دار دنیا و سر دو رویت قابل
تاویل می باشند **قال** و در جای تجلی محمدی و احمدی گفته اند **اقول** جای در تصانیف
حضرت مجدد رضی الله عنه تجلی محمدی و احمدی مذکور نیست اگر این کلام تسلیم نموده شود
پس می گوییم که در صحت کلام محل تردد نیست تجلی بمعنی روشن و آشکارا شدن و جلوه کردن
است پس اگر باین معنی تجلی محمدی و احمدی گفته شود گنجایش دارد چنانکه نزد صوفیه
قدس الله اسرارهم تجلی الٰہی تعالی و تقدس بهمان معنی مستعمل است در کتاب اخبار الاخیار
مذکور است که حضرت حبیب سید العالمین صلی الله علیه وسلم واله اجمعین نیز برای
ترتیب و تائید تجلی می فرمودند انتهی از شیخ ابو العباس قریشی منقول است که می گفت
وی رضی الله عنه والله اگر پوشیده شود از من دیدار انوار حضرت رسالت خاتمیت
علیه الصلوٰة والسلام ساعتی نمی شمارم خود را از جمله مسلمانان واگر منشاء اعتراض
این است که تجلی احمدی منسوب است بحضرت مجدد رحمة الله علیه که احمد نام دارد پس
کسے این را باور ندارد و این چنین اعتراض از شان معترض بعید تر باشد **قال** و دورهٔ
الف یا مجدد الف گفته اند **اقول** درین تعبیر اشاره است باین تقریر که چون حضرت
ایشان در سر الف مجدد شده اند فیضان ایشان در سالم الف ثانی ساری باشد
و در کدامی حدیث شریف نفی آن وارد نه شده الحق هزار سال باید که این چنین مجدد پیدا

در الفوز بعد از انتساب ایشان بسر کرده جای تجلی محمدی و احمدی گفته اند

در دورهٔ الف یا مجدد

در دنیا بوجود آید و فیض خدا اشاعت فرماید باقی مانده این امر که مجدد را از مجددیت خود خبر دادن و اعلان نمودن درست است یا نه جوازش از تقریرے که بالا بیان کرده شد ظاهر است چه مجددیت الف ثانی نعمت است از نعمت های الٰہی و تحدیث نعمت جایز بلکه واجب است از همین جا است که دیگر اکابر دین اظهار مجددیت خود نموده اند چنانچه علامه سیوطی در رساله تنبئه فی من یبعثه علی راس کل مائة بر مجددیت خود خبر داده است حیث قال اِنِّیْ الْمَبْعُوْثُ عَلٰی رَاسِ الْمِائَةِ التَّاسِعَةِ لِانْفِرَادِیْ بِالتَّبَحُّرِ فِیْ اَنْوَاعِ الْعُلُوْمِ مِنَ التَّفْسِیْرِ وَاُصُوْلِهٖ وَالْحَدِیْثِ وَعُلُوْمِهٖ وَالْفِقْهِ وَاُصُوْلِهٖ وَاللُّغَةِ وَاُصُوْلِهَا وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ وَاُصُوْلِهِمَا وَالْجَدَلِ وَالْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ وَالْبَدِیْعِ وَالتَّارِیْخِ وَتَصْنِیْفِیْ فِیْ جَمِیْعِ ذٰلِكَ الْمُصَنَّفَاتِ الْبَارِعَةِ الْفَائِقَةِ الَّتِیْ لَمْ اُسْبَقْ اِلٰی نَظِیْرِهَا وَعِدَّتُهَا اِلَی الْاٰنِ نَحْوُ خَمْسِ مِائَةِ مُؤَلَّفٍ وَقَدِ اخْتَرَعْتُ عِلْمَ اُصُوْلِ اللُّغَةِ وَدَوَّنْتُهٗ وَلَمْ اُسْبَقْ عَلَيْهِ وَهُوَ عَلٰی نَمَطِ عِلْمِ اُصُوْلِ الْحَدِیْثِ وَعِلْمِ اُصُوْلِ الْفِقْهِ وَسَارَتْ مُصَنَّفَاتِیْ وَعُلُوْمِیْ فِیْ سَائِرِ الْاَقْطَارِ

و این خطبه خوانی و خوش بیانی را کسے مکروه و محمول بر ترفع نفسانی نه نموده است بلکه ملا علی قاری گفته است که او در دعوی خود مقبول و مشکور است و امام غزالی هم ادعای مجددیت خود نموده است ازین تقریر ظاهر و باهر شد که اگر حضرت مجدد رحمة الله علیه خود را به مجدد الف ثانی ملقب فرمودند یا کدامی از علما حضرت ایشان را بخطاب مجدد یاد کرد محل انکار یا استبعاد نخواهد بود قال و امثال این کلمات در مکتوبات ایشان مذکور است و این همه را می گذرانیدیم تا نوبت باین مکتوب رسید که باعث این همه نفرت و وحشت گردید اقول اصل این است که علم تصوف دریای است ناپیدا کنار عبور بر آن کار هر کس نیست بساست

که مردم باصل مراد متکلم نمی رسند و بر اصطلاح صوفیه اطلاعی حاصل نمی نمایند و بر اقوال
مشایخ طریقت عرض نمی کنند و بر ظاهر الفاظ به نکته چینی و حرف گیری پیش می آیند
ازین رو ایشان را از کلام صوفیه نفرت و وحشت حاصل می گردد تا آنکه قائل به تکفیر
این طایفه یا احدے از اکابر می شوند حضرت شیخ در رساله مجمع البحرین می فرمایند از
وجوه اعراض و انکار برین طائفه علیه دقت علوم و لطافت اشارت ایشان است که در
فهم هر کس نرود و نه در آید انتهی و در همان کتاب بجای دیگر بدین الفاظ نوشته است گاه
باشد که در نفس الامر دلیلے باشد لیکن ناظر را قوت دریافت آن نبود انتهی قال گفته اند
که من هم مرید احمدام و هم مراد الله عز شانه سلسله ارادت من بی توسط با الله تعالی متصل
است تعالی و ید من نائب ید الله است سبحانه ارادت من به محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم
بوسائط کثیره است و در طریقه نقشبندیه بست و یک واسطه در میان است و در طریقه
قادریه بست و پنج واسطه و در طریقه چشتیه بست و هفت و ارادت من به الله قبول است
نمی نماید پس من هم مرید محمد رسول الله ام و هم هم پیر او صلی الله تعالی علیه وسلم و بر خوان
این دولت هر چند طفیلی ام اما ناخوانده نیامده ام و هر چند تابع ام اما از اصالت بی بهره نیم
و هر چند امتم اما شریک دولتم شرکتے که از آن دعوی همسری خیزد که آن کفر است بلکه
شرکت خادم است با مخدوم تا نطلبیده اند بر سفره این دولت حاضر نشده ام و تا نخواسته
اند دست باین دولت دراز نکرده هر چند اویسی ام اما مربی حاضر و ناظر دارم و هر چند
در طریقه نقشبندیه پیر من عبد الباقی است رضی الله تعالی عنه اما متکفل تربیت من الباقی
است جل جلاله و عم نواله من بفضل تربیت یافته ام و براه اجتبا رفته سلسله من سلسله
رحمانی است چه که عبد الرحمن ام چه رب من رحمن است جل شانه و عم احسانه و مربی من
ارحم الراحمین و طریقه من طریقه سبحانی است که از راه تنزیه رفته ام و از اسم و صفت
بجز ذات اقدس نخواسته این سبحانی نه آن سبحانی است که بسطامی بآن قائل گشته است

[illegible]

که آن را باین مساسے نیست آن از دائره النفس برآمده است و این ماورای النفس و
افاق است و آن تشبیه است که لباس تنزیه پوشیده است و این تنزیه است که گردے
از تشبیه بوی نرسیده و آن از سر چشمه سکر جوش زده و این از عین صحو برآمده است۔
اسم الرحمن در حق من اسباب تربیت از غیر از معدات نداشته است و علت فاعلی در تربیت
من غیر از فضل خود را نساخته از کمال کرم و اهتمام و غیرت که وی تعالی و تقدس در حق
من دارد تجویز نمی فرماید که فعل دیگرے را در تربیت من دخلے باشد و یا من بدیگرے درین
معنی متوجه گردم من مربای الہی ام جل شانه و مجتبای فضل و کرم نامتناهی او تعالی

بر کریمان کارہا دشوار نیست

اقول این عبارت مکتوب ہشتاد و ہفتم است که بمولانا محمد صالح کولابی در اسرار مراد
و مریدی صدور یافته پس اولا شرح این مکتوب نگارم سپس بدفع شبهات متوجه میگردم
قوله رضی الله عنه من ہم مرید الله ام جل علاه و ہم مراد الله عزوجل شانه بدانکه
لفظ مرید و مراد از مصطلحات صوفیه کرام است در فصل الخطاب بحواله ترجمه عوارف مذکور
است مرید و مراد را بر دو معنی اطلاق کنند یکے بر معنی مقتدی و متقدی دیگر بر معنی
محب و محبوب اما مرید بمعنی مقتدی آنست که دیده بصیرتش بنور ہدایت بینا گردد و به
نقصان خود نگرد و آتش طلب کمال در نهاد او بر افروزد و آرام نگیرد الا بحصول مراد و وجود
قرب حق سبحانه و ہر که بصفت اہل ارادت موسوم بود و بغیر حق سبحانه در دو کون آن مراد
دیگر دارد تا لحظه از طلب مراد بیارامد اسم ارادت بروی عاریت است و اما مراد بمعنی
مقتدی آن است که قوت ولایت او در تصرف بمرتبه تکمیل ناقصان رسیده است و
اختلاف انواع استعدادات و طرق ارشاد و تربیت بنظر عیان دیده انتهی اندرین صورت
میان مرید و مراد تلازم است یکی از دیگری منفک نشود پس ہر که مرید است مراد است
و ہر که مراد است مرید است

مقیدان تو از ذکر غیر خاموش اند — بخاطری که تو ئی دیگران فراموش اند

دربہجۃ الاسرار بہ کمال بسط تحقیق این الفاظ نمودہ شد درین مقام بطور اختصار مذکور می
شود ارادت ترک چیزی است کہ عادت آن داشتہ باشد ہر گاہ شخص حظوظ دنیوی و اخروی
را گزارد ارادہ اش کامل گردد لا یزید پس حقیقت ارادہ ذات خدا است عز و جل کہ دران بوث
زینت دنیا و آخرت نباشد پس مرید عامل کتاب و سنت باشد و بجا سوای آن گوش نہ نہد و
بنور خداوند تعالی می نگرد و سوائے وی کسی را فاعل حقیقی نہ بیند بلکہ آنہا سبب اند پس ہر گاہ
او مانوس بہ خلوت مع اللہ گردد و از معاصی مجتنب باشد و راضی بقضا باشد و امر باری تعالی
بہ پسند و از و عبرت کند و بذل جہد در محبت وی نماید و سببے کہ موصل الی اللہ باشد بان کوشد و
کار خود را مخفی و متواری دارد و ثنائے مردمان نہ پسندد و نوافل و عبادات خالصًا لوجہ اللہ
ادا کند تا آنکہ بحظیرہ قدس رسد و از خاصان گردد او را مراد گویند ؎

تا ترک مراد خود نگیری — یک بار مراد در کنارت ناید

پس از ہمہ بار سالکین الی اللہ کم گردد و معرفت ذاتش و سکون و طمانیت وی را حاصل شود پس
بحکمت و اسرار وی تعالی بعد اذن مترنم گردد و از و خبر دہد و این وقت وی بہ لقبے خاص
کہ از اقران متمائز باشد ملقب گردد و باسرار خاصہ آگاہ گردد ؎

در ہیچ زمان غیر بدل راہ ندادند — قومیکہ مرید و گروہے کہ مرادند

در لطائف اشرفی مذکور است (کتابیست مشہور) حضرت قدوۃ الکرامی فرمودند ہر کہ مرید است حقیقۃً مراد است
چہ اگر مراد حق نبودے او را خلعت ارادت نپوشانیدی فرق میان مرید و مراد آنست کہ
مرید مبتدی است و مراد منتہی مرید در تحملست و مراد محمول چنانچہ موسیٰ گفت رَبِّ اشْرَحْ لِی
صَدْرِی و محمد را صلی اللہ علیہ وسلم گفت اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ و ہم موسیٰ گفت علیہ السلام
رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ قَالَ لَنْ تَرَانِیْ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
را فرمان شد اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ و مرید روندہ است و مراد بردہ شدہ ہر کہ روندہ در پے بردہ

شده است ۵

یکی از جان رود در راه دادار	دگر را مے برند از جان باسرار
مرید اول بود آخر مراد است	میان این و آن فرقی فتاد است

حضرت قدوة الکرامی فرمودند در مرید حقیقی چهار چیز باید تا مرید حقیقی شود اول آنکه مرض وصحت او برابر باشد و بهمه حال برضای حق تعالے رود دوم حالت فقر وغنا وی را مستوی باشد سوم مدحت و مذمت خلق وی را یکسان نماید چهارم بهشت و دوزخ او را برابر باشد کما قال المرید لا یریبه من الکونین شیئا غیر الله — مرید را ارادت خود نباشد و مرید قائم بخود باشد و مراد قایم بحق و حضرت معترض آنچه معنی مرید و مراد بنگاشته باید انشاء الله تعالی در معنی مراد بنگاشته که نخست ایشان را جذبہ ربانی نماید پس معنی عبارت مکتوب شریف چنین باشد که من مجذوبم و اویسی ام و مجذوب اویسی همان طائفه را می گویند که بیواسطه ظاهر و بے تلقین ذکر واصل مقصود شود مثل شجره حضرت کلیم الله صلواة علیه السلام و مثل سیدنا اویس که احوال این طائفه جذبه بایشان منسوب است و این بحر و علم لدنی است که خدای تعالی گفته است وعلمناه من لدنا علما و سلطان العارفین در جواب دانشمندان گفتند که انتم اخذتم علومکم میتا عن میت ونحن اخذنا علومنا عن حی الذی لا یموت پس معلوم شد که مجذوبان که اویسیان می گویند مریدان حق شدند بیواسطه و هم مرادان حق شدند چرا که بعض فضل الهی طریقه وصول بیواسطه را خود او تعالی در قرآن مجید بیان کرده است فاینما تولوا فثم وجه الله ما من دابة الا هو اخذ بناصیتها الا انه بکل شیء محیط ونحن اقرب الیه من حبل الورید والله معکم اینما کنتم و این را بزرگان وجه خاص گفته اند حضرت مجدد رحمة الله علیه در رساله معارف لدنیه می فرمایند اعلم ان الولایة الخاصة المحمدیة علی صاحبها الصلوة

وَالسَّلَامُ وَالتَّحِيَّةُ مَخْصُوصَةٌ بِالْمَجْذُوبِيْنَ السَّالِكِيْنَ الَّذِيْنَ سُمُّوْا بِالْمُرَادِيْنَ
وَلَيْسَ لِلْمُرِيْدِيْنَ بِحَسَبِ اِسْتِعْدَادَاتِهِمُ الذَّاتِيَّةِ مِنْهَا نَصِيْبٌ وَنَعْنِيْ
بِالْمُرِيْدِيْنَ الَّذِيْنَ تَقَدَّمَ سُلُوْكُهُمْ عَلٰی جَذْبَتِهِمْ اِلَّا اَنْ يُّرَبِّيَ الْمُرَادُ
الْمَحْبُوْبُ الْمُرِيْدَ الْمُحِبَّ وَيَتَصَرَّفُ فِيْهِ وَيَجْذِبُهُ بِكَمَالِ تَصَرُّفِهٖ نَحْوَ
جَذْبِهٖ كَمَا هُوَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی
وَجْهَهٗ فَاِنَّهٗ سَالِكٌ مَجْذُوْبٌ وَصَلَ اِلَى الْوِلَايَةِ الْخَاصَّةِ تَرْبِيَتُهٗ عَلَيْهِ
وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ لِمَا تَصَرَّفَهٗ فِيْهِ وَجَذَبَهٗ اِيَّاهُ بِخِلَافِ
الْخُلَفَاءِ الثَّلَاثِ الْمُتَقَدِّمَةِ عَلَيْهِ فَاِنَّ جَذْبَهُمْ مُقَدَّمٌ عَلٰی سُلُوْكِهِمْ
كَمَا هُوَ حَالُ حَضْرَةِ الرِّسَالَةِ الْمُصْطَفَوِيَّةِ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ
فَاِنَّ جَذْبَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مُقَدَّمٌ عَلٰی سُلُوْكِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا يُتَوَهَّمُ اَنَّ كُلَّ مَجْذُوْبٍ سَالِكٍ يَصِلُ اِلٰی كَمَالَاتِ
الْوِلَايَةِ كَلَّا بَلْ لَوْ وُجِدَ وَاحِدٌ مِّنَ الْوُفٍ مِّنْهُمْ كَذٰلِكَ بَعْدَ قُرُوْنٍ
مُتَطَاوِلَةٍ لَاغْتُنِمَ وُجُوْدُهٗ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو
الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلسَّالِكُ الْمَجْذُوْبُ
لَهٗ زِيَادَةٌ فِي الْمَعْرِفَةِ عَلَى الْمَجْذُوْبِ السَّالِكِ وَالْمَحَبَّةُ عَلٰی عَكْسِ ذٰلِكَ لِاَنَّ
الْمَجْذُوْبَ السَّالِكَ رَبَّاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مِنْ اَوَّلِ الْاَمْرِ اِلٰی اٰخِرِهٖ بِمَحَبَّتِهِ الْخَاصَّةِ
وَجَذَبَهٗ اِلٰی جَنَابِ قُدْسِهٖ بِعِنَايَتِهِ الْكَامِلَةِ وَنَفٰی بِالْمَعْرِفَةِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالتَّجَلِّيَاتِ
الْاَفْعَالِيَّةِ مِنْ مَعْرِفَةِ الْاَشْيَاءِ الْكَوْنِيَّةِ وَالصِّفَاتِ الْاِضَافِيَّةِ الْاِلٰهِيَّةِ اَمَّا الْمَعْرِفَةُ

بدانکه ولایت خاصه محمدیه صلعم مخصوص است بمجذوبین سالکین که مرادین باشند و نیست برای مریدین نصیبے حسب استعدادات ذاتیہ مرادین
و مراد از مریدین زمره اولیا است که سلوک ایشان بر جذبه مقدم باشد مگر آنکه بیاید مراد محبوب مرید محب را و دروے تصرف کند و بکمال
خود جذب نماید بسوی جذبه خود مثل امیر المومنین علی بن ابی طالب که او سالک مجذوب بود و بولایت خاصه رسید بسبب تربیت و تصرف رسول صلعم
بخلاف خلفاء ثلثه که جذبه این حضرات مقدم بر سلوک ایشان است همین است کیفیت رسول الله صلی الله علیه و سلم که جذبه ...

المتعلقة بالذات تعالى وهي عبارة عن الجهل والمتعلقة بالصفات السلبية التنزيهية وهي مشتملة على الحيرة والمعرفة والمتعلقة بالصفات الذاتية الموجودة والمتعلقة بالشيون الذاتية الاعتبارية فالمجذوب السالك احق بها واولى بتفاصيلها اما المعارف المتعلقة بالمقامات العشرة من الزهد والتوكل والصبر والرضاء وغيرها فالسالك المجذوب احرى بها وبتفاصيلها لانه قطع تلك المقامات مفصلا وصبّ عليها ما ترتّب من دقائق كل مقام خلا ما لا يحصل للسالك المجذوب فالسالك المجذوب اتم في المقامات باعتبار الظاهر والصورة والمجذوب السالك اكمل فيها باعتبار الزبدة والخلاصة ولهذا اظنّ العوام الناظرون الى الصورة ان الاول اتم من الثاني في مقام الزهد والتوكل والصبر والرضاء وغيرها ولا يدرون ان وجود الرغبة في الثاني لا ينافي تمامية الزهد وكذا التعلق بالاسباب لا ينافي كمال التوكل ووجود الكراهة فيه لا ينافي الرضاء لان رغبته بالله تعالى وتعلقه بالاسباب ايضا بالله سبحانه وكذا الكراهة حاصل بالله عز وجل مع ان وجود هؤلاء الاوصاف فيه تمام المحبة لله سبحانه فلا يرغب في الدنيا الا لله سبحانه لا لغيره ولو كانت رغبته لنفسه فنفسه لربه فيكون تلك الرغبة في الحقيقة لاجل ربه عز وجل انتهى

این عبارت از جهل است و آنچه متعلق بصفات سلبیه تنزیهیه است آن مشتمل بر حیرت می باشد و معرفتے کہ متعلق بصفات ذاتیہ موجودہ و متعلق بشیون ذاتیہ اعتباریہ مے باشد پس مجذوب سالک احق باشد بآن و اولی باشد بہ تفاصیل آن لیکن معارف متعلقہ بمقامات عشرہ از زہد و توکل و صبر و رضا و غیرہ پس سالک مجذوب بآن و بہ تفاصیل آن لائق باشد زیرا کہ او آن مقامات را مفصلا قطع کردہ و بہ ترتیب آنہا عبور کردہ سالک مجذوب دقایق ہر مقام را کہ دانستہ باشد آن مقامات است کہ مجذوب را حاصل

دو عالم را بیکبار از دل تنگ | برون کردیم تا جان تو باشد

قوله رضی الله عنه سلسله ارادت من بے توسط بالله متصل است این عبارت محتمل معنیها است اولا سلسله ارادت من بے توسط بالله تعالی متصل است دیده که بعیرتم نور هدایتش بینا است و به نقصان خود می نگرد و آتش طلب کمال در نهادم بر فروخته و آرام نمیگیرد تا که حصول مراد و وجود قرب حق سبحانه تعالی

مست توام از باده و جام آزادم | صید توام از دانه و دام آزادم
مقصود من از کعبه و بتخانه توے | ورنه من ازین هر دو مقام آزادم

فیض بر دو قسم است فیض وهبی و فیض کسبی در فیض وهبی ضرورت وساطت و حاجت توسل نیست آنچه حق تعالی جل شانه بلا واسطه عنایت فرماید وهبی خوانندش والا کسبی شیخ محی الدین عربی در فصوص الحکم در فص داودی فرماید وَفِينَا مَنْ يَأْخُذُ عَنِ اللهِ فَيَكُونُ خَلِيفَةً عَنِ اللهِ بِعَيْنِ ذٰلِكَ الْحُكْمِ فَيَكُونُ الْمَادَّةُ لَهُ مِنْ حَيْثُ كَانَتِ الْمَادَّةُ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شیخ محی الدین بن عربی رحمة الله علیه در باب دو صد و پنجاه و پنجم از فتوحات مکیه می نگارد وَمِنْ خَصَائِصِ الْقُطْبِ أَنْ يَتَجَلّٰى بِاللهِ تَعَالٰى وَحْدَهُ وَلَا يَكُوْنُ هٰذِهِ الْمَرْتَبَةُ لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ أَبَدًا

در بحر المعانی می طرازد قطب عالم را فیض از حق تعالی بے واسطه باشد و قطب عالم را قطب الاقطاب نیز گویند انتهی بلکه خود حضرت شیخ رحمة الله علیه در رساله تحصیل الکمال الابدی باختیار الفقر المحمدی از حضرت شیخ علی متقی قدس سره که از شیخ عطا ناقل است نقل میکند قَدْ يُجْذَبُ الْعَبْدُ إِلَيْهِ فَلَا يَجْعَلُ عَلَيْهِ مِنَّةَ الْأُسْتَاذِ ـ شیخ عبد الوهاب شعرانی نیز همین تقریر را از شیخ تاج الدین عطاء الله نقل کند مولانا روم مے فرماید

پس فقیر انست لو بیواسطه است	شغلها را باوجودش رابطه است

مولانا عبد العلی در شرحش می طرازد یعنی بلاواسطه از حق میگیرد و انوار حق را بوجود او رابطهٔ خاص است که انوار حق به او بلاواسطه می رسد و ازینجا ظاهر شد که از اولیاء آن کسان هم هستند که از حق سبحانه فیض بلاواسطه می گیرند واسطه از میان برمی خیزد اگرچه آن سرور صلی الله علیه وسلم واسطه موصله بودند اما بعد اتصال پس در اخذ حاجت بواسطه نمی ماند و آن کس فقیر است از اولیاء الله و همین را مراد خوانند ثانیاً سلسله محبت من بی توسط بالله تعالی متصل است ؎

حاصل عشق از سه سخن بیش نیست	سوختن و سوختن و سوختن

این مرتبه الیست که قبول وسائط نخواهد ؎

ای من به سنت اگر هستی هست توئی	ور در بر من پیرهنی هست توئی
در راه غمت مرا نه تن ماند نه جان	ور زانکه مرا جان و تنی هست توئی

در انوار الرحمان تنویر الجنان ملفوظات مولانا عبد الرحمن صوفی لکهنوی که جامعش مولوی محمد نور الله بوده است تحریر است که ارشاد شد که شیخ رضی الله عنه بکمال تقوی و اتباع سنت فانی فی الرسول آن چنان گشته بود که ذات خود را غیر ذات آنحضرت نه پنداشت پس انچه از خواص آنحضرت صلی الله علیه وسلم بود لامحاله در ذات فانی ظاهر گردد و از جمله صفات نبوی رسیدن بخدا است بیواسطه و همین حال هر ولی است که فانی فی الشیخ شود یعنی میان خدا و طالب مرشد او واسطه است مادامیکه هستی طالب باقی است هرگاه که هستی خود را در هستی شیخ خود فنا کرد و هستی شیخ در خدا فنا گشته واصل خدا شد وصل او عین وصل فانی اوست ثالثاً سلسله ارادت بی توسط بالله متصل است توسط دو معنی دارد حیلولت و تبعیت مراد از توسط درین مقام حیلولت است نه تبعیت چنانچه حضرت مجدد رحمه الله این معنی را به عبارت اصح می فرماید که توسط آن سرور کائنات علیه وعلی آله

الصلوٰة والسّلام بدو معنی تواند بود یکے آنکه او صلی الله علیه وسلم حائل و حاجب بود درمیان سالک و درمیان مطلوب و معنی دوم آنست که سالک بطفیل او و بتوسط بتعیت ومتابعت او علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام بمطلوب واصل گردد در طریقه جذبه و سلوک پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بهر دو معنی کاین است بلکه می انگارم که درین طریق از شیوخ هر که درمیان آمده است متوسط و حاجب شهود سالک است فی ای اگر در راه آخر حال جذبه تدارک آن نه نماید و معامله از پرده به بے پردگی نه کشد زیراکه در طریق جذبه و بعد از رسیدن به حقیقت الحقایق توسط بمعنی ثانی است که طفیل و تبعیت است نه حیلولت و حجابیکه پرده شهود و مشاهده و مانند انها بود انتهی واین را بمثالی واضح گردانم علوم است که تحصیل علم ظاهری و تکمیل کتب درس یعنی از میزان تا بیضاوی محتاج باستادے کامل باشد که او سبقا سبقا روزانه درس دهد تا آنکه بمدتے خاص و معین بذریعه استاد اتفاق بهر ترتیب درسیه افتد و بدون تعلیم استاد فهم مطالب دشوار تر باشد و بعد از آنکه مرحله درس طے شده ملکه راسخ حاصل گردیده هر کتابے راکه مطالعه کند بر فهم آن قادر باشد و ضرورت استفاده از استاد نیفتد پس میتوان گفت که بحصول ملکه در فهم کتاب ضرورت حیلولت استفساره و توسط استاد نماند اگرچه این ملکه بذریعه و توسط تعلیم استاد است و ازین قول ناشکری استاد لازم نمی آید

رابعًا سلسله ارادت من بلا واسطه یعنی بلا واسطه غیر النبی بالله متصل است

شرط اول در طریق عاشقی دانی که چیست		ترک کردن هر دو عالم را و پشت پا زدن

قوله رضی الله عنه ید من نائب مناب ید الله است سبحانه یعنی هرگاه سلسله ارادت من بوجهے که مذکور شد بے توسط بالله متصل است پس ید من نائب مناب ید الله باشد که مقتضاے جذب یا اقتدا یا محبت چنین باشد **قوله** رضی الله عنه ارادت من به محمد رسول الله بوسائط کثیره است یعنی در فیض کسبے و سلوک نظیر ش زینه کاخ است که رسیدن به کلیه بتوسط می باشد **قوله** رضی الله عنه در طریقه نقشبندیه نسبت و یک واسطه درمیان است

درسلسلهٔ نقشبندیه نسبت بیک واسطه درمیان است

زیرا که حضرت مجدد رحمه الله ارادت و انابت از حضرت خواجه محمد باقی قدس سره دارند
و ایشان از حضرت مولانا خواجگی امکنگی رضی الله عنه و ایشان از حضرت مولانا درویش محمد عه
رضی الله عنه و ایشان از حضرت مولانا محمد زاهد رضی الله عنه و ایشان از حضرت مولانا خواجه عه
عبید الله احرار رضی الله عنه

عه از فرزندان خواجه محمد درویش بوده اند تربیت ظاهری و باطنی از پدر بزرگوار یافتند و در قصبه امکنگ که از مضافات سمرقند است سکونت داشتند عابد و زاهد بزرگ صاحب سکر و شغل کرامت و خوارق عادت بودند و همیشه خود را از چشم خلایق می پوشیدند و بستر حالات خود می کوشیدند و در سنه ... انتقال فرمودند مزار در امکنگ است عمر خود سال بوده عه جامع علوم ظاهری و باطنی و واقف رموز صوری و معنوی و با وصاف جذبات مولانا بستغرق و عظامتوجه بودند و اولا تا پانزده سال بصحبت و ریاضت گذرانده کمالات تجرید و درویزه بسر کمال رسانده و به هدایت خضر و پیش محمد زاهد آمدند و به تکمیل رسیدند در سنه ... وفات یافتند قرار در اسفرار است عه در فقر و تجرید و تفرید و ورع و تقوی و زهد و اتباع سنت و مقامات عالی داشتند و قبل از حضوری خواجه احرار چند سال بریاضت چشم از خواب نشناختند و باشاره غیبی بخدمت خواجه حاضر شده بشرف بیعت مشرف شدند خواجه بنور باطن دریافته باستقبال برآمدند و در راه اتفاق ملاقات شد تبقل گیر شده و در سایه درخت نشسته به بیعت خود سرفراز کردند و در همان وقت خرقه خلافت پوشیدند و رخصت فرمودند بجز یک صحبت اتفاق صحبت دیگر نیفتاد عه خواجه ناصر الدین عبید الله احرار بعد تحصیل علوم ظاهر از تاشکند سفر کرده در سمرقند رفتند و جابجا سیر نمودند و بسیاری حضرات را از خلفای والا درجات خواجه بهاء الدین شاه نقشبند دریافتند و صحبت داشتند و بفیض باطن مستفیض گشتند آخر به سمرقند بخدمت سید قاسم انوار که یکی از اولیاء کبار بود رسیدند و بخدمت مولانا شهاب الدین خاموش صحبت حاصل کردند و نیز خواجه سراج الدین پیرسمی مولانا حسام الدین و مولانا حمید شاشی و خواجه علاء الدین غجدوانی وغیرهم را دیدند بعد از آن بخدمت خواجه یعقوب چرخی حاضر شده دست ارادت و بیعت بدامان وی زدند و در چند سال بخدمت با عظمت وی حاضر مانده تکمیل یافتند ـ

حضرت خواجه بهترین و کامل ترین مریدان مولانا یعقوب چرخی اند و در سلسله خواجه احراری اند و مقتدای طریقت و در مقام حقیقت بوده اند و اهل ماوراءالنهر و خراسان ایشان را بجای بزرگ میدانستند و کرامات و خوارق عادات بی نهایت از ایشان بظهور رسیده ـ

ولادت در ماه رمضان سنه ... در قریه باغستان که از توابع تاشکند است بوده وفات ایشان شب شنبه بیست و نهم ربیع الاول سنه ۸۹۵ ... مدت عمر شریف نود سال است چند ماه کم و قبر ایشان در سمرقند است

والیشان از حضرت مولانا یعقوب چرخی رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه خواجگان امام الطریقه خواجه بهاء الدین نقشبند رضی الله عنه

۵۵ مولانا یعقوب چرخی عالم بودند بعلوم ظاهری و باطنی و جامع رموز صوری و معنوی اصل وی از موضع چرخ از مضافات غزنی است در مبادی احوال چندگاه در جامع هرات و چندگاه در دیار مصر به تحصیل علوم پرداختند بعد آن تحصیل علوم بجذبه محبت الهی باراده ارادت بخدمت حضرت شاه نقشبند روانه شدند در راه با فقیرے مجذوب ملاقی شدند فقیر گفت ای یعقوب زود زود قدم بردار که وقت آن رسیده است که تو از مقبولان حق باشی و بر زمین چند خطوط کشید خواجه یعقوب در دل اندیشیدند که آن خطوط را شمار کنم اگر طاق باشد کار من مبارک خواهد بود پس شمار کردند طاق برآمد بعد از آن در بخارا رسیدند و فال مصحف بکشادند بر سطر اول نوشته برآمد اولئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده از این اشارت غیبی مسرور شدند و بملازمت خواجه آمده دست ارادت بدامن آنحضرت زدند اول بار که بخدمت شریف ایشان رسیدند فرمودند که ما از خود کاری نمیکنیم امشب ببینیم اگر ترا قبول کنند ما نیز قبول کنیم مولانا یعقوب چرخی فرمودند که هرگز شبے سخت تر از آن بر من نگذشته است که آیا چه شود چون [illegible] بخدمت ایشان رفتم فرمودند قبول کردند و ایشان را بخواجه علاء الدین عطار سپردند بعد از وفات خواجه بزرگ در صحبت علاء الدین عطار بمرتبه کمال رسیدند و جامع گشتند بعلوم ظاهری و باطنی ولادت ایشان در غزنین است و قبر ایشان در موضع ملفتو که یکے از مواضع حصار شادمان است ۵۶ حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند امام طریقت پیر حقیقت حنفی مشرب بودند بلکه اکثر مشائخین طریق حنفی مذهب بودند حضرت خواجه شرافت سیادت موروثی داشت نسب آبای حضرت ایشان بچند واسطه بحضرت امام جعفر صادق میرسد خواجه میفرمودند که من و پدر و مادر من بصنعت کمخابافی و نقش دنکاسان مشغول بودیم از این سبب بنقشبند مشهور شدیم حضرت خواجه معانی آنکه سلسله ارادت بمیر سید کلال داشت از روحانیت خواجه عبدالخالق غجدوانی اویسی بود چنانچه از انجناب منقولست که شبے در مبادی احوال در حال غلبه و استغراق پس مزارات متبرکه از مزارهای بخارا رسیدم در سر هر مزار چراغے افروخته دیدم که با وجود موجودگی روغن و فتیله روشنی کم داشتند و فتیله احتیاج بودند که اگر اندک حرکت بایشان داده آید تا از آن چراغ بیرون آیند و بخوبی افروخته شوند چراغ [illegible] بهمان حال گذاشتم و در برون مزار آخرین رسیده متوجه بقبله نشستم و از خود غائب شدم و مشاهده کردم که دیوار قبله گورستان شق شده و تختے بزرگ پیدا آمد پرده‌ای سبز فرو هشته و گرداگرد آن تخت جماعتے بزرگ ایستاده در میان ایشان خواجه بابا محمد سماسی را شناختم دانستم که از گذشتگان اند پس از آن جماعت شخصے مرا گفت که بر این تخت خواجه عبدالخالق غجدوانی اند و این جماعت خلفای ایشان است و هر یک را اشارت کرد که این خواجه احمد صدیق و این اولیاء کبیر و این خواجه عارف ریوگری و این محمود انجیر فغنوی و این خواجه علی رامیتنی و این خواجه محمد سماسی که در حیات شناسی پس خواجه غجدوانی عنایت بحال من کردند و کلاهے عطا فرمودند و گفت که کرامت این کلاه اینست که بلای نازل شده از برکت پوشنده این کلاه دفع شود بعد از آن سخنانے که بمبدء سلوک و وسط و نهایت آن تعلق دارد باسم من رسیدن آوردند و فرمودند که چراغها که باین کیفیت بتو باز نموده اند اشارت است ترا [illegible] و قابلیت این راه که فتیله استعداد را باید حرکتی باید آورد تا روشن شود ولادت حضرت ایشان در محرم [illegible] در قصر عارفان بوده و وفات در شب دوشنبه سوم ماه ربیع الاول [illegible] هجری در مدت عمر شریف حضرت ایشان هفتاد و سه سال بوده و قبر ایشان [illegible] شهر بخارا است قصر عارفان خواجه بزرگ علیه الرحمة وصیت کرده بودند که پیش جنازه ما این بیت بخوانند ــ مفلسانیم آمده در کوی تو ــ شیئاً لله از جمال روی تو

والیشان از حضرت سید[۵۷] امیر کلال رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه[۵۸] محمد بابا سماسی رضی الله عنه والیشان از حضرت[۵۹] خواجه عزیزان علی رامیتنی رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه محمود[۶۰] انجیر فغنوی رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه[۶۱] محمد عارف ریوگری رضی الله عنه

۵۷ خواجه میر سید کلال در علم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت از اولیای عهد خود گوی سبقت برده و شرف سیادت نیز داشت مولد وے قریه سوخار است و به پیشه کلالے مشغول مے بود و در ابتداے حال کشتی میل تمام داشت روزے هنگام کشتی حضرت امیر قایم گرم بود و هزارها مخلوق حاضر بودند اتفاقاً محمد بابا سماسی را جانب طرف گذر افتاد و بنظاره آن ایستاده خیلے توقف کردند بعضے اصحاب در دل گذرانیدند که باعث چیست که خواجه سماسی بنظاره این بدعتیان ناکاره ایستاده اند محمد بابا برین خطره ایشان بنور باطن واقف شده فرمودند که درین معرکه مردے ست که بسے مردان بصحبت و برکت وے بکمال خواهند رسید میخواهم که او را صید دام خود کنم درهمین سخن بودند که میر کلال را نظر بجانب خواجه افتاد و از اعانت جذب و کشش خواجه لیشتافت و خود را بپاے خواجه انداخت و چون خواجه از انجا روانه شدند در رکاب وی بودند تا بخانقاه آمدند و مرید شدند و بکمالات ظاهری و باطنی رسیدند و باز روی کشتی ندیدند و حضرت بابا وی را بفرزندی قبول فرمودند و بخرقه خلافت نواخت جانشین خود کردند ولادت ایشان در موضع سوخار است و وفات ایشان در وقت نماز بامداد روز پنجشنبه هشتم جمادی الاول ۷۷۲ه بوده و قبر ایشان در موضع سوخار است ۱۲

۵۸ بابا سماسی کاس از توابع قصبه رامیتنی است و از بخارا بفاصله ۳ کروه واقع است ولادت ایشان در قریه سماسی بوده است که از جمله دیهائی رامیتنی است و قبر ایشان نیز در انجا است ۱۲

۵۹ خواجه علی رامیتنی از کبرا و مشائخ خاندان نقشبندیه اند لقب وی در سلسله این خاندان خواجه عزیزان ع‍ است مقامات رفیعه و کرامات عجیبه داشت و برای حصول قوت حلال بکسب بافندگی مشغول میماند مولد شریف وے موضع رامیتن است که قصبه بزرگ از مضافات بخارا بدو فرسنگ واقع است وفات در ۷۲۱ه بوده و مدت عمر یکصد و سی سال و قبر در خوارزم است ۱۲

۶۰ خواجه محمود ولادت ایشان در موضع انجیر فغنون است و آن دهی است از مضافات بخارا وفات ایشان در ۷۱۷ه بوده و قبر ایشان نیز در بخارا است ۱۲

۶۱ حضرت خواجه ریوگری از علماے اولیاے ترک اند در علم و حلم و ریاضت و متابعت سنت شان عالی داشت مولد و مدفن در موضع ریوگر است و آن ده است از توابع بخارا وفات ایشان در ۷۱۵ه بوده است ۱۲

والیشان از حضرت خواجہ جہان خواجہ عبدالخالق[۱۲] غجدوانی رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت خواجہ یوسف[۱۳] ہمدانی رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت ابو علی[۱۴] فارمدی رضی اللہ عنہ

۱۲ خواجہ عبدالخالق غجدوانی نام والد ایشان امام عبدالجمیل است و والدہ ایشان از اولاد ملوک روم بودہ و سرحلقہ سلسلہ خواجہای بزرگان و بزرگوار ایشان اند و انتساب خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ بایشان است عالم بودہ اند بعلوم ظاہری و باطنی و طریقہ ایشان تمام متابعت شرع شریف و سنت آن سرور صلعم بودہ خضر ایشان را در جوانی بفرزندی قبول نمودہ فرمودند بحوض آب در آمدہ و غوطہ خوردہ بدل بگو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و ذکر دل را بایشان آموختند چون خواجہ یوسف ہمدانی بہ بخارا آمدند صحبت ایشان را دریافتند و خرقہ از خواجہ یوسف پوشیدند و مرتبہ ولایت ایشان چنان شد کہ یک وقت ہر روز برای نماز بکعبہ میرفتند و میخواندند و می آمدند ولادت ایشان در غجدوان است و آن قصبہ ایست در شش فرسنگی از بخارا و نشو و نمای حضرت ایشان نیز در انجا ہست و این کلمات از ایشان است ہوش در دم و نظر بر قدم سفر در وطن خلوت در انجمن وفات ایشان در ۵۷۵ واقع شد و قبر ایشان در غجدوان است ۱۲

۱۳ حضرت خواجہ یوسف کنیت ایشان ابو یعقوب و اصل ایشان از ہمدان است و مرید شیخ ابو علی فارمدی اند و از شیخ ابو اسحاق شیرازی نیز استفادہ نمودہ اند و بشیخ عبداللہ جوینی و شیخ حسن سمنانی صحبت داشتہ اند و چون بہ بغداد رفتند حضرت غوث الثقلین را ہم دریافتند و در مجلس حضرت غوث اعظم اکثر حاضر می شدند حنفی مذہب و سرسلسلہ خواجہای بزرگوار بودہ اند ولادت ایشان در ۴۴۰ ہجری بودہ و وفات در راہ مرو در ۵۳۵ ہجری روی دادہ و قبر ایشان در مرو است ۱۲

۱۴ شیخ ابو علی فارمدی نام ایشان فضل بن محمد است و فارمد قریہ ایست از مضافات طوس شیخ الشیوخ خراسان بودہ اند و شاگرد استاد امام قشیری و انتساب وی در طریقت بدو طرف است یکی بشیخ بزرگوار ابو القاسم گرگانی طوسی و دوم بشیخ المشائخ ابو الحسن خرقانی قدس اللہ اسرارہم و با شیخ ابو سعید ابو الخیر ملاقات نمودہ اند وفات ایشان در ۴۷۷ ہجری بودہ و قبر در طوس است ـ

والیشان از حضرت خواجه ابوالحسن[۵۱۵] خرقانی رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه بایزید[۵۱۶] بسطامی رضی الله عنه والیشان از حضرت امام جعفر[۵۱۷] صادق رضی الله عنه -

۵۱۵ شیخ ابوالحسن خرقانی نام نامی وے علی بن جعفر است و خرقان موضعی است نزدیک به قزوین که شیخ در انجا سکونت داشت غوث و قطب روزگار خود بود و سلطان المشائخ و قطب اوتاد و انتساب وے در طریقت بروحانیت شیخ بایزید بسطامی است -

نقل است که شیخ در ابتدا تا دوازده سال نماز خفتن بجماعت در خرقان بگذاردی و روے بزیارت مزار شیخ بایزید بنهادے چون آنجا رسیدی بایستادی و گفتے بار خدایا از ان خلعت که نصیب بایزید عطا فرموده با بوالحسن هم نصیبه عطا کن و از انجا برگشتے و رو بخرقان بنهادی و نماز فجر بوضوء عشاء در خرقان گذاردے و بوقت باز آمدن پشت بجانب بایزید نکردے بعد از دوازده سال از تربت بایزید آوازے بر آمد که ای ابوالحسن گاه آن آمد که بنشینی و خلق را بحق رهنمائی کنی گفت من امی ام از قرآن و علم رموز شریعت چیزے ندانم آواز آمد که ای ابوالحسن یافتی آنچه از حق خواستی و فاتحه آغاز کن پس ابوالحسن فاتحه آغاز کرد تا چون بخرقان رسید قرآن تمام کردند و باب علوم ظاهری و باطنی برخود مفتوح یافتند وفات ایشان شب سه شنبه عاشوره ۴۲۵ هجری بوده

۵۱۶ بایزید بسطامی لقب ایشان سلطان العارفین و نام طیفور بن عیسی بن آدم بن [illegible] و شان است جد ایشان گبر بوده و بشرف اسلام مشرف شده و اصل ایشان از بسطام است صاحب شطحات نوشته که ایشان اویسی حضرت امام جعفر صادق رضی الله عنه و صاحب کرامات و لیا گوید که صد و سیزده پیر را خدمت کرده بودند سید الطائفه میفرمود که بایزید در میان ما چون جبرئیل است در ملائکه و از سخنان بلندی که از ایشان نقل میکنند شیخ الاسلام در ان شبهه میباید که بر بایزید فراوان [illegible] بسته [illegible]

۵۱۷ امام جعفر صادق کنیت ایشان ابو عبدالله است یا ابو اسمعیل لقب صادق جعفر نام او و ابن محمد باقر بن حسین بن علی مرتضی رضی الله عنهم ایشان امام ششم و نام مادر ایشان فروه بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی الله عنهم و مادر ام فروه اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق است رضی الله عنه نسبت خرقه [illegible] [illegible] حضرت امام محمد باقر بحضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه میرسد و دیگر از جد مادری خود قاسم بن محمد بن ابی بکر است و ایشان از سلمان فارسی و ایشان از صدیق اکبر رضی الله عنه ولادت ایشان بمدینه در سنه [illegible] از هجرت و بقولی ۸۳ه در روز دوشنبه هفدهم ربیع الاول بوده است و مدت عمر شریف ایشان شصت و هشت سال و بقولے شصت و پنج سال بوده وفات ایشان نیز در مدینه

والیشان از حضرت امام قاسم[۵۱۸] بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم والیشان از حضرت صاحب رسول اللہ سلمان فارسی[۵۱۹] رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق[۵۲۰] رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت خیر البریہ خاتم النبوۃ محمد[۵۲۱] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

۵۱۸ قاسم بن محمد از کبار تابعین اند و یکے از فقہاے سبعہ مدینہ و در خانہ عمہ خویش حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تربیت یافتہ اند یحییٰ بن معاذ فرمودہ اند کہ در مدینہ یکی را افضل تر از قاسم ندیدم و از زیادہ مردیست کہ ہیچ یکے را عالم تر از وے ندیدم و از عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ منقولست کہ اگر معاملہ خلافت باختیار من مے بود بقاسم میگذاشتم وفات الیشان در سنہ ۱۰۸ھ بودہ و بقولے سنہ ۱۰۶ ہجری و بقولے سنہ ۱۱۲ ہجری و سنہ ۱۰۱ ہجری نیز گفتہ اند

۵۱۹ حضرت سلمان فارسی کنیت الیشان ابو عبد اللہ است از کبار صحابہ بودہ اند احادیث در مناقب ایشان وارد است در علم باطن مرید حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بودہ اند وفات الیشان بمدائن بودہ است در سنہ ۳۳ ہجری عمر طویل داشتند واللہ اعلم بالصواب ۱۲

۵۲۰ حضرت ابو بکر صدیق لقب الیشان صدیق اکبر اول کسے کہ بے طلب معجزہ بہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ایمان آوردہ الیشان بودند از مناقب جلیلہ حضرت الیشان آنست کہ در غار رفیق آنحضرت بودند خلافت الیشان دو سال و سہ ماہ بود وفات در سنہ ۱۳ ہجری آخر روز دوشنبہ و بروایت صحیح شب سہ شنبہ مدت عمر شریف حضرت الیشان شصت و سہ سال بودہ و قبر ایشان متصل قبر حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم است ۱۲

۵۲۱ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ و علے آلہ و اصحابہ وسلم بہترین ماسواے اللہ از اطیاب و اشراف قبیلہ قریش اند ہم از جانب پدر و ہم از جانب مادر ولادت باسعادت باتفاق علما و اہل سیر بعد از طلوع صبح صادق و پیش از طلوع آفتاب روز دوشنبہ بودہ لیکن در تعیین سال و ماہ و تاریخ اختلافہا واقع است مشہور آنست کہ بدوازدہم ماہ ربیع الاول واقع شدہ نزول وحی بران سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام اولاً بروز دوشنبہ سیوم یا ہشتم ماہ ربیع اول سال چہل و یکم از ولادت آنحضرت صلعم بود سہ ہزار معجزات از آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر شدند بشب معراج بمقام دنی فتدلی رسیدند بعمر شصت و سہ سالگی رحلت فرمودند نزد جمہور ارباب سیر ہنگام چاشت روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول سال یازدہم از ہجرت ۱۲

نقشبندیہ عجب طائفۂ پرکار اند — کہ چو پرکار درین دائرہ سربرکار اند
ہمہ گرد آمدہ بر مرکز یک دائرہ اند — ہمہ واقف شدہ از گردش یک پرکار اند
نقشبندند ولے بند بیک نقش نیند — ہر دم از بو العجبی نقش دگر پیش آرند
در سیہ خانۂ صحرائے فنا کردہ نزول — ہمہ برتر زدہ زین شش تق زنگار رند
پاس انفاس بود خصلت این شاہ وشان — پاسبانند ولے بادشہ اخیار رند
خامشانند ولی وقت سخن طوطی وار — ہمہ شیرین حرکات و شکرین گفتار رند
ہر یکے سدا مانند بہ سیلان جہاد — کوہ از لومۂ لائم ہمہ بیجے نشمار رند
شاہد وشاہ وجود ند درین خار و لے — نہ چو منصور سر عربدہ جوئی دار رند
عورتے اند ولی دشمن صورتہا اند — هیجاند ولے از دو جہان بیزار رند
سر دہانند کہ تا سر نہی سبز نہ ہند — ساقیانند کہ انگور رنگے افشار رند
سرمۂ کوری چشمان ارادت میلان — مردم دیدۂ بیناہی او لوا الابصار رند
کرۂ خاک تجلی کند از پرتو شان — ہمہ ذرات جہان مقتبس انوار رند

قولہ رضی اللہ عنہ و در طریقۂ قادریہ نسبت بیچ زیرا کہ حضرت ایشان ارادت و انابت از حضرت شیخ اسکندر رحمۃ اللہ علیہ دارند و ایشان از حضرت شیخ کمال رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت شاہ فضیل رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید گدا رحمان رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید شمس الدین العارف رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید شمس الدین الصحرائی رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید عقیل رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید ﺷ...الدین رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت شاہ ابو صالح رضی اللہ عنہ و ایشان از [illegible] سید جنگی دوست رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت شاہ سید عبد اللہ رضی اللہ

در سلسلۂ قادریہ نسبت و پیچ

عنه والیشان از حضرت شاه سید یحیی زاهد رضی الله عنه والیشان از حضرت سید محمد مورث رضی الله عنه والیشان از حضرت سید شاه داود رضی الله عنه والیشان از حضرت شاه سید موسی رضی الله عنه والیشان از حضرت شاه سید عبدالله المورث رضی الله عنه والیشان از حضرت شاه موسی الجون رضی الله عنه والیشان از حضرت شاه سید عبدالله المحض رضی الله عنه و الیشان از حضرت سید حسن المثنی رضی الله عنه والیشان از حضرت امام حسن رضی الله عنه و الیشان از حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم الله وجهه والیشان از حضرت خاتم النبیین سید المرسلین محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم دارند **قوله رضی الله عنه** و در طریقه چشتیه نسبت دم گفت زیرا که حضرت ایشان ارادت و انابت از حضرت عبدالاحد رحمة الله علیه دارند والیشان از حضرت رکن الدین رحمة الله علیه والیشان از حضرت شیخ عبدالقدوس ۵۱ والیشان از حضرت شیخ محمد عارف ۵۲ رحمة الله علیه والیشان از حضرت شیخ احمد عارف رحمة الله علیه والیشان از حضرت شیخ عبدالحق ۵۳ ردولوی رحمة الله علیه والیشان از حضرت شیخ جلال ۵۴ پانی پتی رحمة الله علیه والیشان از حضرت شمس الدین ۵۵ ترک پانی پتی رحمة الله علیه والیشان از حضرت شیخ علاء الدین مخدوم ۵۶ علی احمد صابر رحمة الله علیه

۵۱ شیخ عبدالقدوس گنگوهی صاحب ظاهر و باطن و وجد و سماع بودند و از روحانیت شیخ احمد عبدالحق نیز تربیت یافته اند در ۹۴۵ هجری انتقال فرمودند قبر در گنگوه است که از توابع دهلی است ۱۲

۵۲ شیخ محمد عارف شیخے عظیم الشان بودند در طریقت و معرفت ثانی خود نداشت در ۸۹۸ هجری وفات یافتند

۵۳ شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدوهٔ اهل طریقت بودند و از عمر خردسالی ولولهٔ محبت و شور عشق در سر داشتند بتاریخ پانزدهم جمادی الثانی ۸۳۶ هجری انتقال فرمودند ۱۲

۵۴ - جلال الدین پانی پتی گازرونی صاحب کشف و کرامت و عشق و محبت بودند در ۷۶۵ هجری انتقال نمودند

۵۵ - شمس الدین ترک پانی پتی مقامات عالیه داشتند و از شیخ فرید هم خرقه خلافت پوشیده در ۷۱۶ انتقال فرمودند ۵۶ حضرت علی صابر رحمة الله علیه پیر طریقت و حقیقت بودند رتبه رفیع و منزلت بلند داشتند بتاریخ سیزدهم ربیع الاول ۶۹۰ هجری انتقال فرمودند و این فقیر بشرف زیارت مزار حضرت مشرف شده است ۱۲

سلسلهٔ مجددیه

والیشان از حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمة الله علیه والیشان از حضرت خواجه قطب الدین ۹۲ بختیار کاکی رحمة الله علیه والیشان از حضرت امام الطریقه خواجه معین الدین ۹۳ حسن سنجری چشتی رضی الله عنه

۹۱ حضرت فرید گنج شکر از اعیان اولیا و ارکان اتقیا بودند ولادت شیخ در کتهوال شده خطاب لطب الموصوف قطب الهند و گنج شکر بوده است گنج شکر از آن گویند که سوداگری شکر از ملتان بار کرده بسمت دهلی میرفت چون ساجودهن رسید شیخ ازوی پرسیدند که بر شتران چه بار کرده گفت نمک است فرمودند که بهتر است نمک خواهد بود چون بمنزل رسید بارها را کشاده همه بارها را پر از نمک یافت حیران بماند و دانست که زدیم این حال از شامت دروغ گوئی من است همان وقت روانه خدمت شیخ گشت و حاضر آمده عذر ها خواست و نیازمندی نمود فرمودند که اگر شکر بود شکر خواهد شد و همچنان بوقوع آمد چنانچه خان خانان محمد بیرم خان این قصه را نظم کرده است **شعر**

کان نمک جهان شکر شیخ بحر و بر * آن کز شکر نمک کند و از نمک شکر * وفات حضرت ایشان روز سه شنبه پنجم ماه محرم سنه ۶۶۴ هجری اتفاق افتاده مدت عمر نود و پنج سال قبر در پتن است مابین ملتان و لاهور ۹۲ حضرت قطب الدین کاکی مولد و اصل حضرت ایشان از اوش فرغانه است و آن قصبه ایست از توابع اندجان کاکی از آن جهت گویند که چون در دهلی متوطن شده اند و فتوح از کس قبول نمیفرمودند و خود همیشه مستغرق میبودند بر فرزندان ایشان بعسرت میگذشت که از زن بقالی که در همسایه ایشان بود بعد از فاقهای جزوی قرض نموده اوقات گذاری خود می نمودند روزی زن آن بقال گفت اگر من همسایگی شما نمی بودم کار شما بهلاکت می رسید این سخن بطبیعت ایشان گران آمد عهد کردند که از قرض نگیرند و روزی این قضیه را بعرض خواجه رسانیدند فرمودند که هرگز من بعد کسے قرض نگیریم و در وقت حاجت بطاقیکه در حجره ماست دست انداخته بقدر حاجت نان کاک برآرند و صرف خود کنند و هر که خواهند بدهند بعد از آن هرگاه که میخواستند از آن طاق نان میگرفتند و این نان را کاک میگویند در مجلس سماع برین بیت احمد جام **شعر** کشتگان خنجر تسلیم را * هر زمان از غیب جانے دیگر است * بروز دوشنبه چاردهم ربیع الاول سنه ۶۳۳ هجری انتقال فرمودند ۹۳ حضرت خواجه معین الدین چشتی رحمة الله علیه قطب وقت و صاحب الشرف و نیر انوار معرفت و مشرق القلوب منبع مشایخ اجل و مقتدای اولیای اکمل بوده اند اهل هند ارادت بخدمت حضرت ایشان بوده و در جمیع علوم ظاهری و باطنی یگانه زمان بوده اند کرامات و خوارق عادات عجیب غریب از حضرت ایشان بظهور آمده زیاده از حد بیان است گویند که چون حق تعالی حضرت ایشان را توفیق توبه کرامت فرمود املاک و اسباب خود را صرف درویشان نموده متوجه سمرقند و بخارا شدند و در آنجا حفظ قرآن مجید و کسب علوم نموده اند و از آنجا بطرف عراق و عرب عزیمت کردند چون بقصبه هارون که از نواحی نیشاپور است رسیدند حضرت شیخ عثمان هارونی را ملازمت نموده اند و بیست سال بخدمت شیخ بودند حضرت خواجه در سیاحی اکثر از مشایخ کبار را یافته اند چنانچه بصحبت حضرت غوث الثقلین رضی الله عنه در جیلان رسیده پنج ماه و هفت روز با ایشان بوده انواع فوائد ربوده اند و شیخ نجم الدین کبری را در خیوار و خواجه یوسف همدانی را در همدان و شیخ ابو سعید تبریزی را در تبریز و شیخ حسین زنجانی را در لاهور دیده اند و از بلخ بلاهور آمدند و از آنجا بدهلی و از دهلی باجمیر رفته متوطن شده اند ولادت حضرت خواجه در سنه ۵۳۷ هجری وفات حضرت ایشان روز دوشنبه ششم ماه رجب سنه ۶۳۳ هجری بوده مزار پر انوار در اجمیر زیارتگاه و متبرک است و فقیر چند بار بزیارت مشرف شده ۱۲

والیشان از حضرت خواجہ عثمان ۵۱ ہارونی رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت حاجی ۵۲ شریف زندنی رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت خواجہ قطب الدین مودود ۵۳ چشتی رضی اللہ عنہ

سنہ ۵۱ حضرت شیخ عثمان ہارونی قطب وقت و یگانہ عصر خود بودہ اند و بموضع ہارون کہ دیہی از مضافات نیشاپور است سکونت داشتند و ہفتاد سال از عمر خود در ریاضت گذرانیدند و درین مدت آب و طعام سیر نخوردند و شبہا خواب نکردند و دعائی حضرت ایشان گاہی از حضرت رب العزت رد نگردید و حافظ کلام ربانی بودند و ہر روز یک ختم قرآن کردندے و در سماع ذوق و شوق تمام داشتندی وفات حضرت ایشان بہ شانزدہم ماہ شوال است در ٦١٧ہ ہجری قبر در مکہ معظمہ است نود و یک سال عمر داشتند ۱۲

سنہ ۵۲ خواجہ حاجی شریف زندنی صاحب احوال عجیبہ و مقامات غریبہ بودند و از عمر چہاردہ سالگی وضوی بجز متوضا نشکست و ہمیشہ جامہ ہای کہنہ پوشیدندے و فقر و فاقہ را دوست داشتندے و روزہ حضرت ایشان روزہ طے بود بعد سہ روز بسبزی بے نمک افطار کردندے و آن سبزی بے نمک دیگر ہر کسے کہ خوردے مجذوب گشتے و اکثر سماع شنیدندے و حین سماع چنان گریستندے کہ بیہوش گشتندے و اگر دنیادار در مجلس سماع ایشان حاضر شدی تارک الدنیا گردیدی بتاریخ دہم ماہ رجب ٦١٢ہ ہجری وفات یافتند عمر شریف حضرت ایشان یکصد و بیست سال بود سنہ ۵۳ خواجہ مودود چشتی ولی مادرزاد بودند و قطب الاقطاب و قطب الدین لقب داشتند و بخطاب شیخ صوفیان و چراغ چشتیان و یگانہ روزگار و محبوب پروردگار و صاحب الاسرار و مخزن الانوار مخاطب بودند و خرقہ فقر و ارادت از پدر بزرگوار خود داشتند و در ہوا طیران ہی نمودندے و در عمر ہفت سالگی قرآن حفظ کردند و در عمر شانزدہ سالگی بکمال تحصیل علوم رسیدند منہاج العارفین و خلاصۃ الشریعۃ تصنیف فرمودند چون بعمر بست و نہ سالگی رسیدند پدر حضرت ایشان برحمت حق پیوستند و حضرت ایشان بر سجادۂ شیخیت نشستند و بہدایت خلق مشغول گشتند چنانچہ از بیت المقدس تا نواحی چشت و بلخ و بخارا و غیرہ سیر نمودند و دو ہزار خلفاے نامدار داشتند و مریدان حضرت را حدے و نہایتے نبود و با شیخ الاسلام احمد جام ملاقات داشتند و چون خواجہ مودود التماس تربیت و اخلاص خویش بخدمت ایشان نمودند حضرت شیخ احمد جام دست حضرت ایشان را گرفتند و برکنار چار بالش خود نشاندند و سہ بار فرمودند لشرط علم لشرط علم و سہ روز بخدمت حضرت شیخ جام بودند و فائدہا حاصل نمودند و سلسلہ چشتیہ از خواجہ مودود و بحضرت شیخ جام نیز میرسد وفات ایشان در غرہ رجب ٥٢٧ہ بودہ و قبر حضرت ایشان نیز در مزار متبرکہ چشت است ۱۲

باب مجددیه

والیشان ۵۱ از حضرت خواجه ناصر الدین ابی ۵۱ یوسف چشتی والیشان ۵۲ از حضرت خواجه ابو محمد ۵۲ چشتی رضی الله عنه والیشان ۵۳ از حضرت ابو احمد ۵۳ چشتی رضی الله عنه ،

۵۱ حضرت خواجه یوسف رحمة الله لقب ناصر الدین داشتندی و خواهرزاده و مرید و تربیت یافته خواجه محمد بن خواجه ابو احمد چشتی اند گویند که خواجه محمد همشیره داشتند که سن او به چهل رسیده بود و بجهت خدمت برادر ارادت تزوج نداشتند و بطاعت و عبادت خدا تعالی مشغول بودند شبی خواجه محمد بزرگوار خود خواجه ابو احمد را در خواب دیدند که فرمودند در ولایت شام فلان مردیست محمد سمعان نام تحصیل علوم کرده و صالح است خواهر خود را باو عقد کن خواجه او را طلب داشته همشیره را باو عقد کردند و خواجه یوسف در چشت از ایشان متولد شدند و بر ایشان در آخر عمر سکر و حیرت چنان غلبه کرده بود که گاه بودی که خادم آب وضو ریختی در اثنای وضو از خود غائب می شدند و ساعتی در ان غیبت می ماندند و باز حاضر می شدند و وضو را باتمام می رسانیدند وفات ایشان در چهارم ربیع الآخر در ۴۵۹ھ هجری روی داده و مدت عمر هشتاد و چهار سال بوده ۱۲

۵۲ خواجه ابو محمد چشتی از اولیای کبار و مشائخ نامدار و مقتدای روزگار بودند لقب حضرت ایشان ناصح الدین ولی مادرزاد بود شانی عظیم و رتبهٔ بلند داشتند خرقه فقر و خلافت از پدر بزرگوار خود پوشیدند گویند در غزوه سومنات همراه محمود سبکتگین در سن هفتاد سالگی بودند کار بر محمود با شارت و بشارت رفته بودند و ببرکت اقدام ایشان فتح و نصرت شده وفات ایشان در غره رجب ۴۱۱ھ هجری بوده و قبر ایشان در چشت است ۵۳ حضرت خواجه احمد ابدال چشتی سر حلقه سلسله چشتیانند و مرید شیخ ابو اسحاق شامی اند گویند چون شیخ ابو اسحاق بقصبه چشت رسیدند خواجه دست ارادت بدامان شیخ زدند نقل است که روزی خواجه ابو احمد در سن بیست سالگی همراه پدر خود سلطان فرسنافه بقصد شکار جانب کوه رفتند و در اثنای شکار از پدر و اتباع جدا افتادند بکوهی رسیدند که چهل از رجال الله در سنگی استاده بودند و شیخ ابو اسحاق شامی نیز در میان آن جماعه بودند حال بر ایشان بگشت از اسپ فرود آمده در پای شیخ ابو اسحاق افتادند و سلاح هر چه داشتند بگذاشتند و پشمینه پوشیده با ایشان روان شدند هر چند پدر و مردم طلب کردند ایشان را نیافتند بعد از چند روز خبر آوردند که با شیخ ابو اسحاق اند در فلان موضع پدر ایشان جمعی را فرستاد تا بیاورند هر چند پند دادند و بند نهادند باز نگشتند آورده و سود نه بخشید ولادت ایشان ۲۶۰ھ هجری بوده وفات در دهم جمادی الآخر ۳۵۵ھ روی داده و قبر ایشان در چشت است ۱۲

والیشان از حضرت خواجه ابو اسحاق شامی رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه ممشاد علو دینوری رضی الله عنه والیشان از حضرت امین الدین خواجه هبیره بصری رضی الله عنه

۵۱ ابو اسحاق شامی جامع میان علوم ظاهری و باطنی بودند در زهد و ریاضت از خلق بی نیاز و با خالق در مسالک
درویشان هم از دیگر اولیا ممتاز و در فقر سرافراز بودند بعد هفت روز روزه افطار کردندی و فرمودندی که معراج الفقر
الجوع در اوائل چون خواستند که مرید یکی از اولیاء الله شوند چهل روز پی در پی استخاره کردند آخر هاتف غیب آواز داد که ای
ابو اسحاق برو دست ارادت بدامان ممشاد دینوری زن که بمراد خواهی رسید پس بخدمت خواجه دینوری حاضر شدند قریب
هفت سال بخدمت حاضر ماندند بتکمیل رسیدند و خرقه خلافت یافتند و سید فرقه مشایخ اهل چشت نیک سرشت گردیدند چون در
بغداد بخدمت پیر روشن ضمیر خود حاضر شدند حضرت خواجه فرمودند که بار کجایی و چه نام داری گفتند که بنام ابو اسحاق چشتی
موسوم فرمودند که شما خواجه اهل چشت هستید چون خلافت یافتند باز رخصت پیر خود بمقام چشت تشریف بردند و بخواجه
چشت اشتهار یافتند وفات ایشان بتاریخ چهاردهم ماه ربیع الثانی ۳۲۹ هجری است مزار پر انوار در شهر عکه نزد بادشاه ملحق شد

۵۲ خواجه علو دینوری هم از مشایخ عراق صاحب ولایت و کشف و کرامات از اقران شیخ جنید و رویم و ثوری بودند و بصحبت
خلفای شیخ معروف کرخی نیز شرفیاب شده اند و از ایشان نیز خرقه خلافت داشتند و در سلسله معروف کرخی نیز صاحب
اجازت بوده اند بعضی گویند که خواجه علو دینوری و خواجه علو ممشاد دینوری یکی بوده اند بعضی گویند که هر دو دو بزرگ اند
انتقال ایشان در ۲۹۸ هجری بود ۔۔

۵۳ خواجه هبیره بصری در فقر مقام رفیع داشتند در عمر هفده سالگی بتکمیل علم رسیدند و قرآن حفظ نمودند چنانچه
هر روز دو ختم قرآن کردندی و مجاهده و ریاضت شاقه نمودندی روزی از غایت محبت حق بحق نالیدند ندا رسید که
ای هبیره ما ترا بخشیدیم باید که برای حصول مقامات فقر نزد حذیفه مرعشی بروی پس وی بارشاد ربانی بخدمت خواجه
مرعشی رسیدند و مرید شدند چون قبل از ارادت تا سی سال ریاضت سخت و محنت شاقه بجا آورده بودند در یک
هفته بمقام قرب رسیدند و بعد یکسال خرقه خلافت یافتند و از روزیکه خرقه فقر پوشیدند نمک و شکر نچشیدند و لذائذ دنیا
ترک کردند و چندان گریستندی که حاضرین از خوف پاک حضرت ایشان گشتندی و تمام عمر یک لمعه بسر بردند و گاهی در خانه
دنیادار نرفتند و روی دنیادار ندیدند و طعام ایشان نخوردند و تمام عمر در فقر و تجرید گذرانیدند وفات خواجه در ۲۸۷ هجری بتاریخ هفتم ماه
شوال راست ۱۲

باب مجددین

الیشان از حضرت خواجه حذیفه مرعشی رضی الله عنه والیشان از حضرت سلطان ابراهیم ادهم رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه فضیل بن عیاض رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه عبدالواحد بن زید رضی الله عنه

۵۱ خواجه حذیفه مرعشی فقیه و عالم و عامل بودند و تصانیفها داشتند و تا سی سال وضوی او جز متوضا نشکست و افطار بعد شش روز کردندے و فرمودندے که غذای اهل جان و قوت روح ایشان کلمه لا اله الا الله است چون علوم ظاهری الوقت یافتند برهنمای خضر علیه السلام بخدمت حضرت سلطان ابراهیم آمدند و به شش ماه بتکمیل رسیدند وفات خواجه در سنه ۲۷۶ هجری شد ۱۲ ۵۲ سلطان ابراهیم ادهم از مشائخ عظام بوده اند نسب کرام حضرت ایشان به پنج واسطه با میر المومنین عمر بن الخطاب رضی الله عنه میرسد بدین طریق که سلطان ابراهیم بن ادهم بن سلیمان بن ناصر بن عبدالله بن عمر بن الخطاب رضی الله عنه سلطان بر تخت بادشاهی سالها سال اجلاس فرموده حکمرانی بعدل و داد میکردند و شب‌ها وز مشغول طاعت و عبادت می بودند که شبی حضرت سلطان در خوابگاه شاهی بخواب استراحت بودند که سقف خانه بجنبید سلطان از خواب بیدار گشتند و آواز دادند که بالای سقف کیست جواب آمد که من شخصی مسافرم و شتر خود گم کرده ام و در اینجا میجویم سلطان فرمود که ای نادان شتر را بر بام خانه میجوئی جواب آمد که از تو نادان تری که اراده آن داری که خدا را بیابی و دم از بادشاهی میزنی و بر بستر اطلس و دیبا خواب میکنی سلطان علی الصباح فرزند خود را بر تخت سلطنت نشاندند و بکلی ترک سلطنت کرده رو بصحرا نهادند در راه شبانی را جامه های شاهی بشبانی بخشیدند و جامه های شبانی تر تیب تن کرده به نیشاپور آمدند و در غار کوه بعبادت حق مشغول شدند روز پنجشنبه بالای غار برآمدندی و پشتاره هیزم جمع کردندی و بر سر برداشته بشهر بردندی و هر چه که از فروخت آن حاصل شدی نیمه آن براه خدا دادندی و نیمه آن بصرف احتیاج خود آوردندی چون کار ریاضت و مجاهده تمام کردند باشارهٔ غیبی در مکه معظمه رفتند و بخدمت خواجه فضیل بن عیاض مرید گشتند و بکمالات ظاهری و باطنی رسیدند و سوای شان از خواجه عمران بن موسی بن زید راعی و از شیخ منصور سلمی و نیز از خواجه اویس قرنی خرقه خلافت و تبرک بعالم باطن داشتند و به پنج فاقه افطار کردندی و بوقت افطار گاه بهر و بے نمک گندم پخته تناول کردندی و خواب کم کردندی و جامه پیوندی پوشیدندی و پا برهنه گشتندی و با امام اعظم کوفی و جنید بغدادی صحبت داشتندی وفات ایشان نزد علم دین الاول سنه ۱۶۱ هجری بوده مدفن حضرت ایشان در اقلیم شام است عمر حضرت ایشان یکصد و دو سال بود ۱۲

طریقہ مجددیہ

والیشان از حضرت خواجہ حسن بصریؒ والیشان از حضرت امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ

سلہ ٥١ خواجہ حسن بصری سرخیل پیران چشت نکوسرشت خرقہ ارادت از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ پوشیدند خواجہ حسن بصری را کرامات و مقامات بسیار اند و فضائل بے شمار ولادت باسعادت ایشان بمدینہ واقع شدہ و از غایت حسن و جمال ظاہری ملقب بخطاب حسن لولوی گردیدند و بعضے بر آنند کہ خواجہ حسن بازرگانی و تجارت مروارید میکردند و ازین سبب بخواجہ حسن لولوی موسوم گشتند و از کار بازرگانی دولت بے پایان بہم رسانیدند چون جاذبہ حقیقی او را بطرف خود جذب کرد دولت دنیا بمساکین و فقرا تقسیم نمودند بحدیکہ برای خود قوت یکروزہ ہم نگذاشتند و بخدمت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ حاضر شدہ دست ارادت بدامان آنحضرت زدند و از کاملان وقت شدند و کار ریاضت و زہد بدین غایت رسانیدند کہ بعد ہفت روز طعام خوردندے و تا ہفتاد سال وضوی ایشان سوای متوضا شکست نقل است چون خواجہ حسن بصری متولد شدند والدۂ ایشان بخدمت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بردند حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمودند کہ سموہ حسنا فانہ احسن الوجہ یعنی نام او حسن کنید بدرستی کہ او نیک رو است نقل است کہ در حالت شیرخوارگی چون مادر خواجہ حسن بکاری مشغول بودندے والیشان گریستندی حضرت ام سلمہ پستان مبارک خود در دہان ایشان نہادندے و از غیب قطرۂ چند شیر پدید آمدندے و در حلق مبارک ایشان رسیدندی و حضرت ام سلمہ ہمیشہ در حق ایشان دعای خیر کردندے و فرمودندے کہ الہی این پسر را مقتدای خلق گردان ہمچنان بوقوع آمد حضرت حسن یکصد و سی تن را از اصحاب کبار نبوی کہ منجملہ ایشان ہفت تن از اصحاب بدر بودند دریافتند و در لبس خرقہ علما اختلاف دارند فیمابین مولانا فخر الدین چشتیؒ و مولانا شاہ ولی اللہ نقشبندیؒ درین باب تحریر شدہ من شاء فلیرجع الی تحریرہما علامہ سیوطی در رسالۂ اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ ملاقات حسن بصریؒ با جناب امیر علیہ السلام و روایت بدلایل ثابت کردہ علامہ سیوطی رسالہ تحریر می نماید کہ جماعتے از حفاظ محدثین سماع حسن بصری را از امیر المومنین علی بن ابی طالب انکار کردہ اند و بعض متاخرین باین تمسک کردہ اند و بطریق لبس خرقہ و تلقین اعتراض کردہ و جماعتے آنرا ثابت کردہ اند ہمین است راجح نزد من بوجوہ و این ترجیح دادہ اند حافظ ضیاء الدین مقدسی ولادت ایشان در سنہ ٢١ھ بودہ و مدت عمر شریف ایشان ہشتاد و نہ سال وفات در پنجم رجب و قبر ایشان در بصرہ است ١٢

سلہ ٥٢ حضرت امیر المومنین علی مرتضی ولادت حضرت ایشان در مکہ معظمہ بودہ است اول کسیکہ از صبیان ایمان آوردہ حضرت ایشان بودند در سال سی و پنجم یا سی و ششم از ہجرت بر خلافت نشستند و مدت خلافت ایشان پنج سال و سہ ماہ بود و وفات حضرت ایشان شب جمعہ بسبب زخم ہفدہم ماہ رمضان سنہ ٤٠ھ است قبر ایشان در نجف است چنانکہ مشہور است ابن کثیر را درین باب اختلاف است چنانکہ در تاریخ الاسلام ابن کثیر بتمام شرح درج یافتہ ١٢

حاشیه مجددیه

والیشان از حضرت خاتم الرسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ
اجمعین الی یوم الدین دارند **قولہ رضی اللہ عنہ** ارادت من باللہ تعالی قبول وسائطی
کند چہ در جذب و مراد واسطہ نباشد بشنو بشنو کہ مراد از توسط و عدم توسط حیلولت و عدم
حیلولت است نہ تبعیت و عدم تبعیت آنچہ از حضرت غوث الاعظم قدس سرہ در فتوح الغیب
وحضرت معترض در شرح آن و شیخ محی الدین عربی در فتوحات مکیہ و دیگر اکابر انکار توسط مذکور
است مراد از ان ہمان معنی اول است زیرا کہ ہیچ دقیقہ از دقایق این راہ و ہیچ معرفتی
از معارف این درگاہ بے متابعت حضرت خاتم الرسالت علیہ الصلوة والتحیة میسر نیست **ع**

محال است سعدی کہ راہ صفا		توان رفت جز در پے مصطفی	

در ہمچو مقامات از توسط تبعیت مراد گرفتن خطا است پس معنی این است کہ قبول وسائط در
طریقہ جذبہ نیست **قولہ رضی اللہ عنہ** پس من ہم مرید محمد رسول اللہ ام صلی اللہ علیہ وسلم
و ہم ہم پرہ پس رو او یعنی ہرگاہ ارادت من بہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسائط کثیرہ
متحقق است چنانکہ مفصلا مذکور شد پس من مرید رسول اللہ ام صلی اللہ علیہ وسلم در سلوک و
مقتدی و محب وی و ہم صف لشکر و پس رو دے بہرہ بالفتح و تشدید ثانی صف لشکر را گویند
واصحاب ارادت البتہ تشبیہی بصف لشکر دارند و پس رو باشند یعنی در طریق جذب وحق سبحانہ
تعالی طریقہ جذب را بطفیل پیغمبران بامتان ایشان کرامت کردہ است صلی اللہ علیہم اگر گویند کہ
این بے ادبی است آری اگر قبول داریم ولاکن از مجذوبان خود قبول کردہ است بلکہ خوش آمدہ
است مثل قصہ حضرت کلیم اللہ و چوپان و مثل آن مجذوبے کہ در حرم رسول اللہ گفت کہ لمعام

سے دہی دیا قندیل ہاے شمار شکنم

سلہ در مثنوی مولانای روم همین قصه بکمال بسط مذکور است چند شعر درین مقام مذکور میشود سه ... یک شب مهمان تا بهاره
کو همی گفت ای کریم و ای اله ÷ گر بدانم خانه تو من بعام ÷ شیر و در و من آرمت هر صبح و شام ÷ همچو چنبر ... نهانی سر ... چنین
شهر ... جو ... نازنین ... سازم ... پیش ... شلم ÷ از من ... تو خوردن طعام ... گفت ... های خیره سر ... شدی
خود مسلمان ناشدی کافر شدی ÷ ... سوی ... نظم ... کردی جدا ÷ تو برای وصل کردن آمدی ... بے فصل کردن آمدی

وقصه برخ[سله] قوله رضی الله عنه برخوان آن دولت هرچند طفیلی ام اما ناخوانده نیامده
ام الخ در رساله کشف الغطا نوشته است چه مطلوب بالذات دعوت محبوب است دیگران را بطفیل او خوانند
و به تبعیت او طلبند اما جلیس یک سفره اند و در یک مجلس علی تفاوت درجات استفاده تلذذات و
تنعمات می فرمایند اما تا نند که ذله بردار ایشانند و اوباش خوار ایشان مگر فردے را از افراد امت
ایشان که بکرم خداوندی جل شانه مخصوص بود جلیس مجلس اکابر گرداند این عبارت را غیر محل فرود
می آرند و استثنا را راجع بطفیل و تبعیت می دانند و خیال می نمایند که درین کلام نفی تبعیت هم نمود
و این استثنا راجع به ذله بردار و اوباش خوار است یعنی این فرد بصدقه متابعت پیغمبر خود صلی
الله علیه وسلم بدین دولت سرفراز است که در رنگ انبیاء دیگر علیهم الصلوة والسلام همنشین
سفره است و از اکثر افراد است بدین تشریف ممتاز ـ ه

	اگر بادشه بر در پیر زن		بیاید تو ای خواجه سبلت مزن	

غایت الامر مساوات این با انبیاء دیگر ازین بیان متوهم می شود لیکن این را در مکتوب
دیگر به بیان شافی حل نموده اند که توهم مساوات مطلقاً برنمی خیزد حاصل آن تحقیق است
که مقصود از دعوت هرچند محبوب است اما انبیاء دیگر را بطفیل او خواندند و شریک سفره ساختند
پس اینها طفیلی اند بدین معنی که مقصود اصلی نیستند اما مقصود بدعوت اند بخلاف امتان که اینها را
دعوت جداگانه نیست بلکه در ضمن متبوع و تبعیت ایشان دران مجلس حاضر شدند و از خوان نعمت
شان بهره برداشتند و استعداد اینها باین دولت بواسطه عمل شریعت مطهره اوست

سله قصه برخ این ست که در بنی اسرائیل دو سال قحط گردید موسی برای دعای استسقا با هفتاد هزار تن بصحرا آمدند حق رسید که
ایشان که همسایه بوده اند که گناهان قلوب ایشان را تاریک ساخته دعای ایشان بیرون یقین است ایشان را مکر من امین بوده اند بسوی
برخ رجوع کن که از بندگان من است اندر برای [illegible] حضرت [illegible] برخ بر آمد روزی موسی [illegible] می فرستند حبشی را دیدند که بر پیشانی
وے اثر سجده است و گلیم پوشیده و گره آن بر گردن [illegible] موسی [illegible] نام پرسیدند معلوم شد که همین برخ بوده اند موسی [illegible] دعا
[illegible] نشود برخ استسقا [illegible] این چه کار است این چه [illegible] ابر [illegible]
[illegible] موسی [illegible] سه باره [illegible] می کنند ۱۲

کہ اگر درین کارخانہ خللے راہ یابد ازان دولت سراسر محروم ماند و در حق انبیاء علیہم السلام این تبعیت مفقود است در رنگ آنست کہ مہمانے بخانہ کریمی فرود شود میزبان بواسطہ احیاء واصدقاء خود را نیز استدعا نماید و شریک سفرہ سازد درین صورت این جماعہ طفیلی محض اند بے تبعیت وخادمان مہمان تابع محض اند کہ اگر از خدمت او یکسو می بودند ازین مائدہ بہرہ ور نمی شدند وآنکہ گفتیم کہ این استثنائے از معنی تبعیت است بنابر آنست کہ خود دران مکتوب بتصریح کردہ اند کہ اینجا نیز حیلولت نبی مفقود است وتبعیت موجود دیگر بشنو کہ نہایت ازین کلام آنچہ لازم آمد آنست کہ فردا مت ہمنشین سفرہ حضرت خاتمیت افضل الصلوۃ والتحیۃ شدہ وحال آنکہ شیخ شعرانی در مناقب شیخ ابراہیم التبولی در لواقح الانوار بلند تر ازین می نویسد قَالَ سَمِعْتُ سَيِّدِيْ عَبْدَ الْقَادِرِ الدَّسْطُوْطِيْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْاَوْلِيَاءِ لَهٗ سِمَاطٌ يُمَدُّ كُلَّ سَنَةٍ فَوْقَ سَدِّ الْاِسْكَنْدَرِ ذِي الْقَرْنَيْنِ غَيْرَ سَيِّدِيْ اِبْرَاهِيْمَ لَا يَتَخَلَّفُ عَنْهُ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ عَنْ حُضُوْرِهٖ فَيَجْلِسُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَ السِّمَاطِ وَالْاَنْبِيَاءُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا عَلٰى قَدْرِ تَفَاوُتِ دَرَجَاتِهِمْ وَكَذٰلِكَ الْاَوْلِيَاءُ وَنُقَبَاءُ ذٰلِكَ السِّمَاطِ الْمِقْدَادُ ابْنُ اَسْوَدَ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَجَمَاعَةٌ كَذَا فِيْ مَنْبَعِ الْكَمَالَاتِ لِلْمُرَادِ الشَّرْوِيْ اصل این است کہ جذب الہی را تاثیر یست عظیم چنانکہ گفت

۱۵ یعنی از عبد القادر دسطوطی شنیدم کہ می فرمود کہ برای کسی از ولی دسترخوان نیست کہ بر سد سکندر ذی القرنین ہر سال گسترد سوای ابراہیم کہ ایشان را چنین دسترخوان گستردہ می شود ہیچ یکے از نبی و ولی نیست کہ برین حاضر نشود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدر نشین این دسترخوان می شود دیگر انبیاء بہ یمین ویسار آن حضرت می نشینند حسب درجات خود ہمچنین حال اولیاء است کہ نشست ایشان حسب درجات شان می شود ونقباء این دسترخوان مقداد بن اسود وابو ہریرہ وجماعت بودہ اند ہمچنین در منبع الکمالات مراد شروی بودہ است ۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَجَعَلْنَا مِنْ
بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ
وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۵

اگر خدا سے نباشد ز بندہ خوشنود	شفاعت ہمہ پیغمبران ندارد سود

نہ فہمیدہ اند کہ در عرف طفیلی کہ عزت دارد از برائے خوشنود ضیف می خوانند۔
قولہ رضی اللہ عنہ ہرچند تابعم اما از اصالت بی بہرہ نیم چراکہ ولایت انبیا را اصل است
وولایت اولیا ظل او واز کمال تبعیت از اصل بہرہ مند میشوند بقدر تبعیت درینجا گفتہ اند
بے بہرہ نیم ونگفتہ اند کما ہو ہو قولہ رضی اللہ عنہ ہرچنداستم اما شریک دولتم نہ شریکے
کہ از ان دعوی ہمسری خیزد کہ آن کفر است بلکہ شرکت خادم است با مخدوم واین معنی
خود منطوق آیات قرانی واحادیث نبوی است وپروردگار از برائے خوشنودی بندگان
مومن ضعیف خود درحق بندگان خاص خود در دولت ایمان شریک گردانیدہ۔
گفتہ است إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ
الصَّالِحِينَ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ
الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ وبر فضل مخلوقات
بتکرار امر کردہ است کہ گوید وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَبِذَٰلِكَ
أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ وکلیم اللہ گفتند وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ
ومیفرماید وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ
عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ
وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ
قولہ رضی اللہ عنہ ہرچند اویسی ام امر بی حاضر و ناظر دارم وہرچند بطریقہ نقشبندیہ
پیرمن عبد الباقی رضی اللہ عنہ است اما متکفل تربیت من الباقی است جل شانہ عم نوالہ در عرف ترسیم

کسے را میگویند که مربی ظاهر و حاضر داشته باشد و حضرت بلطافت می گویند که من اویسی ام
و مربی حاضر و ناظر دارم یعنی الله یا مرشد طریقت یعنی در مجاز پیر من یعنی مربی من عبد الباقی
است اما متکفل تربیت من در حقیقت الله باقیست بهمین مناسبت حضرت گفته اند که هم مرید
رسول الله ام و هم هم پیره او و ذکر پیر باین طور بے ادبی نیست زیرا که بمقابله نام باری تعالی است
چنانکه می گویند الله و محمد می گوید قوله رضی الله عنه من بفضل تربیت یافته ام و
براه اجتبا رفته ام سلسله من رحمانی است که من عبد الرحمن ام چه رب من رحمن است مربی
من اسم الرحمن و معلوم است که اویسی ام و فضلی و مجتبا بودن را مرجع یکی است یعنی بے
ریاضت این کمالات بر من حاصل است و حکمت دیرین که بی ریاضت این کمالات حاصل است
این که مربی من اسم رحمن است و مقتضای ارحم الراحمین چنین است در باب و صد و هفتاد
از فتوحات مکیه مذکور است که اقطاب و صالحین را اگرچه در دنیا اسما می باشند که بدان ندا
کرده می شوند مگر پیش حضرت ربوبیت باسم عبودیت مسمی می باشند حق تعالی جل شانه فرماید کما
قام عَبْدُ اللّٰهِ این اسم جامع است مر اقطاب را و لحاظ مقامات اقطاب اسما باشند کزان ندا کرده
شوند پس نام موسی عبد الشکور است و نام عیسے عبد الملک و اسم مبارک سرور عالم صلی الله علیه وسلم
عبد الله پس برای هر قطب سوائے نام مشهور دنیا و نام جامع که عبد الله است نامی باشد و نام حضرت
مجدد علیه الرحمة عبد الرحمن است مقتضای مقام حضرت مجدد رحمه الله همین است قوله رضی
الله عنه طریقه من طریقه سبحانی است الخ یعنی منسوب بذات باری تعالی بدون لحاظ اسمی
وصفتی و این سبحانی را با سبحانی که حضرت بایزید فرموده مساسے نیست آن از سکر برآمده و این از
صحو است بدون مزج سکر و معنیش صحیح است و ظاهر یای سبحانی یای نسبت است نه یای متکلم چرا
که لفظ طریقه و بعد او از راه تنزیه رفته ام نمی گذارد که یای متکلم باشد معلوم است که مرشدان
طریقت طالبان خود تلقین اسمی کرده بذات بحت متوجه میگردانند و میگویند بذات بحت بیچ صفتی
متوسل کرده تا شیرات تعلقات در یاند و از معنے جبلی بازمانند و بهمین معنی اشارات کرده گفته اند

بایزید بسطامی

از اسم و صفت بحت ذات اقدس تنزه خواسته ام و در ینجا تصریح کرده میگویند که سبحانی من غیر سبحانی -
بسطامی است سبحانی مرا از سبحانی او مساسی نیست چرا که سبحانی بسطامی از دائره انفس برآمده
است و سبحانی من از ورای آفاق و انفس است و یای او یای تکلم است و در سبحانی من یای
نسبت است باید دانست که در اصطلاح این طائفه علیه سیر آفاق و انفس است که در این آیه کریمه اشارت
است سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ
و بعضے نهایت را سیر انفس می گویند و سیر آفاقی را سیر مستطیل می گویند بمعنی البعید که مقصود را از
ورای خود جستن است و سیر انفس را سیر مستدیر میگویند که بمعنی اقرب است یعنی مقصود را در
اطراف قلب خود جستن است و جمعی مقصود را ورای آفاق و انفس می دانند و دلیل طائفه
اول که الا انه بکل شیء محیط باحاطه ذاتی بیکیفی قائلند و صفات را زائد بر ذات نمی گویند و لا هو و لا
غیره میدانند و طائفه که سبحانی گفته هر چند تنزیه اراده نمایند البته شائبه از تشبیه هست
و طائفه ثانی میگویند که از بس که ذات او اعلی و اجل است ممکن را ممکن نیست که کسب فیوض بی واسطه
نماید حق سبحانه در خارج ذات خود صفات را ایجاد نمود که قدیم اند تا کسب فیض از شیون کرده
بکنه حق رسانند و انا التشبیه یا ذاتی خود مستغنی از صفات است و ازین جهت سبحانی این طائفه
از دائره انفس و آفاق است و منزه از تشبیه بلا اشتباه است و از عین صحو برآمده است و
سبحانی طائفه اول از سر شیشه سکر بوش زده قوله رضی الله عنه ارحم الراحمین
در حق بنده اسباب تربیت را غیر از معدات نداشته است الخ از اول این مکتوب تا آخر صریحا
ضمنا همین مفهوم شد که من مجذوب و اویسی ام در اصل وصول که در ظاهر مرا از غیرے احتیاج
نشد به فضل و کرم خود اجتبا کرد و این همه از مقتضیات اسم رحمن ارحم الراحمین است و کشف
الغطا از مذکور است مراد آنست که به پیر ظاهر احتیاج نمانده است بزرگان فرموده اند که پیر بمنزله
دایه است و بچه هنگام فطام که تمامی مدت رضاعت باشد حاجت به مرضعه ندارد و کذلک سالک چون
بهمت استعداد بعمر رشد و بلوغ باشد و یا بمرتبه منتهی شود و بمقام شیخ خود برسد بحالت فطام رسید که احتیاج او از پیر

میشود و بعد ازان آنچه در مکمن استعداد او ودیعت نهاده اند بظهور می آید لهذا مریدے به پیر خود گفته است اگر در وقت خاص
من که با حق سبحانه باشد تو در میان درآئی سر ترا از تن جدا کنم پیر از روے این سخن پسندید و در کنار
گرفت منقول است که حضرت خواجه بزرگ در خدمت پیر خود امیر کلال چون سلوک تمام کردند حضرت
امیر فرمود که آنچه درین راه حاصل کرده بودم نثار شما کردم اما استعداد شما بس بلند افتاده از بهر
کجا بوے مطلب بمشام شما برسد از ترک و تاجیک طلب نمایند حضرت غوث الثقلین در فتوح
الغیب باین معنی اشارت می نمایند آنجا که می فرماید فَاِذَا بَلَغَ الْمُرِیْدُ حَالَةَ شَیْخِهٖ اُفْرِدَ
عَنِ الشَّیْخِ وَ قَطَعَ عَنْهُ فَتَوَلَّاهُ الْحَقُّ فَیَقْطَعُهٗ عَنِ الْخَلْقِ جُمْلَةً فَیَکُوْنُ الشَّیْخُ
کَالظِّئْرِ وَالدَّایَةِ لَا رِضَاعَ بَعْدَ الْحَوْلَیْنِ بشرح مکتوب که بفضل الله تعالے موفق شده ام اگر
دران ادنی تامل بکار رود واضح میتوان شد که اساس تمامی اعتراضات که وارد کرده میشود
منهدم شده بخاک آمیخت اکنون ضرورت آن نبود که بهر قول او نقل نموده بجوابش پرداخته شود
مگر احتیاطا بآن متوجه میگردم البته جائیکه شیخ رحمة الله علیه اعتراض بر رفع توسط نموده و این از
اعظم اعتراض شمرده چون شیخ خود در تعریف مجذوب سالک برفع توسط قایل است چنانکه مذکور
شود پس هر اعتراض وے بر معترض عاید میگردد فما هو جوابه فهو جوابنا لهذا در بعض مقام زیبواشر
طی کشیح نموده شد اگر حضرت معترض کلام خود را بغور ملاحظه میفرمود لب اعتراض بر حضرت مجدد
رحمة الله علیه نمی کشود **قال** سبحان الله وله العظمة والکبریا این چه سخنان و این چه کلمات
است و این چه سلطنت و سطوت است و این چه خطبه خوانی و ثناگستری نفس است **اقول**
اظهار نعمای ربانی را بر خطبه خوانی و ثناگستری نفس محمول نباید فرمود و الا از سبب بزرگان
دین صورت سوء ظن خواهد بود حاشا که ازین سخنان جز تحدیث بنعمة الله و رفع و افتخار برابنای
روزگار مطمح نظر بوده باشد و در کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه کلمات انکسار که مذکور شد زاید
بران چه توان بود و در مکتوب یازدهم از جلد اول میفرماید و هر که در عالم است حتی که کافر فرنگ
و ملحد زندیق از خود بچندین جهت بهتر می دانند و بدترین همه از خود را انگارد انتهی فکیف از انکار برین

باوصف چنین تصریح انتساب این اقوال بر خطبہ خوانی وثنا خوانی وثنا گستری زیبد حضرت شیخ در رسالہ ایراد العبارت النصیحۃ فی قولہ الدین النصیحۃ میفرماید ہرچہ دران شبہ بود توقف دران لازم اگر قائل وفاعل آن مردی است کہ امام است در علم وعمل مستقیم است در تقوی و ورع تاویل وتوجیہ قول وفعل وے باید نمود انتہی پس ہرگاہ در کلام ہیچ محل شبہ نبود خواہ مخواہ بران ایراد پیش کردن کے جائز خواہد بود وہمین است مسلک ابن حجر ودیگر اکابر کہ حسب قسمت بتاویل توجیہ مقولہ بزرگان پرداختہ اند بلکہ در بعضے مواضع تصحیح شطحیات ہم نمودہ اند قال اللہ اکبر درویشی شکستگی وخاکساری وادب وتواضع وکم زدن نفس است حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ در اخر رسالہ قدسیہ باین رباعی وصیت کردہ اند رباعی

اندر رہ حق جملہ ادب باید بود
تا جان باقی است در طلب باید بود
در ہر دم اگر ہزار دریا بہ کشی
کم باید کرد وخشک لب باید بود

اقول الحق درویشی شکستگی وخاکساری است ؎

چند پرسی کہ بندگی چہ بود
بندگی جز فگندگی چہ بود

کیست کہ مثل حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تواضع نمودہ باشد کیست کہ مثل حضرت ایشان راہ انکساری وشکستگی طے نمودہ باشد در مکتوب دوصد وبست ودوم از جلد اول میفرماید بزرگے فرمودہ کہ مرید صادق آنست کہ مدت بست سال کاتب شمال او چیزے نیابد کہ بروی نویسد واین فقیر بر تقصیر بذوق ووجدان درحق خود می یابد کہ کاتب یمین چیزے معلوم نیست کہ در مدت بست سال حسنہ بیابد کہ در صحیفہ اعمال او درج نماید خدا دانا است جل شانہ کہ این سخن را بتصنع وتکلف نمی گوید والیضاً بذوق می یابد کہ کافر فرنگ از وی بمراتب بہتر

؎ مگر تحدیث بہ نعمۃ اللہ منافی شکستگی وخاکساری نیست حضرت غوث الانام رضی اللہ عنہ فرماید ؎ اناکنت قبل القبل قطباً مبجلا ✽ تطوف بی الاکوان والرب حمانی ✽ در قصیدہ می فرماید ؎ ونفخت علی الانجیل جمعاً خبرۃ اخی ورفیقی کان موسی بن عمران ✽ وطلعت رمزاً کان عیسیٰ یحلہ ✽ بہ کان یحیی الموتی والرمز سریانی ✽

است واکرم آنرا پرسند از جواب عاجز آید والیضا بطریق ذوق خود را محاط خطیات
مسیدانند و مشمول سیات می انگارند و حسناتے که بوجود مے آید کاتب شمال خود را
بکتابت آن احق مے بینند و می یابد که کاتب شمال وے همیشه در کار است و
کاتب یمین او معطل و بے کار و صحف یمین را خالی و سفید می دانند و صحف شمال سیاه
سیاه امیدی بجز رحمت ندارد و دست آویزی بجز مغفرت نه اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ
ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ ؎ موافق حال او ست عجائب
کار و بار است فیوض و ارادت الٰهی جل سلطانه که علی الدوام در مدارج کمال و تکمیل فایض
و وارد است تاکید این دید قصور می نماید و تقویت این عیب بینی میفرماید بجاے عجب نقصت
می افزاید و در محل ترفع راه بتواضع و فروتنی می کشاید و در آن واحد هم بکمالات ولایت مستر
است و هم بدید قصور متصف هر چند بالاتر میرود پایان تر خود را می بیند بلکه همان بالاتر
رفتن سبب پایان تر دیده شده است ظرفا انرا باور دارند یا نه و اگر سر آنرا معلوم کنند
باور دارند انتهی ؎

ره این است سعدی که مردان راه	به عزت نه کردند در خود نگاه ؎

نه شکستگی و تواضع منافی تحدیث نعمة الله نیست حاشا و کلا و العجب کل العجب که
برین انکسار هم مدعی التفات نه نماید و زبان لعنت کشوده گوید که خود را از کافر بدتر دانسته
سبحان الله و بحمده در بحر المعانی مذکور است چون عاشق را وصال در آید هزار لقب و نام از ان
حضرت آید یعنی معشوق حقیقی اسمهای آن محبوب را مختلف گردانند تا آنکه کافر گویند چون
آنرا بدین نامها و لقبها خوانند در خاطر عاطر فتورے و نفورے نیارد بلکه به عیش ابد در

سله خداوندا مغفرت تو وسیع تر است از گناهان من و رحمت تو بسیار امید دارنده تر مرا از عمل من سله نماند حقوق
نورع صمدانی رحمة الله علیه در تحدیث نعمة الله مالا مال است چند شعر زین مقام ذکر میشود ؎ انا انوا احا نغر بالکبریا
؎ ندانی معه الموصوف نظم الطریقه بکلت بالا واحد شرناد معز بگر بوان شنت انیفت الانام بتلی ؎ ۱۲

رقص ورا ے و ذوق گیری که لَیْسَ بِصَادِقٍ فِي حُبِّهِ مَنْ لَمْ يَتَلَذَّذْ بِضَرْبِهِ[1]
یعنی نیست در حب او کسے صادق که در زخم ہاے او لذت نه گیرد انتہے نقل است
که مریدی از مریدان شقیق بلخی[2] قدس الله روحه اتفاق سفر حج افتاد واز شقیق رخصت
طلبید شقیق گفت برو بخدا سپردم اما چون در بسطام بری باید که بپای بوس سلطان العارفین بایزید
مشرف گردی از من او را دعا برسانی چون مرید به بسطام رسید بپای بوس ابویزید مشرف
شد پرسید تو کیستی و از کجا آمدی او گفت من مریدی ام از مریدان شقیق بلخی به نیت حج میروم
پرسید که پیر تو چه کار می کند او گفت پیر من مقام توکل درست می کند و پای توکل بجاے
رسانیده است که می گوید که اگر اسمان ہمه ہنین گردد و روی زمین ہمه سنگستان شود
نه از آسمان چیزے بارد و نه از زمین چیزے روید و جمله خلایق عیال و اطفال من باشند
من از توکل خود نگردم سلطان العارفین گفت انیست صعب کافری واین ست مشرکی
اگر ابویزید کلاغی باشد در مقام آن مشرک نپرد او را از من بگوی که از بهر دو نان خداوند تعالی
را چرا می آزمائی اگر ترا بنانے حاجت افتد از ہمجنس خود بخواه و بخور تا از شومی تو آن شهر
و آن ولایت خراب نه گردد اینجا صاحب سبع سنابل[3] گوید پایه توکل شقیق قدس سره که در دم
و فہم خلایق نمی گنجد عارفے ہمچو ابویزید باید که بران توکل جرح کند و گرنه کرا حد و کرا مجال

---

[1] نیست صادق در محبت وے ہرکه لذت نگرفت بر ضرب وے [2] قال ذو نابد طریق ابو علی شقیق یگانه وقت بود و شیخ زمان و در زہد و عبادات قدمی راسخ داشت و ہمه عمر در توکل رفته انواع علوم کامل بود و تصانیف بسیار داشت استاد حاتم اصم بود و طریقت از ابراہیم گرفت و با بسیار مشایخ صحبت داشت و یکہزار و ہفت صد استاد را شاگردی کرد شہادت ایشان در ۱۹۴ھ ہجری بوده قبر ایشان در ختلان بوده است ۱۲ [3] از تصانیف مشهوره میر عبدالواحد بلگرامی است محتوی حکایات و مسایل تصوف میر عبدالواحد مرید شاه صفی الدین بود و بخدمت شیخ حسین سکندره تعلیم یافت اکبر بادشاه ویرا بسیار احترام میکرد شرح نزهة الارواح حقایق ہندی شرح قصه چار برادر حل شبهات شرح مصطلحات دیوان حافظ و رسایل در تصوف از مرانوادر تصانیف وی شرح کافیه است که بطور حقایق تا بنحو مضمون نگاشته در ۱۰۱۷ھ

هدیه مجددیه

که درین چنین تو کل سخن گوید ۵

منزل عشقت مکانی دیگر است — مرد این ره را نشانی دیگر است
عقل کی داند که این رمز از کجا است — این حکایت را بیانی دیگر است
بر سر بازار صرافان عشق — زیر هر دارے دکانی دیگر است
معرفت در جبه و دستار نیست — وآن عزیزان را نشانی دیگر است

قال وَقَالَ بَعْضُ الْعُرَفَاءِ حَقِيقَةُ الطَّرِيقِ أَنْ تَكُونَ مُفْلِسًا أَبَدًا وَأَنْ تَكُونَ طَالِبًا لِلدَّوَامِ وَمَتَى ظَنَنْتَ أَنَّكَ وَصَلْتَ مَا وَصَلْتَ وَمَتَى ظَنَنْتَ أَنَّكَ ظَفِرْتَ مَا ظَفِرْتَ وَمَتَى ظَنَنْتَ أَنَّكَ حَصَلَ لَكَ حَالٌ لَا حَالَ لَكَ حَالٌ سالکان این راه مقبولان و محبوبان درگاه همه ناظر درین است

مبنی از اوائل آن بطریق اختصار ایراد می سود الکلمة لفظا ای کلمة التوحید ملفوظة علی اللسان و ملحوظة للقلوب و محفوظة بجوانحنا یعنی کلمه توحید در مرتبه اقرار بر زبان ها ملفوظ است و در مرتبه تصدیق در دلها ملحوظ است و در مرتبه اعمال و احوال بباطن ما چنان محفوظ است که بر بن موی ذوق و شوق بالزام محفوظ است مصنف رح اکتفا بر مرتبه اقرار کرده و دو معطوف محذوف فرو گذاشت بحکم آنکه حکم کردن بر اسلام و سبحان تکالیف شرعیه منوط و مربوط بر مرتبه اقرار است و قرینه علت مفهوم از عبارت مصنف است که می گوید وضع لمعنی مفرد نهاده شده است یعنی لازم گردانیده شد و قبول کلمه توحید بر بقای نوعی که حیثیت شامل معنی که فرد مجرد است از کفر و نفاق و افراد از معاصی فالافراد من الکفر مرتبة الاقرار والافراد من النفاق فی مرتبة التصدیق والافراد من المعاصی فی مرتبة الاحوال الان من حق به تعالی موجد ابدل الله سیئاتهم حسنات و هی آنهم و آن کلمه توحید تنزیه است که هم چه اقرار و تصدیق لفظا هم توحید صوری است و فعل بود فعل حق و عمل او و آن مقام احوال است معرفت سه وجهت توحید است و این توحید حقیقی است که انا استعداد انسانی بر آن رفته و از علامات این هر دو توحید که بطنشان یکیست آنکه علامات تمکین ظاهر و من علامات الاسم بالفعل گر ابی الله متصل تجاوز بود وفات شان شب جمعه سیوم ماه رمضان شش اه اتفاق افتاد مزارش بجوار امام رقبه بهشت سیر و عبد الجلیل بیکری بازار و اولا و او بود ۵ بلکه شقیق بلخی از مریدان سلطان العارفین بود پیر ان حق مریدان گاهی مکرر هم می کنند گاهی شاباش ۱۲ ۵۳ بعض عرفا گویند که حقیقت طریق است که تو مدام مفلس باشی و طالب مقام اعلی گاه گمان بود سخن کسی نه پیوستی هرگاه خیال فیروزمندی در دماغ تو متمکن گشت غیر فرمند بگردید نزد بیگاه الفقر رسیدی که تراحال حاصل شد تراحالی نیست ۱۲

اقول این کلام فی حد ذاتہ صحیح است مگر ازان الزامے عائد نمی شود فلا یصح التقریب زیرا کہ
محصل مرام ہمین است کہ طالب را لازم است کہ مدام در عجز و افتقار و تفرع و انکسار بودہ باشد
و ہمیشہ استدعاء رتبہ اعلی و درجہ ارفع نمودہ باشد و خود را واصل نہ پندارد و ظاہر است کہ
این معنی منافی تحدیث نعمت نیست کہ او واجب است[۱] قال نعم از بعضے اقطاب محرومباہات
بر اہل زمان خود بوقوع آمدہ است و از مقام و از مرتبہ خود خبر دادہ اند گو یند کہ آن بامر پروردگار
است نہ بطریق تکبر و نفسانیت شاید کہ درینجا نیز ازین قبیل خواہد بود واللہ اعلم اقول
فی الواقع ہمچو بعض اقطاب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نیز فخر و مباہات نمودہ از مقام خود خبر دادہ
اند نہ بطریق کبر و نفسانیت چنانچہ جابجا در مکاتیب شریف فرمودہ اند کہ بافشاء این اسرار امر
کردند و نیز فرمودہ اند ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند	ہر چہ استاد ازل گفت ہمان مے گویم

و نیز گفتہ مقصود ازین گفتگو اظہار نعمت حق است سبحانہ و ترغیب طالبان این طریقت نہ
تفضیل خود بر دیگران الخ قال اما ان نسبت باقران و شرکا گفتہ اند نہ نسبت بحضرت
سید کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات اقول این کلام از پایہ اعتبار ساقط است
اما اولا پس نقض تفصیلی آن است کہ من این را تسلیم نمی کنم چہ این حضرات رضی اللہ عنہم
چنانکہ نسبت باقران و اخوان خود گفتہ اند ہمچنان نسبت بانبیاء عموما و نسبت بسید انبیاء علیہ
خصوصا علی اجمعہم افضل الصلوۃ و اکمل التحیات شیخ محی الدین بن عربی ؒ جزء ثانی از فتوحات
مکیہ ناقل است لقد حدثنی ابو البدر التماشکی البغدادی رحمہ اللہ عن
الشیخ بشیر من سادتنا بباب الازج عن امام العصر عبد القادر
انہ قال معاشر الانبیاء اوتیتم اللقب واوتینا مالم تؤتوا فاما

[۱] حضرت غوث انام فرماید سقانی الحب کاسات الوصال فقلت لخمرتی نحوی تعالی؛ حضرت انا الساقی لمن کان حاضرا
ادیر علیہم کرۃ بعد کرۃ [۲] حضرت غوث الثقلین فرماید علی ذروۃ العلیاء وکان اجتماعنا وفی قاب قوسین اجتماع الاحبۃ ۱۲

بقیہ بر صفحہ (۸۱)

قَوْلُهٗ اُوْتِيْتُمُ اللَّقَبَ اَیْ حُجِرَ عَلَيْنَا اِطْلَاقُ لَقَبِ النَّبِیِّ وَاِنْ كَانَتِ النُّبُوَّةُ الْعَامَّةُ سَارِيَةً فِیْ اَكَابِرِ الرِّجَالِ وَاَمَّا قَوْلُهٗ وَاُوْتِيْنَا مَا لَمْ تُؤْتَوْا هُوَ مَعْنٰی قَوْلِ الْخِضْرِ الَّذِیْ شَهِدَ اللّٰهُ لَهٗ بِعَدَالَتِهٖ وَتَقَدُّمِهٖ فِی الْعِلْمِ وَاتْعَبَ الْكَلِيْمَ الْمُصْطَفَی الْمُقَرَّبَ مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ فِیْ طَلَبِهٖ مَعَ الْعِلْمِ بِاَنَّ الْعُلَمَاءَ يَرَوْنَ اَنَّ مُوْسٰی اَفْضَلُ مِنَ الْخِضْرِ فَقَالَ لَهٗ يَا مُوْسٰی اَنَا عَلٰی عِلْمٍ عَلَّمَنِيْهِ اللّٰهُ لَا تَعْلَمُهٗ اَنْتَ فَهٰذَا عَيْنُ مَعْنٰی قَوْلِهٖ اُوْتِيْنَا مَا لَمْ تُؤْتَوْا فِیْ حَالِهٖ ونیز در فتوحات می طرازد وَكَانَ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيْلِیُّ مِمَّنْ شَطَحَ عَلَی الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ بِصُوْرَةِ حَقٍّ درین عبارت لفظ انبیاء که شامل است مرنبی و رسول را ملاحظہ نمودنی است ونیز در فتوحات مذکور است وَمِنْهُمْ مَنْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ الشَّطْحَاتُ بِالْحَقِّ كَعَبْدِ الْقَادِرِ فَيُظْهِرُ الْعُلُوَّ عَلٰی اَمْثَالِهٖ وَاَشْكَالِهٖ وَعَلٰی مَنْ هُوَ اَعْلٰی مِنْهُ فِیْ مَقَامِهٖ صحابه وانبیاء الله عموماً فائز مقام علی بوده اند حضرت غوث انام آنچه به نسبت حضرت سید کائنات فرموده اند استقصار آن دشوار است درین مقام بچند اشعار قصیده الکتامی و دیگر بعضے فضلاء دعوی کرده اندکه

بقایا صفحه ۱۸۰ یعنی مارا لقب نبی عطا نشده اگرچه نبوت عامه در اکابر اولیاء الله ساری است فاما عدالت وتقدم علمی خضر علیه السلام از شهادت عالم شهادت پیدا است موسی علیه السلام را حکم شد تا اتباع حضرت خضر علیه السلام کنند باآنکه نزد علماے حضرت موسی علیه السلام افضل بود از حضرت خضر علیه السلام با حضرت موسی علیه السلام خطاب کرده گفت که مراعلمے است که از آن الله تعالیٰ بمن تعلیم فرموده واین علم شمارا حاصل نیست ۱۲ ۹۵ سه شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله عنه بر انبیاء واولیاء شطح می کرد بصورت حق ۱۲ بر بعضے ارباب ولایت شطح غالب آید چنانکه عبد القادر رضی الله تعالیٰ عنه که علوے فرمود بر امثال خود وکسانیکه در درجه ومقام از وے بالاتر بوده اند ۱۲

کہ آں بروایات متواترہ صحیحہ ثابت شدہ است ؎

انا اول المکنون فی علم خالقی	انا آخر المبعوث فی سر مدیۃ ؛
انا کنت فی العلیا ر و نور محمدی	بمکنون سر اللہ قبل النبوۃ ؛
نعم نشائی فی الحب من قبل آدم	وسری فی الاکوان من قبل نشاتی
وما قلت ہذا القول فخرا و انما	اتی الاذن حتے تعرفون حقیقتے

ازین ظاہر است کہ حضرت غوث انام باذن باری تعالی افشار این سری فرمایند کہ حضرت ایشان در علم خالق اول مکنون بودند و آخر مبعوث و ہنوز نور محمدی در سر بود کہ حضرت ایشان در علیا بودند و در حب نشار حضرت ایشان قبل آدم بود و قبل النشاۃ سرش در اکوان بود پس ای برادر این را بچشم انصاف بنگر کہ از کجا بہ کجا می رسد و با وصف این قسم الال انکار چگونہ روا بود و کے ہمچنین تبری لایق تصدیق باشد ؎

چند بر جبین کنی ابر و ستم اغاز کنی	خندۂ زن کہ گرہ از دل ما باز کنی

امام شعرانی در لواقح الانوار فی طبقات الاخیار از حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ نقل می کنند اَنَّہٗ قَالَ خُضْتُ بَحْرًا وَقَفَ الْاَنْبِیَاءُ بِسَاحِلِہٖ درین عبارت نیز لفظ انبیا مذکور است کہ جمع نبی است و از حضرت بایزید بسطامی لِوَائِیْ اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ اشتہار تام دارد و این ترفع خاص نسبت بحضرت رسالت پناہی است صلوٰۃ اللہ علیہ باعلان اسم مبارکش صلے اللہ علیہ وسلم و کلمات حضرت غوث انام رحمۃ اللہ علیہ نسبت بہ انبیا اولی العزم و غیر اولی العزم مشہور اند و بعض فضلا آنرا مروی بروایات متواترہ صحیحہ مدعی بودہ اند چند اشعار ہمان طور الموذوح تحریر مے شود تا برہمین قیاس فرمایند ؎

انا کنت مع یعقوب فی حزن یوسف	وما اجتمع الاثنان الا بسر کتی
انا کنت مع نوح بما شہد الوری	بحارا و طوفانا علے کف قدرتی
انا کنت مع ادریس لما ارتقی العلے	واسکنہ الفردوس احسن بقعۃ

اناکنت فی رویا الذبیح فداؤہ	وما انزل اللیث الا بقوتی	
اناکنت مع ایوب فی زمن البلا	وماشفیت بلواہ الا بدعوتی	
اناکنت مع عیسے فی المہد ناطقاً	واعطے داؤد حلاوۃ نغمتی	

ازین کلام حضرت غوث انام رضی اللہ عنہ ترجیح وتفضیل وے بر حضرت یعقوب ویوسف ونوح وادریس وابراہیم وایوب وعیسے وداؤد علے نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام لازم می آید پس انچہ معترض انکار تام فرمودہ مبنی است بر عدم تتبع کلام حضرات صوفیہ اما ثانیا پس بر تقدیر تسلیم می گویم کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بجز اظہار تواضع وتحدیث بنعمۃ اللہ جاے بہ نسبت امثال واقران خود ترفع نہ نمودہ باکابر انبیا اللہ صلوات علیہم واولیا اللہ رضی اللہ عنہم چہ رسد بلکہ ہرگاہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ مدار مدارج علیا ومناط مراتب کبری را بر متابعت حضرت خیر الورے علیہ صلوۃ الملک العلی جابجا ظاہر فرمودہ تا انکہ اگر نیک نگریستہ شود در مکتوب شریعت تائیدی کہ در حکم متابعت مذکور است ہم پایہ آن ذکری دیگر نیست پس انتساب ترفع خانہ انصاف راسوختن است اگر این عبارات کہ بعبارات مختلفہ در مقامات عدیدہ اندراج یافتہ بطور استقصا انتخاب نمودہ درین مقام بنگارم موجب اطناب خواہد بود معہذا چند مقام بالنشان مید ہم در مکتوب چہل وچہارم از جلد اول می فرماید چون ان سرور محبوب رب العالمین است متابعان او بواسطہ متابعت بمرتبہ محبوبیت می رسند چہ محب ہر کہ از شمائل واخلاق محبوب خود می بیند آنکس را محبوب خود میدارد ومخالفان را ازینجا قیاس باید کرد ؎

محمد عربی کابروی ہر دوسرا ست	کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او	

در مکتوب صد ودوازدہم از جلد اول می فرماید احوال ومواجید کہ بی تحقیق بحقیقت معتقدات این فرقہ ناجیہ میسر شود خرا استدراج ہیچ نمیدانیم وغیر خرابی ہیچ نمی انگاریم با این دولت اتباع فرقہ ناجیہ ہر چہ بدہند منت می داریم وشکر بجاے آریم واگر ہمین را بدہند ہیچ از

احوال و مواجید نمی بخشد بانک اریم و راضی ایم انتهی در مکتوب صد و چهاردهم از جلد اول

سیفر باید ذره این متابعت مرضیه از جمیع تلذذات دنیاوی و تنعمات اخروی بمراتب بهتر

است الخ در مکتوب صد و پانزدهم از جلد اول که بملا عبد الحق دهلوی صدور یافته در باب قطع

هفت گام می فرماید کُلُّ ذٰلِکَ مَنُوْطٌ بِمُتَابَعَةِ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَیْهِ

مِنَ الصَّلٰوةِ اَکْمَلُهَا وَمِنَ التَّحِیَّاتِ اَفْضَلُهَا ۵ و در مکتوب

شصت و پنجم از جلد اول درین باب بسطی فرموده همچنان در مکتوب صد و هشتاد و ششم و مکتوب

صد و نود و یکم و صد و نود و دوم وغیره از جلد اول و دیگر جلدها از حکم متابعت مالامال است

در مکتوب هفتاد و هشتم از جلد اول سیفرماید که وصول باین نعمت عظمی وابسته باتباع سید

اولین و آخرین است علیه و علی آله من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها تا تمام خود را در

شریعت گم نه سازد و به امتثال اوامر و انتهاء از نواهی متجلی نه گردد بوے ازین دولت بمشام جان

او نرسد با وجود مخالفت شریعت اگرچه برابر سر موی باشد اگر بالفرض احوال و مواجید دست

دهد داخل استدراج است آخر او را رسوا خواهند ساخت خلاصی بے اتباع محبوب رب العالمین

علیه و علی آله من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها ممکن نیست درویشانے که قدم راسخ

در شریعت دارند و از عالم حقیقت نیک شناسا اند از ایشان همتے باید طلب نمود و مدد

باید جست تا عنایت حق سبحانه اندریچهٔ ایشان ظاهر شده بتمام بجانب قدس خود تعالی

جذب نماید و مخالفت را در نمی گنجایش نماند تا سر موے راه مخالفت شریعت کشاده است

محل خطر است تمام سبیل مخالفت را باید مسدود ساخت ؎

محال است سعدی که راه صفا		توان رفت جز در پے مصطفی ؏	

صلوة الله و سلامه علیه و علی آله انتهی مختصراً و در کتاب مبدا و معاد بدین الفاظ نگاشته

اند ولی هر کمالے که می یابد و بهر درجه که میرسد بطفیل متابعت نبی خود است علیه الصلوة والسلام

حصول آن کمال بواسطهٔ متابعت آن نبی است و نتیجه‌ایست از نتائج اتباع سنت او

این ملفوظ مکتوب است یا باتباع رسول الله صلی الله علیه وسلم ۱۲

ا نتہی و نیز درہمان کتاب فرمودہ اند حظ وافر از طریق صوفیہ بلکہ از ملت
اسلام کسے راست کہ فطرت تقلید و جبلت متابعت دروے بیشتر است مدار
کار اینجا بر تقلید است و مناط امر درین موطن بر متابعت تقلید انبیا
علیہم الصلوۃ والسلام بدرجات علیا میرساند و متابعت اصفیا بمعارج عظمی مے برد
الخ و در رسالہ معارف لدنیہ بدین نمط ارشاد فرمودہ عجب است از بعضے درویشان
خام ناتمام کہ کشف خیال خود را اعتبار نمودہ بانکار و مخالفت این شریعت باہرہ اقدام می
نمایند الخ پس با وصف چنین تحریرات و تصریحات چگونہ از حضرت ایشان فخر و مباہات
خصوص نسبت بحضرت سید کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات باور پندا شتہ شود قال
و بعضے از کبرائے مشائخ گفتہ اند اَنَا مَادَبَّانِی اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ
و حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرمودہ اند لَیْسَ عَلَیَّ مِنَّۃٌ اِلَّا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ
این درست است اقول حسب مذاق حضرت معترض رحمۃ اللہ علیہ چگونہ درست باشد انکار
نعمت پیران طریقت و ائمہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین لازم متین این کلام است و جابجا
در مکاتیب و رسائل حضرت مجدد رضی اللہ عنہ انکار نعمت آن حضرات اندراج نیافتہ فشتان
بینہما حضرت مجدد رضی اللہ عنہ در رسالہ مبدء و معاد می فرماید مرید ہر کمالے راکہ می یابد از
تقلید پیر خود می یابد خطاء پیر بہتر از صواب مرید است انتہی و نیز درہمان کتاب مذکور است کہ
اعتقاد مرید بافضیلت پیر و اکملیت او از ثمرات محبت است و از نتایج مناسبت کہ سبب
افادہ و استفادہ است الخ قال اما آنکہ گویند در قرب و وصول تا بمقامے رسیدہ ام کہ ہیچکس
واسطہ نیست و ہیچ یکی را دخلے نہ رسول و نہ غیر وے را اگر واسطہ بودند در وقت سلوک بودند
حالا کہ سلوک تمام شد و قرب درگاہ حاصل گشت و وصول بحصول پیوست ہیچکس واسطہ نیست

سنہ مراد مرت رسول اللہ پرورد ۱۲ سنہ برا صرف منت اللہ و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بودہ است

حضرت غوث صمدانی فرماید ست فمن فی رجال اللہ نال بمکانتی ٭ وجدی رسول اللہ فی الاصل ربانی ٭

وہمہ منقطع شدند **اقول** حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماید العیاذ باللہ
این چہ خلاف نویسی است واین چہ بے تحقیق گوئی است در ہیچ مکتوب ایشان این چنین
عبارت نیست یا شیخ عفی اللہ عنک از کلام ایشان چنین معلوم می شود کہ دو راہ قرب الہی است
یکے طریق ولایت کہ بکسب و سلوک از توبہ وانابت بمقام رضا روند واز تجلی صفاتی بہ تجلی ذاتی
ترقی نمایند دوم طریق کمالات نبوت واجتبا کہ موصل اصل الاصل است و بہ تجلیات ذاتیہ
دائمی استمراری میرسد وحصول ہر دو طریق بے تبعیت ومتابعت حبیب خدا صلی اللہ علیہ و
سلم ممکن نیست در طریق ولایت در شہود سالک ذات پاک رسول خدا حائل است و در طریق
کمالات نبوت در شہود سالک ذات مقدس مطہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حائل نیست انتہی تحریر

سلہ از اعاظم خلفای حضرت مرزا جانجانان است ونسب شریف وی بحضرت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ می رسد والد
بزرگوار وی سید عبد اللطیف مردی مرتاض واہل مجاہدہ بود کہ بجای طعام بال لبوت اکتفا کردی ودر صحرا ذکر جہری نمودی ودر سلسلہ
قادریہ اعظمیہ مرید ناصر الدین قادری بود منشای او قصبہ بٹالہ پنجاب بہت وتاسن بلوغ در آنجا سکونت داشت ابن بیست ودو
سالگی والد بزرگوار وے را از بٹالہ در دہلی طلبید بارادہ آنکہ او را بخدمت پیر خود حاضر کردہ مرید کند چون غلام علی شاہ در دہلی آمد
شاہ ناصر الدین فوت کرد ونوبت بہ بیعت نرسید پس والد بزرگوارش فرمود کہ ما شما را برای بیعت شاہ ناصر الدین طلبیدہ بودیم اما
تقدیر نبود حالا ہر جا کہ بوی مقصود بمشام جان شما برسد بیعت کنید پس حضرت شاہ اول بخدمت شاہ ضیاء اللہ وشاہ عبد العدل
خلفای خواجہ محمد زبیر حاضر شد بعد ازان بخدمت میر درد فرزند خواجہ ناصر الدین و مولانا فخر الدین چشتی دہلوی وشاہ تانو وشاہ غلام
سادات چشتی و دیگر اعزہ ومشایخ دہلی حاضر شدہ حظ بہتہا برداشت آخر در عمر بیست ودو سالگی بخدمت حضرت مرزا مظہر جانجانان
در سنہ ۱۱۷۸ ہجری حاضر شدہ دست ارادت بدامان آن حضرت زدند واول بیعت بخاندان عالیہ قادریہ نمودہ بتکمیل رسید خرقہ خلافت
سلاسل اربعہ یافت وبعد از وفات پیر روشن ضمیر جانشین وصاحب سجادہ ایشان شد وہزارہا کس طالبان حق را بحق رسانیدند وخوارق وکرامات آنجناب بیرون از
حد وحساب نیست در علوم ظاہری تلمذ بمولانا شاہ عبد العزیز داشتند رسائل التصوف حضرت ایشان مشہور ومعروف اند رسائل کہ بجواب
ایرادات شیخ عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نگاشتہ اند محتوی تحقیقات بدیعہ بودہ اند ولادت باسعادت وی در قصبہ بٹالہ علاقہ ملک
پنجاب بوقوع آمد در سنہ ۱۱۵۶ ہجری ووفات در سنہ ۱۲۴۰ ہجری سہ چون جناب شاہ عبد اللہ قیوم زمان ۭ زین جہان رخ بود رحلت سوئے خلد کرد

رفع توسط و وسائط بسبب حصول حقایق این کمالات نبوت و اصطفا است کہ بہ فضل و موہبت الہی از کمال متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بآن امتیاز یافتند در مکتوب صد و بست و یکم از جلد ثالث می فرمایند کہ سادہ لوحی ازین عدم توسط کہ در طریقہ جذبہ وغیرہا گفتہ شدہ استغنا از بعثت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ بنسبت بہ بعض بود توہم نکنند و عدم مبعوث احتیاج بمتابعت و تبعیت او گمان نبرد کہ آن کفر و الحاد و زندقہ و انکار است از شریعت حقہ او صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہمہ پس خوردہ و بے توسط او کمال اخذ نمی نمایند چہ ہرگاہ وجود شان بے توسط وجود او صورت نہ بندد و کمالات دیگر خود تابع وجود اند بے توسط او چہ صورت دارند طالب محبوب رب العالمین چنین مے باید صلی اللہ علیہ وسلم بکشف صحیح و الہام صریح بہ یقین پیوستہ کہ ہیچ از دقایق راہ و ہیچ معرفت از معارف این قوم بے توسط او و بے متابعت او صلی اللہ علیہ وسلم میسر نیست منتہی را در رنگ مبتدی و متوسط فیوض و برکات این راہ بے تبعیت و طفیل او حاصل نیست

	محال است سعدی کہ راہ صفا		توان رفت جز در پے مصطفیٰ	

انتہی پس معلوم شد کہ از کمال متابعت بہ مرتبہ قرب رسیدند کہ آنجا در شہود ذات پاک آن سرور حائل نیست و عدم توسط در متابعت موجب نقصان نیست چنانچہ عدم توسط ازین آیہ شریفہ کہ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ مفہوم می شود و این آیہ در شان مخلصان و صعالیک مہاجرین صحابہ وارد است رضی اللہ عنہم و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از بس علو شان طلب نصرت از جناب الہی بواسطہ آنہا مے نمودند چنانچہ بروایت محی السنہ در حدیث آمدہ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيكِ الْمُهَاجِرِينَ و آن جماعت این مرتبہ از متابعت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم یافتہ اند و در حدیث است کہ چون بندہ نماز می خواند حجابے کہ در میان بندہ و خدا بود رفع مے شود و گفت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا در وقت نزول آیہ براءت انا احمد اللّٰہ وَلَا أَحْمَدُ أَحَدًا انتہی و درین مقام شیخ محی الدین بن عربی آنچہ

در باب هفتاد و سوم از فتوحات مکیه افاده فرموده حاسم ماده اشکال ست مے فرماید وہم علی قسمین طائفة منهم قد ربطت همتها علی ان الرسول انما جاء مبینا و معلما بالطریق الموصل الی جناب الحق تعالی فاذا اعطی العلم بذلک زال من الطریق وخلی بینهم وبین الله فهولاء اذا ساروا و سابقوا الی الخیرات لم یروا امامهم قدم احد من المخلوقین لانهم قد ازالوه من نفوسهم فانفردوا الی الحق کرابعة العدویة رحمها الله فهولاء اذا حصلوا فی المجالس و الحدیث خاطبهم الحق بالکلام الالهی من غیر واسطة کلام معین واما الطائفة الاخری فهم قوم جعلوا فی نفوسهم انه لا سبیل لهم الیه تعالی الا والرسول معه حاجب فلا یشهدون شیئا امرا الا و یرون فی سیرهم قدم الرسول بین ایدیهم ولا یخاطبهم الحق الا بلسانه ولغته این عبارت بدیدهٔ بینا نگریستنی است مفادش این است که در طائفه علیه خدا رسیدگان دو طائفه بوده اند گروهے بمقامی رسند که واسطه برخیزد و اخری را واسطه در کار باشد فلا یقع الاشکال بهذا فیرد فالحمد لله علی ذلک در کشف[سله] الغطاء مذکور است و خیال نکنی که نفی تربیت سرور کائنات علیه افضل الصلوات والتسلیمات کرده باشد حاشا و کلا زیرا که در مکتوب دیگری می نویسند که ولایت من برزخ ولایت محمدی و موسوی است یعنی من از هر دو ولایت تربیت یافته ام و بولایت رسیده چه تربیت یافتن ولایت که عبارت از طوق

سله کشف الغطاء عن وجه الانبیاء تصنیف شیخ محمد فرخ رحمة الله است که از نبایر شیخ احمد مجدد بوده اند با رشاد [illegible] بدرجه و تقوی موصوف بعلوم صوری و معنوی معروف بخوارق کرامات مشهور بودند نقل است که چون محمد فرخ بحرمین شریفین تشریف بردند اول بمکه معظمه رسیدند سید محمد برزنجی که در انکار شیخ احمد مجدد تشدد تمام داشت در مدینه منوره بود و خواست که از مدینه بمکه آمده در مقابل مجددی بمضامین مکاتیب احمدی بحث بشیخ فرخ کرده الزام دهد چون خبر آمدن سید برزنجی بشیخ فرخ رسید دست دعا بجناب حق بر آورد و گفت که الهی عجمی ام و [illegible] ر مجادله و مباحثه در حرم کعبه مناسب نیست پس تو شر او را از من کفایت کن تیر دعا بهدف اجابت آمده و سخت بیمار شد تا آنکه شیخ فرخ بعد طواف کعبه بمدینه رفته بزیارت روضه نبوی صلی الله علیه وسلم مشرف شده باز بمکه آمد و رجوع بهندوستان کرده بکشتی سوار شد همین اثنا سید محمد برزنجی شفا یافته متعاقب شیخ فرخ در زورقی نشسته خواست که در جهاز کشتی شیخ درآمده [illegible] و مجادله کند شیخ باطلاع این معنی باز برای کفایت شر او بجناب الهی التجا نمود زورق فی الحال در دریا غرق شد و آن منکر اولیا بسزا رسید وفات حضرت ایشان در سنه ۱۱۲۲ است [illegible]
[illegible] واقعه برزنجی با حضرت سید آدم بنوری [illegible]

و اتحاد است باسمی انما سماہ الہی معنی ندارد بلکہ بیشتر اطلاق ولایت در اصطلاح ایشان بر حقیقت عارف است کہ عبارت است از مبدا تعین او و ہیچ ایں اجلہ آنرا گمان نکنند زیرا کہ خود در مکتوبات و رسائل سعادت او البتہ باتباع شریعت داشتہ اند مراد ازان نفی تبعیت نا نگاری بلکہ مراد نفی حیلولت حقیقت اوست[۱] در میان ذات تعالی و تقدس میان ایشان چنانچہ خود در مکتوب صد و بست و یکم از جلد ثالث تصریح بدان کردہ اند باین عبارت مخدوما وصول فیوض بسالک بتوسط و حیلولت خیر البشر علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام تا زمانے است کہ حقیقت آن سالک کہ محمدی المشرب است بحقیقت محمدی منطبق نگشتہ است و بآن متحد نشدہ است و چون بکمال اتباع بلکہ بمحض فضل در مقامات عروج این حقیقت را بآن حقیقت اتحادی حاصل شد توسط برخاست چہ توسط و حیلولیت در مغائرت است و اشارت بدین معنی نمودہ است عارف جامی قدس سرہ در شرح فصوص در بیان قول شیخ تجلی الذات لا یکون الا بصورۃ المتجلی لہ مے نویسد وھذا اعلی درجات التجلیات الا ان یکون عینک عین الاعیان الثابتۃ کلھا الی ان قال فتعین الحق لک کتعینہ فی نفسہ چہ این عبارت صریح دلالت بران دارد کہ از تجلی ذات بی پردہ و خصوصیات سالک بہرہ ور گردد و واسطہ در میان ذات او تعالے نماند و کذلک عبارتیکہ بعد ازین تحقیق آوردہ است قال فاعلی درجاتک شھودک الحق ھو ما یکون بعد تحققک بعینک الثابتۃ فاذا تحققت انت بعینک الثابتۃ کنت انت عینک الثابتۃ

[۱] در کشف المحجوب از ابو سعید فضل اللہ بن محمد منقول است التصوف قیام القلب مع اللہ بلا واسطۃ تصوف قیام دل بود با حق بے واسطہ [۲] پس اعلی درجات تو شہود تست حق را آن ست کہ بعد تحقق تو بعین ثابتہ تو گردد چون بعین ثابتہ خود متحد گشتی عین ثابتہ تو امتیازی نباشد و خدا و غیرا قدس را در خود تجلی تواسی دید کہ نقش خود را مے بینی نفس خود را بصورت حق بینی ۱۲

مِنْ غَيْرِ امْتِيَازٍ وَرَأَيْتَ الْحَقَّ كَمَا تَرَى نَفْسَهُ فِيكَ وَرَأَيْتَ نَفْسَكَ صُورَةً فِي الْحَقِّ وصریح تر از ان است آنچہ ہم عارف جامی در خطبہ شرح فصوص می نویسد اِعْلَمْ أَنَّ الْحِكْمَةَ الْفَائِضَةَ مِنَ الْحَقِّ سُبْحَانَهُ عَلَى قُلُوبِ مُكَمَّلِ عِبَادِهِ وَخُلَّصِ عَبِيدِهِ أَنْوَاعٌ مِنْهَا مَا يَفِيضُ عَلَيْهِمْ بِوَاسِطَةِ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ بِأَلْفَاظٍ وَعِبَارَاتٍ مَحْفُوظَةٍ عَنِ التَّغَيُّرِ وَالتَّبَدُّلِ وَهُوَ الْقُرْآنُ وَمِنْهَا مَا يَفِيضُ عَلَيْهِمْ بِوَاسِطَةٍ أَوْ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيلِ الْحَدِيثُ الْقُدْسِيُّ وَهٰذَا النَّوْعُ لَيْسَ مَخْصُوصًا بِالْأَنْبِيَاءِ بَلْ يَعُمُّ الْأَوْلِيَاءَ وَصَالِحِي الْمُؤْمِنِينَ وَفِي مَنْبَعِ الْكَمَالَاتِ حَكَى الْإِمَامُ الشَّعْرَانِيُّ عَنْ بَعْضِ الْعَارِفِينَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَنَّ الرَّجُلَ لَا يَكْمُلُ عِنْدِي فِي مَقَامِ الْعِلْمِ حَتَّى يَكُونَ عِلْمُهُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ بِلَا وَاسِطَةٍ إِلَى أَنْ قَالَ كَمَا أَخَذَهُ الْخِضْرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيهِ أَيْضًا عَنْ بَعْضِهِمْ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا كَمُلَ الْعَارِفُ فِي مَقَامِ الْعِرْفَانِ أَوْرَثَهُ اللّٰهُ تَعَالَى عِلْمًا بِلَا وَاسِطَةٍ وَقَالَ الشَّيْخُ فِي الْفُتُوحَاتِ الْمَكِّيَّةِ فِي بَيَانِ أَحْوَالِ الْأَقْطَابِ اثْنَيْ عَشَرَ وَأَمَّا الْقُطْبُ اثْنَيْ عَشَرَ

سلہ بدانکہ حکمت از حق تعالےٰ بر قلوب کاملین باقسام مختلفہ فایض می شود بعضے بواسطہ فرشتہ مقربین نازل می شود بعبارا تے کہ محفوظ از تغیر و تبدل مے باشد آں قران است و بعضے بواسطہ و بغیر واسطہ ازین قبیل است حدیث قدسی قسم این مخصوص بانبیا نیست بلکہ اولیا و صالحین را عام باشد در منبع الکمالات مذکور است کہ شعرانی از بعض عارفین حکایت کردہ کہ مے گفت کہ مرد در مقام علم نزد ما ہرگز کامل نمے شود تا آنکہ علم وے از اللہ تعالےٰ بلا واسطہ نباشد و دران است کہ بعضے از عرفا گویند کہ ہرگاہ عارف در مقام عرفان کامل شود اللہ تعالےٰ او را علم بلا واسطہ عطا سازد و شیخ در فتوحات در بیان احوال اقطاب نگاشتہ کہ قطب دوازدہم بر قدم شعیب می باشد و تمامی علوم وے علوم الہیہ است کہ حاصل نکردہ آنرا مگر از اللہ تعالےٰ ۱۲

فهو علی قدم شعیب ع الی ان قال وکل اصناف هذا العلوم عنده علوم الٰهیة ما اخذها الا عن الله سبحانه

ودر مرصاد العباد می نویسد اما تجلی علمی ثمر ظهور حقائق علوم است بی واسطه وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۤءَ كُلَّهَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا وانچه بالا نقل کردیم از بعض کبرا که خضر مقام است انسان باین تحقیق ناظر می تواند شد یعنی خضر مقام است که سالکان چون باین مقام رسند از اصل بی واسطه فیض گیرند چنانچه خضر علیه السلام میگرفت وان را وراثت خضری خوانند وشک نیست که وراثت مقام است ونزدیک باین توجیه شیخ شعرانی از شیخ ابی المواهب شاذلی نقل کرده است ازین عبارات منقوله صریحاً ودلالة اخذ فیوض بلا واسطه از اصل مفهوم میشود باید دانست که در کلام محققان صوفیه وصول ج ذات دایمی واقع شده است مراد از وصل عریانی نامند سالکے که سیر او در تفصیل اسما وصفات افتاد چون کلمات الٰهی تعالت تفاوتیست این سیر او راهم پایانے نباشد ؎

نه حسنش غایتے دارد نه سعدی را سخن پایان	بمیرد تشنه مستسقی ودریا همچنان باقی

اما سالک رشیدی محمدی المشرب بواسطه حب ذاتی وتعطشی که از ان ناشیست قُلِ اللهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ گویان وپویان وجویان آستان قدس میگردد وزبان حالش بدین ترانه مترنم

ذات من نیست جز محبت ذات	ذات بر من زده است راه صفات

صفات واجب تعالت هر چند از ذات جدائی متصور نیست لیکن عاشق ذات تعالی بهمان در نے آویزد واز صفات جز ذات نمی خواهد پس درین حالت بدیهی است که حائل وحاجب میان این عارف وذات تعالی نمی ماند هر گاه صفات واجبی تعالت وتقدست که نزد علماء اهل حق رحمهم الله تعالی ثابت بهم وهمچنین نزد حضرت ایشان موجود اند بوجود زائد بر ذات تعالی حائل نباشند حقائق ممکنات که از صفات اعتباریه اند اگر حائل نباشند چرا محل استبعاد بود از بحر المعانی نقل است که فرد از تجلی ذات دائمی بهره مند میسازند حضرت خواجه احرار در فقرات می نویسند چون دل از مزاحمت غیر حق سبحانه آزاد شد الوهیت دیگری آید پیش بصیرت او بر خاست

و درین مقام شہود تجلیات صفات حق سبحانہ از شہود اوصاف خود و غیر خود نجات یافتہ از تجلی آثار
از پیش پردہ تجلی صفات بہرہ مند شود رسیدن باین دولت کہ بشہود انکشاف ذات از تفاصیل
اسماء و صفات زائل شدہ غیر ذات مشہود او نشود بسیار متعذر است مگر کسے کہ از ذات و صفات
خود نیست شدہ باشد و بخلعت ما خاص کہ تعبیر ازان بوجود موہوب صفاتے کردہ اند مشرب
شدہ باشد انتہی و در رشحات می آرد کہ حضرت خواجہ احرار فرمودہ اند کہ معنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
پیش بعضے کہ اللہ اسم ذات است من حیث ہی آن تواند بود کہ نیست الہ کہ عبارت است از مرتبہ
الوہیت یعنی ذات مع الصفات الا اللہ یعنی ذات بحت معرا عن الکل شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہ
در کتاب مناظرہ الہیہ می نویسد اَلسَّیَّارُوْنَ فِی اللّٰهِ هُمُ الْاَفْرَادُ الْوَاصِلُوْنَ
اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی یَجِدُوْنَ فِیْهِ لَذَّةً ذَاتِیَّةً تَاخُذُهُمْ بِحُکْمِ الضَّرُوْرَةِ اِلٰی
قَطْعِ اَفْلَاکِ کُلِّ صِفَةٍ ذَاتِیَّةٍ اَوْ اِسْمِیَّةٍ اَوْ فِعْلِیَّةٍ فَیَسْتَوْفُوْنَ مَنَازِلَ
کُلِّ بُرْجٍ مِنْ اَبْرَاجِ مُقْتَضِیَاتِ فَلَکِهَا الصِّفَةِ بِالذَّوْقِ الْعَالِیْ
انچہ گفتہ شد از صوفیہ وجودیہ منقول است ہمین است کہ عارف اصبر برتر از مرتبہ صفات
ممکن نیست وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ بران حجت ارند و نیز ذات من حیث ہی اگر متعلق علم
گردد باید کہ در احاطہ در آید و آن ممکن نیست شیخ محی الدین عربی قدس سرہ انچہ دربیان تجلی ذات
می نویسد کہ اَلتَّجَلِّیْ مِنَ الذَّاتِ لَا یَکُوْنُ اِلَّا بِصُوْرَةِ الْمُتَجَلّٰی لَهٗ فَالْمُتَجَلّٰی
لَهٗ مَا رَاٰی سِوٰی صُوْرَتِهٖ فِیْ مِرْاٰتِ الْحَقِّ وَمَا رَاَی الْحَقَّ وَلَا یُمْکِنُ اَنْ یَرَاهُ
اِلٰی اَنْ قَالَ فَلَا تَطْمَعْ وَلَا تُتْعِبْ نَفْسَكَ فِیْ اَنْ تَرْتَقِیَ فِیْ اَعْلٰی مِنْ
هٰذِهِ الدَّرَجِ دلالت بر منع ترقی تا ذات بحت می کند و ہمچنین کلام خواجہ احرار قدس
سرہ کہ در شرح قول حضرت امیر کرم اللہ وجہہ لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُّ یَقِیْنًا
فرمودہ اند مصرح است بمنع صاحب رشحات نقل می کند کہ فرمودہ اند کشف غطا ہرگز ظاہر نمی
شود و ممکن نیست و اینکہ پیش ارباب تحقیق مقرر شدہ است کہ ذات ہرگز ظاہر نمی شود الا در پردہ

صفات گویم آنچہ از حضرت خواجہ بیشتر افتاد و مختار ایشانست و آنچہ در شرح قول حضرت امیر فرمودہ اند مبنی است بر قول صوفیہ وجودیہ و منع صوفیہ سیر و سلوک اما ذات بحت مبنی بر اصل ایشان است کہ فوق تعین اول مرتبہ لاتعین است نزد ایشان کہ جمیع نسب و اعتبارات آنجا ساقط است چہ ہرگاہ صفات و اضافات ازان مرتبہ مسلوب باشد پس اگر علم عارف بدان مرتبہ مقدس متعلق شود ذات تعالی می باید کہ معلوم گردد و اعتبار معلومیت پدید آید مع سقوط جمیع الاعتبارات عنہا و بر مشرب حضرت ایشان ذات تعالی چون موجود جزئی حقیقی است و صفات واجبی تعالت نیز موجود اند بوجودات زایدہ پس آن مرتبہ مقدسہ را حقیقت لاتعین نمی توان گفت و اگر اطلاق لاتعین بران مرتبہ واقع شدہ باشد بتسامح و تجوز خواہد بود ہمچنین ہر کہ ازین محققان تجویز تجلی ذات کردہ است ناظر بہمین تحقیق است دیگر مقرر محققان صوفیہ است کہ تجلی ذات در میان سائر انبیا مخصوص بسرور انبیا است علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام و اگر مرتبہ لاتعین بدان معنی باشد کہ اہل توحید وجودی قرار دادہ اند باید کہ آنسرور ہم بدان متحقق نباشد و ہو باطل یکے می گوید ؎

موسی ز ہوش رفت بیک پرتو صفات ۔ تو عین ذات می نگری در تبسمے ؂

معلوم تو باد کہ این امور کشفیہ اند و ذوق یکے بر دیگرے حجت نیست ؎

تو و طوبے و ما و قامت یار ۔ فکر ہر کس بہ قدر ہمت اوست

جمیع کمالات باز بستہ بمتابعت سید الاولین و الآخرین است و متابعت فرع محبت است ہر کہ در محبت و متابعت آنسرور پیش قدم است در ترتب ثمرات و نتایج آن پیش قدم پس اگر تجلی ذات در خوان نعمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردند اولش گویان نیز امیدوار شدند مَا صَبَّ اللّٰهُ شَيْئًا فِي صَدْرِي إِلَّا وَقَدْ صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ ؎ آن را شاہد عدل بالجملہ اقوال مشایخ در حیلولت و عدم حیلولت و حصول تجلی ذات و عدم حصول

؎ نہ انداخت اللہ تعالی در سینہ من چیزے مگر آنکہ انداختم در سینہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ انداخت ۱۲

آن مختلف بنظر می درآید شیخ در فص شیثی می نویسد فخاتم الرسل من حیث ولایته نسبته مع ختم الولایة نسبة الولایة نسبة الانبیاء والرسل معه یأخذ خاتم الرسل من مشکوٰة خاتم الولایة وخاتم الاولیاء الولی الوارث الآخذ من الاصل بلا واسطة وحضرت ایشان با واصل بقرب نبوت صحابہ کرام را می دانند کہ حیلولت ہم آنجا مفقود است ودر تابعین ہم این دولت را عموماً وخصوصاً مقرر می دارند پس اے عزیز تو خود درین مقام انصاف بدہ وبنظر صائب تامل فرما امرے کہ مختلف فیہ این طائفہ باشد وجماعۂ عظیم از صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین وغیرہم بدان سرفراز باشند اگر فردے از افراد امت در ازمنۂ متاخرہ اظہار نماید کہ مرا بطفیل سرور بشر صلی اللہ علیہ وسلم بعضے معاملاتے کہ بسابقان مرحمت فرمودہ اند نواختہ چرا شغب نمایند امر مبتدع را دعوی نکردہ است قل ما کنت بدعا من الرسل (نیستم نو پیدا از پیغمبران) آن را می پرورد بلکہ اگر امرے کہ دیگرے باظہار آن مبادرت نہ نمودہ است در معرض بیان آرد تا صریح مخالفت بقوانین ملت بیضا نداشتہ باشد نبایدش رد کرد قال بلکہ من مربای الہی ام ومجتبائی ادیم فعل دیگرے را در حق من دخلی نیست و من بدیگرے درین معنی متوجہ نیم آن دیگر کدام است رسول خدا حاشا اقول این اعتراض مبنی است بر مراد معترض یا آنکہ در مکتوبات این معنی درج است ونہ متفاہم عرف حضرت غلام علی شاہ صاحب فرماید بر ارباب فکر ظاہر است کہ از کلام قائلان رفع توسط مریدی خدا وپیغمبری رسول خدا لازم می آید اللہ تعالی در آیہ شریفہ یریدون وجهه وما من حسابک علیهم من شیء ما علیک من حسابهم من شیء جماعۂ صحابہ کرام را رضی اللہ عنہم مریدان خود فرمودہ وارادت وبیعت کہ بر دست رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم می نمودند درین آیہ منسوب بذات خود نمودہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم فمن نکث فانما ینکث علی نفسه کسے کہ در اتحاد این دو ارادت فرقے دارد آیہ کریمہ ان الذین یفرقون

بَيْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تلاوت نکرده است پس ارادت خدا استلزام همسری رسول خدا گردید
آنچه از کلام الٰہی و کلام بزرگان مستفاد گردد اگر در کلام کسے یافته شود چرا جاے اعتراض و آن
همه غوغا باشد خدا دیده انصاف بے پرده اعتساف کرامت فرماید مردم بعد پانصد سال خود
را مرید غوث الثقلین قدس سره می گیرند و از همسری مشائخ که درین مدت تا به انجاب و سیلے
کشیده اند هیچ محابا ندارند که درحقیقت سلسلہ ارادت بمرشد حقیقی آخر مے شود و مریدی پیران
پیر است ؎ مرد آخر بین مبارک بنده ایست ✦ انتہی سهذا این معنی مسلم حضرت
معترض است که مراد ان را نخست کشش می شود پس استبعاد راجع به قول وے می شود ؎

کم طالعے نگر که من و یار چون دو چشم	هم سایه ایم و خانه هم را نه دیده ایم ✦✦

فما هو جوابکم فهو جوابہ **قال** سبحان الله هیچ کس یا رسول خدا این چنین در مے افتد و گستاخی
می کند و میگوید که من هم رسول الله ام **اقول** در مکتوبات شریف لفظ هم پره نیست این
لفظ معنی ندارد و من ادعی فعلیه البیان من اللغة و شان حضرت مجدد رحمة الله رفیع از انست
که کدامی لفظ بے معنی استعمال فرماید البته لفظ پره واقع است بالفتح و التشدید ثانی که بمعنی صف
لشکر و برگ کاه است اگر از پره صف لشکر یا برگ کاه مراد گیرند هیچ گستاخی نیست بلکه محمول بر
عجز و انکساری است **قال** در وقتے مرید وے بود م الان مرید خدا ام بے وساطت او و در
قربیکه با خدا دارم وے صلی الله علیه وسلم واسطه نیست مر از خلوتیکه من با خدا دارم وی بیرون
در است **اقول** این قول بوجوه مخدوش است **خدشه اول** این همه ناشی است
از خیال حضرت معترض اثرے ازان در کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه یافته نمی شود **خدشه**
دوم هر گاه در معنی مرید وساطت معتبر نیست چنانکه عرض داشته ام و آن را حضرت معترض
خود بیان فرموده چنانکه مذکور شود پس مرید خدا بے واسطه گفتن نه صرف اجتماع متنافیین است
بلکه ذهول است از معنی مرید ؎

ای بخت من بدست من انداز دامنش	وین سر ببین که در قدم او چه میکند

قال باید دریافت کہ مضمون این سخن چیست وازینجا چہ لازم می آید ہیچ عارفے باین طرز سخن نگفتہ ودعوے کردہ است ہمانکہ باولیاء خدا درافتادہ بودند بس نبود تا نوبت بپیغمبر خدا رسید بعدازان نمی دانم بکجا خواہد کشید **اقول** حاشا کہ از کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ حسب مرام حضرت معترض اسائتی لازم آید بلکہ آن مبنی است بر مضمونیکہ حضرت معترض بیان فرمودہ حضرت مجدد ازان بری است وَنَحْمَدُ اللّٰہَ عَلٰی ذٰلِکَ **قال** معہذا این مطالب عالیہ راکسے نہ داند ونہ شناسد تا آنکہ محنت ہا نہ کشد واین می دانند چشد کملین اولیاء اللہ کار بخدا می رسانند می دانند ہر کہ می داند حضرت سلطان المشایخ مے فرماید اگر دل سالک از غیر پاک گردد در زمرۂ سالکان داخل شود چنانچہ نماز وروزہ وحج وزکوۃ وظہور کشف وکرامات شرک ونفاق است نماز گزاردن کار بیوہ زنان است وروزہ داشتن کار مریضان است وحج رفتن کار قاصدان است وزکوۃ دادن کار تاجران است وبہوا پریدن کار مگسان است وبرآب رفتن کار ملاحان است وعلم خواندن کار بادفروشان است ومرید بسیار کردن کار جوگیان است وبنای مسجد وخانقاہ وباغ وچاہ کار باغبانان است وجبہ ودستار وریش دراز این ہمہ اسباب شیطان است وزہد وتقوی وچلہ وگوشہ کار جای ماندگان است ونفی واثبات کردن کار آہنگران است واز عورت باز ماندن کار عنینان وخواجہ سرایان است وظہور کشف وکرامات کار بازی گران است وحکایت کم کردن وبعلم مشہور بودن وفتوح گرفتن وخلق راپابوسی کنانیدن کار ساحرانست ومشایخ شدہ پیر ومرشد گویانیدن وسجدہ گرفتن وخدا نمائیدن کار خودنمایان است واز خود رفتن وبیخود بودن وتسلیم شدن کار مردانست سالک تواند کہ خدا شدہ ماند بندہ شدن نہ تواند این کار شیخ ومقتدایان است این کہ گفتہ شد کار فاسقان است وخود را گم کردن کار عاشقان است العلم نکتہ کثرہا الجہال انتہی این عبارت اگر بدیدۂ امعان نگریستہ شود کہ حل بیشتری اشکال نماید وعقدہ اکثری از اشتباہ ہا کشاید درخانہ اگر کس است حرفی بس است **قال** وگفتہ اید اگرچہ امتم اما شریکے دولتم یعنی اگرچہ امت محمد رسول اللہ ام اما شریکے دولت اویم از منقبت وکمالات وفضیلت واگر بتعمق نظر نمایند این معنی مفہوم می گردد کہ

که در فیضے امت او و تابع او بودم که در سلوک طریق قرب متابعت وی پس روی وے می کردم و چون مقرب درگاه حق شدم و مرید وے تعالیٰ گشتم شریک او شدم اقول این کلام از سر تا سر مخدوش است خدشه اول تفسیر شریک دولت من تلقاء نفس معترض است از کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه یافته نمی شود ببادی النظر نگریسته شود یا باِمعان نظر خدشه دوم۔ حضرت غلام علی شاه صاحب فرماید مسلم داشتیم که مشایخ طریقه در توسط آن سرور صلی الله علیه وسلم اختلاف دارند اما آن گروه که قائل اند بعدم توسط دعوی همسری و شرکت نمی کنند از کلام ایشان مساوات و همسری فهمیدن از راه لعنت است ایشان مساوات و همسری را کفر صریح می فرمایند چنانچه در مکتوب هشتاد و هشتم از جلد ثالث مکتوبات گفته اند شریک دولتم نه شریکے که از آن دعوی همسری خیزد که آن کفر است بلکه شرکت خادم است با مخدوم و او از دولت فیض است که بطریق اصطفا و اجتبا فائض شود مخفی نیست که عامه امت شریک دولت فیوض رسول است صلی الله علیه وسلم کما ورد الله ولی الذین آمنوا و کان حقا علینا نصر المؤمنین و اولئک لهم اجر غیر ممنون پس در ولایت و قرب الٰہی و نصرت و اجر غیر ممنون همه مومنان و انبیا علیهم السلام بر حسب مراتب خود شریک اند و در شریک دولت گفتن در شرع قباحتے نیست و هیچ بے ادبی نه انتهی طفیلے و خادم جمیع مراتب مخدوم سیر بکند و برابری او با مخدوم هم لازم نمی آید و این مثل این است بادشاہے بوستانے بنا کرده است و انواع اشجار و قصور عجائب در انجا ترتیب داده است و امرا و عظام دارد که ندیده اند بادشاه بر سر لطف و اکرام آمده گفته است شمایان با اصحاب و خدمه خودها رفته تفرج بکنید چرا که مردم کلان بے اصحاب و خدمه در سیر حظ ندارند و هر کدام با اصحاب و خدام خود سیر می کنند بمراتب و یک جمعے از خدام هستند که پیش رفته راه می نمایند و موانع راه دور کرده فتح ابواب و غیره می نمایند و جمعے اصحاب برابر مخدوم و یا پیش و یا عقب می باشند شک نیست که این اصحاب و خدام همه طفیلی اند بمراتب که مخدوم رفته است همه رفته اند لیکن عاقلے خطور نمی کند برابری و یا تفوق

خادم ویا اصحاب را یا مخدوم و در دار آخرة حوران وغلمان که در خدمت سرور کائنات در مقام وسیله باشند لازم می آید که برابر افضل مخلوقات باشند ویا تفوق بر سائر انبیا داشته باشند
خدشه سوم هر که کتب قوم را دیده ومعنی فنا وبقا فهمیده است نیک می داند که بعد وصول بمرتبه فنا غیریت یکسر زائل می شود ومولانا روم[له] قدس سره می فرماید ٥

زین نمط بسیار آمد در خبر — کان به نسبت باشد ای جان معتبر
گفت قایل در جهان درویش نیست — ور بود درویش آن درویش نیست
هست از روی بقای ذات او — نیست گشته وصف او در وصف هو
چون زبانه شمع پیش آفتاب — نیست باشد هست باشد در حساب
هست باشد ذات او تا تو اگر — بر نهی پنبه بسوزد زان شرر
نیست باشد روشنی ندهد ترا — کرده باشد آفتاب او را فنا
در دو صد من شهد یک اوقیه خل — چون در افگندی و در وی گشت حل
نیست باشد طعم خل چون می چشی — هست یک اوقیه فزون گر بر کشی
پیش شیرے آهوئے بیهوش شد — هستیش در هست او روپوش شد
این قیاس ناقصان بر کار رب — جوشش عشق است بر ترک ادب
نبض عاشق بے ادب بر می جهد — خویش را در کفه شه می نهد
بے ادب تر نیست زو کس در جهان — با ادب تر نیست زو کس در نهان
هم به نسبت دان وفاق ای منتخب — این دو ضد با ادب یا بے ادب
بے ادب باشد چو ظاهر بنگری — که بود دعوی عشقش همسری
چون به باطن بنگری دعوی کجاست — او و دعوی پیش آن سلطان فناست

له ٥ ملا جلال الدین محمد بن محمد البلخی ثم القونوی در سنة قضا کرد مثنوی مستغنی از توصیف است در کشف الظنون مفصل کیفیت مثنوی مذکور است علامه بحر العلوم لکهنوی رحمة الله علیه شرحی حاوی وجامع بر آن نگاشته ۱۲

مات زید زیدا گر فاعل بود	لیک فاعل نیست کو عاطل بود
او ز روے لفظ نحوی فاعل است	ورنہ او مفعول و مولش قاتل است
فاعلے چہ کو چنان مقهور شد	فاعلی ہا جملہ از وے دور شد

درین مقام حضرت معترض بر معنی مراد کہ ذکرش نمودہ نظر انداختنی است کہ بجائی شبہ متزلزل مے سازد ۵

آنکہ شیخ مخمور ز صہباے کرد ؛	لب بگون تر اکاش تماشاے کرد

خدشہ چہارم لفظ مرید درین مقام غلط است و مبنی بر ذہول از معنی مرید درین جا مراد گفتنی است قال سبحان اللہ در ارادت خدا امت بہ پیغمبر شریک می باشد خصوصًا با محمد کہ مہتر و بہتر پیغمبر انست صلے اللہ علیہ وسلم اقول این معنی ہیچگونہ محل استبعاد نیست زیرا کہ شرکت در ارادت نسبت بخواص مثل شرکت در ایمان است نسبت بعوام کہ بر مذہب منصور حضرت ابو حنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان در ایمان زیادتی و نقصان را بار نیست چنانکہ شرکت ایمانیہ با حضرت خیر البریہ علیہ الصلوۃ والتحیۃ باعث منقصت نیست ہمچنان از شرکت ارادیہ شنائعتے فی محصل این است کہ نفس شرکت در امری محل استبعاد نیست حق تعالی جل شانہ فرماید قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ البتہ شرکتے ممنوع است کزان دعوی ہمسری خیزد فَمَا هُوَ مَمْنُوعٌ لَيْسَ بِثَابِتٍ حضرت مجدد رحمہ اللہ در رسالہ مبدا و معاد می فرماید و لے ہر کمالے کہ می یابد و بہر درجہ کہ می رسد بطفیل متابعت نبی خود است علیہ الصلوۃ والسلام اگر متابعت نبی نمی بود و نفس ایمان او نمی بود راہ بدرجات از کجا می کشود پس اگر ولی را فضلے از فضائل جزئیہ حاصل شود کہ نبی را حاصل نبودہ و درجہ خاص از درجات علیا میسر شود کہ نبی نداشتہ نبی را ہم ازان فضل جزئی و ازان درجہ خاص نصیب کامل است چہ حصول آن کمال بواسطہ متابعت آن نبی است و نتیجہ ایست از نتائج اتباع سنت او و لیس [illegible] نبی را ازان کمال بہرہ تام باشد کما قال علیہ الصلوۃ والسلام

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهُ وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا
لیکن ولی در حصول این کمال سابق است و در وصول باین درجه مقدم و این قسم فضل ولی بر نبی جائز داشته اند که جزئی است که مجال معارضه بکلی ندارد و آنچه صاحب فصوص می فرماید که خاتم الانبیاء علوم و معارف را از خاتم الولایة اخذ می کند راجع باین معرفت است که این فقیر را بآن ممتاز ساخته اند و سراسر موافق شریعت است و شراح فصوص در تصحیح آن تکلف نموده اند و گفته اند که خاتم الولایة خزینه دار خاتم النبوة است اگر بادشاه از خزینه خود بگیرد هیچ نقص لازم نیاید وَحَقِيْقَةُ الْاَمْرِ مَاحَقَّقْتُهُ وَمَنْشَاءُ التَّكَلُّفِ عَدَمُ الْوُصُوْلِ بِحَقِيْقَةِ الْمُعَامَلَةِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْبَشَرِ وَآلِهِ الْاَطْهَرِ ولایت ولی جزئے است از اجزائے ولایت نبی او علیه الصلوة والسلام ولی را هر چند درجات علیا میسر شود آن درجات جزئے از اجزاے درجات آن نبی خواهد بود و جزء هر چند عظمت پیدا کند کمتر از کل خواهد بود اَلْكُلُّ اَعْظَمُ مِنَ الْجُزْءِ قضیه بدیهیه است احمقی باشد که کلئے جزء را تخیل نموده از کل افزون داند که کل عبارت از آن جزء و اجزاء دیگر است قال و عجب که باوجود اثبات شرکت گفته اند نه شرکتے که از آن دعوی همسری خیزد که آن کفر است دیگر شرکت کدام است که از آن دعوی همسری نمی خیزد معنی شرکت و همسری یکے است نزدیک تبرا دف یا متلازمان و متساویان اند اقول اطلاق ترادف خواه تلازم و تساوی بر شرکت و همسری صحیح نیست زیرا که میان شرکت و همسری نه توحد در مفهوم است و نه تلازم در تصادق ترادف عبارت است از اتحاد فی المفهوم و متساوی آنست که در اطلاق یکے بر دیگرے تلازم داشته باشد توضیح این مقال و تفصیل این اجمال آنست که شرکت عبارت است از انباز شدن یعنی از یافتن چیزے که محدود می باشد در دو چیز و همسری عبارت است از برابر شدن یعنی بسبب شرکتے که در ذاتیات و تمام صفات یا در ذاتیات و اکثر صفات یا در تمام صفات فقط یا در اکثر صفات فقط یافته شود

تحقیق معنی همسری و شرکت

پس شرکت عام مطلق باشد و همسری خاص مطلق زیراکه در مفهوم همسری[۱] شرکت معتبر است و تمام مفهوم همسری در شرکت معتبر نیست اما دلیل بر عموم شرکت آن است که شرکت گاهی بجای همسری مستعمل می شود و گاهی بجای غیر آن بوجهی که معنی همسری هرگز آنجا ادا نمی شود اما استعمال اول پس مثلش گوید ـ

دونون زدوابروشد نافی دو باطل
شرکت بخدا قول بجا دوے محمد

چه ظاهر است که تا آنکه در نفس ذات و تمام صفات یا در نفس ذات و اکثر صفات یا در تمام صفات یا اکثر صفات فقط قائل شرکت نشوند هرگز هرگز اطلاق شرکت بدین معنی برو روا ندارند و کافرش نه پندارند و چون کفار غیر خدا را در امور مذکوره شریک او تعالی جل شانه می کنند و معنی همسری عیان عیان بزبان قال یا حال مثل سجده وغیره آن مودی می نمایند اطلاق کفر بر ایشان روا شد اما استعمال ثانی پس محقق دوانی در اخلاق جلالی در بیان حکمت عملی می نویسد و آن عبارت است از علم باحوال نفس ناطقه انسانی ازین روکه افعال محموده و مذمومه بارادت ازو صادر تواند شد تا بسبب آن علم از رذائل متخلی و بفضائل متحلی شود و بکمالے که متوجه آن است برسد و افعال مذکوره منقسم بردو قسم است یکے آنکه راجع شود با هر نفسے بانفراد و آنرا علم اخلاق و فرهنگ خوانند و دیگر آنکه راجع باشد بمشارکت با فراد و این نیز دو قسم است یکی آنکه راجع شود بمشارکت منزل یعنی آنچه سبب انتظام احوال اهل منزل شاحد باشد و آن را علم کتخدائی و تدبیر منزل گویند

[۱] بدانکه اگر همسری بمعنی برابر است مگر لفظ برابر هم مقتضی مماثلت کلیه نیست در سبع سنابل مولوی عبدالواحد بلگرامی مذکور است شیخ ابو احمد بعد دوازده سال شیخ محمد را خرقه خلافت پوشانید و دست شیخ محمد گرفته سمت قبله ستاده شد و گفت الهی محمد چشتی را خرقه درویشی پوشانیدم او را در کار دین استقامت بخشی و فردای قیامت بروی محمد مصطفی صلے الله علیه وسلم جمیع پیران ما سرخرو گردانی آوازے شنید که خلط جمیع دار دعای تو قبول کردیم فردای قیامت محمد چشتی را برابر محمد مصطفی صلے الله علیه وسلم در بهشت برین چون محمد چشتی یکی از دوستان ماست هر که محمد چشتی را دوست دارد او نیز در بهشت باشد [illegible] انتهی

دیگر آنکہ راجع بمشارکت در بلد و ولایت یا اقلیم مملکت و آنرا علم مملکت داری و سیاست مدن خوانند انتہی و ازین عبارت صاف مستفاد است کہ کسانیکہ مشارکت در منزل یا بلد دارند در ایشان شرکت در منزل یا در بلد یافتہ می شود زیراکہ مشارکت مصدر است از مفاعلۃ مع ہذا ہمسریت بمعنی مذکور یافتہ نمی شود زیراکہ در خانہ مولے و عبد مسکن می پزیرند در بلد غنی و فقیر و بادشاہ و رعیت می باشند و در اینہا اصلا رائحہ ہمسریت بمشام خواص و عام در نمی آید اما دلیل بر خصوص ہمسری آن است کہ معنی ہمسری سوائے مفہوم مذکور جای مذکور نشدہ و بر السنہ احدی از خواص و عوام نمی رود و معنی الفاظ باتصریح ائمہ لغت مدرک می شود یا بتفاہم عرف فاذا انتفی انتفی ازین تمہید مقدمات چند امور واضح شد **امر اول** آنکہ نفی شرکت از شرکتے کہ از و دعوی ہمسری خیزد بے تاویل درست است زیراکہ عام بدین حیثیت کہ در ضمن خاص یافتہ می شود از خاص دیگر مسلوب می شود **امر دوم** آنکہ در بعض شرکت دعوی ہمسری نمی خیزد چنانکہ در شرکت منزل مولے یا عبد یا شرکت در بلد غنی و فقیر و سلطان و رعیت امر سیوم آنکہ شرکت عام مطلق است و ہمسری خاص مطلق نہ آنکہ نزدیک تترادف و یا متساوی و اتحاد فی المفہوم را ترادف گویند و نزدیک تترادف امرے است مستحدث ۵

گردش لیل و نہار است چہ می باید کرد	فتنہ از چشم نگار است چہ می باید کرد
دوش از ان شوخ جفا پیشہ خود نالیدم	دل شیدا کہ یار است چہ می باید کرد

حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماید الحق در فیض کسبی واسطہ را دخل نیست نہ در فیض وہبی اگر منصب داری کہ بواسطہ وزیر معروضات خود بہ بادشاہ میرساند پس نسبت کمال التفضل بادشاہی بیواسطہ بحضور معروض نماید این از کمالات تقرب و جاہ وزیر است در حضرت بادشاہ کہ بندہ او باین مرتبہ رسیدہ است حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ازین رفع توسط ہمسری فہمیدہ متعرض شدند حضرت مجدد رحمہ اللہ نفی ہمسری نمودہ اند میفرمایند ہمسری کفر است پس نسبت ہمسری با خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم با ایشان نسبت بی ورد از انتقاصست و فواحش رسالت شیعہ صحابہ و قربت و آل ہم برائے

ایشان از انکہ جواب مادر خود گفتہ بحمد اللہ عز و تعالی و آیہ شریفہ فَاَمَن حِسَابِک
عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ رفع توسط می نماید توسط پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم در اتباع
عقائد و اعمال و اخلاق ہمیشہ ثابت است ثبوت رفع توسط در کلام بزرگان از احوال بزرگان
از غلبہ احوال است کہ حیلولت ذات پاک واسطہ کائنات علیہ فضل الصلوۃ در آخر مشہود
نمی شود نہ کہ در واقع نیست معاذ اللہ علم و عمل و اخلاق و محبت و قرب ہمہ بواسطہ جناب
مقدس است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایشان خود در مکتوبات ثانی مساوات ہی نمایند شریک
دولتم نہ شریکے کہ از ان ہمسری خیزد کہ آن کفر است بلکہ شرکت خادم با مخدوم بدانکہ در
دولت توحید و ایمان و انوار ولایت کہ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم خازن و قاسم آن است
ہر کہ شریک نیست مسلمان نیست پس شریک شدن مرضی حق سبحانہ است اما در نبوت کہ ختم
است بر خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیچ مسلمان نمی گویند و نمی اندیشند انتہی
قال و آنکہ گفتہ اند بلکہ شرکت خادم با مخدوم است یعنی اگرچہ این خادم چیزے از خانہ خود
نیاوردہ و ہرچہ دارد از مخدوم دارد و لیکن ہرچہ مخدوم داشت بوے داد و شریک خود ہمچو خود
گردانید این ہرگز بوجود نمی آید مخدوم بخادم چیزے می دہد کہ مناسب حال وے باشد و مخدوم
خادمان بسیار دارد بہر کدام بخشش وے می دہد چنانکہ ذکر اولش در کلام ایشان در بیان این
معنی بسیار واقع شدہ است از اولش دادن لازم نمی آید کہ ہرچہ در خانہ داشت داد بلکہ
آنچہ در خور اوست می دہد و خود درین مطالب عالیہ چہ گنجائش این تمثیلات و تقریرات دارد
اقول تفسیر شرکت مبنی بر بہان معنی غلط است کہ بطلانش بتوضیح بیان کردہ شد و الا برائے
شرکت خادم با مخدوم ضرور نیست کہ آنچہ مخدوم پیش خود داشتہ باشد بخادم سپاردو
ہمچو خود گرداند فی الواقع معمول برین جاریست کہ مخدوم بخادم چیزے می دہد کہ مناسب
حال خادم می باشد لیکن این قدر اعطا برائے ثبوت معنی شرکت بسند است و من ہم میگویم

---

۵۱ ستایش میکنم اللہ تعالی را ۱۲ ۵۲ نیست از حساب تو بر ایشان چیزے ۱۲

کہ از اعطاء او پس لازم نمی آید کہ ہر چہ در خانہ داشت داد بلکہ آنچہ درخور او ست می دہد مگر
درہمچو مطالب عالیہ ذکر تمثیلات باکے نیست بلکہ از تمثیلات انکشاف مدعا بطرز دلخواہ مے
گردد نمی نگرند کہ کلام رب العزت از تمثیلات[1] و تشبیہات مالامال است قال تعالے و تقدس
مَثَلُ نُوْرِہٖ[2] کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ علاوہ برین اینجا تمثیل و تشبیہ نیست کہ ما خادمیم و سرور
ما مخدوم ما **قال** و مقرر است کہ دعوی مساوات با انبیا خصوصا با سید انبیا صلوۃ اللہ
وسلامہ علیہم باطل است **اقول** بلکہ کفر است چنانکہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بآن تصریح
کردہ و خود حضرت شیخ آن را نفی کردہ حاشا کہ در کلام حضرت مجدد رضی اللہ عنہ دعوی مساوات[3]
و برابری با انبیا علیہم الصلوۃ والسلام واقع شدہ باشد حضرت غلام علی شاہ صاحب فرماید
بدانکہ آیہ شریفہ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ جماعت صحاب امر ید حضرت حق سبحانہ می فرماید و آیہ
شریفہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ نیز اصحاب کرام را مرید حق تعالے می فرماید پس آنچہ از آیات
ثابت شود جاے اعتراض چرا گردد انتہی **قال** و تفرقہ و تفصیل باعتبار خادمی و مخدومی
و اصالت و فرعیت نیز باطل و عاطل **اقول** این تفرقہ باعتبار مخدومی و خادمی و اصالت
و فرعیت ضروری است کہ انکارش از انکار بدیہیات است ہر کہ پیر است و فیض از حق گرفتہ
بر خلق پاشیدہ مخدوم است و در ایصال فیض اصل است و مرید خادم و در اکتساب فیض
فرع مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ درین باب جوابے کہ تحریر ساختہ قابل وجد است
می فرماید کہ ہیچ اگر کسے صلے اللہ علیہ وسلم را مخدوم و اصل نداند و خود را خادم و فرع نہ پندارد
اگر این تفرقہ باطل است پس لازم می آید کہ فیض انبیا علیہم باشد و بدیگرے نرسد وَھُوَ بَاطِلٌ عِنْدَہٗ[5]

---

[1] حق تعالی جل شانہ فرماید و تلک الامثال نضربہا للناس لعلہم یتفکرون ۱۲ [2] مثل نور او در سینہ است کہ
مانند چراغ باشد [3] و آنچہ در کلام اقطاب کلامی واقع شود آن را بر مساوات یا ترقی محمول نباید فرمود حضرت غوث
انام فرماید [4] انا کنت مع نوح باہل سفینۃ ۔ بحار او طوفانا تلقت قبضتی ۔ وکنت مع ابراہیم ملقی بنارہ
۔ وما بردوا النیران الا بہ عوتی الی آخر القصیدۃ ۱۲ [5] این باطل است نزد تمامی اہل اللہ ۱۲

جَمِیْعِ اَصْلِ اللّٰہِ انتہی قال واززبان بعض مہدویہ شنیدہ شدہ است کہ ہر کمالے کہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داشت در سید محمد مہدی نیز بود فرق ہمین است کہ آنجا
باصالت بود و اینجا بتبعیت رسول بجائے رسیدہ کہ ہمچو او شدہ واین بعینہ
مقولہ الشان است اقول این بنا بر فاسد بر فاسد است از تحریرات سابقہ ظاہر است
کہ نسبتے کہ خادم را با مخدوم باشد ہرگز مقتضی مساوات نیست وخود از مہدی این چنین قول
منقول نیست فالم معین الدین عبید اللہ الملقب بخلیفۃ الخویشگی چشتی در کتاب معارج
الولایت فی مدارج الہدایۃ می نگارد سید محمد مہدی نام پدر او یوسف است[1] اصل او از
جیون پور است مرید وخلیفہ شیخ دانیال است واز اولیاء مسلوب الحال وصاحب سکر بودہ
درحالت سکر چنانکہ بعضے اکابر اَنَا اللّٰہُ وَاَنَا الْحَقُّ وَسُبْحَانِیْ وَقَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیٍّ
وامثال آن گفتہ وے درین حال اَنَا مَھْدِیٌّ[1] فرمودہ ودر حالت افاقہ چنانکہ اکابر از
دعوی الوہیت استغفار کردہ وگفتہ وَاِنْ قُلْتُ سُبْحَانِیْ فَاَنَا مَجُوْسِیٌّ[2] فَاَقْطَعُ زُنَّارِیْ وَاَقُوْلُ لَا
اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ او نیز از دعوے مہدیت تائب شدہ و مہدی موعود اقرار نمودہ چنانکہ نزد اکثر
از اکابر این مقدمہ بدیہی است فاما بعضی از جہلا کہ در زمان سکر حاضر بودہ وزمان صحو را ادراک
نہ نمودہ مساودت او را اعتبار نکردہ وبر سخن اول اصرار نمودہ او را مہدی موعود دانند و
طایفہ از جہال کہ معنی سکر وصحو اولیاء اللہ ندانند گفتہ کہ سخن سکر را اعتبارے نیست بلکہ وی
در زمان صحو مدعی این معنی شدہ ودعوی خود را باثبات رسانیدہ است واین محض افترا
وبہتان است کہ بر آن سید بیچارہ بستہ اند انتہی اگر عقیدت مہدویہ حسب تصریح حضرت شیخ
تسلیم کردہ شود پس می گوییم کہ حاشا از کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ این چنین دعوے
یافتہ شود ومعاذ اللہ نمی شود کہ از کجا مقولہ مہدویان بعینہ مقولہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ
فہمیدہ شد قال وچنین شنیدہ می شود کہ شیعہ نیز در شان ائمہ اثنا عشر رضوان

[1] من مہدی الم ۱۲ [2] اگر سبحانی گفتم پس آتش پرستم پس زنار خود می شکنم و مے گویم لا الٰہ الا اللہ ۱۲

الله تعالے علیہم اجمعین می گویند که ایشان شاگرد پیغمبر اند صلے الله علیه وسلم بمرتبه استادی
رسیده **اقول** شاید مقوله شیعان ہمچنان باشد مگر حضرت مجدد رحمۃ الله علیه نه نفس
نفیس خود را ہم پله پیغمبر علیه الصلوة والسلام می داند و نه کدامی از ارادتمندان چنین عقیده
نسبت وی دارد **قال** بر ہر تقدیر این خادم را باید حق نعمت شناخت و نزد مخدوم جز به
بندگی و نیاز دم نزند و دعوی مساوات نگیرد **ع** اے ایاز آن پوستین را یاد دار
اقول ہرگاه بخیال حضرت شیخ در مطالب عالیه گنجایش تمثیلات و تقریرات نبود پس از خادم
و مخدوم چرا حرف زد و چرا حکایت ایاز را بیاد آورد فاما در نفس صحت این کلام شبه نیست **قال** و مثال این
خادم با این مخدوم که دم از برابری میزند و گستاخی میکند حال آن غلام است که ہمراه خواجه که مقرب درگاه
سلطان بود در مجلس سلطان رفت پس خواجه بمجلس قرب نشست و غلام نیز آنجا بایستاد و چون خود را در مجلس
بادشاه با خواجه یکجا دید بنازید و مغرور گشت و از بس بے خردی و بیتابی که سهم غلامان است خود را گم کرد با خواجه شریکی
و برابری گرفت و گفت من ہم بنده بادشاه و مقرب درگاه اویم و ندانست که ہمچنان که نخست
نزدیک سلوک طریق که قرب و وصول بوساطت و طفیل خواجه بمجلس بادشاه رسید و وی واسطه
بود الآن که قرب و وصول حاصل شده است نیز واسطه است و لیکن از غایت غرور و بے خردی
و کم فکری وجود وساطت از نظر وے ساقط شده و در حیطه کفران نعمت افتاد **اقول** جواب
این تقریر را برین کلام قل و دل حضرت مولانا شاه عبد العزیز دهلوی رحمۃ الله علیه ختم کنم که
ہمه وہم خود است ہیچ خادم باین صفت موجود نیست انتهی **قال** - و اینجا ہم ہمین جواب
بجاده مخدومی او دادن این سخن ہیچ فائده نمی کند جز فرق به تبعیت و اصالت اما دعوی ہمسری
و برابری لازم بین این کلام است بلکه دعوی ہمسری و برابری از خادم و تابع نامقبول
و نامسموع تر است **اقول** الحق دعوی ہمسری و برابری از خادم و تابع نامقبول و نامناسب
تر است خصوص با سرور انبیاء محمد مصطفے صلی الله علیه وسلم که الحاد و زندقه و کفر اکبر است
لیکن از ہیچ تحریر و تقریر حضرت ایشان دعوی ہمسری و برابری مستفاد نشده کما مر غیر مرة [illegible]

اینجاکه احدے ازعقلا ازمقوله بالا برابرسلہ وہمسری کمی فہمد ودعوی لازم بین عام ازین
که بالمعنی الاعم باشد یا بالمعنی الاخص نظری است محتاج بدلیل وپیش ازین بطلان لزوم کرده
شد پس این امر محمول است برعدم فہم معنی لازم بین کما لایخفے علی ارباب المعقول

تو مہربان نه شدی ورنه آنچه در دل بود	ہزار بار فزون ناله از زبانم رفت

قال — عجب آنکه فرموده اند که برخوان این دولت ہرچند طفیلی ام اما ناخوانده نیامده ام
ہرچند تابعم اما از اصالت بے بہره نیم اینچه معنی دارد طفیلی خود ہمان کس را می گویند که ناخوانده
بیاید وتبعیت ضد اصالت است واجتماع ضدین محال اقول درہردو فرق ما بالذات
وما بالتبع است یعنی طفیلی بالذات بوده ام ومدعو بالعرض وتابع بالذات ام واصیل بالعرض
ومیان ہردو تبعیت فرق ہا است وتقریر رفع اجتماع ضدین این است که درعرف طفیلی
که عزت دارد از برائے خوشنودی ضیعفی خوانند قال واگر گویند بوجهے تابعم وبوجهے
اصیل این سخن معنی محصلی ندارد ویا نخست در وقت سلوک تابع پیر ومرید بودم اکنون بعد
از وصول بمرتبه اصالت رسیده ام وبسر خود دم وہمه وسائل ووسایط که بودند ساقط شدند و
از میان بدر رفتند چنانکه اسباب ترتیب خود را بمعدات تشبیه داده اند وپیش ازین مرید
محمد رسول الله صلے الله علیه وسلم یا مرید یکے از خاصه گان درگاه وے بودم اکنون مرید خدا ام
بیواسطه وارادت من با الله تعالی قبول وسائط نمی کند وارادت من بے واسطه با الله تعالی است
من ہم مرید محمد رسول الله ام باعتبار سابق وہم ہم پیر او یم بحکم حال تعالی الله از تصور این معنی وتکلم
باین کلام سوی بربدن اعتقاد واخلاص مسلمانے میخیزد سبحان الله سوگند بس عظیم است این کلام و
بغایت شنیع است این مزعوم اقول این تحاشی از عدم فہم کلام متکلم است پیش ازین معنی
کلام توضیح تمام برنگاشته ام درین تقریر غلطی صریح این است که حضرت معترض می نگارند اکنون
مرید خدا ام بے واسطه حالانکه این معنی مرید نیست بلکه معنی مراد است حضرت معترض در معنی
مرید ومراد خلط ملط می کنند حالانکه معنی مرید ومراد برنگاشته اند ومراد را بے واسطه انگاشته

کاش اگر در معنی مرید و مراد با معان نظر ملاحظہ می فرمود از ین چنین غلطی فاش مصئون می ماند منشار آن نقل بالمعنی است معہذا در ہیچ جا در کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ مرید بے واسطہ تحریر نشدہ نہ از کلامش مستفاد است و آنچہ تحریر فرمودہ من ہم مرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار سابق و ہم ہم پرہ اویم بحکم حال تقید سابق و حال انہا اختراعات حضرت معترض است البتہ این معنی از حضرت معترض باعث صد گونہ اعجاب است تعالی اللہ از تصور این معنی و تکلم باین کلام موے بر بدن عقاد و اخلاص می خیزد بخدا سوگند بس عظیم است این

کلام لغایت شنیع است این مرام ؎

درد دل گفتم تغافل کرد خواری را بہ بین	گریہ کردم خندہ زد بے اعتباری را بہ بین
صبر کردم سر کشید و شور سر کردم رمید	شکوہ کردم رنجہ شد ناسازگاری را بہ بین

مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماید بدیہی است کہ دخل پیغمبر و مرشد در فیض کسبی است نہ در فیض وہبی یَدُلُّ عَلٰی ذٰلِكَ مَا قَالَہٗ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نَحْمَدُ اللّٰہَ وَلَا نَحْمَدُ اَحَدًا انتہی **قال** راہ راست آنست کہ اعتقاد کنند و بگویند کہ ہمہ مریدان حضرت رسول اللہ اند صلے اللہ علیہ وسلم و رسول مرید خدا ست جل جلالہ از حق فیض می گیرد و بخلق میرساند معنی نبوت و رسالت این است **اقول** ظاہر درین کلام تحاشی است از اطلاق مرید اللہ و مراد اللہ و این معنی مبنی است بر اصطلاح صوفیہ ہر کہ از اصطلاح صوفیہ واقف است نیک میداند کہ این از مراتب کملین اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم است چنانکہ مرید رسول اللہ گفتن جائز است ہمچنان مرید اللہ و مراد اللہ و آنچہ حضرت معترض گفتہ ہرگز راہ راست نیست بلکہ راہ راست این است کہ چنانکہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را مرید اللہ گوئیم ہمچنان مراد اللہ نسبت وی صلی اللہ علیہ وسلم انتقاص ہرگز زیبا نیست اعتقاد باید داشت کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جامع جمیع صفات انسانی و ملکوتی بودہ اند **قال** ہیچ کس را بے وساطت وی صلی اللہ علیہ وسلم راہ نیست بسوی خدا و در درگاہ وے جائی نہ خواہ در وقت سلوک یا بعد از وصول **اقول** این کلام فی الجملہ منافاتے دارد

از تقریرے کہ حضرت شیخ در رسالہ تبین الطریق لاہل الارادۃ بالتزام وظایف الخیر والعبادۃ۔ بدین عبارت نگاشتہ اما احتیاج مردم بمرشد واستاد پس از برای تسہیل طریق و سرعت وصول است وسلوک طریق بے مرشد واستاد اگر توفیق رفیق گردد فی الجملہ ممکن است بموجب قولہ تعالے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا لکن بہ تعب شدید و مدت طویل وہو نادر جدا واللہ اعلم انتہی وتحقیق مقام این است کہ اگر از وساطت تبعیت مراد باشد در صحت این کلام شبہ نیست واگر حیلولت مقصود باشد پس در فیض وہبی حیلولت نمی باشد والا فیض وہبی نخواہد بود قال دیگر اطلاق سلسلہ در ارادت اللہ تعالی کہ بے واسطہ غیری است عجب واقع شدہ است اطلاق سلسلہ در جای مناسب است کہ بوسائط باشد ظاہر سہو قلم است یا بالطریق مشاکلت است این سخن طالب علمی است وَالْاَمْرُ فِیْ ذٰلِکَ سَهْلٌ اقول جواب اشکال بدو وجہ گزارش می رود اول آنکہ از تقریرات سابقہ اطلاع کافی دادہ شدہ است کہ درین محل از عدم توسط عدم حیلولت مقصود است چہ این عدم توسط را توسط تبعیت لازم الوجود است و توسط بمعنی تبعیت از وسائط جائز نیست پس لفظ سلسلہ را مناسبتے خاص باشد دوم آنکہ استعارہ تخییلیہ است ارادت را بباب تشبیہ دادند وسلسلہ را با و ثابت کردند درین صورت ضرورت وسائط نیست واین چنین استعارات متعارف است آیات قرآنی ازین بالا مال است حق تعالے جل شانہ فرماید فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَیَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ وَغَیْرُ ذٰلِکَ مِنَ الْاٰیٰتِ الْکَثِیْرَةِ بای حال اعتراض طالب العلمی کار طالب علم است سخن از قصور راندانی بود این ہوس در دل باقی است

نخفت خسرو مسکین درین ہوس شب ہا	کہ دیدہ در کف پایت نہد بخواب رود

قال وگفتہ اند کہ ید من نائب ید اللہ است این فرع ونتیجہ ارادت اللہ است چہ ید مرید نائب ید پیر می باشد اما تلوح می افتد بقول حق سبحانہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ الآیۃ واین بحقیقت وقتے راست آید کہ بروے ثمرہ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ

بلکہ اللہ ذمی مترتب گردد کہ بریک مشت خاک لشکری را منہزم گرداند وبے آن حکایت زبانی بیش نیست اقول آنچه گفته شد چه ید مرید نایب پیر می باشد بدو وجه صحیح نیست اول آنکه حضرت شیخ از مرید معنی متعارف مراد داشته نه مصطلح متصوفین حالانکه در کلام حضرت مجدد رحمه الله مصطلح صوفیه مراد است پهنا درین مقام مراد باید گفت نه مرید دوم آنکه وجه انابت حسب مذاق اہل فن فنا و بقا است در فصل الخطاب از ترجمه عوارف منقول است فنا عبارت است از نهایت سیر الی الله عزوجل و بقا عبارت است از بدایت سیر فی الله سبحانه و سیر الی الله سبحانه وقتے منتہی گردد که بادیه وجود را بقدم صدق یکبارگی قطع کند و سیر فی الله عزوجل آنگاه محقق شود که بنده بعد از فنائے مطلق در عالم اتصاف باوصاف الٰہی و تخلق باخلاق ربانی ترقی نماید انتہے پس ہرگاه مرتبه فنا و بقا حاصل گردد دست وی نایب مناب ید الله باشد ۵

آنراکه فنا شیوه و فقر آئین است	نه کشف و یقین نه معرفت نه دین است
رفت او ز میان همین خدا ماند خدا	الفقر اذا تم هو الله این است ۵

در حالت فنا دوئے برخیزد ۵

زمینسان که بقائے خویشتن میخواہی	از خرمن ہستیت جوے کے کاہی
تا یک سر موز خویشتن آگاہی	گر دم زنی از راهِ فنا گمراہی

در رساله مشاہدة الانوار بین التجلی والاستتار خود حضرت شیخ درمیان عابد و معبود و قاصد و مقصود و طالب و مطلوب و محب و محبوب فرق را دور نموده حیث قال آنها عنوانات دیگر که طالب و مطلوب و محب و محبوب است بیقین حکم نتوان کرد که طالب کیست و مطلوب که و محب کیست و محبوب کدام هر دو هم طالب اند و هم مطلوب و هم محب اند و هم محبوب بوجہے او طالب

---

۵۱ فقر ہرگاه تمام شد آن الله ست ۱۲ ۵۲ درکشف المحجوب از شبلی رحمه الله منقول است صوفی آن بود که اندر دو جهان هیچ چیز نه بیند بجز خدای عزوجل و از علی بن بندار صیرفی نیشاپوری منقول است تصوف آن بود که ظاہر و باطن خود را نه بیند و جمله بر حق را بیند ۱۲ ۔

و این مطلوب و در مرتبه دیگر او مطلوب این طالب و ئی بگزار که حقیقت یکی است مَنْ[٥١]
يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَيَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ زیاده برین چه گویم کفرهای حقیقی در سینهٔ زین
باب مضمر است که اگر آن را بیرون افگنم صد ایمان مجازی ازان بر شک آید اسرار در پرده بهتر
و ناگفته به انتهیٰ آنچه ذکر تلویح نموده شد صریح خطا است که نزول آیت در باب دیگر است یعنی
هرگاه غزوهٔ حدیبیه پیش بود آن حضرت صلی الله علیه وسلم از صحابه رضی الله عنهم که یک هزار
چهار صد بودند بیعت گرفت بعضے صحابه رضی الله عنهم برین امر بیعت کردند که ما جنگ خواهیم کرد
تا آنکه قتل شویم و برخے برین امر که از جنگ فرار نخواهیم کرد قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ[٥٢] يَدُ اللّٰهِ بِالْوَفَاءِ لِمَا
وَعَدَهُمْ مِنَ الْخَيْرِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ در تفسیر ابی سعود رومی مذکور است اِنَّ[٥٣] الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اَيْ
عَلٰى قِتَالِ قُرَيْشٍ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَعْنِيْ اَنَّ مُتَابَعَتَكَ هِيَ مُتَابَعَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ
تَوْثِيْقُ الْعَهْدِ بِمُرَاعَاةِ اَوَامِرِهٖ وَنَوَاهِيْهِ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ يَعْنِيْ اَنَّ عَقْدَ
الْمِيْثَاقِ مَعَ الرَّسُوْلِ كَعَقْدِهٖ مَعَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ غَيْرِ تَفَاوُتٍ
بَيْنَهُمَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ
انتهی مختصرا و در تفسیر کبیر مذکور است يَدُ اللّٰهِ[٥٤] بِمَعْنٰى نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ فَوْقَ اِحْسَانِهِمْ
اِلَى اللّٰهِ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ اَيْ نُصْرَتُهٗ اِيَّاهُمْ اَقْوٰى وَاَعْلٰى مِنْ نُصْرَتِهِمْ اِيَّاهُ

٥١ هرکه اطاعت کرد رسول را پس اطاعت کرد الله تعالیٰ را ۱۲ ٥٢ ابن عباس رضی الله عنهما گوید که آنچه الله تعالیٰ با ایشان وعده خیر کرده است ادای وفا بر دست ایشان است ٥٣ کسانیکه بیعت رسول الله صلی الله علیه وسلم بر قتال قریش می کنند ایشان بیعت الله تعالیٰ می کنند یعنی متابعت رسول متابعت الله تعالیٰ است زیرا که مقصود استحکام عهد است بمراعات اوامر و نواهی وے تعالیٰ ید الله فوق ایدیهم یعنی عقد پیمان از رسول الله صلعم چنان است که با الله تعالیٰ شده و درین هر دو هیچ فرق نیست الله تعالیٰ فرماید هرکه اطاعت کرد رسول را پس اطاعت کرد الله تعالیٰ را ۱۲ ٥٤ معنی ید الله این است که نعمت الله تعالیٰ بر ایشان زیاده از احسانی است که از ایشان ظاهر شده و نصرت الله تعالیٰ بر ایشان زیاده تر است از نصرت ایشان که می کنند ۱۲

انتهی مختصراً ازین تقریر ظاهر است که سوق آیت در امر دیگر است وکلامے که درآن می‌رود
چیزے آخر فشتان بینهما و آیه فَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ بے محل ذکر کرده شده زیرا که بیعت
کنندگان صحابه اند رضی الله عنهم و رامی مشت خاک سرور عالم بوده اند صلی الله علیه وسلم
آنچه ذکر اضمار کعبه را بیان فرموده شد از حضرت شیخ رحمه الله این چنین تحریر در ورطهٔ حیرت انگند ٥

گله در پیش صبا زان گل رعنا کردم ؛	اگر بے داشت دلم غنچه صفت وا کردم

قال اکنون بمعارف وحقایق که در تحقیق این دعاوے نوشته اند دست زده دفع
این غلجانات وشبهات کنیم ومن الله الاستعانة والتوفیق **اقول** آنچه پیشتر ازین
نگاشته تمام اگر در ان تامل کافی رود دفع تمامی غلجانات وشبهات را مستکفل خواهد بود مگر چون
حضرت شیخ رحمه الله دست بدامان مکتوب صد و بست ودوم از جلد ثالث زده ایرادات کرده است
پس چنان مناسب دانستم که عبارت مکتوب را اول نقل کنم سپس بر همراه ایراد را ذکر کرده بدفع آن کوشم ٥

به بینم که تا کرد گار جهان	درین اشکارا چه دارد نهان

عبارت مکتوب این است اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى[1]
صحیفه گرامی که از روے شفقت و مهربانی نامزد این فقیر ساخته بودند بمطالعه آن مشرف
گشت اندراج یافته بود که عزیزے بر عبارت مکتوبے که در اجمیر نوشته بودے اعتراضها
دارد در حل آن باید نوشت و بعضے از یاران چون تعیین مواضع اشتباه نوشته بودند
بالضرورة ان چند مقدمه در حل آن اشتباه نوشته آمد وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْهَادِيْ إِلٰى
سَبِيْلِ الرَّشَادِ[2] مخدوما مکرما سیر مرادی وسیر مریدی امرے است که بوجدان صاحب آن سیر
تعلق دارد والزام امرے نیست که بغیر تعلق داشته باشد پس حجت و برهان بر اثبات
آن طلبیدن گنجایش ندارد و مع ذلک کسے را که حضرت حق سبحانه قوت تمیز داده است
اگر در احوال و اوضاع صاحب آن سیر نیک ملاحظه نماید و فیوض و برکات و علوم و معارف

[1] ستایش مر خدای راست وسلام بر بندگان او که برگزیده اند ۱۲ [2] الله تعالی نماینده است راه راست را ۱۲

الہی جل شانہ کہ او بان ممتاز است مشاہدہ کند تواند بود کہ حکم بسیر مرادی او نماید و ہیچ محتاج بدلیل نبود در رنگ آنکہ بعد از ملاحظہ قرب و بعد و مقابلہ و اجتماع کہ قمر را با شمس است حکم کند کہ نور قمر مستفاد از نور شمس است اگرچہ این معنی بر غیر ارباب حدس حجت نبود و نیز حضرت خواجۂ ما قدس سرہ در اوایل حال سیر این فقیر را سیر مرادی مقرر فرمودہ بودند شاید یاران ہم این معنی را از ایشان شنودہ باشند و این ابیات مثنوی مطابق حال فقیر دانستہ می خواندند ؎

عشق معشوقان نہان است و ستیر	عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر
لیک عشق عاشقان تن زہ کند	عشق معشوقان خوش و فربہ کند
و ز مرادان ہر کہ واصل گشتہ است	او براہ اجتبا سے رفتہ است

راہ اجتبا مخصوص بانبیا نیست علیہم الصلوۃ والتسلیمات صاحب عوارف قدس سرہ در بیان مجذوب سالک و سالک مجذوب تصریح باین معنی فرمودہ است و راہ مریدان را راہ انابت و راہ مرادان را راہ اجتبا گفتہ قال اللہ تعالے اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ آری راہ اجتبا باصالت مخصوص بانبیا است علیہم الصلوۃ والتسلیمات و امتان را در رنگ سائر کمالات بہ تبعیت ایشان است نہ آنکہ اجتبا مطلقا مخصوص بانبیا است علیہم الصلوۃ والتسلیمات و امتان را از ان اصلا نصیب نیست کہ آن غیر واقع است مخدوما وصول فیوض ہر سالک را بتوسط و حیلولت خیر البشر علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام تا زمانے است کہ حقیقت آن سالک کہ محمدی المشرب است بحقیقہ محمدیہ منطبق نگشتہ است و بان متحد نہ شدہ و چون بکمال متابعت بلکہ بمحض فضل در مقامات عروج این حقیقت را بآن حقیقت اتحادی حاصل شد توسط برخاست چہ توسط و حیلولت در مغائرت است نے در اتحاد متوسط و متوسط و حاجب و محجوب نبود آنجا کہ اتحاد است معاملہ بشرکت است اما چون سالک تابع و الحاقی و طفیلی است از قبیل شرکت خادم بود با مخدوم و آنکہ گفتیم کہ حقیقت

اورا با حقیقت آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام انطباقی واتحادی پیدا می شود بیانش آنست که حقیقت محمدی علیه و علی آله الصلوة والسلام جامع جمیع حقایق است و آن را حقیقة الحقایق گویند و حقایق دیگران در رنگ اجزا اند مر او را یا جزئیات زیرا که اگر محمدی المشرب است حقیقت سالک در رنگ جزئی است مر آن کلی را و محمول است بروی و حقیقت غیر محمدی المشرب در رنگ جزء است مر آن کل را و غیر محمول است بروی و این حقیقت محمدی المشرب اگر اتحادی در عروج پیدا شود با حقیقت پیغمبری خواهد بود که این بر قدم اوست و محمول بر آن حقیقت خواهد شد و شرکتی در کمالات مناسبت او را پیدا خواهد کرد لیکن از قسم شرکت خادم بود با مخدوم چنانچه گذشت و چون این جزئی را بعلاقه کمال متابعت بلکه بمحض فضل محبت خاص بکلی خود پیدا می شود و شوق وصول آن دامنگیر او میگردد و آن قید یکه کلی را به جزئی آورده بود بفضل خداوندی جل شانه رو بزوال می آرد و بتدریج بعد از زوال این جزئی را با آن کلی انطباقی و الحاقی حاصل می شود و آنکه گفتیم محبت خاص پیدا می شود در رنگ آنکه بمحض فضل این فقیر را پیدا شده و در غلبات آن محبت می گفت که محبت من بحضرت حق سبحانه ازان جهت است که او تعالی رب محمد است صلی الله تعالی علیه و آله وسلم و میان شیخ تاج و یاران دیگر ازین مقوله تعجب میکردند انگارم که از خاطر شما هم نرفته باشد و تا این قسم محبت پیدا نه شود الحاق و اتحاد چگونه متصور بود ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ حقیقت توسط و عدم توسط را بیان می نماید نیک استماع فرمایند طریق جذبه را چونکه کشش از جانب مطلوب است و عنایت الهی جل شانه متکفل حال او است تا جای قبول وساطت نمی کند و در طریق سلوک چونکه انابت طالب است ناچار دو ساطت چاره نبود و در نفس جذبه هر چند وساطت در کار نیست اما تمامی جذبه منوط بسلوک است که اگر سلوک که عبارت از اتیان شریعت است از توبه و زهد و غیرها با جذبه منضم گردد جذبه ناتمام و ابتر است بسیارے از هنود و ملاحده را دیده ایم که جذب دارند اما چونکه بمتابعت صاحب

شریعت علیه وعلی آله الصلوة والسلام متحلی نگشته اند خراب وابتر اند وغیر از صورت جذب ۹۷
نصیبی ندارند سوال حصول جذب بنحوی از محبوبیت می طلبد پس کفار را که اعداء الله اند نصیبی
از جذب چگونه تجویز نموده اید جواب تواند بود که بعضی از کفار بنحوی از معنی محبوبیت داشته
باشند که باعث حصول جذب شان شده باشد وچون آنرا بمتابعت صاحب شریعت علیه و
علی آله الصلوة والسلام متحلی نساختند خاسر ومخذول ماندند وآن جذبه غیر از حجت بر ایشان
درست نکرده که اعلام استعداد شان نموده که بجهل وعناد آنرا از قوه بفعل نیاورده اند وما
ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ودر طریق جذبه اگر بتوسط متابعت صاحب شریعت
علیه وعلی آله الصلوة والسلام که عبارت از سلوک است وصول بمطلوب میسر شود بیواسطه
بے حیلولت امری خواهد بود گفته اند لَوْ دُلِّيتُمْ بِدَلْوٍ لَوَقَعْتُمْ عَلَى اللّٰهِ یعنی اگر کشیده
شوید بحضرت حق سبحانه ورساننده شوید بالبطن البطون هر آئینه درمیان شما ودرمیان
حق جل وعلا حیلولت وحجاب امرے نخواهد بود وشاید که بخاطر شریف شما هم مانده باشد که حضرت
خواجه ما قدس سره می فرمودند که وصول از راه معیت که حق را جل سلطانه با بنده است اگر میسر
شود ناچار بے توسط امرے خواهد بود که مناسب معیت است واگر واسطه است در سلسله تربیت
است که عبارت از سلوک است وراه معیت یکی از طرق جذبه است وحدیث المَرْءُ
مَعَ مَنْ أَحَبَّ علی صاحبه الصلوة والسلام نیز تائید این معنی می فرماید زیرا که مرد را با محبوب
خود چون معیت به ثبوت پیوست واسطه مرتفع گشت اجتماع فرمایند هر ظل را با اصل خود شاهراه
است وهیچ چیز درمیان شان حائل نیست اگر بعنایت خداوندی جل شانه ظلی را با اصل
خود میلی پیدا شود وکششی باو هویدا گردد بدولت متابعت صاحب شریعت علیه وعلی
آله الصلوة والسلام آن ظل را بآن اصل وصولی والحاقی حاصل آید هر آئینه بے حیلولت
امرے خواهد بود وچون آن اصل اسمی است از اسمای الهی جل شانه ناچار درمیان اسم
ومسمای او حائلی نخواهد بود ووصول ظلی از این راه باصل که مسمای آن اسم است بے

توسط امرے خواہد بود و ایضا ہر کہ واصل حضرت ذات است تعالی بوصول بے چونی توسط و
حیلولت امرے در حق او مفقود است ہرگاہ در صورت وصول بحضرت ذات سبحانہ حیلولت
و حجابیت صفات الہی جل سلطانہ مرتفع گردد و حیلولت و حجابیت غیر صفات چہ گنجایش دارد
سوال صفات واجبی را جل شانہ ہرگاہ انفکاکے از حضرت ذات او تعالی جائز نباشد ارتفاع
حیلولت صفات از میان واصل و موصول البتہ بچہ معنی بود جواب سالک را چون وصول
و تحقق باصل خود کہ اسمی است از اسمای الہی جل شانہ و آن سالک ظل اوست حاصل گردد
ہر آئینہ در میان حضرت ذات تعالی ہیچ توسطے و حیلولتے نخواہد بود چنانچہ در میان اسم
و مسمای او حیلولت امری کائن نیست پس نہ ارتفاع لازم آمد و نہ انفکاک مثل این تحقیق
گزشتہ است در میان اتحاد حقیقت سالک بحقیقت محمدی علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام
و نیز شمۂ ازین بیان در بیان وصول ظل باصل ہم گزشتہ تنبیہ سادہ لوحے ازین عدم
توسط کہ در طریق جذبہ وغیرہا گفتہ شدہ است استغنای از تبعیت خیر البشر علیہ و علی
آلہ الصلوۃ والسلام گمان نہ برد کہ آن کفر و الحاد و زندقہ است و انکار است از شریعت حقہ
او علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام و بالا گزشتہ است کہ جذبہ بے توسط سلوک کہ عبارت از
اتیان شریعت است علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ ابتر و ناتمام است و نعمت است کہ بصورت نقمت
برآمدہ و محبت را بر صاحب جذبہ ناتمام تمام کردہ بالجملہ بکشف صحیح و الہام صریح نیز بیقین پیوستہ
است ہیچ دقیقہ از دقایق این راہ و ہیچ معرفتے از معارف این قوم بے واسطہ او و
بے توسط متابعت او علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام میسر نیست و منتہی را در رنگ مبتدی و
متوسط فیوض و برکات این راہ بے تبعیت و بے طفیل او حاصل نہ

محال است سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز در پے مصطفے

افلاطون از بے خردی صفاے کہ در نفس خود از ریاضت و مجاہدات یافت خود را از
بعثت انبیا علیہم الصلوۃ والتسلیمات مستغنی دانست و گفت نَحْنُ قَوْمٌ مُهَذَّبُوْنَ لَا حَاجَةَ بِنَا إِلَیٰ

هنیئاً لارباب النعیم نعیمها باید دانست که این صفا که بر باطنات بی توسط متابعت انبیا حاصل شده است
علیهم الصلوة والتسلیمات حکم آن دارد که مس سیاه را زر اندود سازند یا زهر را به شکر غلاف
کنند متابعت انبیا راست علیهم الصلوة والتسلیمات که حقیقت مس را منقلب گردانیده زر
خالص سازد و نفس را از امارگی به اطمینان آرد حکیم مطلق جل وعلا بعثت انبیا را و وضع شرائع
اینها را علیهم الصلوة والتسلیمات از برای تعجیز و تخریب اماره مقرر ساخته است و خرابی
او را بلکه اصلاح او را در غیر متابعت این بزرگواران نداشته علیهم الصلوة والتسلیمات اگر
هزاران ریاضات و مجاهدات بی متابعت این بزرگواران علیهم الصلوة والتسلیمات کرده
شود سر موی از امارگی او کم نگردد بلکه ازدیاد سرکشی او نماید مصرع

هرچه گیرد علتی علت شود

ازاله مرض ذاتی او منوط بشرائع انبیاست علیهم الصلوة والتحیات وبدونها خرط القتاد
باید دانست که جذبه را هر چند از سلوک چاره نیست مقدم باشد جذبه بر سلوک یا موخر اما
فضل در تقدیم جذبه راست که سلوک خادم اوست و در تاخیر جذبه سلوک مخدوم اوست
که بدولت سلوک او را جذب میسر شده است و در تقدیم جذبه نه این چنین است که او بالذات
مطلوب و مدعوست لهذا این مراد آمد و آن مرید و رأس مرادان و رئیس محبوبان محمد رسول الله
صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم که مقصود ذاتی و مدعو اولی ازین دعوت اوست علیه
وعلی آله الصلوة والسلام و دیگران را طفیلی او طلبیده اند مرادان باشند یا مریدان لولاه
لما خلق الله الخلق ولما اظهر الربوبیة نماذ کرده چون دیگران همه طفیلی او باشند و او مقصود
اصلی ازین دعوت بود علیه وعلی آله الصلوة والسلام ناچار همه محتاج او باشند و بتوسط
او فیوض و برکات اخذ نمایند علیه وعلی آله الصلوة والسلام و بایں معنی اگر همه را آل او گویند
گنجایش دارد علیه وعلی آله الصلوة والسلام که همه پس رو او یند و بی توسط او کمال اخذ
نتوانند چه هر گاه وجود شان بی توسط وجود او صورت نه بندد کمالات دیگر خود که تابع وجود

له از تجلیات سرور عالم صلی الله علیه وسلم ظهور نظر باری تعالی [illegible] به اسم [illegible] عشق [illegible] گردد بر ربوبیت خود ظاهر [illegible] کرده ۱۲

اندیے توسط او چہ صورت دارند علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام بلکہ محبوب رب العالمین
چنین باید استماع فرمایند مکشوف گشتہ است کہ محبوبیت او علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام
بآن محبت واجبی جل شانہ کائن است کہ بذات بحت او تعالٰی بے لاحظہ شیون و اعتبارات
تعلق گرفتہ است و حضرت ذات تعالٰے بآن محبت محبوب گشتہ بخلاف محبوبیت دیگران کہ
بآن محبت کائن است کہ تعلق بشیون و اعتبارات دارد متلبس باسماء و صفات است یا
بظلال اسماء صفات علی تفاوت الدرجات

ك	فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ		حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٖ	

علیہ وعلی جمیع اخوانہ من الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین الصلوۃ والتسلیمات والتحیات
والبرکات تحقیق این مقام آن است کہ توسط آن سرور کائنات علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام
بدو معنی تواند بود یکے او صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم حائل و حاجب بود در میان سالک و
درمیان مطلوب و معنی دوم آنست کہ سالک بطفیل او بتوسط تبعیت و متابعت او علیہ و
علی آلہ الصلوۃ والسلام بمطلوب واصل گردد در طریق سلوک پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط
بہر دو معنی کائن است بلکہ می انگارم کہ طریق از شیوخ ہر کہ درمیان آمدہ است متوسط و
حاجب شہود سالک است وائے اگر در اواخر جذبہ تدارک آن نہ نماید و معاملہ از پردہ بے
پردگی نکشد زیرا کہ در طریق جذبہ بعد از رسیدن بحقیقت الحقائق توسط بمعنی ثانی است
کہ طفیل و تبعیت است نہ حیلولت و حجاب کہ پردہ شہود و مشاہدہ و مانند آنہا بود و گفتہ
نشود کہ این عدم توسط اگرچہ بیک معنی بود قصورے بجناب حضرت خاتمیت علیہ وعلی آلہ
الصلوۃ والسلام والتحیہ لازم می آید گوئیم کہ این عدم توسط مستلزم کمال انجذاب است علی
صاحبہا الصلوۃ والسلام نہ مستلزم قصور در وجود توسط است زیرا کہ کمال متبوع آنست
کہ تابع او بطفیل و تبعیت او بجمیع درجات کمال برسد و ہیچ دقیقہ فرو نگزارد و این معنی در
عدم توسط کائن است نہ در وجود توسط کہ آنجا شہود بے پردہ است کہ اقتضائے

ل [illegible] صلی اللہ علیہ و سلم [illegible] نقصان [illegible] ۱۲

درجات کمال است وایجا درپردہ پس کمال درعدم توسط بود و قصور در توسط از شوکت و عظمت مخدوم است کہ خادم او درہیچ مقامے از وے تخلف نکند و بتبعیت او شریک دولت ہمگنان او گردد وازینجا است کہ آن سرور فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات رویت اخروی بے توسط و بے حیلولت امرے خواہد بود در حدیث صحیح آمدہ است علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کہ بندہ چون بہ نماز داخل می شود حجابیکہ درمیان بندہ وخدا است مرتفع می گردد و لہذا صلوٰۃ معراج مومن آمد وحظ وافر ازان نصیب منتہی واصل گشت چہ رفع حجاب مخصوص بواصل منتہی است پس ارتفاع توسط و حیلولت ثابت گشت این معرفت از خواص معارف لدنیہ این فقیر است کہ بمحض فضل وکرم آنرا عطا فرمودہ اند وتحقیق آن متحقق ساختہ ؎

من آن خاکم کہ ابر نوبہاری	کند از لطف بر من قطرہ باری

خوش گفت ؎

اگر بادشہ بر در پیرزن	بیاید تو ای خواجہ سبلت مکن

مشایخ طریقت قدس اللہ اسرارہم در توسط وعدم توسط آن سرور اختلافہا دارند علیہ وعلے آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات جمعے بتوسط رفتہ اند وگروہے بعدم توسط وہیچ کدام شان تحقیق توسط وعدم توسط نہ نمودہ است واز کمال وقصور شان سخن نگفتہ ارباب ظواہر نزدیک است کہ عدم توسط را کہ کمال ایمان است کفر دانند وقایل آنرا نادانستہ تضلیل کنند و توسط را از کمال ایمان تصور نمایند وقایل آن را از کمل تابعان شمرند و حال آنکہ عدم توسط مبنی از کمال متابعت است و توسط مشعر از قصور متابعت کما مر کُلُّ ذٰلِکَ مِنْہُمْ بِعَدَمِ الدَّرْکِ عَنْ حَقِیْقَۃِ الْحَالِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی بَلْ کَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِہٖ وَلَمَّا یَاْتِہِمْ تَاْوِیْلُہٗ کَذٰلِکَ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ ہ تندو ما اویسی گفتن انکارے از پیر ظاہر نیست زیرا کہ اویسی کسے است کہ روحانیان را در

تربیت او مدخلیتے باشد حضرت خواجه احرار را قدس سره با وجود پیر ظاهر چونکه امدادے از روحانیت
حضرت خواجه نقشبند قدس سره یافته بودند اویسی می گفتند و همچنین حضرت خواجه نقشبند با وجود
پیر ظاهر چون مددها از روحانیت حضرت خواجه عبد الخالق قدس سره ها یافته بودند اویسی بودند
علی الخصوص شخصے که با وجود اویسیت اقرار به پیر ظاهر دارد و بزور انکار بر پیر مراد بستن
عجب انصاف است مخدوما مراد از ترکیب لفظ عبد الباقی معنی اضافی است نه معنی علمی
هر چند بابلغ وجوه اشعاری بمعنی علمی هم دارد یعنی پیر من هر چند بنده باقی است اما متکفل
تربیت من الله باقی است اینجا کدام تحریف است وجه سوء ادب الله تعالی انصافی بدهد مخدوما
قصورے که در معنی سبحانی که از بسطامی قدس سره در غلبات سکر صادر شده است گفته
باشد لازم نمی آید از انکه آن قصور در قائل آن مستقر و مستمر باشد تا دیگرے از وی افضل بود چه
بسا معارف است که در وقتے بمقتضای حال آنوقت صادر شده است و در وقت دیگر بعنایت
خداوندی جل شانه چونکه قصور آن معرفت را دریافته است ازان درگذشته و بمقام فوق
رسیده در مکتوب شریف اندراج یافته بود که ارباب سکر اگر این قسم سخنان شطح آمیز نویسند
گنجایش دارد اما از ارباب صحو اظهار این سخنان بسیار مستبعد است مخدوما هر که این سخنان نوشته
است منشای آن سکر است و بی مخرج سکر درین باب دست بقلم نبرده غایت ما فی الباب
در سکر مراتب کثیره است هر چند سکر بیشتر شطح غالب تر سکر بسطامی باید که بے تحاشی قول
لِوَائِیْ اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ ازان بوجود آید پس هر که صحو دارد گمان نکنند که سکر همراه او
نیست که آن عین قصور است صحو خالص نصیب عام است هر که صحو را ترجیح داده است مرادش غلبه
صحو است نه صحو صرف و همچنین هر که سکر را ترجیح می دهد مرادش غلبه سکر است نه سکر خالص که آن
آفت است جنید قدس سره که رئیس ارباب صحو است و صحو را بر سکر ترجیح می دهد چندان عبارت
سکر آمیز دارد که چه تعداد آن نماید فرموده هُوَ الْعَارِفُ وَالْمَعْرُوْفُ و گفته لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنُ اِنَائِهٖ
و فرموده اَلْمُحْدَثُ اِذَا قُوْرِنَ بِالْقَدِیْمِ لَمْ یَبْقَ لَهٗ اَثَرٌ و صاحب عوارف که از

کمل اصحاب صحو است در کتاب و چندان معارف سکریه است که چه شرح آن دهد و این فقیر بعد در وقتی بعضی معارف سکریه او را قدس سره جمع کرده است از انتهایات سکر است که تجویز افشار اسرار نموده می آید و از سکر است که مباهات و افتخار کرده میشود و از سکر است که مزیت خود بر دیگری اظهار کرده می آید اگر صحو خالص باشد افشای اسرار آنجا کفر بود و خود را از دیگرے بهتر دانستن شرک باشد بقیه سکر در صحو در رنگ نمک است که مصلح طعام است اگر نمک نه باشد طعام معطل و بیکار بود ؎

گر عشق نبودے و غم عشق نبودے	چندین سخن نغز که گفتی و شنودی

صاحب عوارف قدس سره که قول قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیٍّ را که از حضرت شیخ عبدالقادر قدس سره صادر شده است بر حیثیت سکر محمول داشته است مرادش قصور این قول نیست کما توهم که آن عین محمدت اوست بلکه بیان واقع نموده است یعنی صدور این قسم سخن که مبنی از مباهات و افتخار است بے بقیه سکر کائن نیست که در صحو خالص امثال این سخنان بکلم نمودن دشوار است این فقیر که این همه دفاتر در بیان علوم و اسرار این طائفه علیه نوشته است ظاهر بخاطر شریف شما قرار یافته است که از روی صحو خالص نوشته است بے مزج سکر حاشا که آن حرام و منکر است و گزاف و سخن بافی است سخن بافان که بصحو خالص متصف اند بسیار اند چرا این قسم سخنان نیافتند و دل های مردم بلا نه جانه بر بندد ؎

فریاد حافظ این همه آخر بهرزه نیست	هم قصهٔ غریب و حدیث عجیب هست

مخدوما این قسم سخنان که مبنی از افشای اسرار باشد و از ظاهر مصروف در هر وقتی از مشائخ طریقت قدس الله تعالی اسرارهم بظهور آمده است و عادت مستمره این بزرگان گشته امری نیست که این فقیر آن را ابتدا کرده باشد و اختراع نموده لَیْسَ هٰذَا اَوَّلَ قَارُوْرَةٍ کُسِرَتْ فِی الْاِسْلَامِ پس این همه شور و غوغا چیست اگر لفظی صادر شده است که ظاهرش مطابقت بعلوم شرعیه ندارد آن را به اندک توجه از ظاهر صرف نموده مطابق باید ساخت و مسلمانی را متهم نباید کرد و اشاعت فاحشه و تفضیح ناحق هرجا که در شریعت حرام و منکر باشد تفضیح

مسلمانی به مجرد اشتباه چه مناسب بود و شهرت آن شناعت کردن که اهم دین باشد طریق مسلمانی و مهربانی آنست که کلمهٔ که ظاهرش مخالف علوم شرعیه است اگر از شخصی صادر شود باید دید که قائل آن کیست اگر ملحد و زندیق بود رد آن باید کرد و در راه اصلاح آن نباید کوشید و اگر قائل آن کلمه از مسلمانان بود و ایمان به خدا و رسول داشته باشد در اصلاح سخن او باید کوشید و محمل صحیح از برای آن پیدا باید نمود یا از آن قائل حل آن باید طلبید و اگر در حل آن عاجز آید نصیحتش باید کرد و امر معروف و نهی منکر برفق اولی است که باجابت نزدیک است و اگر مقصود اجابت نباشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر است الله تعالی توفیق دهاد عجب تر آنکه از مکتوب شریف مفهوم می شود که بعد از استماع کتابت فقیر از آن عزیز اشتباهی و انحرافی در طلازمان شما نیز طاری شده بود ما را که انعکاسی باشد بایستی که منشاء اشتباه را ایشان حل می کردند و برین فقیر می انداختند و تسکین فتنه می فرمودند از یاران دیگر چه گله نماید که بعضی از ایشان با وجود قدرت دفع اشتباه خود را معاف داشتند و سکوت ورزیدند ع

	ما ز یاران چشم یاری داشتیم	

قال نوشته اند که سیر مرادی و مریدی امری است که بوجدان صاحب آن سیر تعلق دارد پس حجت و برهان بر اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد هیچ کس چه سخن کند که راه سخن بربستند لاکن هر چیز را حجت و برهان باید هیچ چیز بی حجت و برهان معقول و مقبول نمی افتد مرادان و محبوبان نزد مصطلح قوم همان کسانند که نخست ایشان را جذب می نمایند و بدرگاه می کشند بعد از آن توفیق سیر و سلوک داده واصل می سازند که معنی مجذوب سالک است و مریدان آنانکه ایشان را بعد از سلوک می کشند و ایشان را سالک مجذوب می گویند آیا این هم می باشد که صاحب سیر مرادی بجای می رسد که از ارادت او بحق و قرب و وصال وی بجناب قدس وی تعالی وساطت حضرت سید المرسلین و سلطان المحبوبین صلی الله علیه وسلم سقوط می پذیرد و برمی افتد و در جمیع کمالات برابر سید المرسلین هم باشد و به دعوی شرکت و همسری و برابری

می کشند و جامع کمالات ابراہیمی و محمدی می گردد و صاحب این سیر ہم پیرو محمد رسول اللہ صلعم
مے گردد و می گوید کہ ہم چنانکہ آن حضرت مرید خداست بیواسطہ من ہم مرید خدا ام بیواسطہ
اقول برین قول خدشہ ہا وارد می شود خدشہ اول مرتبہ مریدان و مرادان اگر بامعان
نظر دیدہ شود ازان واضح خواہد شد کہ تا آنکہ مرتبہ سلوک و جذب طے کردہ باین مقامات نرسد
مرید و مراد و مقامات ایشان را نتوان شناخت ؎

بسر قصۂ بلقیس و قصۂ ہدہد		کسے رسد کہ شناسائے منطق الطیرست

مَنْ لَمْ يَذُقْ لَمْ يَدْرِ ع لذت می نشناسی بخدا تا نچشی ؎ در عوارف المعارف
تعریف مریدین مذکور است وَالسَّالِكُ الَّذِي تَدَارَكَهُ الْجَذْبَةُ هُوَ الَّذِي
كَانَتْ بِدَايَتُهُ الْمُجَاهَدَةَ وَالْمُكَابَدَةَ وَالْمُعَامَلَةَ بِالْإِخْلَاصِ وَالْوَفَاءِ بِالشُّرُوطِ
ثُمَّ أُخْرِجَ مِنْ وَهَجِ المكابدة إلى روح الحال فوجد العسل بعد العلقم
وَتَرَوَّحَ بِنَسَمَاتِ الْفَضْلِ وَبَرَزَ مِنْ مَضِيقِ الْمُكَابَدَةِ إِلَى مُتَّسَعِ
المساهلة وأنس بنفحات القرب وفتح له باب من المشاهدة فوجد دواءه
وفاض وعاءه وصدرت منه كلمات الحكمة ومالت اليه القلوب
وتوالى عليه فتوح الغيب وصار ظاهره مسددا وباطنه مشاهدا
وصلح للجلوة وصار له في جلوته خلوة فيغلب ولا يغلب ويفترس ولا
يفترس يوهل مثل هذا للمشيخة لانه اخذ في طريق المحبين و در تعریف
مرادین مسطور است الْمَجْذُوبُ المتدارك بالسلوك ببادية الحق بالكشوف
وانوار اليقين ويرفع عن قلبه الحجب ويستتر بانوار المشاهدة وينشرح
وينفسح قلبه ويتجافى عن دار الغرور وينيب الى دار الخلود ويرتوي
عن بحر الحال ويتخلص من الاغلال والاعلال ويقول معلنا لا اعبد ربا لم اره
ثم يفيض من الباطن على ظاهره ويجري عليه صور الجاذبية والعادة من غير مكابدة

آن روز کہ آتش محبت انگیخت | عاشق روش سوز ز معشوق آموخت
از جانب دوست سر زد این سوز و گداز | تا در نگرفت شمع پروانہ نسوخت

پس چنانکہ مرید و مراد را سالکان راہ در یافتہ ہمچنان سیر مرادی و مریدی امریست کہ بوجدان صاحب آن سیر تعلق دارد پس حجت و برہان برائے اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد و درین امر راہ سخن بر بستہ نیست اگرچہ راہ مراد صعب ہست و وصول این راہ بجز محنت محال است فاما اگر ذوق دارند چرا محنت نکشند و مقامات سلوک سطے نکنند و بمرتبہ مریدی فایز نشوند تا این مقام را بچشم بصیرت بنگرند[۵۱] خدشہ دوم برائے ہر چیز ضرورت حجت و برہان در محل نظر است در مرئیات و ذوقیات کہ طفل شیرخوار ہم ازان واقف باشد راہ استدلال بربستہ آمد برائے تبین انوار شمس ہیچ حجت و دلیل نشاید و کسیکہ مدت العمر شکر و نمک را نچشیدہ شکل اول بدیہی الانتاج گرہے ازان نکشاید[۵۲] خدشہ سیوم تعریف مراد و مرید کہ بر نگاشتہ شد دران قصور است و الامر ما بیناہٗ خدشہ چہارم در تعریف مجذوب سالک لفظ نخست تحریر فرمودہ شد و درمیان لفظ نخست و بیواسطہ درین مقام فرقے نمی نماید پس این نادم شبہاے باشد کہ جابجا حضرت معترض بر لفظ بیواسطہ مرۃ بعد اولی و کرۃ بعد اخرے وارد نمودہ ۵

وقت مردن دامن قاتل بدست آمد مرا | آخر عمر آرزوے دل بدست آمد مرا

اگر حضرت معترض معنی لفظ نخست را ندہن خود منقش می فرمود بار بار این اعتراض را اعادہ

[۵۱] حضرت معترض در اخبار الاخیار در ذکر حضرت شیخ عبد الوہاب متقی تارس شاذلی کہ استاد معترض بودہ می نویسند عرض کردہ شد کہ فنای وحدت چہ باشد فرمودند کہ آن ذوقی است چشیدن تعلق دارد و مطلوب حقیقی جمیع عالمیان این ہیچ از ادراک جہان لذت است و ہر کس کہ در عمر خود یکبار آن نعمت چشیدہ تا زندہ است ذوق آن باقی است انتہی پس چرا معترض کلام استاد خود را فراموش کند و چرا برآن حجت و برہان نہ طلبید و چرا نہ گوید کہ ہیچ چیز بے حجت و برہان معقول و مقبول نمی افتد سیر مرادی و مریدی ہمان متعلم ذوقی است افسوس است کہ معترض کلام استاد خود را فراموش کردہ اعتراض می کند کہ ایں ہیچ بمعنوی کلام استاد او است ۱۲ منہ [۵۲] امران ہست و سخن ہمان است کہ من بیان کردم ۱۲

نمی گردد اندرین صورت تمامی اختر عشش سالح بسوی کنامش خواهد بود

چه بی دردانه امشب درد دل با یار می گفتم ۔ که او کم می شنید از ناز و من بسیار می گفتم

خدشه پنجم حضرت معترض در تعریف مرادی فرماید بعد از ان توفیق سیر و سلوک داده واصل می سازند با آنکه اول گفته که نخست ایشان را بخود می کشد که بمعنی وصول است والا کلام صحیح نمی شود که معنی مجذوب سالک همین است که اول وصول است بعد از ان سیر و سلوک سخن معترض رحمه الله که بعد از ان توفیق سیر داده واصل می سازند عکس آنست درین مقام بعنایت ادب گزارش میرود که هرگاه حضرت معترض را به فن تصوف چنان ممارست نباشد که تعریف مراد و مرید صحیح بر نگارند پس اینجا کس چه سخن کند که راه سخن بر بستند بجز آنکه گفته شود که سیر مرادی و مریدی امری است که بوجدان صاحب آن سیر تعلق دارد پس حجت و برهان بر اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد ؎

ای که شور محشر از بیباکیت هنگامه است ۔ از خدا خطت برای ما سفارش نامه است

خدشه ششم هرگاه خود حضرت معترض در تعریف لفظ نخست زیب تحریر فرموده پس در سقوط وساطت کدام استحاله است و اگر وساطت است پس نخست چرا التحریر ساخته فعلیه البیان

خدشه هفتم آنچه تحریر فرموده بر می افتد الخ هیچ جا از کلام حضرت مجدد یافته نمی شود کما بیّنا ؎

پرسید زمن کسی که معشوق تو کیست ۔ گفتم که فلان کس است مقصود چو نیست
بنشست و بهای های بر من بگریست ۔ کز دست چنین کسی چسان خواهی زیست

خدشه هشتم هرگاه معترض در معنی مرید نگاشته که بعد از سلوک می کشند پس درین قول که آنحضرت مرید خدا است بی واسطه و مرید خدا ام بواسطه اتباع منافی نیست و ذهول است از معنی مرید ؎

بجای نمی روی که دل بدگمان ما ۔ تا باز گشتن تو بصد جا نمی رود

قال و آنکه نوشته اند که کسی را که حق تعالی قوت قدسیه داده اگر در احوال و اوضاع صاحب آن سیر شریک ساخته نماید و فیض و برکات و علوم و معارف الهی جل شانه که او بآن ممتاز است

مشاهده کنند توانند که حکم بسیر مرادی او نمایند هیچ محتاج بدلیل نخود سخن عجیبے است یعنی شما این قدر ادراک و شعور ندارید که اوضاع و اقوال و جمال و کمال ما را ملاحظه نمائید و فیوض و برکات و علوم و معارف ما را که بدان متفرد و ممتاز یم مشاهده کنید و بسیر مرادی ما حکم کنید دیگر دلیل چه حاجت است **اقول** ندانم که این چه اعتراض است و بجز واصلان بارگاه مقربان درگاه را که شناسد و کسیکه معنی مراد و مرید ندانسته باشد از و توقع ادراک احوال و اوضاع سیر مرادی کے می توان شد مولانا نظام الدین خاموش علیه الرحمة فرموده اند که چون علامه سید شریف جرجانی به صحبت حضرت خواجه علاء الدین عطار عطر الله تربته رسیده اند و آنحضرت ایشان را قبول فرمودند ایشان از حضرت خواجه التماس نمودند که مرا صحبت باکسے فرمایند از اصحاب خود که بواسطه صحبت وی اهلیت این مجلس حاصل کنم و مناسبتے با اهل این نسبت پیدا سازم حضرت خواجه ایشان را به صحبت ما حواله کردند و سید بعد از فراغ درس می آمدند و پیش ما می نشستند و سکوت می کردند روزے نشسته بودند و مراقبه کرده ناگاه بے خودی و بے طاقتی از ایشان ظاهر شد چنانچه عمامه از سر ایشان افتاد ما برخاستیم و عمامه بر سر ایشان نهادیم چون به حال خود آمدند سبب آن بے خودی پرسیدم گفتند عمرها بود که آرزوے آن داشتیم که یکساعت لوح مدرکه من از نقوش علمیه پاک شود و زمانے دل من از اندیشه معلومات خود خلاص یابد درین ساعت به برکت این صحبت آن معنی دست داد از غایت ذوق و لذت آن مرا بے خودی روی نمود از من بے ادبی صادر شد

نقد حیات خواهی جان کن فداے جانان	کین است در ره عشق آئین مهربانان
مستان جام شوقش بر بوی لطف جامش	بر درگه جلالش آیند جان فشانان
از چشم بد نهانند از خویشتن نهان تر	عالم شده سمن بو از بوے آن نهانان
چون تیره روزگاری زان ره نشان چه جوئی	گر ره روی نشان جو از راه بے نشانان

قال اینجا آن سخن یاد می آید که یکبارے از همین یاران یکے بخدمت ایشان نوشته بود

که عجب است که با وجود این عظمت و جلالت مرتبت کراماتے از ایشان ظاهر نمی شود در جواب او نوشته اند کدام کرامت بالاتر ازین معارف وحقایق باشد که ما بیان می کنیم و بر ما وارد می گردد که دیگران را طاقت بیان آن نیست معجزه حضرت رسول الله نیز سخن بود که بمرتبه اعجاز رسیده بود **اقول** این کلام هیچگونه محل اعتراض نیست که همچنان از بزرگان مروی است منقول است که مولانا اصفهانی که در حدیث بے نظیر روزگار بوده بحضرت عزیزان خدائے داد قدس سره بر سبیل التعرض گفته که شما دعوے قطبی میکرده اید سلطان پادشاه بیگ خان می خواهد که بر سر رافضی رود چند هزار زره و سلاح درکار است پیدا کنید چون قطب هر چه خواهد می کند حضرت عزیزان فرمودند که دعوی از درویشان دور است لیکن اگر بمنصب قطبی قانع باشیم از فرعون و نمرود بدتر باشیم چه منظور این طائفه عالیه غیر از محبوب حقیقی نیست ؎

چه منصب تعلق بود ای پسر	تعلق حجابت بود سر بسر
تعلق حجاب است و بے حاصلی	چو پیوندها بگسلی واصلی

پس از مجلس حضرت عزیزان بغضب برخاسته اند و مولانائے مذکور دامن آن حضرت را بر سبیل معذرت گرفته ایشان التفات بوی نه کرده متوجه مزار فائض الانوار حضرت خواجه بهاء الحق والدین قدس سره شدند چون به پل علی سلیمان که در راه مزار آن حضرت است رسیده اند فاتحه بروح پر فتوح ایشان خوانده برگشته اند فرمودند که هر دانشمندے را ولی از اولیاء الله مربی است و هر ولی را نبی از انبیاء الله علیهم السلام مربی است چون مولانا اصفهانی بر ما بے ادبی کرد متوجه شدیم که از اولیا کدامی ولی مربی این مولانا باشد معلوم باشد که حضرت خواجه بزرگ قدس سره مربی وے بوده اند چون بدینجا رسیدیم روح شریف حضرت خواجه بزرگ پیشوا آمده فرمودند ما از ان مربی که بر شما بے ادبی کرده گذشتیم شما از ینجا خبر یاد کرده

ملہ دررساله لمعات علی بهائی رحمه الله مذکور است چندی را غضب کرامت است مفتی طالب استقامت ظهور کرامت معجزه استدعی اهل حرمان ثبوت استقامت سراج معراج ارباب ایقان ۱۲

برگشتیم بعد از آن بیکماه نه کشیده که مولانای مهم زهانی بعلت جذام بتلا گشته بعلت هلاک شده است فقط غرض از نقل این حکایت این است که از اولیاء الله اگر خواستگار کرامتے شوند ضرور نیست که حسب تمنای شان ظاهر کرده شود اینجا آن سخن یاد مے آید که یکباری از یاران یکے بخدمت حضرت خواجه بهاؤ الدین نقشبند رحمه الله عرض کرد که عجب است که باوجود این عظمت و جلالت و مرتبت کرامات از شما ظاهر نمی شود در جواب او فرمودند کدام کرامت بالا تر ازین خواهد بود که باوجود چندین بار گناه بر روی زمین میتوانم رفت و زمین از بار گناه ما غرق نمی شود تحقیق مقام آن است که خرق عادات از لوازم ولایت نیست بعضے مردان اولیاء الله اند و مقربان درگاه و خرق عادات از ایشان ظاهر نه شد چنانچه از اکثر اصحاب رسول الله صلے الله علیه واله وسلم خرق عادات مروی نیست حالانکه عموماً اصحاب او از دیگر اولیاء الله افضل اند پس معلوم شد که فضیلت بعضے اولیاء بر بعضے بکثرت خوارق نیست چه فضل عبارت است از کثرت ثواب و خوارق در حظوظ است مناط ثواب نیست مگر عبادت و قرب الهی و لهذا محدثین کرامات اصحاب را در مناقب ذکر نه کرده اند بلکه کرامات را بابے علیحده آورده اند بعد ذکر معجزات خرق عادات در جوگیان هم می باشد این چنین حضرت مجدد رحمه الله فرموده صاحب عوارف گفته که حق تعالے بعضے مردم را خوارق می دهد و دیگران را خوارق نمی دهد و ایشان افضل باشند از صاحب خوارق و خرق عادات کمتر است در مرتبه از ذکر قلبی بتجدید وے و شیخ الاسلام خواجه عبدالله انصاری گفته که مراتب عارفان مطلق است بدریافت استعدادات طالبان و مقامات اولیا و فراست اهل ریاضت و گرسنگی مخصوص بدریافت صور و احوال اشیا که غائب از نظر او ست هرگاه که اکثر خلائق بدنیا مشغول اند و از خدا منقطع دلهای شان بیشتر مائل است بسوی کشف احوال غائبان و این را بسیار عمده می دانند ایشان با کشف اهل عرفان حقیقت کار ندارند و می گویند که اگر اینها اهل الله می بودند از احوال غیب خبردار بایستے بودن این قدر خبر ندارند پس دیگر چه خواهند دریافت این چنین منافقان

درحق سید المرسلین صلی الله علیه وسلم می آشفتند این تیهان باین خیالات فاسده از برکات
دوستان خدا محروم اند و نمی دانند که حق تعالی درباره دوستان خود غیرت دارد که او
شان را بغیر خود مشغول نمی کند

من ندانم فاعلات و فاعلات — شعر می گویم به از آب حیات
قافیه اندیشم و دلدار من — گویدم مندیش جز دیدار من

حضرت مجدد رضی الله عنه از پیر خود روایت کرده اند که شیخ محی الدین عربی بعضی جا نوشته
است که بعضی اولیا که از ایشان کرامات بسیار ظاهر شده وقت رحلت آرزو کرده اند که کاش که
از ما این قدر کرامت ظاهر نمی شد اگر کسی گوید که اگر خوارق شرط ولایت نباشد چگونه معلوم
کرده شود که این ولی الله است حضرت مجدد رضی الله عنه ازین سخن دو جواب فرموده اند
یکی آنکه معلوم کردن ولایت ولی چه ضرور است ولایت نسبتی است با خدا کسی از آن مطلع
باشد یا نباشد اکثر اولیاء الله از ولایت خود اطلاع ندارند تا بدیگران چه رسد بعد مرگ ثمرهٔ
آن خواهند دید احتیاج بخوارق مر انبیا را است که برای دعوت خلق اند ضرور است که بر خلق
نبوت خود ظاهر کنند و باثبات رسانند اولیا دعوت می کنند بسوی شریعت پیغمبر خود معجزه
برای دعوت او کافی است علما و فقها بظاهر شرع دعوت می کنند و اولیاء مریدان را اول
بسوی بجا آوردن ظاهر شریعت دعوت می کنند پس از انها را ذکر تعلیم می کنند و می فرمایند
که اوقات خود به یاد الهی معمور کن تا که ذکر الهی مستولی شود و غیر خدا در دل تو خطور نکند و درین
دعوت احتیاج کرامت نیست دوم آنکه مرید رشید هر ساعت هر لحظه کرامت شیخ در ذات خود
به تبدیل احوال خود می بیند که دل مرده او را زنده کرد به مشاهده و مکاشفه سرافراز ساخته زنده
کردن مرده نزد عوام معجزه کبری است و زنده نمودن شیخ دل و قلب نزد خواص معتبر است پس
کرامت در نظر مرید موجود است و برای عوام در کار نیست در تحقیقات حضرت خواجه محمد پارسا رحمه
الله مذکور است شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمة الله علیه گفته است که بر آب رفتن و در هوا پریدن و

واز غیب خبر دادن باین هیچ کرامت نبود کرامات آن باشد که کسی را به تمامی عمر بجز اتباع زبان
حرام نرود این اعتماد را نشاید و آن دیگر ممکن باشد که از شیطان بود که شیاطین را نیز از غیب
خبر است و کسانی که ایشان را کاهن گویند از بسیار با خبر دهند و خبرهای عجب بر ایشان برود
اگر بر شیر نتوانی رفتن باک مدار چون آن سگ غضب را که در سینه تست در زیر پای زدی
و مقهور کردی بر شیر نشستی و اگر از غیب خبر نتوانی داد باک مدار چون عیب و غرور نفس خویشتن
بدانستی و از آفت تلبیس وی آگاه شدی از غیب خبر یافتی و اگر بر آب نتوانی رفت و در هوا نتوانی
پرید باک مدار چون بیرون از حس و خیال ترا مقامی پدید آید و بران برفتی در هوا پریدی انتهی
تفصیل این بحث در مقدمه مذکور شد فارجع الیها و برخی از کرامات حضرت مجدد رحمه الله نیز
مذکور شده مگر اصل این است ؎

ما برای استقامت آمدیم	نے پے کشف و کرامت آمدیم

قال آمدیم بمقصود که در امتیاز شما به بیان علوم و معارف سخن نیست لیکن غایت آنچه ظاهر می
گردد آن است که شما را عالم و فاضل و ماهر و دانشور و سخندان دانیم بلکه عارف و مکاشف هم گوییم
اما آن را از کجا معلوم کنیم که شما بسیر مرادی بمرتبه رسیده اید که وساطت حضرت سید المرسلین و
سید کائنات صلی الله علیه وسلم در میان شما و خدای عز و جل نمانده است تا آنکه هم پیره و پیرهای
آنحضرت شده اید این معنی لازم سیر مرادی نیست شما احوال و اوضاع و علوم و معارف
شما دلیل نیستند بر آن اقول ؎

پس از عمری نگاهی گر به سویم کرد جا دارد	شهید زخم شمشیر تغافل اجرها دارد

ای برادر عدم علم مستلزم علم عدم نیست اگر حضرت ما را علم این معنی نیست که حضرت مجدد رحمه الله
بسیر مرادی رسیده اند پس ازین لازم نمی آید که فی الواقع باین درجه فائز نشده باشند
اگر کدامی بزرگ خدا رسیده ظاهر کند که از مواهب عطایا یا اکتساب فیض وهبی می نماید که محض
بیواسطه است ضرورت انکار چیست آنچه حضرت باقی بالله قدس سره اثبات حضرت [illegible]

بابیه مجددیه

حضرت شیخ خود شاهد آن است و این چنین انکار نسبت به بیشتر اولیا الله از علماء ظاهر واقع شده درین محل جدال و اوضاع حسب دعوی خود پیش کردنی بود تا به دفع خلجان متوجه می شدم سکوت در هیچ موافق از آداب مناظره روا است ؎

رحم می آید مرا بر بلبل آن بوستان را | کز نزاکت های گل فریاد نتوانست کرد

حضرت خواجه محمد پارسا رحمه الله در فصل الخطاب می فرماید طائفه مشایخ اند که بجذبات عنایت حق سبحانه سلوک راه دین و سیر بعالم الیقین حاصل کرده اند و از مکاشفات الطاف خداوندی علوم لدنی یافته اند و در پرتو انوار تجلی صفات حق سبحانه بنای حقایق و معانی و اسرار گشته اند و بر احوال و مقامات و سلوک راه حق سبحانه وقوفی تمام یافته و از حضرت عزه سبحانه ولایت مشایخ بدلالت و تربیت خلق و دعوة بحق عز و علا مامور گشته بعد از آنکه عمری واعظ نفس خویش بوده اند که عظ نفسک ثم عظ للناس والا فاستحیی منی و از واعظ الله سبحانه فی قلب کل مومن قبول وعظ کرده و کمین گاه مکر و حیله نفس نگاه داشته بحکم و فرمان بدعوة خلق مشغول شده اند و خلق را از خرابات دنیا و خمر شهوات و مستی غفلات بحظائر قدس و مجلس انس و مقعد صدق و شراب طهور و تجلی جمال ساقی و سقیهم ربهم میخوانند بحکم و ذکرهم بایام الله و ایشان را از ذوق مشارب مردان می چشانند و سلسله شوق و محبت در دل ایشان می جنبانند و بحسب عقل و شناخت و ذوق و شوق هر طایفه از شریعت و طریقه و حقیقه بیان میکنند تا هر کس حظ و نصیب خویش بقدر همت خویش بر می دارند که قد علم کل اناس مشربهم و اگر مرغ جانی کز آشیانه بجهبهم طیران کرده بر شبکه ارادت می افتد و بدانه یحبونه در دام یا وعشق بندی می شود آن شهباز بلند پرواز را که سخت غریب و بدیع افتاده است در گریزگاه خلوتخانه میکنند و چشم هوائی نفس او را از مرادات دو جهانی می دوزند و لطعمه ذکر پرورش میدهند تا آنگاه که آن وحشت التفات بماسوی حق سبحانه از و منقطع شود و مقام انس حاصل کند و مستعد و مستحق آن شود که نشیمن دست ملک اشاید انتهای ... حق الله سبحانه و نایب و میراث

وارثان انبیا اند علیهم الصلوة والسلام که علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل دیده هر کس بر جمال و کمال ایشان نیفتد که در زیر قباب غیرة حق متواری اند ع

مردان رهش زنده بجانی دگرند
منگر تو بدین دیده بدیشان کایشان
مرغان هواش ز آسمانی دگرند
بیرون ز دو کون در جهانی دگرند

خلق اما ایشان همین سر و ریش بینند که از خویش قیاس احوال ایشان بر خویش و دیگران کنند و ایشان را و اعلی از و اعظان یا عالمی از عالمان شمرند و ندانند لا یقاس الملائکة بالحدادین قال و با وجود کثرت علوم و معارف ایا متصور نیست که یک جا خطا واقع شود و عصمت مخصوص انبیاء است صلوة الله و سلامه علیه و خطا در کشف باتفاق ارباب کشف جایز است و ملا زمان که خطاها بر شیخ بن عربی ثابت کرده اند از همین عالم است که با وجود این حقائق و معارف که شیخ دارد خطا کرده است اقول تحقیق مقام این است که اگر کشف و الهام مخالف حدیث احاد یا مخالف قیاسی باشد که جامع باشد شرائط قیاس را آنجا حدیث و قیاس را ترجیح باید داد و حکم باید کرد بخطا در کشف و این مسئله مجمع علیه است در میان سلف و خلف چرا که قول رسول الله صلی الله علیه و سلم حجت قطعی است و احتمال کذب و نسیان در روایت ثقات ضعیف است و در کشف اولیا خطا بیشتر واقع می شود و وقتی که در میان دو کشف اختلاف واقع می شود پس هر کدام که شرع موید او باشد اولی تر است بقبول و اگر شرع از ان ساکت باشد پس صاحب هر دو کشف اگر یک شخص است پس کشف اخیر او اولی و مقبول است چرا که صوفی دائما در ترقی است پس صاحب کشف در زمان اخیر اقرب است بسوی خدای تعالی و اشبه است بانبیا و اگر صاحب کشف دو کس باشند پس کشف صاحب صحو اولی است از کشف صاحب سکر چرا که کلام سکران بسیار احتمال غلط دارد و اگر هر دو در صحو و سکر یکسان باشند پس کسیکه کشف او گاهی مخالف شرع نه شده باشد از کشف کسی بهتر است که نادر کشف او مخالف شرع افتاده باشد و کسی که نادر اخلاف شرع افتاده باشد کشف او بهتر است از کشف کسیکه غالبا مخالف افتاده

واگر درین هر دو برابر اند پس ترجیح کشف کسے است که منزلت او اقرب است بخدای تعالیٰ این همه وجوه قوت کشف اند واگر هر دو کشف در قوت برابر باشند ترجیح به کثرت اصحاب کشف است اگر یک کشف بر ده کس منکشف شود و دیگر کشف بر یک مرد منکشف شده کشف ده اولی و مقبول است لیکن اگر صاحب کشف مردے اقوی باشد کشف اقوے بهتر باشد از کشف جماعت و حکم العام محجوج حکم کشف است علوی مرتبه کشفهای مجدد الف ثانی رحمة الله علیه در بیانے است که گاهے مخالف شرع نه افتاده بلکه بیشتر را شرع موید است و بعضے چنان است که شرع از ان ساکت است و این همه امور بر کسے که در کلام او بنظر انصاف بیند مخفی نماند و احتمال خطا مستلزم خطا نیست و نه از این احتمال اطلاق خطا جائز است تا آنکه خطا ثابت نکرده شود بدلیلے اگر از شیخ ابن عربی خطا ثابت کرده شد از ان لازم نیاید که تمامی مکاشفات اولیاء الله خطا باشد **قال** و آنکه نوشته اند که حضرت خواجه ما قدس سره در اوائل حال سیر این فقیر را سیر مرادی مقرر فرموده بودند حضرت خواجه اثبات شما بسیار می کردند و کسانی واقف اند بران بیشتر از همه این فقیر اما اگر الآن در قید حیوة صوری می بودند یقین است که باین سخنان از شما راضی نمی شدند و هیچکس باین راضی نخواهد بود امیدواریم که شما هم در باطن راضی نخواهید بود والله اعلم عبارت در اوائل حال کسے را درین ورطه می اندازد که گوید شاید در اوائل حال نشانهاے این دریافته باشید بعد از ان حال متغیر شده باشید وَاللّٰهُ يَمْحُوا الْأَحْوَالَ كَمَا يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ مقصود شما خود آن است که در ابتداء حال این حکم می کردند و در انتها خود چه خواهد بود مسلم سیر مرادی و مقام مرادان ابتداء و انتهاء شما را حاصل است اما آنکه سیر مرادی این نتیجه حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم این معامله دست داد و اینچنین در برابر افتادند که ایشان از میان ساقط شدند و واسطه نماندند قبیح است **اقول** حضرت شیخ خود این امر را تسلیم می سازند که حضرت خواجه رحمه الله اثبات حضرت مجدد رحمه الله بسیار می کردند و بسیار کسان بر آن واقف اند و حضرت شیخ به نسبت

دیگران زیاده تر اطلاع دارند ؎

وَاللهِ قَدْ شَهِدَ الْعَدُوُّ بِفَضْلِهِ		وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

وظاہر است کہ ہرگاہ حضرت خواجہ رحمہ اللہ سیر حضرت مجدد رحمہ اللہ را سیر مرادی مقرر فرمودہ بودند آن اوائل حال بود پس باخر چہ رسد انچہ ایما شد کہ اگر الآن در قید حیوۃ صوری می بودند یقین است کہ باین سخنان راضی نمی شدند این محض خطا است حضرت خواجہ دریای معرفت بودند اگر شخصے کہ از فن تصوف بے بہرہ باشد بکدامی کلام معرفت راضی نباشد ناشان لازم نے آید کہ عارف ہم نارضامندی ظاہر فرماید البتہ این خیالش حسب مزعوم وے خواہد بود انچہ قباحت سیر مرادی ذکر کردہ شد ہمان است کہ خود معترض بان قائل است وجذب مرادان را بیواسطہ می انگارد پس ہرگاہ حضرت معترض تعریف مجذوب سالک برنگاشتہ بود خیال این معنی کردنی بود کہ ازین تعریف مرادان را سقوط واسطہ می گردد و ہمان اعتراض کہ صد بار اعادہ مے نماید بر معترض عاید می شود پس اگر این کلام باعث نارضامندی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ در مخیلہ معترض رحمۃ اللہ علیہ مرتکز است پس بکمال ادب گذارش می کنم کہ اگر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ الآن در قید حیوۃ صوری می بودند یقین است کہ باین سخنان از شما راضی نمی شدند وہیچکس باین راضی نخواہد بود امید واریم کہ شما ہم در باطن ازین تعریف راضی نخواہید بود **قال** باز ہمان سخنان کہ مذکور شد پیش مے آید ومکرر مے شود **اقول** فی الواقع در مکتوب شیخ از بس تکرار واقع است تا آنکہ اگر مکررات را حذف کنند بر چند ورق بیش نخواہد بود اگرچہ بمجبوری فقیر حقیر را اتفاق تحریر بعض مضامین بہ تکرار مے افتد مگر ہمان کمن برکرات شیخ قلم مے زند ؎

ہنم از فریاد خود اگر رحمے گردم ولیک		گو بہ بندم لب بہ افغان سینہ روزن میشود

قال و نوشتہ اند کہ اجتبا مخصوص نیست بانبیاء علیہم السلام وہمچنین باش کہ اگرچہ در سایات قرانی اجتبا ہمہ جا نسبت بانبیاے واقع شدہ است قولہ تعالے وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مَنْ یَّشَآءُ

من یشاء فآمنوا باللہ و رسلہ وبعد از ذکر انبیاء فرمودہ است اجتبیناھم وھدیناھم الی صراط مستقیم ودر وصف ابراہیم فرمودہ اجتباہ وھداہ الی صراط مستقیم وحقیقت آن است کہ معنی اجتباء برگزیدن است وحق تعالی ہمہ گزیدہ انبیاء را بے سابقہ کسب وسلوک واولیاء را بہ کسب وریاضت واتباع انبیاء وابنجا آن اتباع نیست کہ در انبیاء است واین است تفسیر قول حق سبحانہ تعالے اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب پس وجہ مباہات نیست مگر عدم توسط چنانکہ او ماکردہ اند اقول این کلام از سر تا سر مخدوش است ومبنی است بر عدم اطلاع کلام صوفیہ صافیہ قدس اللہ اسرارہم خدشہ اول آنچہ درین مقام حضرت مجدد علیہ الرحمہ تحریر فرمودہ از عوارف نقل می فرماید پس حضرت معترض را رجوع بکلام عوارف نمودنی بود بر ناقل تصحیح نقل است لا غیر ۔ ۵

طرفہ حالیست کہ عاشق شب ہجران دارد	خواب نادیدن و صد خواب پریشان بیند

در عوارف مذکور است یجمع حال الصوفیۃ شأنھم وصف المحبۃ والیھما الاشارۃ بقولہ تعالی اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب فقوم من الصوفیۃ خصوا بالاجتباء الصرف وقوم منھم خصوا بالھدایۃ بشرط تقدم الانابۃ فالاجتباء المحض غیر معلل بکسب العبد ھذا حال المحبوب المراد بادیۃ الحق بمنحہ ومواھبہ من غیر سابقۃ کسب منہ یسبق کشوفہ اجتھادہ وفی ھذا الحد بطائفۃ من الصوفیۃ رفعت الحجب عن قلوبھم وبادرھم سطوع نور الیقین فاثار ناظر الحال فیھم شھوۃ الاجتھاد والاعمال فاقبلوا علی الاعمال باللذاذۃ والعیش ومھاجرۃ اعینھم تسھل الکشف علیھم نحوھا قال ابو سعید الخراز اھل الخالصۃ الذین ھم المرادون اجتباھم مولاھم واکمل لھم النعمۃ وھیأ لھم الکرامۃ فاسقط عنھم حرکات الطلب فصارت حرکاتھم فی العمل والخدمۃ علی الالفۃ والذکر والتنعم بمناجاتہ والانفراد بقربہ

وقال أبو سعيد الخراز المراد محمول في حاله معان على حركاته وسعيه في كنف
مكفي مصون عن الشواهد والنواظر فهذا الذي قاله الشيخ أبو سعيد هو الذي
اشتبه حقيقته على طائفة من الصوفية ولم يقولوا بالاكثار من النوافل
وقد رأوا جمعا من المشايخ قلت نوافلهم فظنوا أن ذلك حال مستمر على
الإطلاق ولم يعلموا أن الذين تركوا النوافل واقتصروا على الفرائض كانت
بداياتهم بدايات المريدين فلما وصلوا إلى روح الحال وأدركتهم
المكشوف بعد الاجتهاد امتلأوا بالحال فطرحوا نوافل الأعمال فأما المرادون
فتبقى عليهم الأعمال والنوافل وفيها قرة أعينهم وهذا أتم وأكمل من
الأول فهذا الذي أوضحناه أحد طريقي الصوفية فأما الطريق الآخر طريق
المريدين وهم الذين شرطت لهم الإنابة فقال الله تعالى ويهدي إليه
من ينيب فطولبوا بالاجتهاد أولا قبل المكشوف قال الله تعالى والذين
جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا يدرجهم الله تعالى في مدارج المكتسب
بأنواع الرياضات والمجاهدات وسهر الدياجر وظمأ الهواجر تتأجج فيهم
نيران الطلب وتحجب دونهم لوامع الأرب يتقلبون في رمضاء الإرادة
ويتخلون عن كل مألوف وعادة وهي الإنابة التي شرطها الحق سبحانه
وتعالى لهم وجعل الهداية مقرونة بها وهذه الهداية إنها هداية خاصة
لأنها بداية إليه غير الهداية العامة التي هي الهدى إلى أمره ونهيه بمقتضى
المعرفة الأولى وهذا حال السالك المحب المريد فكانت الإنابة غير الهداية
العامة فأثمرت هداية خاصة واهتدوا إليه بعد أن اهتدوا له بالمكابدات
فتخلصوا من مضيق العسر إلى فضاء اليسر وبرزوا من وهج الاجتهاد إلى روح
الأحوال فسبق اجتهادهم كشوفهم والمرادون سبق كشوفهم اجتهادهم

هدیه مهدیه

ازین تقریر ظاہر است کہ بعضے از صوفیہ بہ اجتبا از صرف سرفراز باشند و بعض ہدایت خاص
باشند بشرطیکہ انابت مقدم باشد اما طائفہ اولے پس اجتبا محض این طائفہ علیہ منوط بہ موہبت
الٰہی باشد ایشان را باصطلاح صوفیہ محبوب مراد گویند کہ بدون سابقہ کسب حق تعالیٰ جل شانہ
بر ایشان ظاہر شود و کشف ایشان بر اجتہاد مقدم باشد چنانچہ بعض از اجلہ صوفیہ چنان
یافتہ شدند کہ اولا بجذب الٰہی حجب از قلوب ایشان زائل شد و شعاع نور الیقین بر قلب ایشان
پرتوے انداختہ تا آنکہ سحاب عنایت تمامی عنایہ بر ایشان بارید و کرامات و بخشایش ہائے
انواع و اقسام بے طلب بایشان بخشید و پس ایشان توجہ باعمال و اجتہاد نمودند اعمال ایشان
علت اجتبا نبودہ است بلکہ اجتبا مقدم باشد بر اعمال اما طائفہ ثانی پس قرب ایشان بکسب
و ریاضت و مجاہدہ نفس و بیداری شب و روزہ و کم خوردنی منوط باشد این طائفہ را سالک
محب مرید گویند مگر ہدایتے کہ بایشان حاصل بود ہدایت خاصہ باشد نہ عامہ کہ ہدایت کہ بوا امر بالمعروف و نہی عن المنکر
را گویند این انابت غیر ہدایت عامہ باشد بہ برکت این ہدایت این طائفہ از مضائق عسر آمدہ
بہ فضاء یسر طیران کنند و بحالات و مقامات فائز گردند خدشہ دوم آنچہ اجتبا را اولیاء اللہ
منحصر در کسب و ریاضت گفتہ شد سخن بے دلیل است کہ بمقابلہ کلام شیخ الشیوخ بجوے نہ
ارزد اگر در جناب اولیاء اللہ را با انبیا مشارکت باشد ہیچ محذورے لازم نیاید و این را
تفسیر قول حق سبحانہ تعالیٰ یجتبی الیہ من یشاء و یہدی الیہ من ینیب و النسق بعیدست
درین آیۃ یجتبی الیہ من یشاء را با معان نظر دیدنی است معنی این است حق تعالیٰ اجتبا می
کند ہر کرا مے خواہد یعنی بدون سعی او بر گزیدہ می کند و ہدایت می کند کسے را کہ رجوع می آرد
جذب مطلق کہ عبارت است از اجتبا چنانچہ انبیا را مے باشد بہ سبب مناسبت با مبداء
فیاض اولیاء را ہم دست می دہد لیکن بعد حصول مناسبت تام با حق تعالیٰ چرا کہ مانع از جذب
مطلق عدم مناسبت بود و آن بمناسبت متبدل باشد پس معلوم شد کہ صوفی چون بسیر
مریدی واصل شود و دیگر منازل طے کردہ بمقام محبوبیت رسد و بمتابعت رسول خدا صلے اللہ

علیہ وسلم محبوب خدا گردد درین وقت اجتباء او بہ نیابت موقوف نباشد پس انسان آنچہ ترقیات
او را خواہد شد بسیر مرادی خواہد شد مرآۃ رومی از شیخ تاج الدین روایت کردہ کہ گفت کہ گاہ
باشد کہ حق تعالےٰ جذب کند بندہ را بسوی خود و ہیچ استادی را بروی نگزارد و از حسن
پرسیدند کہ مرشد تو کیست فرمود پیش ازین عبد السلام بن شیش بود اکنون دہ دریاست
پنج در آسمان است و پنج در زمین است از شیش پرسیدہ شد کہ مرشد تو کیست گفت پیش ازین
عماد دباس بود اکنون از دو دریا می خورم دریاے نبوت و دریاے فتوت خدشہ سیوم
وجہ مباہات صرف عدم توسط نیست بلکہ تمامی احوال سیر مرادی کہ بمقام خود مذکور است
موجب ہزاران مباہات است ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ قال قولکم
وصول فیوض سالک را توسط و حیلولت خیر البشر تا زمانے است کہ حقیقت سالک بحقیقت
محمدی کہ جامع جمیع حقایق است و آنرا حقیقۃ الحقایق گویند منطبق نگشتہ است و بہ آن متحد
نشدہ است و چون بکمال متابعت بلکہ بمحض فضل این حقیقت را بآن حقیقت اتحادی حاصل
گشت توسط برخاست چہ توسط حیلولت در مغایرت است انتہی اتحاد حقیقت سالک
با حقیقت محمدی کہ حقیقت الحقائق است چہ معنی دارد و چہ صورت دارد این سخن از مقام ادب
والضاف دور است و گستاخی صریح و گزاف فضیح و با قطع نظر از حکم عقل کہ اتحاد جزو یکے شدن
انہا ہر چند جزو و کل و جزئی و کلی باشند از محالات است لازم می آید کہ حقیقت ہر سالکے
کہ باین مرتبہ و مقام رسد حقیقۃ الحقائق گردد و ذلک ظاہر البطلان پس اگر از اہل حقیقت
کسے این اطلاق کردہ باشد و حکم باتحاد نمودہ معنیش فنائے آن در وی و غیبت از خود در
حضور وے خواہد بود بجہت کمال متابعت و غلبہ محبت چنانکہ فنا فی الشیخ می گویند و خود
بستام عالم و پیر جملہ بنی آدم و وجہ تمام کائنات و قبلہ موجودات اوست علیہ افضل الصلوٰۃ
واکمل التحیات ہمچنانکہ اتحاد بذات مطلق الہی را تفسیر کردہ اند باستغراق در ہستی حق کذا فی
النفحات و چون اتحاد اعتبارے و حکمی ہست با مغایرت حقیقی و نفس الامرے منافات

داشت و منافی او وساطت و حیلولت نخواهد بود و خود تعین و تشخیص حقیقت سالک و جمعیت او باقی است چنانچه اهل فنا در توحید میگویند ؎

	تو او نه شوی و لے اگر جهد کنی		جای برسی کز تو توئی برخیزد	

یعنی ان توئی و دوئی که پیش از فنا و گم شدن در وے بود بلکه همین گم شدن و فانی گشتن در وے قرب و وصول بحق است بوساطت وی پس این اتحاد و انطباق که حاصل گشته است عین توسط است اگرچه این واصل بجهت غلبهٔ بیخودی و فنا دریافت این وساطت نمی تواند کرد حقیقت محمدی را عارفان واسطه می دانند و می یابند در وجودات تمام اشیا و صفات و کمالات از جواهر و اعراض که وصول بحق و شهود وے نیز از ان جمله است چه آنها که بآن حقیقت رسیده و در وے فانی گشته و حکم اتحاد گرفته و چه غیر آن بلکه توسط نسبت بطائفه اولے و دریافت ان انسب و اقرب و اظهر باشد و این سخن دقیق است **اقول** این کلام از ستار پا از عدم تتبع کلام قوم ناشی است اگر حضرت شیخ به کتب قوم رجوع می آورد البته تقریر حضرت مجدد رحمه الله به فهم عالیش می رسید درین مقام از حضرت معترض بسبب عدم مزاولت کتب تصوف بیشتر خطاها سر زده که ذکرش باعث تطویل است فاما بطور انموذج بر چند امور اکتفا میرود امر **اول** درین مقام اتحاد بمعنی یکے شدن جزو کل و جزئی و کلی نیست بلکه در اصطلاح متصوفین اَلْاِتِّحَادُ هُوَ شُهُوْدُ الْوَاحِدِ الْحَقِّ سُبْحَانَهٗ الَّذِیْ بِالْکُلِّ بِهٖ مَوْجُوْدٌ فَالْحَقُّ سُبْحَانَهٗ

ؔله اتحاد شهود واحد حق است که کل بوی موجود است پس حق سبحانه متحد مے شود با وے کل باین حیثیت که کل شے بوے موجود است و معدوم بنفسه است نه ازین حیثیت که برائے او وجود خاص است که با و متحد شده که این محال است و بعضے گفته اند اتحاد ظهور سلطان حق است بر بنده باین حیثیت که او را از تصرف باز دارد و قایم مقام او شود و این اشاره است بسوی حدیث صحیح که بطور حکایت است انا معه تعدے من گوش او یم چشم او یم و هرگاه سلطان حق بر بنده باین طور ظاهر شود که او را از تصرف باز دارد و قائم مقام او گرداند لاحظ شود و حسن ظهور صفات و افعال ان بنده و ان فی الحقیقت از خدا تعالی است که در بنده بصفات ذاتیه خود متصرف است چنانچه در حدیث کنت سمعه و بصره وارد است ۱۲

يَتَحِدُ بِهِ الْكُلُّ مِنْ حَيْثُ كَوْنِ كُلِّ شَيْءٍ مَوْجُوداً بِهِ مَعْدُوماً بِنَفْسِهِ لَا مِنْ حَيْثُ
اَنَّ لَهُ وُجُوداً خَاصّاً اِتَّحَدَ بِهِ فَاِنَّهُ مُحَالٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْاِتِّحَادُ هُوَ ظُهُوْرُ
سُلْطَانِ الْحَقِّ عَزَّ وَعَلَا عَلَى الْعَبْدِ بِحَيْثُ يَعْزِلُهُ عَنِ التَّصَرُّفِ وَيَنُوْبُ مَنَابَهُ
وَهَهُنَا اِشَارَةٌ اِلٰى مَعْنَى الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ حِكَايَةً عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كُنْتُ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ
وَاِذَا ظَهَرَ سُلْطَانُ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْعَبْدِ بِحَيْثُ يَعْزِلُهُ عَنِ التَّصَرُّفِ وَيَنُوْبُهُ
مَنَابَهُ يُرٰى فِي الْحِسِّ ظُهُوْرُ الصِّفَاتِ وَالْاَفْعَالِ مِنَ الْعَبْدِ وَهِيَ فِي الْحَقِيْقَةِ لِمَوْلَاهُ
عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَصَرِّفِ بِصِفَاتِهِ الذَّاتِيَّةِ فِي الْعَبْدِ عَلٰى مَا وَرَدَ فِيْ فَمَنْ كُنْتُ لَهُ سَمْعاً وَبَصَراً

چنانچہ حضرت خواجہ پارسا علیہ الرحمہ در فصل الخطاب افادہ فرمودہ پس این چنین اتحاد را
از ادب و انصاف دور دانستن یا گستاخی و گزاف شمردن غلط فہمی است امر دوم حقیقت
محمدی در اصطلاح صوفیہ ہِیَ الذَّاتُ مَعَ التَّعَیُّنِ الْاَوَّلِ فَہُوَ الْاِسْمُ الْاَعْظَمُ کما فی مصطلحات
حضرت مجدد رحمہ اللہ   در رسالہ مکاشفات غیبیہ مے فرماید باید دانست کہ قابلیت اولے
کہ معبر بحقیقت محمدی است علیہ الصلوۃ والسلام والتحیہ قابلیت ذات است مر اعتبار علمی را
کہ متعلق شود بر سبیل اجمال بآن ہمہ کمالات کہ در شان کلام بلکہ در قرآن مجید تفصیل یافتہ
این قابلیت رب محمد است علیہ الصلوۃ والسلام و تواند بود کہ کلام بعض صوفیہ کہ فرمودہ
اند کہ رب آن علیہ الصلوۃ والسلام شان العلم است راجع بہمین معنی باشد و باعتبار این
قابلیت اولا بافادہ نسبت او تعالے متحقق گشت و ارباب متابعان کمل او کہ بر قدم
وے اند علیہ الصلوۃ والسلام و لاولیٰ علیہم ثانیا قابلیات اعتبار مذکور ند کہ کالاجزا اند مر این قابلیت
جامعہ را و ارباب انبیا اولے العزم وغیرہم من الانبیاء والرسل غیر از پیغمبر ما علیہ وعلیہم
الصلوۃ والتسلیمات قابلیت ذات است مر اتصاف جمیع صفات را علی سبیل الاجمال
و ہمین قابلیت بہ بعض اعتبارات متبعض شدہ حقایق متعددہ ایشان گشتہ علی تفاوت در
درجاتہم و جماعہ کہ بر قدم ایشان اند ازین بقدم بہرہ دارند لیکن حقایق ایشان سائر صفات اند

که در تحت همین قابلیت اخیره واقع شده اند و این قابلیت برزخیت میان ذات و صفات
او جل شانه و قابلیت اولی برزخ است میان ذات و شیونات ذاتیه و میان آن قابلیات
که کالاجزا اند مر آن قابلیت را و برزخ چون بحکم جهتین خود مے گردد لاجرم در قابلیت اخیره حکم
حجابیت پیدا شد چه جهت اخیر و صفات اند که زاید اند بر ذات و موجود اند بوجود زاید بر ذات
کما هو مقرر عند علماء اهل الحق شکر الله تعالی سعیهم و الحق که همچنین است و لا معنی للحجاب الزائد علی
الشیء و قابلیت اولے چون جهت تحتانیه او قابلیات اند که زائد نیستند بر ذات الا بالاعتبار
المحض پس انصباغ ان قابلیت از ان جهت موجب حجابیت نباشد آرے اینجا هم حجاب علمی پیدا
شد بخلاف در صورت اولی که حجاب عینی و خارجی است لیکن باید دانست که رفع حجاب علمی
ممکن هست بلکه واقع است و رفع حجاب خارجی ممکن نیست فمن ههنا وقع التَّرقیات
للشمولیّین والعروجات لهم من اربابهم الی رب الارباب فلاجرم یکون التجلی الذاتی
مخصوصاً بهم [illegible] علیه و علیهم الصلوات [illegible] حجاب شتان
و در حجاب صفات و قابلیات ان عروج از خلایق و ارباب خود ممکن نیست چه این حجاب مرتفع
نمی شود و تا عروج ممکن باشد کما مر و بعضے از صوفیه که حقیقت محمدی را علیه الصلوة والسلام
قابلیت اتصاف ذات بجمیع الصفات علی سبیل الاجمال گمان کرده اند منشاء ان گمان نسبت
کمالیه جامعه در خانه صفات اند و از ان مقام [illegible] رند و قابلیت آن مقام قابلیت مذکوره
است کما مر پس بضرورت آن مقام عالی [illegible] سرور نسبت کرده اند الحق ما ذکرناه والله سبحانه
اعلم و هو یهدی السبیل و همچنین است حکم ایشان با آنکه این قابلیت فوق شیونات است
و شیونات را در تحت او اثبات نموده از ان شیونات نیستند بلکه صفات اند که در تحت آن
قابلیت اند و چون نظر آن طائفه از ان خانه نگذشته است صفات را شیونات دانسته اند
از همین جهت زیادتی صفات را هم منکر آمده بلکه شیونات عین ذات اند و صفات زاید بر ذات اند
انتهی و چون فرق میان شیون و صفات امرے عجیب است که بے رجوع بعلم تصوف نیاید بحث

مشایخ نقشبندیه میسر میتوان شد لهذا ذکرش خالی از فائده نیست حضرت مجدد رحمه الله در
رساله معارف لدنیه می فرماید حق سبحانه وتعالی شیون ذاتیه خود را که عین ذات او یند در
خارج در مرتبه واحدیه جدا جدا دانست وچون علم مقتضی تمیز است آن شیونات در خانه علم
تمیز پیدا کردند وهر شانی مقتضی تمیز خاص وتشخیص علاحده گشت واین شیونات متغایره در
علم ممکنات یافتند چه ممکن آنست که وجود وعدم در روے متساوی باشد ودر ایشان همچنین
است زیرا که اینها برازخ اند بین الوجود والعدم بنسبت بذوات خویش رو بوجود دارند چه
شیون در خارج عین ذات اند وبنسبت به تمیز وتشخیص که بعلم دارند چه تمیز وجود بعدم است بلکه عدم اند بعین الاشیا
واین صور علمیه اصلا در خارج وجود ندارند واز خانه علم بر نیامده اند بلکه حق سبحانه وتعالی با آثار واحکام ایشان
در خارج ظاهر است پس این صور در علم باشند واحکام آثار ایشان در خارج لیکن این آثار واحکام در خارج
عین ذات اند زیرا که در خارج جز احدیت مجرده نیست مُطْلَقُ الظُّهُورِ عَلَيْنَا الْوُجُودُ ومُطْلَقُ الظُّهُورِ سَمَّا الْاَشْيَا
وآنکه می نماید که این صور نیز در خانه چند توهمی است ومحض تصوریست واهی كَمَا يَشْهَدُ
بِهٖ ذَوْقُ اَرْبَابِ الْكَشْفِ وَالْعِرْفَانِ ومنشاء این توهم آنست که حق سبحانه وتعالی بقدرت
کامله خود این صور علمیه را بظاهر وجود بنسبت مجهول الکیفیت بخشید وخلق عبارت از ایجاد آن بسبب آن
آن بسبب نمایندگی در خارج شد چنانکه صورت شخصے را بنسبتے با آئینه که محاذی اوست پیدا می شود
که بسبب نمایندگی آن صور در آئینه می گردد وآئینه همچنان بر بیرنگی وصفائی خود است فهو
سُبْحَانَهُ الْآنَ كَمَا كَانَ فِي الْاَزَلِ وَلَا شَيْءَ مَعَهُ واین شیون در علم غیر از تمایز از یکدیگر رنگ دیگر
قبول نکرده اند وآنچه در خارج سوائے تمایز ایشان ظاهر است از احکام ولوازم خارجیه ایشان است
ولهذا سالک چون بعین ثابت خود میرسد وآن عین ثابته برو منکشف می شود تا اشکال
خارجیه هیچ چیز در وی نمی یابد وغیر از شئ متمیز چیز دیگر برو ظاهر نمی شود واگر ورائے تمیز رنگ
دیگر میداشت ظاهر میداشت وانبساطے که می نماید بواسطه اشتمال اوست بر شیونات
متعدده وکرویه بواسطه آنست که شکل طبیعی بسیط کرویست امر سیوم در معارف لدنیه

مذکور است فنا عبارت از نسیان ما دون حق است سبحانه بواسطه استیلاء شهود هستی
او جل ذکره بیانش آنست که روح انسانی مَعَ مَا یَتَضَمَّنُهُ مِنَ اللُّطَفِ مِنَ السِّرِّ وَالْخَفِیِّ
وَالْاَخْفٰی پیش از تعلق به بدن بصنائع خود جل سلطانه تعلقی داشت ونحوی از توجه
بآنجناب قدس او را متحقق بود و چون در نهاد او استعداد ترقیات نهاده بودند ظهور آن
استعدادات منوط بود به تعلق به بدن عنصری لاجرم اولا او را صفت تعشق ومحبت عطا
فرمودند و روی او را تا نیا باین پیکر هیولانی گردانیدند وارتباطی حبی بر وجه کمال در اینجا پیدا
آوردند پس روح بواسطه این تعلق حبی بسبب کمال لطافت خویش خود را در این محبوب
ظلمانی گم ساخت و وجود خود را با توابع آن در روی فانی گردانید لهذا بسیاری از عقلا خود
را غیر از جسد نمی انگارند و ورای جسد امری دیگر اثبات و حضرت حق سبحانه که ارحم الراحمین
است از کمال رحمت خویش بالسنه انبیاء که رحمت های عالمند صلوات الله تعالی و تسلیماته
علی جمیعهم عموما وعلی افضلهم وخاتمهم خصوصا ایشان را بجناب قدس خود دعوت فرمود
و از آن تعلق ظلمانی منع نمود و قال الله سبحانه قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ هر کسی را
سعادت ازلی در کار گشت رجوع قهقری نمود و وداع صورت عالم سفلی کرد و روی بعالم علوی
آورد و ساعت فساعت محبت قدیم غلبه کرد و دوستی حادث روی بزوال آورد تا آنکه نسیان
تام نسبت باین محبوب ظلمانی میسر شد و اثری از محبت او نماند آن زمان فناء جسدی
متحقق گشت و از دو خطوه که درین راه اعتبار نموده اند که خطوتان وقد وصلت یک خطوه
بانجام رسانید بعد از آن اگر بمحض فضل ایزدی جل سلطانه ترقی از آن مقام واقع شود شروع
می افتد در نسیان وجود نفس روح و توابع وجودی او آناً فآناً این نسیان ازدیاد
پیدا می کند تا آنکه خود را تمام منسی می گرداند وجز شهود حضرت واجب الوجود جل جلاله هیچ
نمی ماند این نسیان تعبیر بفناء روحی است که خطوه دویمی است از آن دو خطوه مقصود از
فرود آمدن بعالم سفلی تحصیل این قسم اخیر فناء بود و بدون این دولت میسر نشد [illegible]

فی ذلک خیرٌ مخفیٌّ علی کمّل اهل الله وذلک السرّ هو ان الروح کلا بد له نسیان
نفسه من شدّة المحبة وکمال المودة مع الغیر والمحبة کما تکون خلیتها
فی الشهادة لا یکون فی الغیب مثلها فاکتسب فی الشهادة کمال المحبة المفنی لنفس الروح
اولا ثم عمل فی الغیب فناء نفسه ثانیا وهذا سرٌّ غامضٌ لا یعرفه الا الاکابر من العرفاء وقی القلب للعلم
بالحقیقة الجامعة وهو تابعٌ للروح فلما ارتقی من مکانه الی مکان
الروح حصل له هذا النسیان بتبعیة الروح وفناءٌ بفنائه

واما النفس پس تزکیه او برسیدن است در مقام قلب بعد از ارتفاع قلب بمقام روح وصاحب
عوارف که شیخ الشیوخ است نسیان مذکور را در ماده نفس اثبات نمی کند و کمال طهارت او را
حبز وصول بمقام قلب نمی گوید اما این ضعیف می گوید که نسیان مذکور در ماده نفس نیز متحقق
می شود لیکن بعد از ارتفاع نفس از مقام قلب بمقام روح پس نفس را هم فنا متحقق می
شود چنانکه قلب را این نفس است [illegible] بل اطمینان رجوع برب خود کرده است
و از مقام قلب را غالب [illegible] پیوسته [illegible] گشته حق سبحانه وتعالی در شان او
می فرماید یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة بر نادر مقام
قلب است که شیخ الشیوخ از آن خبر داده است و از اطمئنه نامیده است نسیان مذکور در
حق او مفقود است بلکه اسم اطمینان نیز در آن موطن ازو المی شاید مرکبی شده است اما
تا باطمینان نه پیوسته است مقام قلب موطن تقلب است اطمینان ضد اوست پس خروج از آن
مقام شرط اطمینان باشد فهم هر کس اینجا نرسد ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء
والله ذو الفضل العظیم اما معامله که با قالب است سوای اعمال جوارح که شریعت مصطفویه علیه
وعلی آله الصلوة والسلام والتحیة بآن ناطق است از دائره ولایت معروفه خارج است
و از حیطه طریق جذبه وسلوک بیرون است زیرا که ورای تصفیه قلب وتزکیه نفس است و
اطلاع بر آن برطوم ومعارف آن مقام مگر اقل قلیل را از اکابر اولیا ارزانی داشته اند وچون هیچکس بیان آن

به تفصیل سخن نرانده است و در کلام ربانی و احادیث نبوی اگرچه مذکور است اما باشارت
و رموز است این ضعیف نیز درین اوراق از آن مقوله سخن نمی راند و اقتصار بر مراتب اقربیه
مرتبه ولایت معروفه مے نماید اگر در ثانی الحال در مستعدان فهم این سخن دریافت باندازه دریافت
خود و فهم مستعدان درین باب خواهد راند انشاء الله تعالی وهو سبحانه الموفق للصواب باید دانست
که لازم نیست که هر کرا فناء روحی میسر شود فناء قلبی هم میسر شود این قدر هست که قلب را میلے
بجانب روح که در رنگ پدر است مرادرا پیدا می شود و اعراضی از نفس که در رنگ مادر است
حاصل می گردد و اگر این میل وے غلبه کند و تمام او را بجانب پدر بکشد و بمقام او رساند
آنزمان بصفت پدر که فناست متحقق می شود و هم چنین است حال نفس که فناء روحی و قلبی مستلزم
فناء او نیستند غایة ما فی الباب نفس را بجانب پسر که قلب است میلے و کششے پیدا می گردد و اگر
این میل غلبه کند و بمرتبه پسر بازکه بمقام پدر صالح رسیده است برساند ناچار بصفت پسر که
متخلق بخلق پدر است متصف گردد و فناے حاصل کند و مراتب سته گانه که فوق روح اند همین
حال دارند که فناء روح مستلزم فناء آنها نیست آرے در وقت هبوط روح آن مراتب سته گانه
کلا و بعضاً بمرافقت روح هبوط کرده باشند و غلبه محبت روح در آنها سرایت کرده باشد
بمرتبه نسیان النفس انها رسانیده بود می شاید که در وقت رجوع قهقری فناء نسبت بایشان
کلا و بعضاً راه یابد و در رنگ روح خالی گردند پوشیده نماند که رفع خواطر از قلب بالکلیه علامت

گروهے بهمان الفلسفیین ... غلطی افتاده است و پنداشته اند که این فنا بمعنی فقدان ذات و نیست گشتن شخص است و این بقاء انکه بقاء حق ...
سبحانه ... و این هر دو محال است ... هندوستان ... دیدم که مدعی بود ... و علم ... مناظره کردم چون
ملاحظه کردم ... فنا را انی شناخت و بقا را انی دانست ... قدیم ... فرق نمی دانست ... جهال این طایفه بسیار
... کلیت ... و این ... هر گز فنا ... انقطاع آن ... باشد ... بگوییم که
... فنا ... صفتی بقاء صفتی دیگر ... هر دو صفت
... باشد ... بصفت ... باشد ... کشف المحجوب

نسیان ما دون حق سبحانه زیرا که خطره قلبی عبارت از حصول شیٔ است از اشیاء و
خطور آنست در خاطر ابتداء و تذکر از حصول خطور نفس علم است و چون خطره بالکل منتفی شد تا
بحدی که اگر به تکلف بیارند نیاید و اگر یادش بدهند یادش نیاید پس علم بالکلیه زایل گشت و زوال
علم همان نسیان است که در فنا معتبر است اینست نهایهٔ مقام فنا از مشایخ هیچ کس باین تفصیل
درین مقام سخن نکرده است و پیش از نسیان ما دون حق سبحانه از فنا تعبیر نموده و هنوز کجا بس
نیست سخن بسیار است اگر توفیق خداوندی جل سلطانه مدد فرمود ازین هم به تفصیل تر سخن خواهد
کرد که این مقام محل غلط طلاب است والله سبحانه اعلم بالصواب گاه باشد که نظر سالک بر عالم ارواح
افتد و آن عالم را بواسطه مناسبت بمرتبهٔ وجوب اگرچه آن مناسبت بحسب صورت باشد حق می
انگارد و شهود آن عالم را شهود حق جل سلطانه تصور می نماید باین محظوظ و متلذذ می گردد و چون
عالم ارواح را بعالم اجساد نحوی از تعلق حاصل است شهود آن عالم را درین عالم شهود وحدت
در کثرت می داند و حکم باحاطه ذاتیت و معیت ذاتیت می کند و باین تخیلات راه ترقی و وصول
بمطلوب حقیقی بر سالک مسدود می گردد وا حسرتا اگر او را ازین مرتبه بگذرانند و از باطل بحق
بعضی از مشایخ درین مقام سی سال روح را بخدائی پرستیدند و چون ازان مقام گذرانیدند
شناختند از اداء استدام چهارم عبارت حضرت این است اگر پرسند که اتحاد چیست بگو
استغراق در هستی حق انتهی این کلام نهایت مختصر و لطیف است مگر مراد ازان همان معنی فنا
است که مذکور شد و این فنا منافی وساطت و حیلولت است و لو کان الاتحاد اعتباریا

امر ششم آنچه قول اهل فنا مذکور شده

	تو او نه شوی و لے اگر جهد کنی		جای برسی کز تو دوئی برخیزد	

پس هرگاه توئی و دوئی که پیش از فنا گم شدن و حدے بود زایل شده پس لامحاله این
معنی منافی وساطت و حیلولت خواهد بود چه وساطت و حیلولت مقتضی دوئی است
فَاِنَّ الْوَاسِطَةَ لَا تَكُوْنُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ بِنَفْسِهَا پس این صریح اعتراف است بقول حضرت

مجدد رحمۃ اللہ علیہ ہ

نقاش ہر نقشم عیان من عاشق دیرینہ ام	دیگر کسے سنے درمیان من عاشق دیرینہ ام
من ہم زمینم ہم سما من با تو ہستم جملہ جا	من آفتابم ہم ضیا من عاشق دیرینہ ام

امر ششم اتحاد واتصال را بین توسط گفتن معنی محصلی ندارد واین حیثیت نہ باعتبار ذات است نہ مفہوم امر ہفتم ہرگاہ معنی حقیقت محمدی بیان کردہ شد پس ادعاے این امر کہ حقیقت محمدی ... این واسطی واتحد محمول است ... عدم فہم معنی حقیقت محمدی وانتساب غلط بسوے عارفان معہم رہم یتوبون عن ہذا الانتساب واین معنی ظاہر است کہ حقیقت محمدی بمعنی مذکور نزد عارفان چگونہ واسطہ در وجودات تمام اشیاء وصفات و کمالات از جواہر واعراض کہ وصول بحق وشہود وے نیز از ان جملہ است خواہد بود چہ اینجا کہ بہ آن حقیقت رسیدہ ودر وے فانی گشتہ وحکم اتحاد گرفتہ وچہ غیر آن واعجب کل العجب کہ نسبت توسط بطائفہ اولے والنسب اقرب واظہر دانستہ شدہ واین معنی نہ تصور یدہ شد کہ ہرگاہ انتہا بآن حقیقت رسیدہ ودر وے فانی گشتہ وحکم اتحاد گرفتہ پس چگونہ حقیقت متحدہ حقیقت متوسطہ خواہد بود فشتان بینہما اللہم الا ان یقال قد یخفی ہذا الامر عندہ لغموضہ ودقتہ عندہ وان کان ظاہرا فی نفسہ عند الفحول

اگر زکاوش مژگان او دلم خون شد	خوشم کہ بہر من اسباب گریہ افزون شد

امر ہشتم براے دفع خدشات حضرت معترض رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ

ہ از فرزندان حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بودہ اند وولایت محمدی بالمشرب داشتند در عمر شانزدہ سالگی بتحصیل علوم پرداختہ بعلوم باطنی متوجہ شدند ودر آخر عمر حضرت مجدد رحمۃ اللہ باوصف کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تربیت مریدان خیلی بالیشان تفویض فرمودند ... بادشاہ محترم باشند ... شاہجہان بادشاہ بمصاحبت ... حضرت شد وارادت ... جمیع ... حضرت ایشان پابند داشت

در مکتوب پنجاه و ششم که بمولانا محمد حنیف شرف صدور یافته مے فرماید بگوش هوش استماع نمایند

قَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ذات حضرت واجب الوجود جل سلطانه و همچنین کمالات ذاتیه او تعالے از بنده به بنده نزدیکتر است پس سیریکه باین مراتب متعلق شود ورائے سیر آفاقی و سیر انفسی باشد و نیز ورائے جذبه و سلوک بود چه سلوک سیر آفاقی است و جذبه سیر انفسی سیر آفاقی را البعد و بعد فرموده اند و سیر انفسی را هرچند قرب در قرب گفته اند لیکن آن قرب ظلی است از ین قرب اتحاد باید گذشت تا معامله اقربیت روے نماید و چنانچه زوال علم حصولے اشیاکه عبارت از فناء قلبی است بے تمامی سیر آفاقی ممکن نیست و بے شروع در سیر انفسی میسر نه همچنین زوال علم حضورے شخص که بذات و صفات او متعلق است و فی الحقیقه فناے نفس است با نتهاے سیر انفسی و دخول در مراتب اقربیت مربوط است و در سیر انفسی علم حضوری عارف برجاست چه انفس درین موطن بعنوان حقانیت پیدا است و از قیدان به تمام رهاے بجمعانه پیوسته تا وصول بمطلوب حقیقی پیدا آید چه مطلوب بموجب کریمه سابقه ورائے انفس است و آنچه در انفس نمودار است از آیات و اله است چنانچه قرآن مجید بآن مشعر است سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ و چون علم حضوری عین عالم است ناچار بزوال آن زوال نفس عارف خواهد شد و اثری از وے نخواهد ماند و زوال علم حضوری باین معنی است که علمی تعلق بذات عارف داشت از انجا کنده بواجب تعالی متعلق شود و حاضر در ان موطن حق باشد سبحانه ذات او بیانش آنست که هر کمالیکه در ممکن نمودار است همه مستفاد و مستعار از مرتبه وجوب است تعالت از وجود و حیوة و علم و قدرت و امثال آن و ممکن این کمالات را از خود فهمیده خیانت در امانت نموده است و چون عارف را محض بفضل و کرم باین دید عاریتے بخوانند مرة ثانیه تواند بود که بحکم إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا امانات را درست به اهل امانات بسپارد و چون علم حضوری او پرتوے است از حضور ذاتی مطلوب این حضور یا آن حضور

خلاقی ملحق خواهد شد و در رنگ سائر کمالات که باصل خود ملحق می گردد درین هنگام عارف خود را خالی
محض خواهد یافت و بعدم صرف ملحق خواهد دید نه ذکرے در خود احساس نماید و نه توجهے و نه یافتے
بود و نه حضوری بعد از لحوق باصل اگر یافتست از خود بخود است و اگر حضوریست هم از خود
بخود لانّ الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق له اثر درین موطن که موطن فنای
نفس است بر وجه کمال اطلاق کلمه انا بر عارف زائل مے شود و عارف از خود به انا نمی تواند
تعبیر کرد زیرا که بعد از فنا و نفس که مورد کلمه انا بود آثار امور دیگر نماند که بران اطلاق یابد نه
باین معنی که انا بر حق اطلاق شود و خود را حق بیند که خودی در میان نمانده است تا انانیت پیدا
کند **سوال** هرگاه علم حضوری عین عالم باشد و آن علم بعد از کمال باصل خود که علم حضوری
واجب است ملحق می گردد و مقرر است که لحوق هر کمال باصل خود کائن است نه بامرے که مباین
اصل آن باشد لازم می آید که حقیقت هر شخص و مبدأ تعین او علم بود و حال آنکه صفات دیگر نیز
مبادی تعینات خلایق است چنانچه بطور حضرت ایشان ما قدسنا الله بسره الاقدس تکوین مبدأ
تعین حضرت آدم است و کلام مبدأ تعین حضرت موسیٰ و قدرت مبدأ تعین حضرت عیسیٰ علی
نبینا و علیهم الصلوة والتسلیمات و جمعے که در ظل ولایات این بزرگواران اند مبادی تعینات
ایشان جزئیات این صفات اند و جزئیات جزئیات این صفات علی تفاوت الدرجات **جواب**
حقیقت محمدی علی مصدرها الصلوة والسلام والتحیة چنانچه مقرر این طائفه است اجمال
حضرت علم است و حقایق سائر خلایق تفصیل این اجمال است پس نظر باین معنی توان گفت که
حقایق جمیع خلایق علم است چه همه خلایق ظهور و تفصیل آن حضرت است علیه و علی آله الصلوة
والسلام غایة ما فی الباب آن حقیقت جلی را در مرتبه تفصیل حصص لا تحصی است باندازه کمالات
مفصله علم که در حضرت اجمال اندراج و اندماج داشتند پس حقیقت هر شخصے را از اشخاص سوای آن
سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام حصه بود از حصص علم که تعلق علم در مرتبه تفصیل بکمالے
از کمالات مندرجه اجمال حاصل گشته است مثلاً مبدأ تعین حضرت ابو البشر علی نبینا علیه الصلوة والسلام

حصہ است از علم کہ از تعلق آن بصفت تکوین کہ در اجمال مندمج بود بحصول پیوستہ است وعلی
ہذا القیاس سائر الحقایق لیکن چون تمیز میان حصص حقایق باآن کمالات است حقیقت ہر شخصے
مسمّی بکمالے ازان کمالات کہ نسبت خاص باآن شخص دارد کہ سبب تمیز او شدہ است نمودہ آید
پس علم اشرف صفات شد و برکات آن شامل جمیع موجودات آمد **جواب** دیگر آنکہ اتحاد شئے
باشئے مستلزم آن نیست کہ شی اول حقیقت شی ثانی باشد چنانچہ خاصہ را با ماہیت نسبت
اتحاد است باآنکہ از عوارض است اگر گویند برین تقدیر کہ علم ذات وحقیقت انسان بود حقایق
جمیع موجودات را التفصیل حقیقت محمّدی گفتن چگونہ راست آید چہ حقیقت محمّدی علم است گوئیم دیگار
نیست کہ اجمال ذاتی تفصیل بود چہ انواع مندرجہ تحت حیوان را التفصیل ماشئے توان گفت ہر چند
ماشئے ذاتی آن نیست ولو سلّم گوئیم کہ حقیقت محمّدی را اجمال وکل ہمہ حقایق گفتن باعتبار اشتمال
وجامعیت علم است مر آن حقایق را باآنکہ گوئیم تواند بود کہ حقیقت محمّدی عبارت از جمیع کمالات
ذاتیہ بود کہ متعلق علم است علی وجہ الاجمال نہ نفس علم من حیث ہو لیکن چون دران مرتبہ علم
را ازان کمالات تمیزے نیست وغیر از حضور وانکشاف امرے دران موطن ہویدا ومفہوم
نہ لہذا آن مرتبہ را وحدت گویند وقابلیت محض خوانند ونیز علم را با معلوم بطور بسیاری
از محققان اتحاد کاین است ناچار تعبیر ازان حقیقت بعلم نمودہ اند لہذا در مرتبہ تفصیل ہمان
کمالات متمیزہ حقایق سائر اشخاص باند وبرین تقدیر تقابل اجمال بالتفصیل بے تکلف می افتد و
بغیر آن نہ چنان ومؤید این توجیہ است کہ نزد حضرت ایشان ما قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ
الاقدس حقیقت محمّدی اجمال تعین وجودی است ما تعین حبی کہ تعین علمی ازان بمراتب پایان
است چنانچہ تحقیق آن در جاے دیگر ثبت یافتہ است اگر گویند کہ کلام بعضے اکابر ناطق
است باآنکہ علم حقیقت انسان است چنانچہ مولوی قدس سرہ فرمود ؎

اے برادر تو ہمین اندیشۂ الخ

واز حضرت ایشان نیز در بعضے اوقات مثل آن مسموع گشتہ گوئیم تواند بود کہ این اکابر

بر سبیل تجوز و مبالغه فرموده باشند یعنی عمده در تو همین فکر و اندیشه است باید که آن در
غیر مطلوب حقیقی مصروف نبود بلکه تمام مصروف آنجناب مقدس گردد تحقیق درین مقام
آنست که حضرت ایشان بالافاده نموده اند جای که فرموده اند ازین بیان لازم آید که
در علم حضوری هم صورت معلوم با وجود حضور نفس معلوم کاین است که حاضر نفس معلوم
خالص نیست اعتباری دروی راه یافته است که از نفس بصورت آورده است لهم هر کس
باین وقت نرسد و تا بذات بحت وصل نشود بحصول بیچون این دقیقه را در نیابد نتیجه مختصر
ازین تقریر ظاهر شد که حقیقت محمدی نزد اصطلاح صوفیه اجمال حضرت علم را گویند و از فنای
این مقام هیچگونه اساءت ادب لازم نیاید و همچنان معنی اتحاد هم مذکور شد مسلما که معنی اتحاد
فنا است چنانکه اتحاد بذات مطلق را فنا می گویند و میان اتحاد اعتباری و جهی و مغایرت
حقیقی و لنفس الامر منافات نیست لیکن هرگاه توئی برخیزد البته این معنی منافی وساطت و
حیلولت خواهد بود و این اتحاد عین توسط گفتن هرگز بخیال نمی آید و هرگاه این وصل بجهت
غلبه بیخودی و فنا دریافت این وساطت نمی تواند پس اگر او انکار وساطت نماید چه
باک خواهد بود نظیرش برای توضیح پیش میکنم نگریستنی است که در سکنجبین سرکه و انگبین را باهم
بنوعی مخلوط می کنند که اشاره حسیه بسوی احدی ازین اجزا عین اشاره بسوی دیگری
می باشد مگر نمی توان گفت که سرکه انگبین گردیده یا انگبین بقلب ماهیت لباس سرکه پوشیده
آنچه ادعای این معنی نموده شد که حقیقت محمدی را عارفان واسطه می دانند مبنی است بر
عدم اطلاع بر اصطلاح صوفیه کرام چنانکه مذکور شد **قال** قولکم آنجا که اتحاد است معامله
بشرکت است این نیز خالی از غرابتی نیست چه شرکت دوئی را می طلبد و شریک در امری
دو کس می باشند و حقیقت اتحاد خود اصلا بشرکت جمع نمی شود و بمعنی فنا و غیبت نیز که
اتحاد حکمی است فانی و غایب از میان رفته حکم عدم گرفت شرکت از کجا تصور دارد تو سطرا گفتند که دوئی
می طلبد شرکت و شرکت نیز همین است انحل هرگاه حضرت مجدد توجیه کلام خود فرموده باشند پس ضرورت این معنی چه حیثیت

که آنرا التسلیم نساخته بمعنی دیگر محمول کرده قایل باستحاله شوند اتحاد بمعنی فنا است و شرکتے
که هست مثل شرکت خادم است با مخدوم ملاحظه فرموده شود اگر بتبعیت مخدومی خادمی در بارگاه
شاهنشاهی در آمد در شرکت منزل کلامی نخواهد بود مع فقدان التوسط زیرا که در یک محل جاگزیند
تحقیق مقام این است که مراد حضرت مجدد رحمة الله علیه صورت ثانی است مثلا کسے در سیر سلوک
خود را بحقیقت محمدی متحد یافت و هر فیضے که می آید بیک حقیقت میرسد ظاهرا و اما در ضمن او
حقایق دیگر هستند که بهمه میرسد پس معامله بشرکت گفتن راست شد و همین لفظ معامله قرینه
است چرا انصاف از دست داده شود ؎

کاش گردون از سرم بیرون برد سودای تو	یا مرا صبرے دهد چندانکه استغنای تو

قال قولکم طریقه جذبه را چون کشش از جانب مطلوب است و عنایت الهی متکفل حال طالب
است ناچار قبول وسائط نمی کند و در طریق سلوک چونکه انابت از جانب طالب است
از وجود وسایط چاره نبود این عین مدعاست و سخن بے دلیل است طریقه جذبه و مرادی
و محبوبی چنانکه سابق بیان رفت زیاده بر آن نیست که لطف الله تعالے بنده خود را پیش
از آنکه طلب کند و سلوک نماید جذب می کند و انجذاب مبهم اجمالی است که بدان سلوک آسان
می گردد و قرب و وصول و حصول مراتب و مقامات آن بعد از سلوک حاصل می گردد و این
منافات بوجود وسائط ندارد بلکه چون جذبه تنها کار نمی آید و سلوک بے وسایط نمی باشد
لازم آید وجود وسایط چنانکه مقرر قوم است و خود هم گفته اند که در نفس جذبه هر چند وسائط درکار
نیست اما تمامی آن منوط به سلوک است که اگر سلوک نباشد جذبه ناتمام و ابتر است اقول
این کلام از اول تا آخر مخدوش است خدشه اول هرگاه حضرت مجدد رحمة الله علیه درین
باب مناط کلام بر عوارف شیخ الشیوخ نهاده و این تقریر همان است که از عوارف منقول شد
پس این را عین مدعا و سخن بے دلیل گفتن از آداب مناظره بعید است برای ناقل کلام شیخ
الشیوخ دلیلے است کافی بهرحال هر که قدم در بادیه عشق نهاده فاوز را اتفاق ملاحظه ناز و نیاز

معشوق افتاده است نیک می داند که هر گاه جذب از جانب مطلوب است ضرورت وساطت
نمی باشد مطلوب را جذب طالب بیک اشاره چشم کافی است ؎

دو دوست را که باشد بهم جان و هوشش	حکایت کنانند و لب ها خموشش

خدشه دوم این کلام معترض رحمة الله علیه مخالف آن است که پیش ازین به تعریف مجذوب سالک برنگاشته چه در تعریف لفظ نخست تحریر فرموده که بمعنی بیواسطه است فَتَذَكَّرْ مَا سَلَفَ، خدشه سوم کشش مطلوب را ذریعه آسانی سلوک تصور بدن ترقی معکوس است و نه صرف منافی عقل است بلکه نقل خلاف آنست کما مر کلام السهروردی رحمة الله علیه فِي تَحْقِيقِ الْمُرَادِ وَالْمُرِيدِ خدشه چهارم قرب و وصول وحصول مراتب و مقامات مرادین را منوط بر سلوک داشتن هم غلط است کما مر خدشه پنجم آنچه نوشته شده که چون جذبه تنها بکار نمی آید و سلوک بی وسائط نمی باشد لازم آید وجود وسایط محمول است بر عدم فهم کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه درین مقام چه از سلوک معنی مصطلح متصوفین مراد نیست بلکه مراد از سلوک اتیان شریعت است از توبه و زهد و غیرها چنانکه خود حضرت مجدد رحمة الله علیه بالتصریح فرموده وَالْعَجَبُ خَفَائُهُ عَلَى الْمُعْتَرِضِ مَعَ تِبْيَانِ مَعْنَاهُ اندرین صورت ادعای لزوم وسایط دعوی باطل است والعجب کل العجب که معترض در نقل عبارت تحریف فرموده عبارت اینست اگر سلوک که عبارت از اتیان شریعت است از توبه و زهد و غیرها با جذبه منضم نگردد جذبه ناتمام و ابتر است بسیاری از هنود و ملاحده را دیده ایم که جذبه دارند اما چونکه بمتابعت صاحب شریعت علیه وعلی آله الصلوة والسلام متحلی نگشته اند خراب و ابتر اند و غیر از صورت جذب نصیبی ندارند انتهی اگر این عبارت سالم نقل می فرمود یا بامعان نظر آن را مطالعه می کرد بنای اشکال منهدم می شد غرض اینست که متابعت شریعت موقوف علیه مرادین است و این مستلزم وسائط نیست وَمَا هُوَ مُسْتَلْزِمٌ لِلْوَسَائِطِ لَيْسَ بِمُرَادٍ هٰهُنَا فَانْدَفَعَ الْإِشْكَالُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ قال اگر گویند که احتیاج در طریقه جذبه سلوک و وسائط پیش از وصول است و بعد

از وصول برطرف می شود بخلاف طریقه سلوک که اینجا بعد از وصول نیز واسطه می ماند چنانکه
گفته اند که در طریقه جذبه اگرچه بتوسط متابعت شریعت که عبارت از سلوک است وصول مطلوب
میسر شود بیواسطه حصول امرے خواهد بود گوییم چه دلیل است برین دعوی مفهوم جذبه وحصول
طریقه وے خود مقتضی این نیست چنانکه معلوم شد ومدعاے دوم که در طریقه سلوک از وسایط
چاره نبود ما را که قایل بوجود توسطیم مطلقا دخل دران مناسب نیست ولیکن بطریقه بحث و
مناظره گفته آمد که چرا اینجا هم بعد از وصول بوجود وسائط واسطه برطرف نشود بوجود جذب
بعد از سلوک بلکه همچنین باید بقول ایشان که خاصیت جذبه عدم وسایط است وسقوط
انها است ودر کلام شما نیز اشاره به آن واقع شده است اینجا که گفته اند در طریق سلوک از شیخ
هرکه درمیان آمده است متوسط وحاجب شهود سالک است واگر در آخر حال جذبه تدارک
نماید یعنی وسایط از میان برندارد حاصل آنکه در طریقه جذبه وسلوک هردو پیش از وصول
وسایط درکار است وآنکه در طریقه جذبه بعد از وصول وسایط ساقط گردد ودر طریق سلوک
میماند تحکم است چرا در هردو جا باقی نماند وچرا در هردو جا ساقط نگردد وسخن درهمین جا است واگر
گویند که این امر کشفی و وجدانی است بحث فایده ندارد آن چیز دیگر است اما شما متقید باستدلال
شده اید وتوجیه نموده اید که چون در طریقه جذب کشش از جانب مطلوب است عنایت الهی
متکفل حال طالب است تا چاره قبول وسایط نمی کند ودر طریق سلوک چون انابت از طالب
است از وجود وسایط چاره نبود وخود جذب وسلوک هردو تعبیر فرق بتاخر وتقدم فایده
ندارد واگر گویند مدعا ودلیل هردو کشفی است چنانکه یکبارگی از شما مثل این سخن شنیده شده
است این گریزگاه خوب است وبعد ازان در اثبات عدم توسط وتقریران طرف دیگر بیان
کرده اند یکے وصول از راه معیت که حق را با بنده است تا چاره توسط امری خواهد بود
مناسب معیت است واگر واسطه است در سلسله تربیت است که عبارت از سلوک است
اقول این قول سرتاپا مخدوش است ومبنی است بر عدم فهم معنی جذب وسلوک وتوسط

خدشهٔ اول هرگاه حضرت معترض در مفهوم جذبه لفظ نخست تحریر ساخته پس مفهوم جذبه وحصول وے مقتضی عدم توسط است ٥

خوش آن مجلس که آنجا تو به خود چون کنم ظاهر	مرا ساقی گریبان گیرد و مے در گلو ریزد

خدشهٔ دوم حصول کمالی امر بدون واسطه محل استبعاد نیست اگر بکتب قوم رجوع نموده آید آشکارا میتوان شد که در بعض امور توسط را بار نیست وایجاب جزئی تناقض سلب کلی است امام شعرانی در مقدمهٔ طبقات می آرد وَكَانَ الشَّيْخُ اَبُوْ يَزِيْدَ الْبِسْطَامِيْ[٥١] رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ لِعُلَمَاءِ عَصْرِهٖ اَخَذْتُمْ عِلْمَكُمْ مِنْ عُلَمَاءِ الرُّسُوْمِ مَيِّتًا عَنْ مَيِّتٍ وَنَحْنُ اَخَذْنَا عِلْمَنَا مِنَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ در فتوحات مکیه نیز این حکایت منقول است این کلام بسطامی رحمة الله علیه ناطق است بر عدم توسط امام شعرانی در یواقیت میفرمایند اِنْ[٥٢] قُلْتَ فَهَلْ يَكُوْنُ الْاِلْهَامُ بِلَا وَاسِطَةٍ فَالْجَوَابُ نَعَمْ قَدْ يُلْهِمُ الْعَبْدُ مِنَ الْوَجْهِ الْخَاصِّ الَّذِيْ بَيْنَ كُلِّ اِنْسَانٍ وَبَيْنَ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا يَعْلَمُ بِهٖ مَلَكُ الْاِلْهَامِ لٰكِنَّ هٰذَا الْوَجْهَ يَتَسَارَعُ النَّاسُ اِلٰى اِنْكَارِهٖ وَفِيْهِ اِنْكَارُ مُوْسٰى عَلَى الْخَضِرِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَعُلِمَ اَنَّ الرَّسُوْلَ وَالنَّبِيَّ يَشْهَدَانِ الْمَلَكَ رُؤْيَةً بَصَرِيَّةً وَغَيْرُ الرَّسُوْلِ يُحِسُّ بِاَثَرِهٖ وَلَا يَرَاهُ فَيُلْهِمُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِوَاسِطَتِهٖ مَا يَشَاءُ اَوْ يُعْطِيْهِ مِنَ الْوَجْهِ الْخَاصِّ بِارْتِفَاعِ الْوَسَائِطِ وَهٰذَا اَجَلُّ الْاِلْقَاءِ وَاَشْرَفُهٗ وَيَجْتَمِعُ فِيْ هٰذَا الرَّسُوْلُ وَالْوَلِيُّ

٥١ شیخ بایزید بسطامی رحمة الله علیه می گفت به علمای زمان خود که شما علم خود از علماے رسوم حاصل کرده اید که یکے بعد دیگرے مرده اند و من علم خود را از زنده حاصل کرده ام که هرگز نمیرد یعنی الله تعالے حاصل کرده ام ۱۲ ٥٢ اگر بگوئی که آیا الهام بدون واسطه می باشد جوابش آنست که بدون واسطه می باشد گاه صاحب الهام بنده را مے شود بوجه خاص که درمیان انسان و خداوند تعالے مے باشد فرشتهٔ الهام را هم بآن خبرے نمی باشد مگر مردمان بانکارش متوجه شوند و درین انکار موسی است بر خضر علیهما السلام پس دانسته شد که رسول و نبی بچشم سر فرشته را می نگرند و غیر رسول نشانهاے فرشته می یابند و نمی نگرند ۱۲

هرگاه الهام بلا واسطه شود و درین محذوری عاید نگردد پس اگر در جذب هم واسطه نباشد چه باک بود شیخ عبدالکریم جیلی در کتاب مناظر الهیه می نویسد اَلْمُتَجَرِّدُ عَنِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ يَكُوْنُ هُوَ فِيْ نَفْسِهٖ ذَاتًا سَاذَجًا فَلَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاسِطَةُ اسْمٍ وَّصِفَةٍ و در موضع دیگر ازین کتاب می نویسد وَهُوَ مَعَ الذَّاتِ وَكُلَّمَا تَجَلّٰى عَلَيْهِ صِفَةٌ رَجَعَ عَنْهَا اِلَى الذَّاتِ بِمَا هُوَ اَكْمَلُ مِنْهَا وَفِيْ هٰذَا الْمَشْهَدِ رَاَيْتُ الْاِمَامَ اَبَا الْحُسَيْنِ النُّوْرِيَّ وَمَعْرُوْفَ الْكَرْخِيِّ وَجَمَاعَةً مِّنَ الْمَشَايِخِ این عبارت بدیدهٔ امعان نگریستنی است که چه قدر حجاب وساطت را می درد قطب ابن لحی قدس سره در مکتوبات خود می نویسد که هر مقصود را با حق تعالے دو راه است در یک راه واسطه میان بنده و حق ثابت است و در راه دیگر هیچ واسطه در میان نیست این بعینه ناظر بهمین تحقیق است که حضرت ایشان نوشته اند که واسطه در راه سلوک است نه در راه جذبه چون اقوال ائمه فن بسماعت در آمد پس بگوش شنیدنی است که مفهوم جذبه وحصول طریقه وے مقتضی عدم توسط است همچنان مفهوم سلوک وحصول طریقه وی مقتضی توسط جذبه بمعنی کشیدن است چون مطلوب طالب را به توجه خاص بسوے خویش کشد احتیاج توسط چیست البته طالب را بوصول مطلب احتیاج ذرایع و توسط می افتد هرگاه سلوک موصل بمطلوب شود تا آنکه جذب نباشد بدون توسط چاره نبود هرگاه جذب پدیدار آمد پس رفع توسط از جذب خواهد بود نه از محض سلوک برای تصدیق قلب این مسئله را بعالم ظاهر و دربار سلاطین چرا قیاس نکنند و چرا بر حالات ملوک نظر نه اندازند که اے امیدوارے را شوق لقاے بادشاه برای انجاح حاجات و عرض و معروض در سرے افتد اول لباسے که برای حصول ملازمت سلطانی مقرر است از جامه و بینه و دستار و قبا و عبا تیار کنانیده بر تن خود راست می کند و کمر را از کمربند زرین محکم بر مے بندد و نذر برای سلطان مهیا می دارد و ببارگاه وزیر رسائے حاصل می کند چون وزیر دران سامانے ولیاقتے که برای حضوری بپیش سلاطین درکار می باشد ملاحظه می فرماید موقع یافته به پیش

سلطان عرض می دارد سلطان او را طلب می سازد و او با وزیر تا وقت دربار حاضر می باشد
بار او را باریابی حاصل نمی شود اگر حاصل میشود بهمین طور که همراه وزیر رفت و واپس آمد مگر
سلطان را بوی میلانی خاص نمی باشد و نه بطور خود او را اجازت حضوری می باشد گاهی
شخصی باطاعت و زیر طبیعت وزیر را چندان بخویش مائل می کند که وزیر بدرگاه سلطانی
چنان عرض میدارد که این شخص لیاقت آن دارد که او در سلک خاص و محرمان و جلیسان
سلطانی منسلک کرده آید پس سلطان بوساطت وزیر یا بطور خود او را طلب داشته از خواص
و محرمان و جلیسان خویش میسازد پس درین هر دو صورت هیچ محذور شرعی یا عرفی نیست اگر
نیک ملاحظه رود اول نظیر سلوک است و ثانی طریق جذب این نظیر برای تفهیم شخصی که از کشف
بهره ندارد بسنده است اگر چشم بینا داشته باشد این معنی او را از کشف و وجدانیات من قبیل
مرئیات خواهد بود چون حالت جذب و سلوک متفاوت است و هر دو متقابل بوده اند پس چگونه
حالت یکی ازان مثل دیگری خواهد بود یعنی اگر واسطه باشد در هر دو جا و اگر ساقط شود در هر دو
جا بلکه در سلوک واسطه خواهد بود نه در جذب به خدشه سیوم کشفی بودن اصلا گریزگاه نیست
چنانکه معقولات از اوهام مدرک نه شود و موهومات در دام خیالات در نه آید و تخیلات به
ضبط حواس نرسد امرے که بعین یقین معاینه کرده می شود ادراکش بعلم الیقین از دائره امکان
خارج باشد حضرت معترض در رساله تحصیل التعرف از شیخ عبدالوهاب نقل فرموده بنی العلم
علی البحث والتحقیق و بنی الحال علی التسلیم والتصدیق و حضرت خواجه محمد پارسا در تحقیقات
می فرماید بعد ازان علوم خواطر و علوم مشاهدات و مکاشفات که علم اشارت عبارت ازان علوم
است پدید آید و این ان علوم است که طایفه متصوفه بدان مخصوص گشته اند بعد از جمع حصول
سائر علوم مذکوره اما این علوم را بدان سبب علوم اشارت خوانند که از مشاهدات قلوب و مکاشفات
اسرار عبارت نتوان کرد چه در تقریر نگنجد بلکه معرفت این علوم بمنازلات و مواجید که در باطن
سالک طالب پدید آید توان یافت و حقیقت این علوم را جز آنکس که بمقام مشاهده و مکاشفه

له بنی العلم الکر الفقہی ال بنی الحال التسلیم التصدیق ۱۲

رسیده بود و این معانی حال او شده نتواند شناخت و ادراک نتوان کرد سعید بن مسیب روایت
کرد از ابی هریره رضی الله عنه قال[۵۱] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان من العلم
کهیئة المکنون لا یعلمه الا اهل المعرفة بالله سبحانه فاذا نطقوا به لم ینکره الا اهل الغرة بالله سبحانه
و عبدالواحد بن زید گفت از حسن بصری سوال کردم که علم باطن چیست حسن گفت از حذیفة
الیمان پرسیدم از علم باطن او گفت که از رسول صلی الله علیه وسلم پرسیدم از علم باطن فقال[۵۲]
رسول الله صلی الله علیه وسلم سالت جبرئیل علیه السلام عن علم
الباطن فقال جبریل علیه السلام سالت الله عز و جل ثناؤه عن علم الباطن فقال هو
سر من اسراری اجعله فی قلب عبدی لا یقف علیه احد من خلقی قال و گفته اند که
راه معیت یکے از طرق جذبه است انتهی پوشیده نماند که هرگاه راه معیت یکی از طرق جذبه
باشد و قرار یافت که در طریق جذبه از سلوک چاره نیست پس در طریق معیت برای وصول
نیز سلوک در کار خواهد بود و از وسایط ناگزیر و کلام در وے هم چنان خواهد بود که در طریق
جذبه گذشت اقول این تقریر خارج از داب مناظره است تقریر معیت را حضرت مجدد
رحمة الله علیه از حضرت خواجه رحمة الله علیه نقل میفرمایند و هذا قل الصحیح است نه نقض بر
تقدیر تسلیم گفته شود که درین شک نیست که راه معیت یکے از طرق جذبه است و
در جذبه از سلوک چاره نیست پس در راه معیت از سلوک یعنی تبعیت چاره
نخواهد بود مگر سلوک مصطلح موقوف علیه یا متوسط جذب نمی باشد و من[۵۳] ادعی فعلیه
الاثبات قال دیگر مثال ظل با اصل نموده اند که هم طریقے است اگر بعنایت الهی ظل را

---

۵۱ فرمود رسول خدا صلے الله علیه وسلم که بعضے از علم مثل شے نهان داشته شده است که آنرا بجز اهل معرفت کسے
نداند هرگاه اهل معرفت بان کلام گویند انرا کسے انکار نکند مگر شخصے که او را نا آشنائی باشد به خداوند کریم ۱۲ ۵۲ گفت
رسول الله صلے الله علیه وسلم که از جبرئیل علیه السلام پرسیدم که علم باطن چیست گفت من از رب تعالی پرسیدم گفت
سریست از اسرار الٰهی که بقلب بنده خود می نهم از ان کسے مطلع نمی شود ۱۲ [redacted] و هر که دعوی کند بروی اثبات است ۱۲

وبہ مجدد ہ

باصل میلے پیدا شود کشش بوے ہویدا گردد و آن ظل را با اصل وصول حاصل شود ہر آئینہ
بے حیلولت امری خواہد بود چون آن اصل اسمے از اسماء الہی است ناچار در میان اسم
و مسماے وی حایلی نخواہد بود و وصول ظل ازین راہ باصل الاصل کہ مسماے آن اسم
است بے واسطہ امری خواہد بود انتہی پوشیدہ نماند کہ ظاہر آن ہست کہ این نیز از طرق
جذبہ خواہد بود چنانکہ در طریق معیت پس این نیز محتاج بہ سلوک خواہد بود چنانکہ طریق
جذبہ اینجا نیز ہمان کلام است کہ آنجا است دیگر کشش ظل باصل مسلم و اتصال اسم با مسمی
نیز ہمچنین امّا وصول ظل باصل الاصل کہ مسماے ان اسم ہست چرا بواسطہ ان اسم نباشد
بل الامر کذلک اقول آنچہ دعوے ظہور نمودہ شد در محل خفا است محتمل است کہ این غیر
طریق جذبہ باشد چہ در جذبہ کشش تا اصل باشد و این کشش از ظل ہست باصل فاذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال و اگر تسلیم نمودہ شود کہ این از طریق جذبہ است پس چون نفس جذبہ
را توسط سلوک درکار نیست این راہم درکار نخواہد بود باے حال اینجا نیز ہمان کلام است
کہ آنجا است بہ عقل ہیچ عاقل نمی رسد کہ اسم از اسماے الہی را اصل چیزے قرار نہند و گویند
کہ در وصول آن چیز با مسماے آن اسم این واسطہ ہست بر تقدیر تسلیم مراد از عدم حیلولت
آن است کہ پردہ شہود نہ شود ہمچنانکہ در توسط نبی صلے اللہ علیہ وسلم گفتہ شد نہ آنکہ اصلاً
قطعاً واسطہ نباشد قال قولکم ایضاً ہر کہ واصل ذات است تعالی بہ وصول بیچونی توسط
حیلولت امرے در حق او مفقود ہست و ہرگاہ در صورت وصول بحضرت ذات سبحانہ حیلولت
و حجابت صفات واجبی مرتفع گردد حیلولت و حجاب غیر ذات چہ گنجایش دارد انتہی پوشیدہ
نماند کہ امرے مقرر ہست کہ صفات پردہ ذات است کہ ہرگز نمی افتد اگر یک پردہ برخاست
پردہ دیگر می نشیند ذات را جز در پردہ صفات نمی توان دید و شہود کرد و در یافت لیکن
صاحب شہود ذات را بحیثیت غلبہ انجذاب و توجہ تام بسوی او صفات ملحوظ و منظور نے
نیافتد و بر ہر تقدیر پردہ در میان ہست دریابد یا در نیابد اقول کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

صفات پردہ ذات است

براصول صوفیہ است خصوصاً نقشبندیہ کہ طالبان خود را بذات بحت بدون ملاحظہ صفات
متوجہ می گردانند وصفات را از ماسوے می انگارند چنانکہ در حدیث اللّٰھم انی اعوذبک
منک بآن اشارت شدہ است البتہ فہم این معنی ہر کسیکہ مذاق صوفیہ ندارد خیلے دشوار است
اکنون بگوش حقیقت نیوش شنیدنی است کہ این کلام متوص است تسلیم می کنم کہ صفات پردہ
ذات است کہ ہرگز نمی افتد واگر یک پردہ برخاست دیگرے می نشیند وذات را جز در پردہ صفات
نمی توان دید ذات حق سبحانہ تعالے کافیست از اعتبار صفات بلکہ مستغنی است از نفس
صفات یعنی انچہ بر صفات مترتب می شود ذات مجرد از صفات در ترتیب آن کافیست مثلا
امورے کہ بصفت حیات وعلم وقدرت وارادہ وابستہ است اگر این صفات اصلاً متحقق نشوند
ذات تنہا کار آنہا کند نہ بآن معنی کہ صفات اصلا موجود نیستند یا در علم موجودند نہ در خارج چہ
این مخالف قول اہل سنت است بلکہ صفات با وجود استغنار ذاتی موجود اند در خارج
بوجود زاید بر ذات عز سلطانہ کما ہو مذہب اہل الحق این بمثالے واضح گردد گوئیم آب بالذات
از بلندی احتراز نمودہ بہ پستی مایل است واین میل را میل طبعی مے گویند پس ذات آب
کار علم وحیوۃ وقدرت وارادہ مے کند چہ اگر علم می داشت ہم بہ پستی می آمد وکار ارادت
کہ تخصیص احد المتساوین است نیز کرد واز ین حرکت ارادیہ کار حیوۃ قدرت ہم شد ہمین
آب چون در مرتبہ تنزل جزو حیوان می گردد باوجود این میل طبعی بصفات زائدہ ہم متصف
می شود این امور را باوجود صفات طبعیہ زایدہ ہم مے کند ولِلّٰہِ المَثَلُ الاَعلیٰ ذات
عز شانہ باوجود استغنار ذاتی وکفایت او از صفات در مرتبہ الوہیت بصفات زائدہ موجود
متصف می گردد وامورے کہ ذات در تحصیل آن کافی بود بدین صفات از قوۃ بفعل مے
آرد پس چنانکہ در آب مجرد از صفات نمیتوان گفت کہ صفات او عین ذات او یند بلکہ انجا
ذات است وبس صفت اصلاً گنجایش ندارد ہمچنین در ذات واجب تعالے نمی توان گفت کہ
صفات عین ذات اند چہ انجا صفت نیست تا بعینیہ حکم کردہ شود وچون باعتبار صفت امد عینیہ ...

هم موجوده

شد اگرچه اعتبار علمی باشد پس واضح گشت که سخن متکلمین و اثبات صفات زایده موجوده در واجب تعالی درست تر است از سخن بعض صوفیه که بعینیه صفات قائلند صفات زاید موجوده اثبات نمی کنند تنبیه حکم بعینیه صفات و نفی زیادتی آنها بر ذات عز شانه مبنی بر عدم وصول است بحقیقة الحقایق چه ذات تعالی هنوز در پرده این صفات مشهود این جماعت است و چون ذات را در آئینه صفات می بینند بحکم اختفا مراة صفات از نظر اینها مختفی می گردند حکم بعدم آنها می کنند و اگر شهود ایشان ازین پرده مے برامد صفات از ذات جدا می دیدند و حکم بوجود آنها مے کردند و همین سر هست در حکم کردن ایشان بوحدة وجود زیرا که شهود ایشان از پرده نه بر آمده است بلکه در پردهٔ ماسوی است لاجرم ماسوی از نظر شان تمام مختفی شده است این اختفا بحکم عدمیت آن رسانیده و چون در مراة شهود مراة مفقود است و علم است و علم آن موجود در ماسوی نیز باعتبار این دو حالت نفی وجود خارجی و ثبوت علمی کرده اند لهذا فناے ایشان اتم نمی شود به شعور ماسوی می ماند و شهود آن بر طرف می شود عدم شعور ماسوی وقتے متحقق شود که شهود ایشان از مراة ماسوی بتمام بر آید و لَیسَ فَلَیسَ بقاء ایشان نیز اکمل نیست چه اکملیت آن باعتبار اتمیت فنا است این جماعت بعد از بقا خود را حق می یابند و منشار این علم نیز سکر است اگر بکمال بقا مشرف گشتند خود را چنانکه هستند عبد مملوک لایقدر علی شیء بینند این جماعت در ذات نیز اثبات علم و قدرت و سایر صفات می کنند و ثبوت آنها باعتبار سریان فی الی می دانند و هو سبحانه لا یسری فی شیء و احاطته بالاشیاء احاطة علمیة والذات المنزه لا نسبة له مع العالم اصلا الا انه خالقهم و ربهم و رازقهم و مولاهم و حقیقت این سخن بالا مذکور شد در مبحث ذات آب میل طبعی آن عالیشان باندازه علوم خود برنگ دیگر حکم نموده اند وَاللهُ یَحِقُّ الْحَقَّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ منقول است در مجلس خواجه یوسف همدانی که پیر حضرت خواجه عبد الخالق غجدوانی است که سر حلقه سلسله حضرات خواجها است قدس الله تعالی اسرارهم روزے از احوال بعضے اعزه شخصے مذکور ساخت فرمودند که

خَیَالَاتٌ تُرَبّیٰ بِهَا اَطْفَالُ الطَّرِیْقَةِ بالجمله احکام شرعیه و علوم ماخوذه از مشکوٰة خاتمیه
این خیالات اند که ان اطفال تربیت پرورده میشوند ۱۲
علی صاحبها الصلوٰة والتحیه علی ظواهرها المرادة و نصوصها المستفادة بر مرکز عدالت و استقامت
اند و خلاف انها ولو کان بالتوجیه والتاویل او بالکشف مستلزم عوجاج و بے استقامتی است
قَالَ سُبْحَانَهٗ اِنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ الآیۃ چنانچه در کاشفات
غیبیه مذکور است هرگاه صفات زاید بر ذات باشد پس پرده ذات بود و ذات بدون پرده صفات
مشاهد گردد و انچه این معنی در مرموزات قوم نگاشته شده مرجوح است درهمین رساله جاے
دیگر می فرمایند زیادتی شیون بر ذات تعالے شانه بمجرد اعتبار است و زیادتی صفات بر ذات عز
سلطانه بوجوه خارجی است زیرا که صفات در خارج موجود اند بوجود زاید بر ذات کما هو مذهب
اهل الحق و فرق درمیان شیون و صفات بسیار دقیق است کل محمدیان را برین فرق اطلاع
است و بسیاری ازین طائفه بواسطه عدم علم باین فرق شیون را عین صفات دانسته منکر وجود
صفات فی الخارج گشته اند و هو کما تری مخالف اهل السنة والجماعة رضوان الله تعالے علیهم
اجمعین این حقیر فرق مذکور را بتفصیل و بعضے از مسودهاے خود نوشته است و به تنظیر
و تمثیل روشن ساخته المقصود شیون داخل دائره اصل اند هیچ ظلیتے باینها راه نیافته قابلیات
که در تحت این شیون اند کالاطفال اند مراین شیون را حقایق محمدیان است علی حسب
تفاوت درجاتهم و مراتبهم حقیقت محمدی اجمع جمیع اینها است علے مظهرها الصلوات والتحیات
والتسلیمات والبرکات و اوعلی طرا اکمل نهایت عروج اقطاب ایشان تا نهایت مرتبه قابلیت اولی
است که حقیقت محمدی است صلوٰة الله تعالے و سلامه علیه و مقام این اقطاب گویا در
نقطه مرکز این قابلیه است هر قطبے باشد مدار ارشاد و چون فرود می آید از همانجا فرود می
آید ایشان را ترقی از ان مقام تا مقام فوق نیست اگر واقع است بعضے را فی الجمله واقع است
و ترقی از ان مقام و وصول در دایره اصل مخصوص بافراد این امت است رضوان الله تعالے
و تقدس علیهم اجمعین و تا مقام فردیت نرسد ازین کمال بے حاصل است آرے بعضے کمل او بواسطه

صحبت افراد و تاثیر آن در ایشان از ان کمال بهره میرسد بے انکه بمقام فردیت برسند یعنی انکه داخل دائره اصل گردند چه این دخول مخصوص بافراد است اما نصیبے از ان مقام دیگران راهم بواسطه مناسبت بافراد حاصل است و در افراد نیز تفاوتها بسیار است بعد از دخول در دائره اصل چه شیون نیز داخل دایره اند اگرچه عین ذات نه اند اما بالاعتبار المحض زیادتی در ایشان حاصل است ؎

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست	درون دیده اگر نیم موست بسیار است

شهود ذات همه را حاصل است خواه در مرتبه شیون است خواه اصل ذات بعد از انکه داخل فی تلک الدائرة لفظ شهود وغیره از تنگی عبارت است و الا شهود را در ان موطن مدخلے نیست و ایضا صورت آن کیفیت خاص در عالم مثال بصورت شهود و نگرانی متمثل است و بآن اعتبار این الفاظ و امثال انها اطلاق کرده می شود نگرانی مذکور نیز بے دخول در دائره اصل متصور نیست طایفه که غیر داخل اند و از مراتب ظلیه تمامها گذشته اند مشهود اینها دائره اصل است که جامع حضرت ذات تعالی شانه و شیونات اند مشهودات فقط بے مشارکت شیون مخصوص بافراد است باید دانست که واصلان ذات ازین بزرگواران که بافراد ملقب اند نیز اقل قلیل اند اکابر صحابه و ائمه اثنی عشر از اهل بیت رضوان الله تعالی علیهم اجمعین باین دولت فایز اند و از اکابر اولیاء الله غوث الثقلین قطب ربانی محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی است قدس الله تعالی سره الاقدس باین دولت ممتاز اند و درین مقام شان خاص دارند که اولیاء دیگر از ان خصوصیت قلیل النصیب اند و همین امتیاز فضل باعث شان ایشان شده است که فرموده اند قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اگرچه دیگران راهم فضایل و کرامات بسیار است اما قرب ایشان بآن خصوصیت از همه زیاده تر است در عروج بآن کیفیت کسے بایشان نمیرسد با صحاب و ائمه اثنی عشر درین باب مشارکند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ و من بعد هذا ما يدق قصفاته و ما كتمه احظي لدينه و لجمل

انتہی قاضی[۱] ثناء اللہ پانی پتی در ارشاد الطالبین میفرماید ہر چند صفات حقیقیہ حق تعالے ہفت
اند یا ہشت اند چنانچہ علماء کلام بدان تکلم کردہ اند اما جزئیات آن صفات و غیرہا نہایت ندارند
حق تعالے می فرماید وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ
سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ یعنی اگر تمام اشجار زمین قلمہا شوند و دریا و ہفت
دریاے دیگر این چنین سیاہی باشند کلمات الہی بپایان نرسد یعنی کلمات مدح کہ بر صفات
و کمالات و دلالت دارند تمام نہ شوند چنانچہ سعدی گفتہ ؎

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایان	بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

چنانچہ صفات حق تعالے غیر متناہی اند ظلال صفات ہم غیر متناہی اند حق تعالے می فرماید
آیہ مَا عِنْدَكُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ یعنی ہر چہ نزد شما است فانی است و ہر چہ
نزد خدا است باقی است پس اگر در ولایت صغری و مراتب ظلال کسے بہ تفصیل سیر کند ابد الاباد
منقطع نشود و لیکن ہر کس در مراتب ظلال ہر قدر کہ در حق او مقدر است سیری کند ظل ساظلے
باشد و آن را ظلے دیگر در مرتبہ ثانیہ و ثالثہ و رابعہ الی ماشاء اللہ می باشد صوفی در مرتبہ ترقی
عروج کردہ باصل خود میرسد و دران فانی میشود و ازان ترقی کردہ در اصل آن فانی میشود
ہمچنین ہر ظل کہ میرسد خود را دران فانی و مستہلک می بیند و بوجود آن باقی مے ماند ہمین

[۱] نقشبندی مجددی بود و از خلفاے کبار حضرت مرزا جان جانان رحمۃ اللہ علیہ نسب وے بجلال الدین پانی پتی
مے رسد قاضی در علوم عقلی و نقلی و کمالات ظاہری و باطنی از ممتازان وقت بود و تفسیر مظہری از تصانیف یادگار او است این چنین
تفسیرے در ہند نگاشتہ نشدہ مالا بد منہ ارشاد السالکین تذکرۃ الموتی و القبور از تصانیف او است ارشاد السالکین و دیگر
رسایل تصوف او در تحقیق معارف حضرت مجدد مسلم بودہ است قاضی رسالہ بجواب ایرادات شیخ عبد الحق دہلوی نگاشتہ محتوی
تحقیقات اگر در مطالعہ فقیر نہ در آمدہ شنیدہ شد کہ در رامپور پیش بعض اکابر موجود است شعر ما دیدیم تا گنج مقصود نشان
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی ۰ قاضی صاحب اول حال مرید شیخ الشیوخ محمد عابد نقشبندی مجددی شدہ بہ توجہات وی بفنائے
قلبی رسیدہ باز حضرت ارشاد ایشان خدمت حضرت مرزا رحمۃ اللہ علیہ آمدہ بہ نہایت مقامات طریقہ مجددیہ رسیدند و ...

است معانی بیت مولانای رومی که گفته ؎

هفتصد هفتاد قالب دیده ام		همچو سبزه بارها روئیده ام ؎	

بعد ازان اگر عنایت شامل حال صوفی شود از انجا عروج واقع شود و بمتابعت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم دخول در دائره اسماء صفات می گردد که اصل این دوایر ظلال است و سیر یکه دران واقع شود سیر فی الله خواهد بود و شروع در ولایت کبری خواهد بود که ولایت انبیا علیهم السلام است دیگران را به تبعیت این دولت رسیده هر گرا رسیده نهایت عروج لطایف پنجگانه عالم امر نهایت این دایره است بعد ازان محض بفضل الهی جل شانه ازین مقام عروج واقع شود سیر دائره حصول اینها خود بود واگر گزشت آن دایره حصول و بعد از طے آن دایره فوقانی ظاهر میشود حضرت مجدد الف ثانی میفرمایند که چون غیر قوسی ظاهر نشد بهمان قوس اختصار کرده اند درین سیری خواهد بود که بران اطلاع بخشیدند واین اصول سه گانه اسماء صفات که مذکور شدند مجرد اعتبارات اند در حضرت ذات تعالے وتقدس حصول کمالات این اصول سه گانه مخصوص بنفس مطمئنه است وحصول اطمینان نفس بهمدین موطن میسر گردد و درهمین مقام شرح صدر حاصل میشود و سالک باسلام حقیقی مشرف میگردد و نفس مطمئنه بر تخت صدور جلوس میفرماید و بمقام رضا ارتقامی نماید این موطن منتهاے ولایت کبری انبیا است حضرت مجدد میفرمایند که چون سیر تا باینجا رسانیدم متوهم شدکه کار تمام شد ندا دادند که این همه که تفصیل اسم الظاهر شد که یکبار وے طیران است واسم الباطن متعلق از مبادی تعینات ملاء اعلے است وشروع درین سیر نمودن قدم نهادن در ولایت علیا ولایت ملایکه حضرت مجدد رحمة الله فرماید که بعد از حصول دو جناح اسم الظاهر واسم الباطن چون طیران واقع شد معلوم شد که ترقیات بالاصالت نصیب عنصر ناریست وعنصر هوائی وعنصر آبی ملائکه را ازین عنصر سه گانه نصیب است چنانچه وارد شده که بعضے از ملائکه از نار وثلج مخلوق اند وتسبیح شان سبحان من جمع بين النار والثلج است وفوق آن بفضل الهی چون سیر واقع شود

شروع در کمالات نبوت خواهد بود حصول این کمالات مخصوص انبیا است علیهم السلام و ناشی از مقام نبوت است کمال تابعان انبیا را نیز به تبعیت از آن کمالات نصیب است و در میان لطایف انسانی حظ وافر ازین کمالات عنصر خاک است و سایر عناصر و لطایف عالم خلق و عالم امر تابع آن هستند و چون این عنصر مخصوص به بشر است خواص بشر از خواص ملائکه افضل گشتند کمالات جمیع ولایت صغری و کبری و علیا همه ظلال کمالات نبوت و شبح و مثال آنست و در دایره کمالات نبوت چون بمرکز مے رسد آن مرکز بصورت دایره ظاهر می شود و آن دائره کمالات رسالت است که بالاصالت بانبیاء مرسل مخصوص است دیگر هر کرا میسر شود بطفیل و تبعیت میسر شود و چون بمرکز ان دایره ثانی رسیده میشود آن مرکز هم بصورت دایره ظاهر میشود که ان دایره کمالات اولوالعزم است عالیت از مشالیت انبیاء اولوالعزم را چون این منصب بهند قیام اشیا ربوی باشد بعضی صاحب دولتان از اولیاء باشند که به تبعیت انبیا این منصب بوی عطا می شود حضرت مجدد رحمه الله میفرمایند که چون این سیر بانجام رسانید مشهود گشت که اگر بالفرض قدم دیگر در سیر فزاید در عدم محض خواهد افتاد اِذْ لَيْسَ وَرَائَهٗ اِلَّا الْعَدَمُ الْمَحْضُ ای فرزند این ماجرا در توهم نه افتی که عنقا در شکار آید فَهُوَ سُبْحَانَهٗ بَعْدَ وَرَاءِ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءِ الْوَرَاءِ یعنی حق تعالی هنوز وراء الوراء پس وراء الوراء است این مرتبت شامل حجب است چه حجب تمام مرتفع گشته بلکه باعتبار ثبوت عظمت و کبریاست که مانع ادراک است فَهُوَ سُبْحَانَهٗ اَقْرَبُ فِي الْوُجُوْدِ وَاَبْعَدُ فِي الْوِجْدَانِ یعنی حق تعالے در وجود قریب تر است و در ادراک بعید تر بعضے کمل مرادان باشند که درون سرادقات عظمت و کبریا به طفیل انبیا علیهم السلام ایشان را جای دهند و محرم بارگاه سازند فَهُوَ مِثْلُ مَعَهُمْ فَاعْمَلْ این معامله مخصوص بهیت وحدانی انسانی است که از مجموعه عالم خلق و عالم امر ناشے گشته مع ذلک رئیس درین موطن سیر عنصر خاک است کمالات این مقام مخصوص به هیئت وحدانی است این چنین کس بعد قرون متطاوله هزارها ساله پیدا می شود

که او سبحانه قریب تر است در وجود و بعید تر است در وجدان ۱۲ که پس معامله کرده شد بالشان ایچ کرده شد

انتهی اگرچه هنوز در دل حکایت ها باقی است فاما بخوف ملالت برهمین قدر اکتفا میرود ۵

	سعدی از داغ جگر پنبه مکش	بگشا سوزن آتش کده را	

قال و قول کم تحقیق این مقام آن است که توسط سرور کائنات علیه وعلی آله الصلوة والسلام بدو معنی تواند بود یکی آنکه او صلی الله علیه وآله وسلم حائل و حاجب بود در میان سالک و در میان مطلوب و معنی دوم آنست که سالک بطفیل وی و بتوسط و تبعیت و متابعت وی صلی الله علیه وآله وسلم بمطلوب واصل گردد و در طریق سلوک و پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بهردو معنی کاین است بلکه می انگارم که درین طریق از شیوخ هر که در میان آمده است متوسط و حاجب و شهود سالک است وای اگر در آخر حال جذبه تدارک نماید و معامله به بی پردگی نکشد زیرا که در طریق جذبه و بعد از رسیدن بحقیقت الحقایق توسط بمعنی ثانی است که بطفیل و تبعیت است نه حیلولت حجاب که پردهٔ شهود گردد و مشایخ طریقت در توسط و عدم توسط آن سرور اختلافها دارند جمعی بتوسط رفته و گروهی بعدم توسط انتهی پوشیده نماند که در توسط و تبعیت و طفیل هیچ کس را جای سخن نیست و متفق علیه است و جمهور عرفا و محققین برانند که توسط بمعنی حیلولت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم در میان سالک و شهود و مطلوب نیز ثابت است و هیچ شهودی بی توسط روحانیت آنحضرت صلعم حاصل نیست و قول مخالف لایعبأ به است و ناشی از کوته نظری است و ایشان می گویند که توسط روحانیت آنحضرت در جمیع مراتب وجودی و شهودی یعنی جمهور عرفا و عیانی و معادی بتمامه عوالم جسمانی و روحانی ثابت است و این توسط داخل حجابی نیست که از آن پرده بر روی شهود نشیند بلکه موجب انجلا

۵ در کشف المحجوب مذکور است مرتعش گوید الصوفی لا یسبق همته خطوته البته صوفی آن بود که اندیشه وی با قدم وی برابر باشد یعنی جمله حاضر بود دل اینجا که تن و تن اینجا که دل و قول اینجا که قدم و قدم اینجا که قول این نشان حضوری بود بی غیبت برخلاف آنکه گویند از خود غایب است و بحق حاضر بلکه بحق حاضر و بخود حاضر و این عبارت از جمع الجمع بود و از آنچه تا رویت خود بخود بود غیبت نبود از خود چون نیست بود نیست حضوری بی غیبت بود ۱۲

وانکشاف است دررنگ حیلولت عینک درابصار عالم ظاهر مثلا وجود ادراک وشهود ذات
بے پرده ممکن نیست ع در پرده عیان باشم وبے پرده نهان ه ومیگویند که حقیقت
الحقایق بودن آنحضرت واحاطه بجمیع ماهیات مخصوص بجواهر وذات نیست بلکه عام وشامل است
مر صفات ومعانی را که شهود مجذوبان ومحبوبان ومرادان یکے از انجمله است ومیگویند که در
وقت این شهود وحضور که در قرب ووصول حاصل است روح پرفتوح سید المرسلین محبوب
رب العالمین حاضر است وواسطه است واز ذات حق مفارق نیست چه محب ومحبوب از
یکدیگر جدا نشود خصوصا این محبوب که محبوبیت وے بذات بحت بے ملاحظه جمیع شیون و
اعتبارات بود از جهت بودن او مظهر جامع قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِيْنَ مَا اَرْسَلَ الرَّحْمٰنُ
اَوْ يُرْسِلُ مِنْ رَحْمَتِهٖ تَصْعَدُ اَوْ تَنْزِلُ فِيْ مَلَكُوْتِ اللهِ وَمُلْكِهٖ مِنْ كُلِّ مَا يَخْتَصُّ
اَوْ يَشْمَلُ اِلَّا بِوَاسِطَةِ الْمُصْطَفٰى عَبْدِهٖ وَنَبِيِّهٖ وَمُخْتَارِهِ الْمُرْسَلِ وَاسِطَةٌ فِيْهَا
وَاَصْلٌ لَهَا يَعْلَمُ هٰذَا كُلُّ مَنْ يَعْقِلُ واین شامل جمیع مراتب شهود است وقال ان روح النبی
ما غابت من نفوس بالله فِي اللهِ طَابَتْ وَقَالَ فِيْ وَصْفِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المحقق
المحکوم بالجهل علی کل من ادعی مَعْرِفَةَ اللهِ مُجَرَّدَةً فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ عَنْ نَفْسِهِ الْمُحَمَّدِيَّةِ
ومیگویند که این مشاهده مجذوب یا سالک تواند که بجهت قصور معرفت وتمیز یا بجهت غلبه
فنا وبیخودی از ادراک ودریافت آن قاصر وذاهل باشد اما در نفس الامر ثابت ودایم وقایم
است وآن ذهول در حقیقت از قبیل عدم علم بعلم است چنانکه در مواضع دیگر گفته اند از ین همه
گزشتیم ومسلم داشتیم که مشایخ طریقت در توسط وعدم توسط آن سرور اختلاف دارند اما آن
گروه که قایل اند بعدم توسط ایا دعوی شرکت وهمسری وهم پرگی واجتبا وعدم مدخلیت آن
حضرت در حق ایشان وعدم توجه ایشان بآنجناب چنانکه گفته می کنند ومشایخ درینجا هم
اختلاف دارند سخن درینجا است حاشا وکلا همه متفق اند در رعایت بندگی ونیازمندی و
سرافگندگی واحتیاج بآن جناب اقول آخر رفته رفته کار بجای رسید که حضرت شیخ جلال

چند عبارات حضرت مجدد علیہ الرحمہ چنان نقل فرمودکزان اصل مرام کالشمس فی رابعۃ النہار اشکارا گردید و خس و خاشاک شبہاتے کہ از اول تا آخر در صدد اثبات آن بودہ بر ہوا پرید فالحمد للہ علی ذلک ہمانا این چنین اسور حضرت شیخ را برجوع مجبور کردہ باشد فماذا بعد الحق الا الضلال کنون وقت انست کہ از انوار و برکات روحانیت حضرت شیخ رحمہ اللہ الشاف جوئیم و در راہ کشف حال و توضیح مقال پوئیم

بعد حق گمراہی

سراپا ناز من از ترتیم ہامن کشان بگذر	مبادا غافل از حالم برارد آرزو دستے

ہرگاہ از عبارات منقولہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ظاہر و باہر است کہ توسط روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در جمیع مراتب وجودی و شہودی ثابت است مراتب توسط و حجابی نیست کہ انان پردہ بر روے شہود نشند بلکہ موجب انجلاء و انکشاف است و این معنی را بہ حیلولت عینک تشبیہ دادہ پس این توسط را بمعنی حیلولت و حجاب قرار دادن نہایت بعید است ہمچنان ہرگاہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ حقیقۃ الحقایق بودن آنحضرت را چنان عام قرار دادہ اند کہ شامل است مر صفات و معانی را کہ شہود مجذوبان و محبوبان ۰۰ ازان یکے ازان جملہ است در وح پر فتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را از ذات حق متفارق نمیدانند تا آنکہ ہیچ شہود و حضور نخواہد بود کہ ازان روح پر فتوح صلی اللہ علیہ وسلم متفارق باشد تا آنکہ اگر کدامی مجذوب یا سالک مدعی این معنی شود کہ او معرفت ذات باری تعالے بوجہے نمودہ کہ نفس محمدی بوے متقارن نبود این را محمول بر قصور معرفت وی نمودہ پس اکنون کدام موقع خدشہ خواہد بود آیا این تقریر بہتر است یا اصرار و استبداد برین معنی کہ ذات پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ بمعنی حجاب است

نہ گویم حال دل از حال من گو بے خبر باشد	بہ بے دردان بیان درد دل درد دگر باشد

البتہ در مرتبہ سلوک کہ مرتبہ مبتدی است ذات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بمعنی واسطہ و حجابی باشد در مرتبہ جذبہ و معیت و ظل ہرگز واسطہ باین معنی نے باشد بلکہ بوجہے میباشد کہ بو

توسط روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در جمیع مراتب ظاہر است

اطلاق واسطہ نمیتوان شد چنانچہ مذکور شد این شبہ شیخ از عدم فہم مراد حضرت مجدد علیہ الرحمہ است
والا ہیچکس بہتر و بیشتر در معارف ازین سخن نتوان گفت حضرت خواجہ احرار کہ مظہر کلام ربانی
و کاشف اسرار حقانی اند برین معنی تصریح کردہ اند کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجاب
و پردہ شہود سالک نیستند **فقرہ** حصول آنچہ مقصود است از خلقت انسانی جز تجرید قلب
از شواغل نیست در دل چیزے ماندہ اند اگر تصفیہ تجرید دل از ہرچہ است حاصل شود آنچہ ظاہر
شود ہیچ چیز مقابل آن چیز نیست جز تجلی ذاتی و درین تجلی فنائے کلی از خود و ہمہ حاصل شدہ
شعور من از کثرت خلقیہ بلکہ از کثرت صفاتیہ منقطع شدہ بلحق بہمین شود و اگر خواہند کہ اورا
چنان سازند کہ از و دیگران بہرہ مند شوند او را رہائی از خود حاصل شود او با قوتے از نزد
خود حق سبحانہ بدہد تعبیر ازین معنی بہ بقا بعد الفنا و وجود موہوبی حقانی کردہ اند و بعضے
قایل بآن شدہ اند کہ در وجود قلب احجاری باشد مثل حجر بہت و غیر آن تعبیر ازین حجر بہ نکتہ
ذاتیہ فی القلب کردہ اند بسبب حجب غلیظ ظاہر نمی شود و گفتہ اند این نکتہ ذاتیہ مثل مردم
چشم است و مثل ساعتے است کہ در روز جمعہ پنہان است و گفتہ اند اگر بر دوام ذکر و تلاوت و اعمال خیر
دل صافی و منزکی شود وَمَا لَهَا مَا يُقَابِلُ سِوَى الْحَضْرَةِ الْحَقِّ الذَّاتِيَّةِ فَيَنْتَشِرُ مِنْ ذٰلِكَ الْحَجَرِ
نُوْرُهَا مِنْ لَحَدِ الْقَلْبِ فَيَسِيْرُ فِيْهِ وَاَيَا الْجِسْمِ فَيَعُمُّ الْعَقْلَ وَغَيْرَهُ وَيَتِمُّ ذٰلِكَ النُّوْرُ الْمُنْفَهِمُ مِنْ ذٰلِكَ
الْحَجَرِ وَشَعْشَانَهُ وَلَا يَظْهَرُ لَهُمْ تَصَرُّفٌ وَلَا حَكْمٌ لَا ظَاهِرَةٌ وَلَا بَاطِنَةٌ وَلِهٰذَا سُمِّيَ الْحَجَرُ الْبَهْتَةَ فَاذَا

ملہ شیخ محی الدین بن عربی در تحقیق این مسئلہ در کتاب فتوحات در باب ہفتاد و سیوم تحریر مے فرماید کہ اصحاب ایمان در صفت
سیر دو قسم اند یک گروہے اند کہ مربوط کردہ اند ہمت خود را برین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نیست مگر منبہ و معلم طریق وصلت
بجناب حق عز و جل و چون علم بدان حاصل آید واسطہ از راہ برخیزد و تخلیہ می شود میان آنہا و میان خدای تعالے پس آن گروہ
چون مسلسل مساقت کنند بسوی خیرات نمی بینند پیش خود ہا قدم احدے از مخلوقات و آنہا چون در آیند در مجالس حق
خطاب می کنند حق با آنہا بکلام الہی بنیوا سطہ لسان معین و دیگر گروہ است کہ تمسک کردہ اند در نفوس خود بآنکہ نیست راہ بسوے
خدای تعالے مگر کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ است و صاحب جہت است پس اینہا مشاہدہ نمی کنند احدے را از خدای تعالے مگر کہ می بینند پیش
خود قدم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و تنہا ر خطاب می کنند اللہ تعالے مگر بزبان رسول و لغت او

اَذَا اَرَادَ اللهُ اَنْ یَبْقٰی هٰذَا الْعَبْدُ اَرْسَلَ عَلٰی قَلْبِهٖ سُبْحَانَهٗ تَکُوْنُ مَا تَحُوْلُ بَیْنَ النُّوْرِ الْمُنْفَهِقِ مِنْ تِلْکَ النُّکْتَةِ وَبَیْنَ الْقَلْبِ فَیَنْشُرُ النُّوْرُ اِلَیْهَا مُنْعَکِسًا وَیَنْشَرِحُ الْاَرْوَاحُ وَ الْجَوَارِحُ وَذٰلِکَ هُوَ التَّثْبِیْتُ فَبَقِیَ الْعَبْدُ شَاهِدًا مِنْ وَرَاءِ تِلْکَ السُّبْحَانَةِ لِبَقَاءِ الرَّسْمِ وَبَقِیَ التَّجَلِّیْ دَائِمًا لَا یَزُوْلُ اَبَدًا مِنْ ذٰلِکَ الْحِجَابِ وَلِهٰذَا نَقُوْلُ کَثِیْرًا اِنَّ الْحَقَّ مَا تَجَلّٰی لِشَیْءٍ قَطُّ ثُمَّ احْتَجَبَ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِکَ وَلٰکِنْ تَخْتَلِفُ الصِّفَاتُ

انتهی این عبارت بغور ملاحظه فرموده شود که نفی تمام وسائط می نماید تا آنکه واسطه را هم می افکند بدان ارشدک الله تعالیٰ که در کلام صوفیه صافیه ذکر مقاماتے وحالاتے که حجاب توسط را آبی است بیش از بیش واقع است استبعاد بسبب فقدان ذوق صحیح است در همچو مواقع لب انکار کشادن حریفان را در ورطه تحیر انداختن است

میان من و تو چه جای میان است
میان من و تو میان در نه گنجد

کتاب مستطاب تحقیقات حضرت خواجه محمد پارسا علیه الرحمه ازان مالا مال است چنانچه امورے چند درین محل بمعرض بیان در آورده مے شود

چه خوش است از دو یک دل سر حرف باز کردن
سخن گذشته گفتن گله را دراز کردن

امر اول چون سالک محدثات وموجودات را در تحت اشعه انوار قدم زایل شده و در عین ذات احدیت مستهلک بیند همچنانچه حق بود و با وی هیچ چیز غیر و معارض وجود نبود چنان مشاهده کند که حق همچنان است و بس وحده لا شریک و سالک و مسلوک الیه و سلوک و عشق و عاشق و معشوق بیکه هر چه در عالم اسم غیریت بران اطلاق کنند همه را عین هویت الٰهیه داند که در مراتب متنزله از جبروت و ملکوت و ملک در هر صورتے ظهورے کرده و درین حالت حال سالک چنان باشد که هر چه بیند حق بیند و چنان داند که حق است که خود بخود ناظر است در صورت ناظری و منظوری و هر چه گوید و شنود چنان داند که حق است که گویاست بخود و شنواست از خود در صورت قایل و سامع و درین محل وجود بنده فی نفس الامر متحقق است ولیکن بیننده که عبد است مغلوب تجلی نور ظهور حق است

و جز وجود حق مشاهده نمی کند و بمرتبه ارواح همه رسیده است که در جمال الله متحیر نماند امر دوم
حسین بن علی علیه السلام را پرسیدند که عارف را کے مشاهده شود گفت که چون شاهد ظاهر
گردد و شواهد فانی گردند و حواس نماند و اخلاص مضمحل شود یعنی شاهد حق ظاهر
گردد و آن افعال و الطاف حق است که در ازل با تو کرده است از انواع نیکوئیها و کرامت ها و
معرفت و توحید و ایمان بود که ترا بخشیده است رویت این نعمتهاے حق تعالے ترا در خود
فانی گرداند از دیدن افعال و نیکوئیها و طاعت هاے خود تا بسیاری از افعال و طاعت
هاے خود را اندک انچه از ان حضرت بود مستغرق یابی و انچه از او بود اندک نیا شد و انچه
از تو بود بسیار نبود اما شواهد انست که رویت خلق از تو ساقط شود یعنی نه ضرر از ایشان
بینی نه نفع و نه ذم و نه مدح اما معنی ذهاب حواس انست که حواس در نور حق فانی گردد تا تو
بنور حق بینی و بشنوی و بگوی چنانکه رسول میفرماید[1] حِكَايَةً عَنْ رَبِّهٖ فَبِيْ يَسْمَعُ وَبِيْ يُبْصِرُ وَبِيْ
يَنْطِقُ **امر سیوم** چون بحق سبحانه و تعالے نزدیک گردد و حق عز و علا از مقام عزت به بنده
نزدیک شود گویا در یک منزل جمع شده اند این را مقام منازله گویند **امر چهارم** ابن عطا
گفت رحمه الله تصوف انست که حال خود را بحق تعالے فرو گذارد تا متصرف و در حال خبر او
تعالے نبود **امر پنجم** جنید رحمة الله علیه را پرسیدند که تصوف چیست گفت تصوف پوشیدن
سر است بحق سبحانه و تعالے و این معنی خبر بقناء نفس از اسباب و وسایط و قوت روح
و قیام بحق دست ندهد **امر ششم** ارباب احوال و اصحاب کمال انند که عقاید صافیه ایشان
بنا بر اصول صحیحه است از کتاب و سنت و اجماع امت و موید است بدلایل نقلیه و شواهد عقلیه و با این همه اهل ذوق و وجدان و کشف و
عیان اند قَدْ اَقْبَلَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَلَيْهِمْ بِلُطْفِهٖ وَجَذَبَهُمْ عَزَّ وَجَلَّ اِلَيْهِ بِعَطْفِهٖ

[1] بطور حکایت از پروردگار عالم از من مے شنود و از من مے نگرد و از من مے گوید [2] متوجه شد الله تعالے
با ایشان بمهربانی خود و کشید ایشان را بسوی خود بعنایت خویش با ایشان مهربانی باری تعالی متوجه گردید پس
قصد کردند ایشان به الله سبحانه سیر کردند بسوی او به سه ری گردانید ایشان را بسوی الله سبحانه و او ایشان را بکرم

سَبَقَتْ لَهُمْ مِنهُ الحُسنٰى وَاَلزَمَهُم كَلِمَةَ التَّقوٰى فهموا عَنِ اللهِ سُبحَانَهٗ وسارُوا
اِلَى اللهِ سُبحَانَهٗ واعرضوا عما سوى الله سبحانه فخرقَ الحُجُبَ انوارُهم وجالت حول
العرشِ اسرارهم امرهم فهم جمعیت[۱] دل چنان باید که غیر حق نه بیند و موجودات را کلی در
تحت اشعه ظهور انوار قدم ناچیز و مستهلک یابد و هر چه بیند حق بیند و چنان داند که حق است که
خود بخود ناظر است در صورت ناظری و منظوری و هر چه گوید و شنود چنان داند که حق است گویا
بخود و شنوا است از خود در صورت قایل و سامع بنده چنان مغلوب حق است درین جمعیت
که چیزے جز وجود حقایق مشاهده نمی کند و بمرتبه ارواح همه رسیده چه ممکن است که حق سبحانه و
تعالے سلطنت و محبت بر دل بنده چنان مستولی گرداند و بغلبه و افراط آن عقل و طبایع از حس
آن عاجز گردند و امر وے از کسب وی ساقط شود که غیر را در مقام وی راه نبود همه حجابها و کمالات
در حضور وے بسته است و غیب از خود راهی است بحضوری بالحق سبحانه کالمتجلی[۲] له لا یشعر
بنفسه فضلاً عن غیره واختفاءِ الاغیار عند ظهور الحقِّ فِی نظرِ المتجلی لَهٗ
کاختفاءِ الکواکبِ عِندَ طلوعِ الشمسِ مع بقاء اعیانها واهل اللهِ سبحانهٗ قد
یجری علی السنتهم فی غلبات الاحوالِ انهم الحق ای انهم متحققونَ بِالحقِ
فانون فیه من قالَ انا الحقُّ فهو باحد التاویلین اما ان یکون جاریا ذلك
علی لسانه فی معرضِ الحکایةِ عَنِ اللهِ تعالٰی فی سکرٍ وغلباتِ حالٍ واما ان یکونَ
مستغرقا بالحقِّ سبحانهٗ حتی لا یکونَ فیه متسع بغیره واذا لم یحل فی القلبِ

---

[۱] حضرت خواجه معین الدین رحمة الله علیه فرموده اند که شیخ
عثمان هارونی رحمه فرمودند که حق سبحانه را دوستانند که اگر یک ساعت در دنیا از دو محبوب مانند نابود گردند سفینة الاولیا

[۲] شخصیکه بر وی تجلی گردد حس خود را نه داند و دیگرے را که داند و غیر او تعالی در نظرش چنان مستور گردد چنانکه ستارگان بوقت بر آمدن
آفتاب حال آنکه ستارگان موجود باشند گاهی بر زبان اهل الله در غلبه احوال کلمه انا الحق جاری شود یعنی ایشان موجود بحق و فانی بوده
اند پس انا الحق را دو تاویل است یکی آنکه در سکر و غلبه حال بطور حکایت حق اجراء شده دیگر آنکه قایل چنان مستغرق و فانی بحق

الا جلال الله وجماله حتی صار مستغرقا به یصیر کانه هو لا انه هو تحقیقا فیعبر عن هذه الحالة بالاتحاد علی سبیل التجوز ونعنی به الاستغراق و علیه ینبغی ان یحمل کلام ابی یزید رحمه الله حیث قال تسلخت من نفسی کما تنسلخ الحیة من جلدها فنظرت فاذا انا هو ویکون معناه انسلخت من نفسی انه من ینسلخ من شهوات نفسه وهواها وهمها فلا یبقی فیه متسع لغیر الله سبحانه ولا یکون له هم سوی الله سبحانه واذا لم یحل فی القلب الا جلال الله سبحانه وجماله حتی صار مستغرقا به یصیر کانه هو لا انه هو تحقیقا فیعبر اذا بالنور عن المنور مجازا وفرق بین قولنا کانه هو وبین قولنا هو هو ولکن قد یعبر بقولنا هو هو عن قولنا کانه هو کما ان الشاعر تارة یقول کان من اهوی وتارة یقول انا من اهوی ومن اهوی انا وهذه مزلة الاقدام فان من لیس له قدم راسخ فی المعقولات ربما لم یتمیز له احدهما عن الاخر فینظر الی کمال ذاته وقد یتزین بما تدرج فیه من حلیة الحق سبحانه فیظن انه هو الحق سبحانه وقد غلط غلط النصاری حیث راوا ذلک فی ذات عیسی علیه السلام فراوا اشراق نور الله سبحانه قد تلالا فیه فغلطوا فیه کمن یری کوکبا فی مراة او فی ماء فیظن ان الکوکب فی المراة او فی الماء فیمد الیه الید لیاخذه وهو مغرور بها والصبی اذا رای انسانا فی المراة ظن ان الانسان فی المراة فکذلک القلب خال عن الصور فی نفسه وعن الهیات والماهیة قبول معانی الهیات والصور والحقائق فما یحل القلب یکون کالمتحد به لا انه متحد به تحقیقا اعلم انه لا یجوز فی طور الولایة ان یظهر من العبد ما یقصر العقول باستحالته نعم یجوز ان یظهر فی طور الولایة ما یقصر العقل عنه بمعنی انه لا یدرک بمجرد العقل فانه امر عیانی رای المتجلی له فی حالة عند تجلیه سبحانه بذاته فیفنی تارة ویبقی اخری

یعنی چون درحق نیست شوند کمالات ذاتی که ازحق ورودے سرایت کرده بحق راجع میشود و بازچون
وجود حقانی او را ارزانی می کنندان همه بازبوے عود می کند این بود مقام اہل خصوص شعر ومن
لا یُفرِّقُ بین ما یحیلُهُ العقلُ وبین ما لا ینالُهُ العقلُ فهو اخسُّ من ان یخاطبَ
بها فیترکُ وجهلَهُ وکلمات الصوفیةِ بناء علی مشاهداتٍ انفتحت لهم فی طور الولایة ویعجز العقل
عن درک ذالک امر ہشتم ابو یزید رحمة الله علیه گفت عالم کسے ہست که علم از خداوند خود
بگیرد ہر وقت که خواہد بے خندر ویت و درس کتاب وهذا هو العالِمُ الرَّبّانی والیٰ مثله
الاشارة و آتیناهُ من لدُنّا علماً مع ان کُلَّ علمٍ من لدُنه ولکن بعضها بواسطةِ تعلیمِ
الخلائق فلا یسمّٰی ذلک علماً لَدُنّیاً و علم لدنی علمے بود که اہل قریب را بتعلیم
الہی و تفہیم ربانی بے واسطه معلوم و مفهوم گردد و آن علم را بمعرفت ذات و صفات حضرت عزت
تعلق باشد آن علم را حق سبحانه تعالی در عالم غیب در دل ایشان اندازد و آن علم شهادت
وجد و ذوق بود نه بدلالت عقل و نقل و این در وقتے باشد که نور حقیقت ظهور کند و مباشر دل
گردد بے حجاب صفات بشریت لوح دل از نقوش علوم روحانی و عقلی و سمعی و حسی بکلی صاف
شده باشد و بنده از وجود بشریت بیرون آمده و از لدن خویش بلدن حضرت حق سبحانه تعالی
رسیده از ان صفت در معرفت ذات و صفات او جل ذکره ادراک معانی و فهم کلمات تواند
امر نہم قال حجة الاسلام نبوت و ولایت یکی از درجات دل آدمیت و حاصل آن سه خاصیت است
یکے آنکه عموماً خلق را بخواب چیزها کشف افتد یعنی ظاهر نموده شود و وے را در بیداری کشف
افتد دوم آنکه نفس عموم خلق جز در تن ایشان اثر نکند نفس وے را جائیکه خارج تن وی است اثر
کند بر طریقے که صلاح خلق دران باشد و فسادی نه بود سوم عموم خلق را آنچه از تعلیم حاصل
شود وے را بے تعلیم از باطن خویش حاصل شود ہر کس که این سه خاصیت را جامع شود وی از
پیغمبران بزرگ و اگر یکے بود و این ہر سه یکدر جیا ورا از نبوت یا ولایت حاصل بود و در غیر نبی ہر کس
را آن سه درجه حاصل بود از اولیاء بزرگ بود و در ہر یکے ازین درجات تفاوت بسیار

است کسی باشد که وے را از ہر یکے اندکی بود و کسے بود که اورا بسیار بود و کمال این درجه
بتمامی رسول ما را بوده است صلی الله علیه وآله وسلم ودر ایشان ہر سه بکمال بوده طائفه از اولیا
چنانند که ذات وہستی خود را از خود نه بینند بلکه خودی خود را از خود نه بینند این طائفه را نه ذات
بود و نه صفت و نه فعل و نه حال و نه مقام و نه اثر در ہر دو عالم خبرے ندارند و این وصف که ہیچ
ندارند ہم ندارند صحو و محو ایشان داشت یعنی افعال ایشان را افعال حق نیست شده ومحق
فی محق یعنی صفات ایشان در صفات حق نیست شده وطمس فی طمس یعنی ہستی ایشان در
ہستی حق نیست شده وہمانا که اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ که خواجه علیه السلام فرموده اشارت بدین فقر
است واین فقر است که صوفیه دران ہیچ مقام ثبوت نکرده اند وصاحب این فقر را در دو کون
ہیچکس نشناسد جز حق سبحانه چه خداوند سبحانه غیور است اولیا خود را از نظر اغیار مستور دارد
تا غایتے که از نظر خودشان نیز مستور دارد اولیائی تحت قبائی لا یعرفهم غیری بیان حال
ایشان است وقد سمے التفصی الیها الا ان یکون ما اخذ العلوم الا عن الله سبحانه
من الفتوح والمکاشفة بالحق + گفته اند که بنا دادین کار بر نفس می باید نهاد و نفس
عبارت است از دوام حال مشاہده وتواتر وتعاقب امدادان که حیات قلب اہل محبت بدان
مربوط است بر مثال تواتر وتعاقب انفاس است که بقا رحیات قالب بدان مشروط است
چنانکه اگر ساعتے مدد انفاس جدیده واثر ترویح ان از صورت قلب منقطع شود از شدت حرارت
غریزی دل سوخته گردد ومرد ہلاک شود اگر لحظه ولمحه مدد شہود از حقیقت قلب مشتاق منقطع گردد
از شدت تعطش وحدت شوق بسوزد قالوا افضل الاعمال حال الانفاس مع الله سبحانه
حجاب ہا ہمه از بندگان است وگرنه حق تعالیٰ منزه است از حجاب بر ہیچ چیز حجاب حق تعالیٰ
نتواند شد انچه نورانی بود بروحانیت تعلق دارد وانچه ظلمانی بود به نفس تعلق دارد امر دہم
اصل در محبت نادیدن وناشنودن بود که محب غیر دوست نه بیند واز غیر دوست نشنود نہی

	از ہستی مرده ام الحمد لله		بجانان زنده ام الحمد لله

زفضل ورحمت وتوفیق یزدان — بدوره برده ام الحمد للہ
زجام مصطفی شرب الٰہی — مصفا خورده ام الحمد للہ
تولایم بمحبوب است وازخود — تبرا کرده ام الحمد للہ
درخت وصل را در باغ وصلش — ببار آورده ام الحمد للہ
ندارم پرده با معشوق وازخلق — اگر در پرده ام الحمد للہ
زقاسم پرده در پیش دل بود — فنا شد پرده ام الحمد للہ

از ہمہ اش مسلم داریم پس شنیدنی است کہ ہرگاه باعتراف حضرت معترض مشائخ در توسط و عدم توسط اختلاف میدارند پس درین مسئلہ کلام حضرت مجدد محل اعتراض نماند ۵

آرزو دارم کہ پرسم از تو بعد از آشتی — بے سبب از خالص بیچاره رنجیدن چہ بود

باقی ماند این معنی کہ اکنون صرف اعتراض بدعوی شرکت وہمسری وغیره است این محمول است بر عدم اطلاع بر معانی این الفاظ کما قیل فصلناها فارجع الیہا حتی یاتیک الیقین
چنانکہ تفصیل وے نگاشتہ ام پس ارجع کن بسوی وے تا ترا یقین آید ۱۲

سعدیا این ہمہ فریاد تو بے چیزے نیست — آتشے ہست کہ دود از سر آن مے آید

قال مخفی نماند کہ توسط آنحضرت در شہود وواصل موجب عظمت وجلالت وسبق وتقدم اواست در درگاه عزت وعدم توسط بسبب تاخیر وسقوط وقصور حاصل حکایت عدم توسط بآن راجع می گردد کہ سالک ہمیشہ خادمانہ ہمراه آنحضرت بتبعیت وطفیلی سیر رفت واقتباس انوار از وے میکرد چون بقرب درگاه رسید بیشتر رفت و درون در آمد وآن حضرت را پس انداخت و بیرون در گذشت واز میان ساقط گردانید وخود در مجلس در آمد و بر منصۂ قرب ووصال بہ نشست وکامران شد ومی گوید کہ من وتو برابریم من ہم بنده وتو ہم بنده وترا توسطے در میان من وخدا نماند اگرچہ در اصل بنده تابع تو وخادم تو بودیم وبواسطہ تو رسیدیم الآن تو ہیچ محل وتوسط نداری اقول ہمین خیال حضرت شیخ شما صدر الکشان کشان بہ سر انکار آورده بنای بے خیال تغلیط است میان معنی توسط بالا بیان شده است کہ توسط آن سرور کائنات علیہ وعلی

اله الصلوة والسلام بدو معنی تواند بود معنی اول آنست که او صلی الله تعالی علیه وعلی اله وسلم حائل و حاجب بود در میان سالک و در میان مطلوب و معنی دوم آنست که سالک بطفیل او و توسط و تبعیت و متابعت او علیه وعلی اله الصلوات والسلام بمطلوب واصل گردد و در طریق سلوک پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بهر دو معنی کاین است چون فرقی را که میان هر دو توسط است از دست دادند صورت تخیله که مذکور شد پدید آمد مثال توسط بمعنی اولی آنست که وزیر شخصی را پیش پادشاهی حاضر آرد و پادشاه بذریعه وزیر ازو کشف حال نماید داد هرچه گوید وزیر بخدمت شاه رساند مثال توسط بمعنی ثانی این است که بر حال یکی از مقربان وزیر سلطان اطلاع باشد پس باین وجه که او مقرب وزیر است سلطان را بهر وزیر توجهی خاص است سلطان خود آن مقرب وزیر را پیش خود طلب داشته بر وی التفات فرماید و این چنین رتبه حاصل نشود مگر شخصی را که به اقصی درجه متابع باشد اگرچه این معنی خود ظاهر است مگر چون در چشم ظاهر بینان خفای داشت شبه را بیان فرموده دفع ساخت چنانچه میفرمایند گفته نشود که این عدم توسط اگرچه بیک معنی بود قصوری بجناب حضرت خاتمه علیه وعلی اله الصلوة والتحیة لازم می آید گوئیم که این عدم توسط مستلزم کمال آنجناب است علی صاحبها الصلوة والسلام نه مستلزم قصور در وجود توسط است زیرا که کمال متبوع آن است که تابع او بطفیل و تبعیت او بجمیع درجات کمال برسد و هیچ دقیقه فرو نگذارد و این معنی در عدم توسط کاین است نه در وجود توسط که آنجا شهود بی پرده است که اقصای درجات کمال است و آنجا در پرده پس کمال در عدم توسط بود و قصور در توسط انتهی پیش ما مردم این افاده از قبیل بدیهیات است از تخیل محض و از قضایای شعریه قرار دادن تحکم محض است واضح باد که پیش ازین بچند با معنی توسط گذارش نموده ام پس بار بار ضرورت باعاده آن نبود ؎

یا بخت من طریق مروت فرو گذاشت	یا او بشاهراه طریقت گذر نکرد
گفتم مگر بگریه دلش مهربان کنم	در سنگ لاخ قطرهٔ باران اثر نکرد

معهذا این مسئله را بچیزی توضیح بنگارم ملاحظه فرموده شود و وصول باین مقام عالی موسی

دارد و حقیقتِ صورتش آنست که سالک از جهت کثرت اشتغال بذکر مستغرق در ذکر شده هستی او و غیر
او از شعور سالک پوشیده شود و این پوشیده شدن را در اصطلاح قوم عدم میگویند بسبب این عدم هستی
مذکور ظهور می کند که سالک شاهد و مشاهد همین هستی مذکور را وجود عدم میگویند در اصطلاح قوم در همین هستی
است که گفته اند وجود عدم احتمال دارد که بوجود بشریت عود کند چراکه وجود بشری
سالک از نظر دل سالک پوشیده شده بود از جهت استغراق او در ذکر و نه زایل شد معنی علیه
و احتمال دارد که از سالک تقصیری واقع شود که از استغراقش باز ماند که ساتر وجود بشری
او بود و وجود بشری او ظاهر شود و جود مذکور عود کند اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ هٰذَا وگفته
اند وجود فنا احتمال عود ندارد و سرّش آنست که فنا مربوط است بکشف حقایق اشیا که درین آیه
کریمه هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا الآیة
وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا و در حدیث شریف اَللّٰهُمَّ اَرِنِي حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ
كَمَا هِيَ و تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ اشارت است براین معنی بلکه جمیع قرآن دلالت
بر نفی وجود می کند و این فنا که عبارت از کشف حقایق است موهبت محض است وگفته اند که
مرشد را هیچ مدخل نیست و اما مرتبه عدم بتعلیم مرشد حاصل میشود و صورت تخیلی این معنی اینکه
وجود عالم ظل حقیقت محمدی است آنست که سالک بذوق کشف میکند که این وجود او ظل
مضغه است و مضغه ظل علقه است و علقه ظل نطفه است و نطفه ظل طعام حتی بحقیقت محمدی میرساند
و جمیع عالم دران حقیقت مضمحل میشود و کشف علم مخلوق تا اینجا است و همین حقیقت اصل نور
منبسط منکشف میشود که محیط همگی عالم است و نهایت مقام ولایت خاصه است و علم با سما ایشان
علم حضوریست که در ولایت عامه علم حصولی بود و این همه مراتب جذوب است و ازین مقام نیز
ترقی واقع شود و معلوم میشود که این هم وجود ظلیست نه حقیقی سیرش بر مراتب وجوب می افتد که
تعبیر ازین مراتب بسی مشکل است و مشتے نمونه از انها شود و اگر تعبیر ازان بر افتد حق تنگی پیدا کند و مرتبه اول معلومات ربانی است
منتقیا مراتب اسما و افعال است لیکن بر قوم عیانکه تا مرتبه دوم مرتبه آمده گویند و این مراتب اصول مراتب جلال و شان است

منشاء این اصل اسم العلیم است که حقیقت محمدی است در مراتب اسما و مربی حقیقت مخلوقی او ست صلی الله علیه وسلم و این مراتب وجوب در مرتبه غیب الغیب است و کشوف در هیچ احدی نمیشود چراکه این مندمج در اسم العلیم است و اسم العلیم مندمج در صفت علم است و صفت علم مندمج صفات است و معلوم است که ذات مدرک کسی نیست لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ نص قاطع است سُبْحَانَکَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ خبر صحیح و این همه گفتگوی ذوق است شما را همین را کشف میگوید شما دانید و سالک را اگرچه وجود حدوث او مضمحل شده است از ذوق او ولیکن اصل او در مراتب وجوب است که علم حق است و چیزی که اصل او در مرتبه علم باشد هیچ معدوم نمیشود ولیکن از صفتی بصفتی متبدل میگردد و فناء اتم حاصل نیست و اگرچه این فنا اتم نصیب انبیا است و خصوصا سید انبیا علیهم السلام ولیکن بعد الطفیل و تبعیت بهره است و از ینجا هم ترقی واقع شود دانند که این مرتبه هم ظل صفت علم است که در اصطلاح قوم علم جلی و مرتبه حدوث و حقیقت محمدی گفته اند گویا اینست نسبت ولایت انبیا علیهم السلام که ولایت خاص الخواص و اینجا علم با سرا ایشان بحضور علم است چنانکه در ولایت خاصه بعلم حضوری بود و از ینجا هم ترقی نماید و دانند که این مرتبه نیز ظل است و دانند که اصل همه ذات است و جمیع مراتب بمراتب ظل این مرتبه بوده اند و مضمحل و مستهلک شده در ذات لَا تُبْقِی وَلَا تَذَرُ از آثار چیزی نماند و گویا لِی مَعَ اللهِ وَقْتٌ عبارت از همین مقام باشد ○

چشمم همه اشک گشت و چشمم گریست	در عشق تو بی چشم همی باید زیست
از من اثری نماند این عشق از چیست	بس من همه معشوق شدم عاشق کیست

و این است فنای اتم که است بالطفیل پیغمبران بهره و حظ وافر هست هر کدام را بقدر تبعیت او و معلوم شد که در فنا زوال وجود بشری سالک است از علم سالک و بجای وجود بشری او وجود حقانی آمده است و مراد از وجود فنا همین وجود حقانیست و این وجود حقانی احتمال عود بوجود بشری ندارد و چگونه احتمال داشته باشد که حقیقت خود را دانست سالک که او ظل

بیش بنوده است وحق را بحق دارد و فارغ شد از دعوی ہیچی واین فانی مثل مجنونست
واین است معنی ثنا وصلواتی که از بنده صادر میشود حقیقت ثنا علم او تعالے بجمیع کمالات
او کما ہو ہو است وحقیقت صلوٰۃ تفصیل صفات اوست تعالیٰ بذات او کما ہو ہو لا اُحصِی
ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ وَقِفْ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّي اشارت باین
باشد وگویا این است نسبت مرتبہ نبوت واین معنی بجز حضور در حضور و حضور غیبت بچیزی دیگر
تعبیر نمیتوان کردن واین است معنی کلام بزرگان که گفته اند از حقیقت محمدی عبور شده و یا
از مراتب وجوب گذرانیده و یا حقیقت محمدی حایل و پرده شہود نیست نه ان خیالات فاسد
که بواسطه تو رسیدم تو از میان رفتی و حالا من و تو برابر شدم و میان من و تو فرق نیست
تو ہم بنده و من ہم بنده وغیره وغیره بلکه این ہمه مبنی است بر عدم خدمت علم تصوف پیران
وخواجگان نقشبندیه علیہم الرضوان که این معنی از وظایف ایشان است ؎

با من بودی منت نمیدانستم	یا من بودی منت نمیدانستم	رفتم چو من از میان ترا دانستم	تا من بودم ترا نمی دانستم

قال ولکم واز ینجاست که آن سرور فرموده است عُلَمَاءُ اُمَّتِي كَاَنْبِيَاءِ بَنِي اِسْرَائِيلَ
این را بران نکته چه متفرع و مترتب ساخته اند از بیان سابق خود لازم آید که فرمایند عُلَمَاءُ
اُمَّتِي كَاَنَا زیرا که شما ایشان را اقصے درجات کمال ثابت گردانیده بود و در تمامه کمالات شریک
آن گردانیده بید این خود بالاتر از مرتبه انبیا بنی اسرائیل است زیرا که ہیچ یکے از ایشان شریک
آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم در تمامه کمالات نیست وحق آنست که مرتبه علما امت بمرتبه
انبیا نمی رسد و تشبیه باعتبار خلافت و نیابت در تبلیغ احکام و شرایع است چنانچه انبیاء بنی
اسرائیل تابع توریت بودند و بعد موسی علیه السلام تبلیغ احکام ان مے کردند نه در قدر و
مرتبه نزدیک محدثین این حدیث بصحت نرسیده است و حدیث العلماء ورثة

سه ۵۱ بنده چی کنم ثنای تو برتو ترشایان آن چنانکه ثنای خود کرده و رؤیت ای محمد خدای تو نماز می گذارد ۱۲ سه ۵۲
علما همچو انبیاء بنی اسرائیل بوده اند سه ۵۳ علما ... مثل من ۱۲

الانبیاء ۵۱ صحیح است عجب که اینجا بصرف از ظاهر وارتکاب خلاف آن راضی شده اید

اقول این کلام از سر تا سر مخدوش است اما اولاً پس ۵۲ وجه تفریع بنهایت ظاهر است چون
شرکت دولت از تبعیت است و علماء است به تبعیت مثل انبیاء بنی اسرائیل باشند فرموده
انما اینجاست که فرموده انحو انا ما نبیا ۵۳ پس انتساب دعوی شرکت تمامی کمالات با سرور عالم صلی الله
علیه وسلم فرد محض است اما ثانیاً پس از کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه یافته نمی شود که تشبیه
در قدر و مرتبه است اگر این چنین هم باشد محذورے نیست چه تشبیه مقتضی مساوات در
ما به التشبیه نیست در فتوحات مکیه در وصایا مذکور است علیک ۵۴ یا ابا هریرة بطریق اقوام
اذا فزع الناس لم یفزعوا واذا طلب الناس الامان من النار لم یخافوا قال
ابو هریرة من هم یا رسول الله صفهم لی حتی اعرفهم قال قوم من امتی
فی اخر الزمان یحشرون یوم القیمة محشر الانبیاء اذا نظر الیهم الناس ظنوا انهم
انبیاء مما یرون من حالهم حتی اعرفهم انا فاقول امتی امتی فتعرف الخلائق انهم
لیسوا الانبیاء فیمرون مثل البرق والریح تغشی ابصار اهل الجمع من انوارهم
فقلت یا رسول الله مرلی بمثل عملهم لعلی الحق بهم فقال یا ابا هریرة
رکبت القوم طریقا صعبا لحقوا بدرجة الانبیاء الحدیث
اما رابعاً پس ملا علی قاری ۵۵ در موضوعات کبیر میگوید حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
قال الدمیری والعسقلانی لا اصل له وکذا قال الزرکشی وسکت عنه السیوطی

---

۵۱ علما وارث انبیا بوده اند ۱۲ ۵۲ ای ابا هریره لازم گیر طریقه قومی را که بروند یکه فریاد خواهند قوم ایشان فریاد نخواهند
وهرگاه مردمان امان خواهند از آتش ایشان نترسند گفت ابو هریره ایشان کیستند یا رسول الله وصف ایشان بیان کن تا بشناسم
ایشان را فرمود ایشان قومی اند از امت من در آخر زمان که بروز قیامت در حشر انبیاء مبعوث شوند هرگاه مردم ایشان را
بینند از حالت ایشان ایشان را انبیاء پندارند من ایشان را بشناسم امتی امتی بگویم پس خلق بدانند که ایشان انبیا نیستند
ایشان مثل برق و ریح گذرند که از انوار ایشان چشمهای مردم خیره شود و گفت ابو هریره یا رسول الله [illegible]

واما حدیث العلماء ورثة الانبیاء فرواه الاربعة عن ابی الدرداء وعلقه البخاری ۔ مقاصد حسنه
سے نکالو وقال شیخنا یعنی الحافظ بن حجر والذهبی والزرکشی انه لا اصل له زاد
بعضهم ولا یعرف فی کتاب معتبر وقد مضی فی اکرموا حملة القران کا حملة
القرات ان یکونوا الانبیاء الا انهم لا یوحی الیهم ولابی نعیم فی فضل العالم العفیف
بسند ضعیف عن ابن عباس رفعه اقرب الناس من درجة النبوة اهل العلم والجهاد
هرگاه سیان حافظ و انبیاء اسد علیهم السلام ہمین فرقے باشد که بر حافظ وحی نازل نشود و انبیاء
ہم بلا نوا روحی باشند و اہل علم از درجه نبوت قریب تر باشند پس در صحت معنی این حدیث
ریبی نیست از ہمین جا است که صوفیه کبار این را نقل کنند چنانچه شیخ محی الدین بن عربی
قدس سره در باب چاردہم از فتوحات مکیه می فرماید وقد ورد الخبر عن النبی صلی الله
علیه وسلم علماء هذه الامة کانبیاء بنی اسرائیل یعنی فی المنزلة التی اشرنا الیها
فان انبیاء بنی اسرائیل کانت تحفظ علیهم شرائع رسلهم وتقوم بها فیهم
وکذلک علماء هذه الامة وائمتها یحفظون علیها احکام رسولها صلی الله
علیه وسلم کعلماء الصحابة ومن نزل عنهم من التابعین کالثوری وابن عیینه
وابن سیرین والحسن ومالک وابن ابی رباح وابی حنیفة ومن نزل عنهم

سلہ المقاصد الحسنة فی کثیر من الاحادیث المشهورة علی الالسنة للشیخ ابی الخیر السخاوی المتوفی سنة ۹۰۲ ۔ سلہ گفته شیخ
من حافظ ابن حجر و ذہبی و زرکشی این را اصلی نیست بعضے گفته اند که در کتابی معتبر نیست و گذشت در حدیث اکرموا حمله
ما اکثر بسه حد به نبوت اند مگر آنکه بر ایشان وحی نازل نمی شود وابی نعیم در فضل عالم رسالت ابن عباس مرفوعا روایت کرده
که قریب تر از مردمان به درجه نبوت اہل علم و جهاد بوده اند ۱۲ سلہ از رسول الله صلی الله علیه وسلم مروی است که علمای این امت
مثل انبیاء بنی اسرائیل اند یعنی در مرتبه که بآن اشاره کردیم انبیاء بنی اسرائیل شرائع پیغمبران خود را محفوظ می داشتند و دین
ایشان قایم بود ہمین کیفیت علماء این امت است که احکام رسول الله صلی الله علیه وسلم را حافظ بوده اند مثل علما و صحابه و کسانی
که بعد صحابه اند از تابعین مثل ثوری و ابن عیینه و ابن سیرین و حسن و مالک و ابن ابی رباح و ابی حنیفه و آنچه بعد ایشان اند

كالشافعي وابن حنبل ومن جرى مجرى هولاء الى ما لا حرج في حفظ الاحكام اما خاصا
پس از تقریر بالا ظاهر شد که درینجا از ضرار صرف در ظاهر ارتکاب بطلان ظاهر تسیف فعلے
للمعترض الاثبات قال و رسی شیخ نورالحق میگفت که یکبار گرد ایشان قول شهود الولایة افضل من النبوة مذکور
شد فرمودند هرچند توجیهات و تاویلات راست و درست دارد اما موهم خلاف حق است گفت تا بهم
این تناقض هست تناقض نیست در کلام ایشان بسیار هست بالجمله در عقاید اهل سنت و جماعت مقرر شده است
هم چه نبی نرسیده اقول در تسلیم این نقل بازین وجه تامل را واقع است که در مقدمه آنچه مسلک
حضرت مجدد رحمة الله علیه مذکور شده ازان ظاهر است که این کلام از سکریات است و فی نفسه
صحیح نیست و اگر تسلیم کنم پس تناقض را تسلیم نمی کنم زیرا که بعض تاویلات که در مقدمه مذکور
شد ازان سخن راست و درست می نماید اگرچه موهم خلاف حق است این چه تناقض است در
کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه تناقض واقع نیست و اگر تناقض بلحاظ مقامات متبادر گردد ان
فی نفسه تناقض نخواهد بود قال و قولکم در حدیث آمده که بنده چون به نماز داخل میشود و
حجابیکه درمیان بنده و خدا است مرتفع می گرداند لهذا صلوة معراج مومن آمده و حظ وافر
ازان نصیب منتهی واصل گشت چه رفع حجاب مخصوص به واصل منتهی است پس ارتفاع حیلولت
و توسط ثابت گشت انتهی این خود صحیح است ولیکن اینها نمی بینند که در تشهد که آخر وقت
اداے نماز است و وقت اکملیت و اتمیت شهود است می گوید السلام علیک ایها النبی
و بعد از وصول باتم و اکمل مستغنی و فارغ نه نشیند از توسط به جمال و کمال آنحضرت و نیاز و
تسلیم و توجه بدرگاه وے پس هنوز توسط و توسل مرتفع نگردیده است و این حجاب که در وقت
نماز مرتفع میشود حجابها است که بنده بدان از مقام قرب و حضور دور افتد نه حیلولت و توسط
حقیقت محمدی که وے باخدا است دائم اقول الحمد لله که حضرت معترض اعتراف این معنی
نمودند که در نماز حجاب مرتفع می گردد درین هیچ شبهه نیست که مصلی کامل در وقت اداے نماز
گویا از دنیا که از دولت قربت قلیل النصیب است اگر نصیب حامد قرب ظلی دارد می براید و بعالم قدس

که موطن قرب اصلی است می پیوندد و دولتی که بآن نشار مربوط است مناسبت آن فرامی گیرد
و متعطشان بوادی حیرت و فراق درین نشار از سرچشمهٔ زلال نماز مانوس سیراب اند و متولیان
بیبای کبریائی و جلال امروز در سراپردهٔ محمل عروسی او مدهوش بوی وصال رسول الله صلی الله علیه
وسلم فرموده است اذا اقام العبدُ فی الصّلوة فتحت لہ ابوابُ الجنانِ وکشفتِ
الحجبُ بینہٗ وبین ربّہٖ واستقبلتہ الحورُ العینُ مالم یتمخط پس حجب و استار که میان
عبد و معبود است مرتفع گردد و جلوهٔ قرب پیدا آید و تشهد حکایت معراجیه است در صلوة که معراج
مومن است این را جواب نباید گفت ظاهر است که اول بنده بمقام قرب رسید و ثنا گفت لسلطان حقیقی
بکلمه التحیات لله الی آخره والتفات بقربان درگاه کرده گفت السلام علیک ایها النبی این مقام گویا
مقام ثم دنا فتدلی است بنده ازین مقام ترقی کرده بکلمه السلام علینا الخ طلب اجازت عرض حال
کرده میگوید اشهد ان لا اله یعنی نیست موجود و فاعل و معبود الا الله یعنی بجز ذات تو
اشهد ان محمدا عبده ورسوله یعنی محمد صلی الله علیه وسلم که بندهٔ تو و رسول و فرستادهٔ تست
و وسیلهٔ ماست که بنده نوازی کرده فرستادهٔ از برای هدایت ما بندگان بی راه و دور از قرب
داد حق خدمت بجای آورده ما بندگان دور مانده را بتو رسانید و او را با ما حق است و ادای حق گذاری
او هم بر ما است که چرا که بنده مالک چیزی نیست گویا گفت اللهم صل علی محمد الی آخره و این مرتبه گویا
مثل مقام قاب قوسین است و اگر این معنی بذوق معلوم نیست بالفاظ رجوع بکنید که بچه معنی موضوع
اند و اسرار وضع چیست شیخ معترض در رساله تحصیل البرکات بعض اقوال منافی توسط نگاشته چنانچه
می نگارد که چون ورود این کلمه در اصل یعنی در شب معراج بصیغه خطاب بود دیگر تغیرش نداد هم
و بعد وفات سرور عالم صلعم صحابه می گفتند السلام علی النبی نه به لفظ خطاب انتهی و ظاهر است
که این تقریر منافی این مقام است آنچه گفته شد که توسط و توسل مرتفع نگشت این چه اعتراض است
چرا گفته نشود که تشریع نماز به توسط سرور انبیا است علیه الصلوة والسلام توسط را معنی که سال گفته این نتیجه پیدا کرد
اگر صحیح نیست کجا حیلولت حقیقت محمدی بالخصوص دایم است چرا توسط را داخل حجاب بکنند چنانکه عینک که این حجاب

نیست و متوسط است وچرا حقیقت محمدیہ را حقیقت الحقایق نہ گویند فافہم و تذکر قال انکہ نوشتہ اندکہ رویت اخروی بے توسط و حیلولت احدی خواہد بود بے موقع است زیراکہ سخن در رویت و شہود دنیاویست واین بے پردہ نمی باشد لااقل پردۂ صفات درمیان است و حقیقت رویت اخروی نیز بے پردہ صفات نخواہد بود و صفات حق منفک از ذات نیست و بنابر عرف است دیدن ذات را با صفات درعرف دیدن ذات میگویند کسیکہ زید رامی بیند با چندین صفات از طول و عرض و لون و شکل و غیر آن میگویند زید را دید و ہیچ کس نگفتہ است کہ در آخرت ذات بحت مجرد از صفات را خواہند دید پس اگر روح محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ با ذات حکم صفات وارد نیز باشد چہ مانع است اقول برین کلام نقض تفصیلی وارد می شود صفات امر معنوی است کہ قایم بذات است پس چگونہ حایل ذات باشد در رویت بصری آری در رویت قلبی جایز است چراکہ بدون صفات ذات مطلق در تعقل نمی آید ؎

فہم سخن تا نہ کند مستمع	قوت طبع از متکلم مجوے

و آثار صفات کہ ظہور او در خارج ذات است و خارج از مراتب صفات است می تواند کہ حایل رویت بصری شود و در آخرت این حایل نباشد تا مزیت لازم آید و فرق شود و آن جماعتے کہ بہ احاطہ ذاتی بے کیفی قایل اند گویا رویت بصری در پردہ را در دنیا قایل اند چنانکہ شیخ عبداللہ بلبانی قدس اللہ سرہ گفتہ ؎

تا حق بدو چشم سر نہ بینم ہر دم	از پاے طلب می نہ نشینم ہر دم
گویند خدا بچشم سر نتوان دید	آن ایشانند من چنینم ہر دم

و بر تقدیر تسلیم می گوییم کہ کلام در ضرورت و عدم ضرورت توسط است عام ازینکہ دنیاوی باشد یا اخروی و ہرگاہ دیدن ذات را با صفات در عرف دیدن ذات گویند و بر توسط صفات نظر نمی اندازد و صفات را توسط نمی گویند پس اگر رویت اخروی را کہ متجلی بصفات باشد بی توسط ملتوں گویند ایشان را ہیچگونہ محذور لازم نیاید و در کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ این معنی مذکور نیست کہ

در آخرت ذات بحت مجرد از صفات را نخواهند دید این معنی مبنی بر فهم معترض است آندین صورت
اگر روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ با ذات حکم صفات دارد نیز باشد هیچ مانع نیست بلکہ اگر عبارتیکہ
پیش این حضرت معترض از حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نقل فرموده اند بنور لاحظہ فرموده شود از ان واضح شد نیست کہ
همین مدعاست فرق این است کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ روح محمدی را حجاب میگویند و حضرت معترض
بحجاب و پرده تعبیر میکنند پس آنچہ رعایت اداب در کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ بوده است بوی
از ان از کلام معترض ایشان نمیرسد قال قولکم این معرفت از خواص معارف لدنیہ این فقیر است
کہ حق سبحانہ وتعالی بمحض فضل وکرم آن را عطا نموده بتحقیقت آن متحقق ساختہ است و این معرفت
مشارکت با آنچہ گفتند کہ عدم توسط موجب کمال است و توسط موجب نقصان کہ آنجا شهود بے پرده
است و اینجا در پرده و این کمال تابع است و گفتہ اند کمال و شوکت و عظمت مخدوم متبوع است کہ
تابع و خادم او بجای رسیده کہ او آنجا رسیده است و بتبعیت او شریک دولت او شده بمحل
این چہ تمثیل و توهم است و سرور و ابتهاج است و در لوازم این سخن نمی نگرند کہ چہا است استخفاف
رسول خدا است از میان و دعوی مساوات بلکہ ترجیح اولیا بر انبیا علی نبینا وعلیهم السلام
چنانچہ تقریر آن گذشت حاجت بہ تکرار نیست اما همین یک سخن باز تکرار کرده میشود کہ واسطہ
کرا میگویند و کرا میخواهند محمد رسول اللہ را میخواهند کہ محبوب رب العالمین و مقصود دنیا
و دین است و آنحضرت را پرده میگویند و حجاب نام می نهند زهے سعادت آن عارف و کمال
آن مشاهدہ کہ حق را در مرات محمدی مشاهدہ کند جانها فدای عشق این پرده باد سبحان اللہ این
نقصان است کدام کمال بالاتر ازین باشد کہ جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم و کمال حق هر دو
مشهود شود و منظور گردد محمد صلی اللہ علیہ وسلم را حق برای آن آفریده است کہ در آئینہ جمال
و کمال وے قدس ذات را مشاهدہ کنند و در خلوت خانہ حقیقت وی در آمده با ذات و صفات
حق مواصلت نمایند کہ هرچہ هست در آنجا هست کما قال بعض العارفین لا یتجلی اشیئة اللہ
لقلب کمن مرآة بشر محمد الشی لطلوع … ہر پرده ہائے کہ دور باید کرد پرده ہائے ظلمانی و روحانی و انفسی

وافاقی است که حجاب مقصود پرده مشهود شوند نه آنکه ذات محمد صلی الله علیه وسلم را پرده گویند وا
میان ساقط گردانند و چیزها گویند که نباید گفت این تنبیه انشاء الله تعالی در روز حشر شخص گردد
بلکه در عالم برزخ نزد آنحضرت مذکور شود اگر من پیش از شما از عالم رفتم اول شکایتیکه از شما پیش
آنحضرت کنم این خواهد بود و اگر شما رفتید نخست گرفت و گیر که بر شما شود این خواهد بود والله علم و
اگر درین دنیا بوقایع و معاملات هم مطلع شوید نیز دور این است **اقول** این معرفت را خصوص
امرے داشتن قصور است بجا احاطی تحقیقات را مرجع قرار نهند چه این همه از افادات حضرت
مجدد است علیه الرحمه که هیچ یکے بآن پے نبرده وانچه در باب کمال و شوکت و عظمت مخدوم متبوع
فرموده شد که تابع او در هیچ مقامے از وے تخلف نه کند و به تبعیت او شریک دولت همگنان او گرد
از غبار محذور پاک و صاف است حاصل ازینکه فی ذاته باشد یا بلوازمه این را اسقاط رسول خدا
صلی الله علیه وسلم با دعوی مساوات اندیشیدن خیال غلط است ساعتے عینک انصاف بر
دیده حق بین نهاده ملاحظه فرمائید که هرگاه تابع به تبعیت مخدوم متبوع بجاے رسیده است
پس این اثبات مخدومیت و متبوعیت انحطاط مرتبه تابع را مقتضی است نه اسقاط و مساوات
را محو حیرتم که بار بار از ذکر الزامے که پادر هوا دارد چه سود یا اعادهٔ این چنین الزام بے
سروپا ملام ازینکه هزار بار باشد غبارے بر دامن می نشیند حاشا و کلا بلکه قال مردمان این
را محمول بر نفسانیت می کنند چه اگر خطا است یکبار دو بار نه از اول تا آخر یک خطا این قدر
استبعاد و اصرار ضرورت چیست که آنحضرت را پرده و حجاب نام نهند چرا موجب انجلا و انکشاف
نه دانند و حقیقة الحقایق نه گویند زهے سعادت آن عارف و کمال آن مشاهد که حق را در مرآت
محمدی مشاهده کنند نه آنکه پرده و حجاب انگارند و میان این و آن فرق زمین و آسمان است
چه در صورت اول جمال محمد و کمال حق هر دو مشهود شود و منظور گردد محمد صلی الله علیه وسلم
را حق برای آن آفریده است که در آئینه جمال و کمال وی قدس کمالات را مشاهده کنند و در
خلوت خانه حقیقت وی در آمده با ذات و صفات حق بے حیلت تماشا نمایند که هرچه هست در انجا

نامه ای از انجا

هست قال بعض العارفین لا یتجلی شعشعة الله بقلب الیقین مراقبه و هو النور المطلق
در صورت ثانی واسطه و پرده حجاب است که در جذب و محبت برافتند و معامله عیانا مشاهها افتد و
درین صورت اول عجب بے کیفے پیدا کند و الله علی کل شیء قدیر
پس ذات محمد را پرده گفتن مستلزم استقامت در هیچ صورد و هر که چشم بینا دارد
این قصه پیش وے از مرئیات تشخیص وے را بروز جز احول ساختن طالبین تحقیق را
تا این همت چشم بر راه انتظار داشتن ست چون در تحقیق مراحل تصوف
راه استدلال بربسته اند و بنائے وے بر ریاضت و مجاهده نهاده اند
پس چرا در مجاهده کمر همت بر نه بندند و بنگرند که در هر دو صورت چه فرق است الحمد لله
که در عالم دنیا حضرت معترض مبشر شدند و غشاوه بشری از دل انوار منزل حضرت ایشان زایل
گردید اگر چنین اتفاق نمی افتاد در عالم برزخ ذات حقیقة الحقایق را صلی الله علیه وسلم مظهر انوار
سبحانی ملاحظه نموده اعتراف بقول حضرت مجدد رحمة الله علیه می نمودند نوبت به شکایت نمی رسید
و آنچه امر حق راستی گرفت دگیر بصورت دیده شد بجوابش همین قدر کافی است ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی		جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

سهو بغایت ادب عرض پردازم که حضرت معترض در رساله تحصیل التعرف تحریر می فرماید
کسانیکه بعض علما کتب در رد اصحاب صوفیه صافیه تصنیف فرموده اند تا سالکان را از راه غلط
و مواضع اهتمام ما تنبه ایشان در ورطه بدعت و غفلت نه افتند ازین کتب هیچ یکے مستفید
نمی تواند شد تا آنکه جامع سه شرایط نه باشد اول آنکه معترض عالم محقق متورع مجتهد باشد
تا در صورت خطا مثاب باشد دوم آنکه تاویل قول قایل بر خود لازم گیرد و بر محلے حمل
کند که اعتراض و انکار را بوے بار نباشد او یقول انما صدر هذا القول والفعل عن غلبة
حال او طغیان سکر و للمغلوب لا ضبط و لا اختیار له یا گوید که درینجا غلطی و خطا واقع شده
و لیس مجال الاکابر معصومهم یا گفته شود که قایل ازین مسئله واقف نبوده است

ولیس العلم بالکل من شرط الولایة یا او را زلتے در علم و عمل حاصل شد بعدم العصمة و خلیط نقدیر الله
شیوم بلکه نظر او در خویش مقصور دارد و نقص خود را متهم سازد و از توبه و استغفار بید او آتش بپردازد و آن را از
ناواقفین فن تصوف بیان نه نماید لانه اذا سمع ما یشعر بعیوب الاکابر انحل عقدة
اعتقاده و تشوش علیه اعتقاده الذی ربما کان سبب نجاسته
حضرت معترض امرے دیگر بران افزوده که آن امر چهارم است یعنی آن را ذریعه فضل خویش
نگرداند و برائے اظهار علم خویش آن را در مجالس و مجمع مردمان بیان نکند و اگر احیانا بسبب غرض
صحیح ضرورت ذکر باشد پس صرف قول نقل کند و نام قایل درمیان نه آرد تا منجر بسوے تحقیر
و تهوین نگردد اذ ستر زلل الائمة والاکابر واجب فلا یهتک سترهم چون صیانت
دین واجب است مخالفت ازان نه ورزد لاکن بداند که رعایة الانصاف و عدم التجاوز
عن طریق الحق لازم فلا یتعصب و لا یکابر و لا یخیر فی دیانة یعجبها هوے
فلا یتکلم بالنفسانیة انتهی بمحصله پس اگر ادنے تامل بکار رود ازان
واضح می توان شد که رساله شیخ فا فمشروط بوده است زیرا که حضرت شیخ مجتهد نبوده است
و بالقصد مطالب اصلیه را گذاشته به مطالبش که سیاق بلکه تصریح حضرت مجدد رحمه الله مخالف
آن است محمول می سازد تا اعتراض بر وارد کرده شود و بر غلبه حال و سکر محمول می کند تا آنکه
عذر حضرت مجدد رحمة الله علیه درین باب به قضایاے شعریه لایق قبول ندارد پس کے اورا
محمول بر تعقیلات نفس توان کرد بلکه این را که نقل باید تصور دید و تحقیر و تهوین خود پیدا
است پس لامحاله محمول بر تعصب و مکابره و هواے نفس خواهد بود والله اعلم قال می
بینم که همه زبان حال و قال بتوسل و گدا گری و استمداد و استفاده ازان جناب کشاده و عجز و بندگی
و نیاز و شکستگی و سگی و غلامی می نمایند بر روے ایشان نمیدانیم که کدام در معرفت کشاده
اندو روی حقیقت نموده که این چنین سخنان بوجود آمده و سر بر زده است حیرت است
ظاهر است که شاد غا خورده اید نمیدانم که از دست که خورده اید والله اعلم والعاقبة بالکرام

اقول معاف فرمایند حضرت مجدد رحمة الله علیه را می بینیم که همه بزبان حال و قال توسل و گدائی
واستمداد و استفاده ازان جناب کشاده که بندگی و نیاز و شکستگی و سگی و غلامی می نمایند
بر روی معترض نمیدانم که کدام در معرفت کشاده اند و روی حقیقت نموده که این چنین سخنان
بوجود آمده سر برزده است حیرت است ظاهر آنست که شما دغا خورده اید نمیدانم که از دست که خورده

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَالْعَاقِبَةُ بِالْخَیْرِ

درحضور غیر با من این همه دشنام چیست	ای بقربان تو من این لطف بے هنگام چیست

قال — سبحان مجدد و ما طریق صواب است که قطع نظر ازین تفصیلات و تحقیقات معارف که مذکور
است نموده بے تردد و تفصیل گویند که همه فیوض و فتوح در اول و آخر ظاهر و باطن قبل الوصول
و بعده مریدان را و مرادان را و محبان را و محبوبان را همه بتبعیت و طفیل و توسل آنحضرت است
و دیگر سخن نیست زیاده چه گوید اقول جناب را مکتوبات شریف بغور ملاحظه فرموده شود در
مکتوبات شریف چند جا بتصریح باین معنی رفته است که همه فیوض و فتوح در اول و آخر ظاهر و باطن
قبل الوصول و بعده مریدان را و مرادان را و محبان را و محبوبان را همه بتبعیت و طفیل و توسل
آنحضرت صلی الله علیه وسلم حاصل است و اگر کدامی مطلب به تفصیل بیان کرده شد معنا نقص
ندارد قال عجب که این آیه که در شان کافران و مکذبان قرآن وارد شده بَلْ كَذَّبُوا
بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ در شان این فقیران صرف کرده اید و ایشان هم اگر این
آیه را بخوانند وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ چه شود قال قول حضرت مجدد رحمة الله علیه تماس
است که در کلام عرب از متقدمین و متاخرین شایع و ذایع است لطف این است که در این آیت
صرف بیان واقع است و لفظے نسبت کزان هتک شان شان گردد و عجب که حضرت شیخ از طرف
ایشان وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ برخوانند این معنی از دا ب شیخ بنهایت بعید است

هر دم آنکه دگی غیر سبب را چه علاج	مانند شیم ز لطف تو غضب را چه علاج

حضرت خواجه محمد پارسا رحمة الله علیه در تحقیقات در ذیل آیه اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ

[illegible]

واضلّه الله علی علم می فرماید وما دام فی السالک شائبة من تطلّع الی الغیر فبقدر ذلک التطلع الیسیر ینقطع عن تطلّعه الی محبوبه وینقطع عن وصله وقربه فان عرف بالیقین ان الّذی اتخذه الها هو فانٍ وهالکٌ رجع من ضلال الالتفات الیه الی هدی الاعراض عنه والاقبال بکلیة علی من جعله الٰها حقیقیا ومحبوبا اصلیا فاذا عرف هذا وافنی ذلک القدر الیسیر من بقایا کثرة نفسه بحیث یظهر وحدة قلبه ویتجلی فیه حضرة محبوبه فیجمع وحدة توحیدا علی البصیرة وانتفی عنه اثر اثبات الغیر وفی نظره شهود الکثرة فیظهر ولکن مع ذلک اذا رجع بحکم ضرورة النشاة الی نفسه وحسه وعقله فزال عنه ظهور الواحد فظهر له شهود الغیر بحیث یزعم ویدعی ان هذا الغیر ثابت فلم یثبت السالک فی مقام التوحید مالم یمح اثبات للغیر ودعواه ایاه کاهٍ حضرت مخدوم را اطلاع برین معنی می بود درین محل تلاوت این آیه با خلاف مقصود خود می دانست سله

با صد کرشمه آن بت بد مست می رود	خود می کند خرام و خود از دست میرود

والسلام علی من اتبع الهدی قال در نوشته اند که کشف صحیح و الهام صریح به یقین پیوسته است که هیچ دقیقه از دقایق این راه و هیچ معرفتے از معارف این قوم بی واسطه و بی متابعت او صلی الله علیه وسلم میسر نیست و منتهی را در رنگ مبتدی فیوض و برکات این راه بی تبعیت وی بطفیلی حاصل نشود انتهی این امری مجمع علیه است در دین احتیاج بکشف و الهام چه دارد چه کمالات دین و صفات مسلمانی همه موقوف برین است و گویا تحصیل ح

سله تا آنکه سالک را ادنی وقوفی بسوی غیر باشد بقدر آن از وقوف محبوب حقیقی باز باید از وصل و قرب وی محروم ماند پس هرگاه بیقین دانست که آمری را که او اله قرار داده است فانی است هالک است بشتابد از گمراهی التفات وی رجوع خواهد کرد و بسوی اله حقیقی و محبوب اصلی متوجه خواهد شد پس چون این معرفت حاصل گردید آن قدر قلیل المقدار نیست گردید و بجز اله حقیقی در دلش نماند پس توحید حقیقی متمکن گشت و اثبات غیر زائل گردید و شهود کثرت در نظر وے باشد لیکن هرگاه بسوی نفس حس و عقل خود رجوع آورد پس ظهور واحد نماند و غیر در نظر باقی است پس سالک در مقام توحید ثابت نماند تا آنکه اثبات غیر و دعوی وے باقی ماند ۱۲

دقایق و معارف ابجهت ان است که سخن درو است بلکه مقصود از بیان آن است که هرکه این دقایق و معارف بیان میکند و مخصوص بشرح و بیان آن است به یقین باید دانست که بکمال متابعت موصوف است و زبان رد و اعتراض از وے قاصر است چنانکه در اول مکتوب افاده نموده اند بعد ازان زبان چندان بمدح و ثناے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و احتیاج کلی بتوسط و توسل وے صلی اللہ علیہ وسلم کشاده اند که جان را سیراب و دل را شاداب میگرداند و دفع تمام توهمات و سوء ظن میکند اما باوجود این رفع وسایط و استثناء آن از میان دقایق و معارف و کلمات دیگر ناظر در سوء ادب و گستاخی چیست **اقول** اگر کدامی امر مجمع علیه از کشف و الهام هم دریافته شود دران مضایقه نیست و این معنی که منتهی برنگ مبتدی است امر سیست محتاج بکشف و الهام واضح باد که مراتب علم باهم اختلافها دارد اگر سوره اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ و آخر اذا وقعت تلاوت نموده شود این معنی ظاهر خواهد شد در حدیث است لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ **نقل** است که روزے علامه تفتازانی از حضرت خواجه نقشبند پرسیدند که عقیده شما مردم چیست ایشان فرمودند که عقیده اهل السنة والجماعة علامه گفتند که اگر همچنین است خود را ممتاز ساختن چیست ایشان فرمودند که تا امور ظنی به یقین برسد اگر قائلی گوید که امور دینی همه وحی است ظن چه احتمال دارد میگوییم که حضرت ابراهیم در جواب اَوَلَمْ تُؤْمِنْ گفتند بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ و حواریین گفتند در جواب حضرت عیسیٰ وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا بر ناظرین مکتوبات شریف مخفی نیست که مکتوبات شریف از ذکر احتیاج کلی به توسط و توسل وے صلے اللہ علیہ وسلم مالامال است برین یک مقام حصر نیست

من نه باختیار خود میروم از قفاے او	آن مه و کمند عنبرین مے بردم کشان کشان

ازهمین جا است که طریقه نقشبندیه مجددیه در اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ممتاز است و میان اقران سرافراز متبعین شریعت گرامی این سلسله اند و متوسلین طریقت از کجا این طریقه

لیلے و موی مشک بو ہر کس کہ دیدش مو بمو　　دانندکہ زنجیر از چہ رو در گردن مجنون بود

الحمد للہ کہ حضرت معترض را ہم رفع تمامی توہمات و سوء ظن گردیدہ لبیرابی جان و شادابی دل رسانیدہ درین مقام ہمین قدر برائے شکریہ حضرت معترض کافی دانم ؎

ادای حق محبت عنایتے است ز دوست　　وگرنہ عاشق مسکین بہیچ خرسند است

جزاہ اللہ عنا و عن سائر المجددین خیر الجزاء بجرمۃ نبیہ سید الانبیاء معہذا آنچہ شکایت رفع وسایط و استشنار آن از میان حقایق و معارف و کلمات دیگر کہ ناظر در سوء ادب و گستاخی است نمودہ شد محل التعجب است چہ این معنی خود تناقض است ؎

دوست بہ تیغم می زد و می گفت پنہان زیر لب　　این سزای آنکہ اظہار محبت میکند

و پیش ازین مرۃ بعد اولے و کرۃ بعد اخرے کیفیتش معروض داشتہ ام و صد بار بعبارات مختلفہ برنگاشتہ ام اگر حضرت معترض پے بحقیقت کلام می بردند و مسلک بدامن تصوف زدہ از مقالات عقلی و توجیہات دور از کار ے گذشتند این توہم را گنجایشے نمے ماند ؎

دل اندر زلف لیلی بند کار از عقل مجنون کن　　کہ عاشق را زیان دارد مقالات خردمندی

لاکن چون خیال میکنم کہ آخر الامر غشاوت بشری زائل شد ہیچگونہ شکایت را موقعی نمے یابم زیادہ ازین چہ عرض داشتہ شود

من ہیچم و کم ز ہیچ ہم بسیارے　　وز ہیچ و کم از ہیچ نیاید کارے

قال مقرر است کہ ارباب صحو مفضل اند برارباب سکر و ارباب سکر محکوم وقت اند و حال حاکم است برایشان و ایشان را ابن الوقت گویند و از تنگنای نفس و احوال برنیامدہ و ایشان را با اصحاب صحو کہ ازین مضایق برامدہ و حاکم و غالب شدہ اند بر وقت و ایشان را ابو الوقت گویند چہ نسبت **قال** :- اولا تعریف سکر و صحو در میزان عقل سنجیدنی است پس از ان اختلافیکہ درین مسئلک واقع است شنیدنی شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ در عوارف المعارف می طرازد والسکر استیلاء سلطان الحال

[illegible]

والصحو العود الی ترتیب الافعال وتهذیب الاقوال برین تعریف تقریر مذکور راست می آید شیخ محی الدین بن عربی در فتوحات مے طرازد وهو علم الاحوال واهل الا یکون الا لمن قام الطرب والالتذاذ پس صاحب فتوحات برای سکر سه مرتبه قرار داده سکر طبعی وسکر عقلی وسکر الٰہی چنانچہ میفرماید فالسکر الطبعی سکر المؤمنین وسکر العقلی سکر العارفین وبقی سکر الکمال من رجال الله وهو السکر الالٰهی قال فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم زدنی فیک تحیرا والسکران حیران فالسکر الالٰهی ابتهاج وسرور بالکمال وقد وقع فی التجلی الصوری وسکر فی ذلک سکر بهیج کما قال بعضهم سه واسکر القوم دور کاس + وکان سکری من المدیر

ازین تقریر آشکارا شد که تفضیل ارباب صحو بر ارباب سکر مطلقا قابل تسلیم نیست تمامی ارباب سکر محکوم وقت نه باشند وحال حاکم بر ایشان نباشد چه سکر الٰہی این چنین نباشد قال پس آنانچه از بعضی اقطاب که قدوه ارباب صحو وتمکین اند مفاخرتے ودعاوی ہا وتفضیلے بر مشایخ دیگر واقع شده است بامر الٰہی است نه بغلبه سکر چنانکه حضرت غوث الثقلین امام الطریقین شیخ عبد القادر جیلانی فرموده اند قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله وبزرگے دیگر فرموده است من تحت خضراء السماء مثلی واشال آن بامر الٰہی است که در باطن اولیاء الله میباشد نه صادر بغلبه سکر وطغیان حال وسکر حیرت وبے تمیزیست واشارت بهمانست آنست که در بعضے احوال ومقامات حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم قدم ایشان را

فصل در بیان آنکه …

---

۵۱ سکر علم احوال است از ہمین جاست که سکر نے شود مگر کسے را که حرکت وشوق وا لتذاذ داشته باشد ۱۲ ۵۲ سکر طبعی سکر مومنین است وسکر عقلی سکر عارفین وسکر کمال سکر الٰہی است رسول الله صلی الله علیه وسلم فرموده که الٰہی در تو بیفزا حیرت مرا وسکران سرگشته می باشد سکر الٰہی خوشی است بکمال بر کسیکه تجلی باری تعالیٰ بر تو سے افگند سکر ظاهری نے شود این سکر حق است چنانچه گوینده که قوم را دور شراب سکر آورد وسکر من از ساقی است ۱۲

۵۳ کمست دریا ساقی مثل من ۱۲

برا قدام محو نهاده فرموده اند که این قدم تو قدم من است پس گفت حضرت شیخ قَدَمِی هٰذِهٖ
علی رقبة کل ولی الله پس آن حضرت امتثال امر الهی که به تحدیث نعمت واقع شده است

قول الحمد لله که تحدیث نعمت امتثال امر الهی قرار داده شده ۵

درین دیار ازان زنده ام که گاه گاهے	نسیم عاطفتے زان دیار مے آید

اکنون شنیدنی است که آنچه از حضرت غوث اعظم رضی الله عنه قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله منقول است دران سه مسلک است مسلک اول در حالت صحو فرموده بامتثال امر الهی تحدیثا بنعمة الله مسلک دوم در حالت سکر فرموده همین است مسلک حضرت شیخ شهاب الدین سهروردی علیه الرحمه چنانکه بیاید انشاء الله تعالے مسلک سوم در حالت سکر بامتثال امر الهی فرموده این است متمسک امام یافعی رحمة الله علیه قال اگر گویند پس چیست تفاوت واختلاف احوال مشائخ واولیا از ارباب صحو وتمکین از صحابه وغیرهم رضوان الله علیهم اجمعین که بعضے گفته وبعض نگفته اند گوییم ایشان تکلم نمی کنند مگر باذن خداے عزوجل وامر وی جل وعلی پس هر که امر کرده شد گفت وهر که امر کرده نشد نگفت چنانکه آمده است که یکے از مشائخ وقت پرسیده شد که آیا شیخ عبد القادر این کلمه را بامر گفت گفتند نعم بامر گفت بی کیفیت وگفتند این لسان قطبیت است واز اقطاب در هر زمانے کسے هست که امر کرده میشود بسکوت وگنجایش ندارد در اگر سکوت وبعضے امر کرده می شوند بقول پس گنجایش ندارد ایشان را غیر قول این اکمل است در مقام قطبیت زیرا که این لسان شفاعت است وشیخ صاحب عوارف رحمة الله علیه بمقتضای قیاس عقل ومبلغ علم خود این سخن را وامثال این سخن را بر شطح سکر وغلبه حال واستغراق النفس حمل کرده وحمل کلام شیخ بر قصد محدث این قول وعدم قصور ران چنانکه شما براے مصلحت وقت که درین مکتوب بترجیح وتفصیل سکر واقع شده است حمل کرده اید بران ظاهر عبارت شیخ سیاقا وسباقا مخالف است وهم شیخ در سیحا این چنین رفته چه توان گفت وقول وے درین باب مخالف اقوال کبار مشائخ آن وقت مثل شیخ ابومدین وشیخ ابوالنجیب سهروردی که پیر شیخ شهاب الدین سهروردی است واقع شده

است و دیگر مشائخ عظام که عدد ایشان موجب اطناب است چنانکه در بہجۃ الاسرار که کتاب
معتبر است[۱] و ذکر آن است در کتب قوم در طبقات ذہبی[۹] که از مشاہیر علماء محدثین است و
شیخ محمد جزری که قدوہ علمائے متاخرین است وغیر آن مذکور است مصنف آن بدو واسطہ
بحضرت غوث الثقلین می رسد و در کتب دیگر مثل روضۃ الناظر فی مناقب الشیخ عبد القادر که
تالیف شیخ مجد الدین فیروزآبادی صاحب قاموس است و در کتب امام عبد اللہ یافعی وغیرہ مذکور
است **اقول** شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ مسلک ثانی را اختیار فرمودہ و برین
مسلک صرف حضرت شیخ نرفتہ بلکہ دیگر اکابر نیز ہمین مسلک اختیار فرمودہ اند در عوارف
المعارف میفرماید[۱۱] فقل ان ینفک مرید فی مبادی ظہور سلطان الحال من العجب
حتی لقد نقل عن جمع من الکبار کلمات موذنۃ بالاعجاب وکل ما نقل من
ذلک القبیل من المشائخ لبقایا السکر عندہم وانحصارہم فی مضیق سکر الحال وعدم
الخروج الی فضاء الصحو فی ابتداء امرہم وذلک اذا حدق صاحب البصیرۃ نظرہ
یعلم اللہ من استراق النفس السمع عند نزول الوارد علی القلب و النفس اذا استرقت السمع
عند ظہور الوارد علی القلب ظہرت بصفتہا علی وجہ لا یعفوا علی الوقت وصلافۃ الحال فیکون
من ذلک کلمات موذنۃ بالعجب کقول بعضہم من تحت خضراء السماء مثلی وقال بعضہم قدمی

---

[۹] ابو عبد اللہ ترکمانی معروف بہ ذہبی از حفاظ محدثین بود در سنہ ۶۷۳ ہجری متولد شد و در دمشق روز دوشنبہ سوم ذی قعدہ
سنہ ۷۴۸ ہجری انتقال کردہ [۱۰] قال فی کشف الظنون قال الشیخ عمر بن عبد الوہاب العرضی الحلبی فی ظہر نسخۃ من نسخ البہجۃ ذکر ابن الوردی
فی تاریخہ ان فی البہجۃ امور الا تصح ومبالغات فی شان الشیخ عبد القادر لا تلیق الا بالربوبیۃ انتہی ومثل ہذہ المقالۃ قیل عن الشہاب
ابن حجر العسقلانی و اقول المبالغات التی نسبت الیہ مما لا یجوز علی شانہ وقد تتبعتہا فلم اجد فیہا نقلا الا ولہ متابعون وغالب
ما اوردہ فیہا نقلہ الیافعی فی اسنی المفاخر وفی نشر المحاسن وروض الریاحین وشمس الدین الترکی الحلبی ایضا فی کتاب الاشراف
وعلم شہ نقل عنہ انہ احیی الموتی کاحیائہ الدجاجۃ ولعمری ان ہذہ القصۃ نقلہا تاج الدین السبکی ونقل الیافعی عن ابن الرفاعی وغیرہ ما فی
معنی ہا بل ہو ... فی اسطورۃ ... بلکہ ... تحریکۃ النفس ... اللہ سبحانہ وتعالی ان یخیم ... سبحانہ و

علی رقبة جمیع الاولیاء و ہمین قول حضرت مجدد م استناد کردہ اگر گفتہ شود کہ در حوالہ و استناد عوارف کہ با
نسبت خاص ارشاد جناب محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کردہ شدہ است برین جزم نمودن
باطل است در عوارف نام نامی جناب محبوب سبحانی مذکور نیست و نہ ذکر خاص قول حضرت
و نہ کلام عوارف بر اقوال و احوال حضرت ممدوح نا یا خصوصاً منطبق میتوان شد چہ در عوارف
ذکر مبتدیان اہل سکر و مغلوبین وقت می باشد پس ارشاد منتہیان اہل صحو و تمکین را کہ بامر
ربانی باشد دران داخل نمودن از عقل و دیانت دور است علاوہ بران ہرگاہ شیخ الشیوخ
حضرت شیخ نجیب الدین سہروردی این قول را تسلیم کردند و اطاعت فرمان نمودند و قایل
این معنی شدند کہ این از امر ربانی است پس اگر احیاناً در عوارف این محمول بر سکر می
نمودندے ہرگز قابل ترجیح و تسلیم نمی شد خواہم گفت کہ این قول از سر تا پا مخدوش است
زیرا کہ در عوارف نام نامی قایل بسبب شہرت گذاشتہ شدہ علاوہ بران این قول مختص ست
بحضرت محبوب سبحانی بہ ہیچے کہ از حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ منقول است از کسے دیگر مروی
نیست در بہجۃ الاسرار مروی است از شیخ ابی المفاخر عدی بن شیخ ابی البرکات بن صخر قدس
سرہ کہ خبر داد مرا پدر من کہ پرسیدم از عم خود شیخ عدی بن مسافر اموی قدس سرہ آیا دانستے
ہیچ یکے از مشائخ متقدمین کہ گفتہ باشد قَدَمِی هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ جز شیخ
محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ گفت نمیدانم انتہی و در عبارت عوارف اگرچہ ذکر مبتدیان
است مگر این ہم مذکور است و کل ما نقل من ذلک القبیل من المشائخ ببقایا السکر درین کلیہ
تمامی منقولات مندرج است سوای این در عوارف مذکور است و من اشکل علیہ ذلک
ولم یعلم انہ من استراق النفس السمع فلیزن ذلک بمیزان احوال اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و تواضعہم و اجتنابہم امثال ہذہ الکلمات واستبعادہم
ان یجوز للعبد التظاہر بشیء من ذلک حضرت مجدد کہ استناد
بقول عوارف نمودہ مقصودش ہمین است کہ این کلام از سکر سرزدہ آنچہ بخیال عوام این

معنی مستبعد می نماید آنرا دفع میکند و میفرماید که مرادش قصور این قول نیست کما توهم که
آن عین مخدرت اوست بلکه بیان واقع نموده است یعنی صدور این قسم سخن که مبنی از مباهات
وافتخار است بی بقیه سکر کاین نیست که در صحو خالص بامثال این سخنان تکلم نمودن دشوار
است انتهی امام یافعی در نشر المحاسن می طرازد ان القوم وردوا بحر الیس له ساحل
وکل احد من المنکرین علیهم من ذلک المورد وماحل بما فیه من جواهر المعارف
والاسرار والحکم جاهل وسقوا بکوس الوصل رام المحبة التی لم یشم ریحها
من لم یقض من قتل نفسه نحبه فاخذ ینکر علیهم من لا یعرف تلک الجواهر التی
لا یعرفها الا من هو فی ذلک البحر ماهر وصدرت عنهم الفاظ فی حال السکر
فاخذ ینکرها من لا یعرف القدر وذلک بجهله بالاسرار التی فی تلک المعارف
والزواهر التی فی تلک المعارف وها انا وان کنت جاهلا بذلک او من به واسلک
فی الجواب المذکور سبعة مسالک المسلک الاول الاعتذار عنهم بالسکر ذلک
ان الشطحیات الصادرات عنهم منها ما وقع لما وقع منهم فی حال السکر الغیبة
بواردات الاحوال والسکر لسبب مباح لیسقط التکلف فی الشرع بالشرط
المعروف فی کتب الفقه المسلک الثانی الاعتذار عنهم بصدور ذلک منهم علی سبیل
الحکایة عن الله سبحانه المسلک الثالث الاعتذار عنهم بالامر اعنی ان من الشطح
المذکور ما امروا به فصدر عنهم امتثالا للامر ویکون ذلک الامر تنویها بفضلهم
وبیانا لعلو شانهم وتعریفا للجاهل بکبیر قدرهم وارشادا الی التعلق بهم والتوسل
برفیع جاههم وغیر ذلک من المصالح ومن ذلک ما روی فی کتاب مناقب الشیخ
عبد القادر رضی الله عنه من طرق کثیرة بروایات شهیرة عن جماعة من المشائخ الاکابر
والعلماء الافاضل والاخیار الثقات واشتهر واستفاض حتی فی الجهات البعیدات
فی مجلسه وهو علی الکرسی یتکلم علی الناس قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله

امام یافعی ارادتی که بجناب بزرگان دین عموماً و حضرت غوث انام رضی الله عنهم خصوصاً دارد
از تصنیفاتش همچو خلاصة المفاخر فی انتخاب مناقب الشیخ عبد القادر رضی الله عنه و تاریخ مرآة
الجنان وغیره ظاهر است کلامش نگر لیستنی است که قول قدمی را بحالت سکر و به امتثال الهی
می گوید و حاشا که غبار منقصت بر دامان کلام قدسی نظامش نشیند چه هر امری که اظهارش
به امتثال امر الهی بوده باشد تا مردم علوی شانش دریابند و عظمت جاه وی شناسند و از و
در مهام خویش توسل کنند به استراق نقش نیهار معمول نخواهد بود و بر مردم اتباع آن حکم لازم
خواهد بود و منکران روی خسران و خذلان خواهند دید حضرت قدوه ارباب طریقت سید
آدم بنوری رحمه الله در کتاب[۱] خلاصة المعارف و اسرار العقاید تحریر میفرماید که مرتبه کمال نهایت
اولیا راست که ولایت خاصه است بکمالات غوثیت است و اکملیت درین مرتبه غوثیت
جن و انس است و این نصیب خاصه حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله تعالی عنه است
که غوث الثقلین است و لهذا غوث الاعظم اکمل حقیقی است و خود اهل ولایت انبیاست که فوق
این باشد و اهل این مرتبه را که اهلیت ولایت انبیاست مرتبه امام باشد اگرچه خفی باشد و
داخل دوازده امام نباشد اما در همه اولیا راست تا آن هر دوازده امام این امام باشد در
هر عصری که باشد سر قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله ازینجا توان جست بهر دو معنی
یکی بمعنی کمال غوثیت و دیگر بر نظر ظاهر ولایت خاص الخواص که در ایشان نسبت بهمه اولیا

[۱] کتابی است در تصوف محتوی بر فواید عجیبه و سید آدم بنوری از اعاظم خلفای شیخ احمد مجدد الف ثانی است رحمة الله علیه در
ابتدای طریق از حاجی خضر تعلیم طریقه فرمود و بعد از آن باجازت حاجی خضر بخدمت حضرت مجدد رحمة الله علیه مشرف شده بود
علی سید در اوایل حال بهره از علوم ظاهری نداشت روزی در واقعه دید که از هاتف غیب ندای شنود که ای شیخ آدم قرآن چرا نخواندی
عرض کرد که الهی تو قادری حالا هم تعلیم فرمائی فی الحال دست نورانی پدید آمد و بر سینه وی کشیده وی مس کرد و قرآن حفظ نمود و علوم
ظاهری را تعلیم گرفت و بکمال معنویت شهرت بود و خانقاه وی زیاده از هزار کس طلبا و روز مرتبه می بودند که عن
وقت ایشان از نگاه شیخ آدم بودند و شیخ احمد قرائن سرهند خصوصاً سید هندی بود گویند که در عمر شیخ صد کس اولیا کامل و مکمل

اولین واخرین غیر از اصحاب کرام رضی الله عنهم غالب ظهور آمده بود و لفظ کل ولی الله بدین
معنی فرموده باشد پس در اولیا اهل ولایت خاصه بنظر امامست که بوصول ولایت انبیا
منوط است اگرچه مخفی باشد قدم آنحضرت بر رقبه هر ولی اهل مرتبه عامه وخاصه ولایت مطلق باشد
یعنی توفیق ایشان بران همه دیگران واقع باشد و اولیا اهل کمال باطن مرتبه اخص الخواص
و خاص الخواص ولایت مطلق ازین زیر قدمی بیرون باشند و چون نادر هست که در اولیا
است فردے بولایت انبیا برسد که این مرتبه خاص الخواص از ولایت مطلق است بلکه بولایت
ملأ اعلے هم که این مرتبه اخص از ولایت مطلق است پس حکم مر اکثر راست لاچار کل اولیا هم
توان گفت و رسیدن بعلم و کمالات ولایت انبیا آسان ندانند که بر حالش آنچه پیش ازین
نوشته شده است در کتب و رسایل اکثر اولیائے امت نایاب است و دیگر اکابر قدس
اسرارهم بنظر کل مطلق مخصوص بر زمانه ایشان گفته اند و معلوم این مسکین آن معانی گشتند
که مذکور شد و یک روز پیش تر از روز تسوید این حقیقت قبل ازین بچند سال همین هر دو وجه
که بالا مسطور گشت بخاطر می گزشتند که اندران وقت روح آن حضرت غوث الثقلین حاضر
شد و باین فقیر این عبارت فرمود که فرزندا باین هر دو وجه خود هیچ غلطی نیست بعد ازان
معلوم شد که این کلمه از آنحضرت بے نظر و تفکر بطریق بے قصدی بالقاء ربانی از غیب ظاهر
شده است و حضرت شیخ الشیوخ هم در عوارف فرموده است قدس سره که این کلما از حضرت
شیخ عبدالقادر در سکر بر آمده اے برادر نزد این فقیر بر تقدیر سکر این سکر ممدوح است نه مذموم
ازین جهت که هیچ ترقی خالی از حالت سکر مطلق نمی شود مستی جلی باشد یا خفی و چون آنحضرت
بهمان مراتب خاصه مخصوصه خود مشرف شده اند بقدرت الله سبحانه بی تکلف وبی قصد
بالقاء غیر فرمودند قدمی هذه علے رقبة کل ولی الله حسن شی تعنو ق ظاهر ولایت که بروجه تامه
نصیب خود یافتند و روشن هست که در کلام صوفیه ظهور سکر عبارت ازان حالت است که صاحب
آن حالت نتواند پوشیدن چیزیرا آن چیز پیش ازان حالت لا بد ملازم بوده است پس واضح شد

که حضرات اصحاب کرام و حضرت مهدی و بعضے افراد دیگر هم من حیثیت کمال باطن مرتبه اخص خاص
الخواص ولایت ازین زیر قدمی بیرون باشند و فوق بلکه افوق بوند اگرچه از همه اولیاء
اولین و آخرین غیر اصحاب کرام من حیث جمع آن هر دو وجه مذکوره که کمال ظاهر ولایت خاص
الخواص و کمال غوثیت باشد که منصب اکمل مستوجب بکمال مرتبه خاص الخواص و کمال غوثیت
باشد که منصب اکمل مستوجب بکمال مرتبه خاص ولایت تفوق آنحضرت غوث الثقلین واقع
باشد اما کسانے که من حیث کمال باطن ولایت خاص الخواص برابر ایشان باشند یا بر ایشان
تفوقے داشته باشند اهانت پیدا نمی کنند و آن تفوق مستلزم افضلیت غوث الثقلین بر
ایشان نمی باشد فَافْهَمُوا اَسْرَارَ کَلَامِ الْاَوْلِیَاءِ یَا اِخْوَانِی و اگر این وجه مخصوصه را بگذاریم
و بر حکم علی العموم آئیم عامه اولیاء آنوقت باشند از مبتدی تا منتهی ولایت مطلق چنانچه حضرت
حماد دباس هم که پیر صحبت ایشان بوده اند فرموده اند که این عجمی را قدمیست که در وقت وی
بر گردن همه اولیاے آن وقت خواهد بود و هر آئینه مامور شود تا آن که بگوید قدمی هذه علی
رقبة کل ولی الله همه اولیا گردن نهند و بدانند که لفظ مامور نظر اثبات سکر که حضرت شیخ
الشیوخ علیه الرحمه فرموده است مراد بامر معنی باشد تقدیرا و اراده بامر جلی الهاما و آنکه حضرت
حماد دباس رح گفت که این عجمی را قدمست الخ دلیل بر مرتبه مخصوص ظاهر میکند از مراتب ولایت مطلق
که قدمی گفت بقید حرف یا قدم تکلم کرد و معتبر ساخت یعنی چنانچه اشارت مرتبه بغوثیت تامه
که اکملیت مرتبه خاص است با وجود مرتبه خاص الخواص از ولایت مطلق و نیز از عبارت شیخ حماد
مذکور قید زمانه ایشان بعبارت وقت ایشان هویداست و نیز نقل است که از حضرت شیخ فریدالدین
چشتی قدس الله تعالی سره شخصے پرسید که شیخ عبد القادر جیلی رحمة الله علیه قدمی هذه الخ فرموده
است شما چه میفرمائید فرمودند که اگر من در آنوقت می بودم بر چشم خود میگرفتم پس تابعان
شیخ فریدالدین گفته اند قدس سرهم که این اشارت بتخصیص زمانه ایشانست نه بر کل مطلق
اولیاے آن زمانه و زمانه عبارت از مدت صد سال است و نیز چون مجدد آن زمانه خود ایشان

بودند و در انوقت دیگر هم قرین ایشان واقع نباشد لاچار قدم ایشان برگردن همه اولیاء
آنوقت بود یعنی دران زمانه تفوق ایشان برهمه آن اولیاء واقع باشد واین تفوق مثل
تفوق دیگر است بلکه سخت تفوق است دیگر باید دانست که لازم نیست که در هر مائۃ یکی دیگر
افضل از مجددان مائۃ بنود چنانچه حضرت شیخ ما قدس سره که مجدد این الف ثانی است و مجدد
الف حضرت مهدی افضل واکمل از ایشان وهمه اولیای امت مبعوث شد نیست انشاء الله
تعالی انتهی در حیدرآباد دکن که ما وارد انیم از سنة ۱۳ هجری تا این زمان که سنة ۱۳ هجری است
در قول قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله معرکه آرا درپیش است برخی از فضلاے
سلسلہ قادریہ می فرمایند که حضرت غوث انام رحمة الله علیه این جمله را در حالت صحو فرموده و
درین کلام توقیت نیست و بعضے حضرات از سلسلہ چشتیہ قایل به توقیت بوده اند وسلسلہ
تحریر از طرفین بس دراز است بینیم که آخر الامر کدام مسلک بر کرسی اثبات می نشیند و کدام فریق
روی فتح و نصرت می بیند ازین خیال برہمین تقریر اکتفا ورزیدیم اگر کسے را زیاده تحقیق منظور
نظر بوده باشد رسایل علماے معاصرین ملاحظه فرماید قال و مریدان شما را درین سخنان شما
سه قسم یافتم جمعے میگویند که ما چه دانیم که ایشان چه میگویند و ما را کجا مجال فهم سخنان ایشان
است هرچه گفته اند اعتقاد می کنیم که حق است وجماعه میگویند که اینها از سکر و بے خودی
است و فرقه میگویند که هرچه ایشان میگویند و میکنند همه بامر الہی است و من هم برین ے
باشم اگر براہین قاطعه از کرامات وآیات که از ان بزرگان منقول و مشهور است مشاہده
کنیم و بے انهم بحکم تحسین ظن مجوز و متوقفم الا این حرف که در وی نسبت بسرور کائنات
صلے الله علیه وسلم گستاخی و بے ادبی لازم می آمد این را بی شک منکر میدانم ان الله لا
یامر بالفحشاء والمنکر اقول آنچه در باب مریدان گفته شد کیفیتش این است که مریدے که
هنوز بپایه تکمیل نرسیده بودند و فهم و درک مطلب مکتوبات شریف نمی داشتند بعضے
از ایشان گفته باشند که ما چه دانیم که ایشان چه میگویند و ما را کجا مجال فهم سخنان ایشان است

ف مریدان سه قسم یافتم

هرچه گفته اند اعتقاد میکنم که حق است و برخی از ایشان ظاهر کرده باشند که از سکر و بیخودی است و فرقه که میگویند که انچه ایشان میگویند و میکنند همه بامر الهی است این قول محقق و صواب است و برای تسلیم این دعوی انچه ضرورت براهین قاطعه از کرامات و آیات گفته شد اگر مراد ازان عنایت الهیه است که موجب استقامت بر احوال سنیه و اعمال صالحه باشد پس حضرت شیخ را خود بران اعتراف است و از زبان حضرت باقی بالله قدس سره نیز شنیده اند و اگر مراد از کرامت معنی متعارف است پس کیفیتش از مقدمه باید جست **قال** و بهر تقدیر چنانکه عادت این فقیر است توقف و تسلیم و تجویز در میان داشت که صدور آن ناشی از مقام صحو و تمکین باشد اما شما بزبان شریف خود اعتراف کردید و گفتید که هرکه مثل این قسم سخنان گفته منشا آن سکر است و سکر را ترجیح بر صحو کرده اید و گفته اید که صحو صرف بی مزیج سکر مین قصور است و صحو خالص نصیب عوام است این سخن اختراعی است و خلاف اصطلاح قوم و اجماع مشایخ است که صحو مرتبه ایست که صاحب آن بکمال تمیز و اطلاع بر مراتب و مقامات متصف شده در هیچ جا بسکر که بی تمیزی و بی اطلاعی است از تمامه اشیا ممزوج نگردد و در حقیقت صحو و سکر ضد اند که جمع نمی شوند صحو خالص که آنرا نصیب عوام گفتند کدام است سخن در مقام عارفان و کاملان و اهل الله خصوص میرود و از کلام ایشان معلوم میشود که از بزرگان آنها که صحو ایشان بسکر ممزوج نیست و صحو صرف دارند و باین نوع کلمات تکلم نکرده اند داخل عوام اند این چه سخن است **اقول** انچه حضرت مجدد رحمة الله علیه فرموده اند عین صواب است اعراض ازان بسبب عدم مجاهده است یا عدم اطلاع است بر اقوال صوفیه کرام تا انکه ازین دو امور کامل حاصل نشود در معرکه تصوف قدم نهادن خالی از خطر نیست ؎

	بباغ می روی و همچو بید می لرزم		کماز شگفتن گلها تو هوا نرسد

درین مقام اولا حقیقت سکر و صحو مذکور می شود سکر در عرف صوفیان عبارت است از رفع تمیز میان احکام ظاهر و باطن بسبب اختلاف نور عقل در اشعه نور ذات و بیان این سخن آن است

که اهل وجد دو طایفه اند محبان ذات و منشاء وجد ایشان ذات بود و محبان صفات و منشاء
وجد ایشان عالم صفات در وجد محبان صفات فترات و وقفات بسیار اتفاق افتد بخلاف وجد
محبان ذات بسبب عموم ذات و خصوص صفات و نیز وجدی که از عالم صفات بود آن قوت
ندارد که وجدی که از آثار انوار ذات دارد پس واجد ذات در بدایت وجد بجهت قوت
و غلبه که دارد مغلوب سلطنت حال گردد و عقلش که رابطه تمیز و بصر قلبی است در تواتر اشعه
انوار ذات و غلبه آن متخطف و متطاهر شود و سررشته از دست تصرف و اختیارش مسلوب
گردد چنانکه محل حکم ظاهر که تفرقه است از محل حکم باطن که جمع است باز نشناسد و به افشاء اسرار
ربوبیت که مکنون خزینه عزت اند مبالات نماید و بمثل سبحانی و انا الحق زبان انبساط دراز
کنند و صوفیان این وجد را باعتبار تواتر و قوت غلبه حال خوانند و باعتبار رفع تمیز سکر و
اما صحو عبارت است از معاودت قوت تمیز و رجوع احکام جمع و تفرقه بامحل و مستقر خود و
بیانش آن است که چون وجود سالک در نهایت حال بغلبه انوار ذات فانی و مستهلک شود
حق سبحانه در نشاة ثانیه او را وجودی باقی بخشد که از لمعان انوار ذات متلاشی و مضمحل نگردد
و هر وصفی که از وی فانی شده باشد اعادت کند پس عقل نیز که رابطه تمیز است معاودت
نماید مطهر از لوث حدوث و باقی به بقاء حق تعالی و برزخی گردد میان روح و نفس تا هیچ یک
در عروج از حد خود تجاوز نه نمایند و بر یکدیگر نفی نکنند و حکم جمع را با مستقر خود که عالم روح است
راجع گرداند و حکم تفرقه را با محل خود که عالم نفس است رد کند و ترتیب افعال و تهذیب اقوال
و حفظ آداب و کتم اسرار هر یک دیگر باره باز آمده و بر وجهی که از آفت زوال امین بود چون
معنی سکر و صحو منقش خاطر شریف شد بذکر خدشاتی که بر کلام حضرت عشرمن مستنبط میشود
متوجه میشوم خدشه اول هرگاه کلام صوفیه کرام گاهی از صحو و تمکین و گاهی از سرچشمه سکر سر
بر میزند پس عموما حمل کلام این طایفه بر صحو و تمکین نشاند خدشه دوم صحو صرف بی
مزج سکر را عین قصور گفتن و صحو خالص را نصیب عوام دانستن سخن اختراعی نیست و هم

خلاف اصطلاح قوم واجماع مشایخ بلکہ از ائمہ صوفیہ منقول است شیخ محی الدین بن عربی
رضی اللہ عنہ در فتوحات میفرماید ولما کان الصحو انکشافا فلمرتبت الامور قدمناه في الفضيلة
على السكر ای صاحبه مقبول الحکم لمعرفته بالمواطن وان کان السکران صاحب
حق الاتری الصحو في السماء اذا صحت السماء ای زال غیمها وانکشف لیعطی الشمس
من حوله تعالى لایخرجه من الارض من النبات وتحیی العالم ان لها اثرا فی ذلک کما اعطی الغیم
ما في قوته من الرطوبة في الارض لاجل ذلک النبات فانا وحال السکر وحال الصحو في
الطبیعة فاذا لم یقم فلا فائدة عند السکران في الطریق ولا عند الصاحی فما هو من اهل
الطریق بل یکون کالصحو الذی معه القحط عند العرب مسلما تشبیه صحو وسکر بچشم خود نگریستنی
است گیاه واشجار که بر سطح زمین میرویند از زمین بآب باران رطوبت کسب میکنند پس هرگاه مطلع صاف میگردد و در زیر
حرارت پیدامی شود ماده رویدگی در زمین حاصل میگردد گیاه واشجار میرویند اگر بارش
دایما بارد عالم غرقاب گردد واگر همواره مطلع صاف باشد از قحط حیوانی وانسانی باقی نماند
صفائی مطلع مشابه است بصحو وغیم بسکر وطبیعت مثل زمین است پس برای حصول ماده طبع
ضرور است که بقدر مناسب صحو وسکر باشد زیراکه سکر محض آفت است وصحو خالص
نصیب عوام است واگر بجز صحو خالص هیچ نباشد پس میان سایر مردم وارباب صحو خالص
امتیازے نخواهد بود لهذا کدامی از بزرگان دین صحو خالص نداشته اند اگر این تصحیح ابن
عربی خلاف اصطلاح صوفیہ صافیہ وخارق اجماع است فلا بدّ من اثباته ودونه خرط
القتاد خدشه سیوم صحو را بر سکر باتفاق ائمہ تصوف ترجیح نیست در کشف المحجوب مذکور
است سکر وغلبه عبارتیست که ارباب معنی کرده اند از غلبه محبت حق تعالى وصحو عبارتے از
حصول مراد واہل معانی را اندرین معانی سخن بسیار است گروهی این را بر آن فضل نهند
وگروهے آن را برین مزیت دهند آنانکه سکر را فضل نهند بر صحو آن ابو یزید است و
متابعان وے گویند صحو بر تمکین واعتدال صفت آدمیست صورت گیرد و آن حجاب

چه پیدا بود

اعظم بود از حق و سکر بر زوال آفت و نقص صفات بشریت بود و ذهاب تدبیر و اختیار وی و فنا ر تصرفش اندر خود به بقاے معانی و قوای که اندر وی موجود دارد بخلاف جنس وے و آن ابلغ و اتم و اکمل آن حال بود چنانکه داؤد صلوة اللہ علیہ اندر حال صحو بود فعلے از وے بوجود آمد خداوند تعالے فعل ویرا بدو اضافت کرد و گفت وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ و پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم اندر حال سکر بود فعلے از وی در وجود آمد که خداوند عزوجل او را بخود اضافت کرد و گفت وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللهَ رَمَىٰ چون بنده بخود قایم بود چنان بود که چون داود را علیہ السلام یکنظر بجاے افتاد که می نبایست یعنی بر زن اوریا دید آنچه دید و چون بنده بحق قایم بود چنان بود که پیغامبر را صلی اللہ علیہ وسلم یکنظر افتاد هم ازان جنس زن زید بر زید حرام شد از آنچه آن نظر در محل صحو بود و این نظر در محل سکر بود و باز آنانکه صحو را[۱۵] افضل نهند بر سکر و آن جنید است رحمة اللہ علیہ و متابعان وے گویند که سکر محل آفت است از آنچه تشویش احوال است و ذهاب صحت و گم کردن سر رشته خویش و در لطایف اشرع گوی است حضرت مخدوم الاکبر اسیفر سود و ندر طیفوریان و جنیدیان اختلاف است در تفضیل ارباب صحو و اصحاب سکر طیفوریان[۱۶] بر آنند که اهل سکر فاضل اند بر اهل صحو چه سکر از مواهب الهی و صحو از مکاسب بندهٔ درگاهی هر آئینه مواهب عالی باشد از مکاسب جنیدیان بر آنند که صحو اعلی بود از سکر چه در سکر طریق ترقی بمدارج و سبیل تلقی بمعارج منقطع بخلاف صحو که

[illegible] ۱۲

سلف انچه حضرت معترض در زبدهٔ اسرار اتفاق مشایخ برین معنی نگاشته که عموماً اهل صحو بر ارباب سکر تفضیل دارند مبنی است بر عدم اطلاع برین معنی که مشایخ را درین باب اختلاف است در مسئلهٔ مختلف فیه دعوی اتفاق نازیبا است و خیلے بعید علی هذا انچه حضرت معترض دران رساله نگاشته که تفضیل خود بر ظهور در مقام صحو واقع میشود زیراکه اهل سکر در مقام مشاهدهٔ احدیت فانی میباشند که از نفس خود غایب میباشند هرگاه ذات خود را مشاهده نکنند پس چیزها کے ملاحظه خواهند کرد قابل التسلیم نیست زیراکه چون در سکر نشاط کثیر و ذوق وافر پیدا گردد آنچه بر زبان ایشان بری آید بخود دانند و مستانه سر برمیزنند و در حالت صحو که بشرایط علم متصف میباشند ظهور این چنین کلمات عقل تسلیم نکند و سبحانی ما اعظم شانی و لیس فی الدارین غیری و لیس فی جبتی سوی اللہ و انا الحق هم از کلمات سکر بالتفای سکر است و صدور این کلمات را امثال این کلمات را بصحو خاص مخصوص

در روے حصول مراتب الہی و وصول بمناسب نامتناہی ہر لحظہ ممکن الوجود است پس مرتبہ
اول را بنقیبت اخر چہ نسبت در رسالہ قشیری آورده است سکر بر صحو فضل دارد چہ صاحب
سکر اہل انبساط و مواجید بود و از لطایف جمال در سکر کشف یابد و بنده در سکر بشواہد
حال قایم باشد و در حالت صحو بشر الطبع در مقام سکر بے تکلف بود و در وقت صحو بی تصرف
و ہر کرا صحو بحق بود سکر ہم بحق در ترجمہ عوارف آورده است کہ سکر ارباب قلوب را باشد و
آن استیلاء حال است از مشایخ کبار و شیوخ نامدار بعضے وقت کلماتی متضمن عجایب اسرار
و غرایب آثار در وجود آیدان بواسطہ بقایاے سکر بود صاحب صحو را اینجا راه نیست و نیز
سکر بر دو نوع است یکی سکر از محبت باشد و آن بے علت بود و توارد آن بر رویت منعم باشد
یعنی بیننده خود ندیده باشد و این از لوازم متقدمان است دویم سکر از شراب
مودت بود و آن معادل باشد از رویت نعمت کہ خود بیند و این را بر صحو فضل نتواند بود
و صحو نیز بر دو نوع است یکے بر اقامت محبت کشفے بود و دیگر صحو بغفلت است و این ہر دو صحو
متقدمان است این صحو بران سکر فضل نباید انتہی خدشہ چہارم ادعاے این معنی کہ صحو
و سکر ضد آنند کہ جمع نمی شوند خلاف تصریح اکابر صوفیہ است در بحر المعانی می گوید سکر و
حیرت در طایفہ اہل سکر بر سہ وجہ است سکر محبت و سکر مہابت و سکر حمیت و ہر کلمہ کہ
ازین مقام از مستان بر آید و در شریعت مقبول نباشد ازان کلمہ بر ایشان مواخذه و عتاب
نہ باشد سکر محبت مر خلیل ابراہیم علیہ السلام را بود دران روز کہ او را جانب آتش نمرودی
امتحان حضرت صمدیت بود ہمچنین گوشت زہر آلود در شکم حضرت رسالت صلی اللہ علیہ و
سلم ہیچ اثر نکرد زیرا کہ درونہ صلے اللہ علیہ وسلم در سکر محبت پر بود و ہمچنین ابو الطیب

سلہ در کشف المحجوب است اما سکر بر دو گونہ باشد یکے بشراب مودت و دیگر بکاس محبت و سکر مودتی معلول باشد کہ تولد
آن از رویت نعمت بود و سکر محبتی بے علت بود کہ تولد آن از رویت منعم بود پس ہر کہ نعمت بیند بر خود بیند خود را دیده باشد ہر کہ
منعم بیند چون بوی بیند خود را ندیده باشد اگر چہ اندر سکر بود سکر وی صحو باشد و صحو نیز بر دو گونہ باشد یکے صحو بر غفلت و دیگر

حجام چون حضرت رسالت را صلے اللہ علیہ وسلم حجامت کرد ہمہ خون حضرت رسالت پناہ شاید
سکر دوم مہابت است چنانکہ عمر رضی اللہ عنہ ردای مبارک حضرت رسالت علیہ السلام گرفتہ
بروی می کشید و مانع می شد و می گفت کہ یا رسول اللہ بر جنازہ عبد اللہ ابی کہ او از منافقان
بود نماز نگذار و حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم بر عمر ہیچ مواخذہ نکرد سبب آنکہ
درونہ او سکر مہابت بود سوم سکر حمیت چنانکہ موسی علیہ السلام سر ہارون علیہ السلام
را گرفتہ می کشید علماء ظاہر کہ ایشان از عالم جبروت کہ عالم انبیا است محروم اند گویند کہ این
چنین سکر در انبیا جایز نیست پس سکر محبت بمنزلہ غفلت است و حیرت چنانکہ در مستی خمر و
در خوردن خمر مراد مستی نیست بلکہ مقصود شارب انس و نشاط و ذوق است پس انبیا را
علیہم السلام را علی التواتر و توالی وارد است و حاصل است از مستی معصوم اند کہ بیخبر
باشند اما ذوق و انس و نشاط از بیخبری نیست بلکہ کرامت من اللہ است پس سکر اولیا را
نیز ہمبرین طریق است کہ اولیا در مقام اقتدا و متابعت اند و انبیا علیہم السلام در مقام
مسند مقتدا و امامت اند بدانکہ سکر شراب محبت بانسیات و ذوقیات بر انبیا علیہم السلام
نیز جایز است بی ہیچ قیل پس اگر این چنین سکر در اولیا قدس اللہ ارواحہم صادر شود انکار ۱۲
نباید کرد خدشہ پنجم استعجاب ازین معنی کہ بزرگانے کہ صحو ایشان بسکر ممزوج ہست
صحو صرف دارند و باین نوع کلمات تکلم نکردہ اند داخل عوام اند مبنی است بر عدم رجوع بہ
کلام ائمہ تصوف در عوارف المعارف مذکور است فالسالك المجرد لا يوهل للمشيخة
ولا يبلغها لبقاء صفات نفسه عليه فيقف عند حظه من رحمة الله
تعالے فی مقام المعاملة والرياضة

از حادثات بر در آن صوفیان گریز	گر بود نا خوش اندوز تا بود شادمان
زایشان شنو حقایق فقر از برای آنکه	تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

قال و گفتہ آید کہ سکر بسطامی کہ بے تحاشی قول لوائی ارفع من لواء محمد اتان بوجود

آمد ازین عبارت مدح سکر و اظهار شان آن مفهوم است و در این نکته گفته آید که سبحانی بسطامی
و سبحانی من ساس نمارد که آن از دایره انفس و آفاق بر آمده و این ورای انفس و آفاق است و آن از سر چشمه
جوش سر زده و این از عین صحو بر آمده اینجا ترجیح صحو نموده مفاخرت و مباهات بیان
کرده اید و گفته اید که سکر ظاهر شدن حالی است بر دل که ولی نتواند که پوشیده دارد چیزی را
که پوشیدن آن واجب بود پیش از ظهور آن حال و این متحمل دو قسم است یکی آنکه آن
چیز منکر و قبیح است و پوشیدن وی ازین جهت بود یا صحیح است لیکن در ستر و کتمان
آن مصلحت دینی بود و لازم نیست که آنچه در کلام اهل الله واقع شود البته ازین قبیل باشد
نه از قسم اول از جهت عدم عصمت و خود ترک واجب که کتمان سر و رعایت مصلحت است
بر هر تقدیر لازم آمده است و صاحب سکر معذور است اگر بی اختیار محض گردد و اختیار و
تکلف را مدخل نبود بعد از ان سکرها را که در کلام اکابر واقع شده است مدکرده تحسین نموده
اید و مسلم داشته اید و وی قدس سره بر میگفتند که این بیچارها پی باصل نبرده گرفتار ظل مانده اند
اقول درین کلام حضرت شیخ رحمه الله در صدد بیان معارضات و منافات بوده است
که در کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه واقع است فاما هر کسیکه بر مصطلحات صوفیه کرام اطلاعی
و وقوفی دارد نیک میداند که هیچ اختلاف بلبیان نیست و آنچه ظاهر کرده شد مبنی بر عدم
اطلاع است بر کلام صوفیه صافیه قدس الله اسرارهم در پرده مباد که صاحب فتوحات
تعریف صحو باین عبارت فرموده الرجوع الی الاحساس بعد الغیبة بوارد قوی وارد قوی
سکر است سکر و صحو هر دو فی نفسها قوتی دارند چون سکر صاحب محل است اولا بر طبیعت
مستولی گردد و محل بلحاظ نسبت و استعداد خود گاهی صحو را خواهد پس صحو طاری گردد این
توارد ضعف و قوت یکی بلحاظ دیگری نیست بلکه بخیال نسبت و استعداد محل است ازین
تقریر آشکارا شد که هر صحو بعد سکر باشد اگر صحو قبل سکر باشد باصطلاح صوفیان آنرا صحو نخواهند گفت در فتوحات
مکیه می طرازند انه لا یکون صحو فی هذا الطریق الا بعد سکر و اما قبل السکر فلیس بصاحب سکر

وَلَا هُوَ صَاحِبُهُ صحیح بلکہ بچنین صحو را صاحب حضور و بقا خواهند گفت در حالت سکر تمایزی در میان اموری
که لایق اذاعت و اشاعت است و یا اختفاد و استار است باقی نماند و سبب باشد که اموری که
بر زبان آمد چون بحالت صحو در آیند تمایز تام حاصل گردد و آنچه قابل اذاعت است بر زبان
آرد و آنچه لایق استتار است مخفی دارند ازین سبب قول صاحی مقبول است و قول سکران
مقبول نیست اگرچه قول سکران هم حق باشد لیکن این کلیه نیست مشهور است که حضرت
شبلی رحمة الله علیه فرمودند که ما و منصور حلاج[^] از یک کاسه نوشیدیم پس حلاج سکر آورد و
محبوس و قتل گردید چون بحلاج این خبر رسید گفت که اگر شبلی نوشیدی آنچه نوشیده ام
حال نیز همان شدی که من شدم یا همان گفتی که من گویم چون شبلی از ارباب صحو و تمکین
بود و حلاج از ارباب سکر قول شبلی را بر قولش ترجیح دهیم چون حالت صحو حالت امتیاز است
پس صاحب صحو استغفار کند از نیکه بحالت سکر امر پوشیدنی را برملا گفته چون سکران مثل نایم
یا مجنون نمی باشد بلکه او را فی الجمله احساس باقی باشد لهذا استغفار کند و عرفا شطحیات
را تاویل کنند چون این امر متفق خاطر شریعت گردید پس دانستنی است که در کلام حضرت
مجدد رحمة الله علیه تعارضی و تخالفی نیست چون در مکتوب شریف اندراج یافته بود که ارباب

[^] منصور حلاج ❘ شیخ ابو القاسم جنید و غیره مشایخ صحبت داشت ابو حامد غزالی در مشکوة الانوار کلمات منصور را مثل انا الحق و ما فی الجبة الا الله را محامل حسنه بر آورده و گفته که این از فرط محبت و شدت وجد صادر شده روزی در مجلس حامد بن عباس وزیر امام مقتدر بحضور قاضی ابی عمر کلامی از منصور سرزد قاضی و فقها و حاضر مجلس قلم بفتوای قتل وی برداشتند منصور ایشان را منع کرد و گفت که من مسلمان هستم و از اهل سنت از فتوای قتل اجتناب ورزید ایشان هیچ اصغا نکردند منصور بار بار همین کلام را اعاده میکرد مگر ایشان فتوای قتل برنگاشتند حلاج همان وقت مقید کرده شد وزیر بمقتدر از تمامی کیفیت مجلس اطلاع داد مقتدر حکم داد تا ایشان را هزار تازیانه زنند اگر باعث هلاکت شود فبها و الا باز هزار تازیانه زنند بعد از آن گردنش زنند وزیر جلادش داد و گفت که دو بار حسب حکم مقتدر او را تازیانه زنند پس دستش بریده شود پس پایش پس دست دیگرش پس پای دیگرش پس گردنش زده شود و جسمش سوخته شود اگر ترا لغزید که من فرات

سکر اگر این قسم سخنان شطح آمیز نویسند گنجایش دارد اما از ارباب صحو اظہار این سخنان بسیار مستبعد است بران شبہی شد کہ از ارباب صحو چگونہ کلمات شطحیہ صادر شد بجوابش افادہ فرمود کہ درین سخنان مزج سکر است و در سکر مراتب کثیر اند با صحو سکر باشد و درین مقام شطحیات حضرت بسطامی و حضرت جنید علیہما الرحمہ ذکر کردہ و آنچہ در مکتوب ہشتاد و ہفتم فرمود کہ سبحانی بسطامی لیس فی جبتی من ہساس ندارد و جہش مفصلاً سابقاً گزشت ؎

جبذا عارفے ز خود رستہ	بمقامات قرب پیوستہ
شدہ از قید خویشتن مطلق	ذات و وصف او شدہ ہمہ حق
ہر کہ افتد آب و گل نظرش	شود از خود تصور بسرش
چون شود کشف سر ربانی	سر زنند و صدای سبحانی

قال و از زبان حضرت خواجہ شنیدہ شدہ است کہ میفرمودند کہ شیخ عبداللہ انصاری فرمودہ اند کہ بر بایزید در وغہا بستہ اند یکی ازان جملہ آنکہ گفت خیمہ بر پہلوی عرش زدہ ام و لوائی ارفع من لواء محمد ؐ ہم ازان جملہ خواہد بود بلکہ اشنع و اقبح است ازان اول و قول سبحانی را تاویل مشہور است کہ در عوارف مذکور است کہ آنرا حکایت عن اللہ گفتہ است و اقوال کہ از شیخ جنید بغدادی آوردہ اند کہ ہو العارف و المعروف و لون الماء لون اناءہ و المحدث اذا قورن بالقدیم لم یبق لہ اثر بر تقدیر صحت صدور ان از ایشان از باب فنا فی التوحید است و این مذہب حال و مقام این قوم است اینجا سکر چیست شیخ ابن عربی کہ بیان وحدت وجود و اثبات آن میکند بران نہجی کہ معتقد اوست از سکر نیست مذہب و معتقد ایشان ہمین است و مذہب شیخ جنید اگر ہمین است خیر و الا اشارت است باصالت و حقیقت وجود حق سبحانہ و فرعیت و عاریت وجود خلق و فنا و اضمحلال این وجود در نظر شہود و در مقابلہ وجود حقیقی و غلبہ و سطوت این بر آن و لون الماء لون اناءہ تمثیل و تصویر است برای ظہور صفات و افعال حق تعالی

در مکنونات بحسب استعداد و قابلیت ایشان و ظهور ذات وی تعالی و تقدس در مرایا و مظاهر چنانکه اہل وحدت وجود می گویند **اقول** درین کلمات و دیگر کلمات که بطور شطح بسوی حضرات عارفین مشار الیهم بالبنان منسوب اند مردم اختلاف ہا دارند بعضے نسبت به بعض کلمات گویند که دروغ بر بسته شده و برخے بسوی تاویل متوجه شوند مگر قول جمهور عرفا ہمین است که این چنین کلمات از سر چشمه سکر بر آمده اند اگر بالفرض نسبت بعض اطمینان حاصل گردید که دروغ است فاما نسبت بعض دیگر چه توان گفت بجز آنکه گردن تسلیم خم کرده آید و اگر نسبت بعض قایل بسکر شدند چار و ناچار تسلیم قول حضرت مجدد رحمة الله علیه لازم می آید تسلیم کردم که نزد بعض چنان است که در انتساب کلمات توحید بر حضرت بایزید بسطامی قدس سره دروغها بسته اند فاما درین شبه نیست که بعض عرفا می گویند که آن کلمات از سر چشمه سر بر زده پس محتاج به تاویل خواهند بود چنانکه شطحیات را تاویل کنند قول حضرت جنید رحمة الله علیه هو العارف والمعروف ولون الماء لون انائه از قبیل فنا فی التوحید نیست والا در زمره متصوفین مذکور می شد و محتاج بتاویل نمی شد پس از شطحیات باشد و درین مکتوب بحث از شطحیات شیخ محی الدین عربی نیست تا ضرورت ذکر مذہب وی می بود معهذا شیخ محی الدین بن عربی نسبت بدیگران لب به شطحیات بیشتر می کشاید و این مسئله را حضرت مجدد رحمة الله علیه در مکتوب دویست و هفتاد و یکم از جلد اول بشرح و بسط تحریر فرموده سطری چند از ان درین مقام نقل کرده میشود اول کسیکه تصریح بتوحید وجودی کرده است شیخ محی الدین بن العربی است عبارات مشائخ ما تقدم هر چند که از توحید و اتحاد خبر می دهد اما قابل حمل اند بر توحید شهودی چه هرگاه غیر حق را جل شانه نبیند بعضے گویند لیس فی جبتی سوی الله و بعض ندائے سبحانی زنند و بعض لیس فی الدار غیره دیار را نماد در و هند این همه گلها است که از شاخ به یک بینی می شگفد هیچ کدام را دلالت بر وحدت وجود نیست آنکه مسئله وحدت وجود را مبوب و مفصل ساخته اند و دلنگ صرف و نحو تدوین نموده شیخ محی الدین

رضی اللہ عنہ است و بعضے از معارف غامضہ این مبحث را مخصوص بخود گردانیدہ حتی کہ گفتہ خاتم النبوت بعضے از علوم و معارف را از خاتم الولایت اخذ می کنند و خاتم الولایت محمدی بخود را می داند و شراح در توجیہ آن گفتہ اند کہ بادشاہ از خزینہ دار خود چیزے بگیرد چہ نقصان دارد انتہی در مکتوب ہشتاد و نہم از جلد ثالث مذکور است چون نوبت بشیخ بزرگوار محی الدین بن عربی قدس سرہ رسید او از کمال معرفت این مسئلہ دقیقہ را مشرح ساخت و مبوب و مفصل گردانیدہ و در رنگ صرف و نحو در تدوین آورد مع ذلک جمعی از این طایفہ مراد او را نفہمیدہ تخطیہ او نمودند و مطعون و ملام ساختند و درین مسئلہ در اکثر تحقیقات شیخ محق است و طاعنان او دور از صواب بزرگی و وفور علم شیخ را از تحقیق این مسئلہ باید دریافت نہ رد و طعن او باید کرد انتہی تفصیل در مقدمہ گذشت قال و فرمودہ اید کہ اگر صحو خالص بود کہ افشای اسرار کجا کفر بود و خود را از دیگرے بہتر دانستن شرک بود انتہی سابقاً معلوم شد کہ این کلیہ نیست کہ اگر بصحو باشد و بامر باشد کفر نیست اگر صحیح است در اظہار آن فوت مصلحتے نیست و اگر نہ وقوع آن از اہل صحو ممنوع است و خود را از دیگرے بہتر دانستن شرک چرا باشد ظاہرا سہو قلم است صحیح کیبا است اقول سخت مشکل است کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سخن از معارف گوید و حضرت شیخ اعتراض حسب مذاق علمار ظاہر میفرماید اگر حضرت شیخ بر اصطلاح صوفیہ توجہ فرمودی لب بچنین اعتراض نکشادی ؎

آنکس کہ پا نہاد بسوے تو سر نداشت	وانکس کہ سر نہاد بپاے تو بر نداشت

فی الواقع در صحو افشای اسرار کہ اخفای آن ضروری باشد نشاید چہ مقتضاے صحو آن است کہ اسرار مخفی داشتہ شود آنچہ در حالت سکر از اسراری کہ اخفای آن لازم بود بر زبان رفتہ باستغفار تدارک نمودہ آید در فتوحات مکیہ میطراز د و معنی الصحو انہ یکشف لہ الحق اللہ فی الامور التی استفادھا فی حال سکرہ ورد علیہ فیعلم عند صحوہ ما ینبغی ان یذاع منھا فی العموم والخصوص وما ینبغی ان یستر فان کان قد ذاع منھا

محمدی آن است کہ ... اسرار ... در حالت سکر ... استغفار ... بر زبان رفتہ باستغفار ...

فی حال سکرہ شیئا فیعطیه الصحو ان یستغفر الله من ذلك وعذره مقبول وان الاستغفار عندنا فی طریق الله یکون فی مقامین المقام الاول ماذکرناه وهو ان یبدو منه مایکون مستورًا فیجب علیه الاستغفار من ذلك وقد یقع الاستغفار ممن لا یبدو منه شئ یوجب الاستغفار فیستغفر من هذا مقامه ای یطلب ان یستره الله فکشف عنا انه ان یبدو منه بحکم ذلك الحال ماینبغی اَنْ یَستره وهذا هو المقامُ الثانی الذی لاهل الاستغفار فهذا بوزن یطلب الستر عن الله عز وجل عن حکم یوجب علیهم الاعتذار من وقوعه وَهٰذَا هُوَ اسْتِغْفَارُ الْاَکَابِرِ مِنَ الرِّجَالِ الْمَعْصُوْمِیْنَ

وشرک درین مقام حسب اصطلاح متصوفین است نه متکلمین از عدم مزاولت کلام صوفیه این چنین خدشات وارد کرده میشود در نزد صوفیه رویت غیر را شرک گویند پس خود را از غیر و غیر را شناختن چرا شرک نباشد در کشف المحجوب مذکور است ابوبکر شبلی گوید التفتیش شرک لانه صیانة القلب عن رویة الغیر ولا غیر لتصوف شرک است از انچه آن صیانت دل بود از رویت غیر و وجود غیر نیست یعنی اندر اثبات توحید رویت غیر شرک بود و چون اندر دل غیر را قیمت نبود صیانت کردن مراو را از ذکر غیر محال بود انتهی مولانا جامی در نفحات فرماید

تا که باشد یاد غیری در حساب	ذکر مولی باشد از تو در حجاب
تا بود یک ذره از هستی بجای	کفر باشد گر نهی در عشق پای
گر همه عالم ثواب تو بود	چون تو باشی آن عذاب تو بود
گر شوی چون خاک ره پایمال	تا ابد جان را بدست آری کمال
تا تو با خویشی عدد بینی همه	چون شوی فانی احد بینی همه

مولانا عبدالرحمن جامی در نفحات در ذکر ابوبکر شبلی می آرد عبدالرحمن خراسانی گوید که شخصی بدر سرای شبلی آمد در بزد شبلی فراز در آمد سر برهنه و پای برهنه گفت کرا می خواهی گفت

شبلی علیه الرحمه را گفت نه شنیدی که مات علی الکافر الا رحمه الله شیخ الاسلام گفت که لقمه ای در دهان
مے گفت خوش گفت هر آنکه گفت ؎

هر آن کو غافل از حق یک زمان است	در آن دم کافر است اما نهان است

قال و نوشته اند که این فقیر که این همه دفاتر در بیان علوم و اسرار این طایفه علیه نوشته
است ظاهرا بخاطر شما قرار یافته است که از روی صحو خالص نوشته است بی مزج سکر حاشا
و کلا که آن حرام و منکر است و گناف و سخن باقی است انتهی سبحان الله تا اکنون گمان این
بود و از کلامهاے شما نیز کنایت و مشافهه معلوم میشد که ایشان صاحب صحو و تمکین
اند و از سکر و تلوین منزه و مبرا اند درین وقت چنین معلوم میشود که صاحب سکر بوده اند و مقرر
است که مرتبه اهل سکر سافل و نازل است پس تحقیقات مدققات که کرده اید برای اثبات سکر کرده آید یا براے
تصحیح و تصدیق آنچه واقع شده است باین سکر برای اثبات سکر چه معنی دارد و اگر آنچه واقع شده
است باین سکر صحیح و موسس بر قواعد طریقت و موافق قرارداد اهل حقیقت است چنانکه از بیان
کردن حقایق و معارف برای اثبات او ظاهر میشود چه غم دارند و چه احتیاج باعتذار و انکسار
است و الا از اول می بایست گفت که معذور دارید چیزے از مستی و بیخودی واقع شده است
و بعد از نشستن غبار مستی آن سخنان را از حیز اعتبار و صفحه روزگار می تراشیده و محو نموده
و توبه کرده و کلام السکارے یطوے و لا یروے عجب است ازین طور کسیکه جمیع فضائل و کمالات
محمدی علیه افضل الصلوة والسلام و اکملها حاصل کرده و باقصی الغایات مراتب متابعت و
کمال رسیده در قرب و وصول بجای رسیده که همه را پس انداخته و حقیقت را بی پرده دیده و دنیا
گرفتار باشد به سکر دیگران خود چه کار کنند که باصل نرسیده گرفتار ظل مانده اند و محجوب اند از ایشان
اگر بجهت بقاے حجاب سکری و بے تمیزی واقع شود عجب نباشد **اقول** این کلام از سر تا پا مخدوش
است اما اولا پس اگر تا اکنون این گمان بود که حضرت مجدد رحمه الله صاحب صحو و تمکین اند
بدون مزج سکر پس این گمان فاسد بود صحو خالص نصیب عوام است و حضرت مجدد رحمه الله

جای دعوی این امر نکرده اند که صحو خالص دارند وَمَنِ ادَّعٰى فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ اما ثانیا
هرگز مقرر قوم نیست که مرتبه اهل سکر نازل و سافل است بلکه این مسئله مختلف فیها است چنانکه مذکور
شد اما ثالثا پس آنچه حضرت مجدد رحمة الله علیه تحریر فرموده اند نه برای اثبات سکر است و نه
برای تقبیح و التصدیق این معنی که آنچه واقع شده بسکر بلکه تحقیق این معنی است که بزرگان سکر
کلام کرده اند و کلام سکر قابل ملامت نیست فَأَيْنَ هٰذَا مِنْ ذٰلِكَ و درین کلام از حضرت
مجدد رحمة الله علیه اعتذار و انکسار دانستن غلط فهمی است از حضرت مجدد رحمة الله علیه هیچ جا کلام
صادر نشده است تا گنجایش این قول باشد که معذور دارید چیزی از مستی و بیخودی واقع
شده است بدیدهٔ تامل بنگرند که جواب بعد از تسلیم بطور قضیه شرطیه است و کدامی شرطیه
مستلزم تحقق مقدم نیست میفرمایند مخدوما این قسم سخنان که مبنی از افشای اسرار باشد و از
ظاهر مصروف در هر وقتی از مشائخ طریقت قدس الله تعالی اسرارهم بظهور آمده است و عادت
مستمرهٔ این بزرگواران گشته امری نیست که این فقیر آن را ابتدا کرده باشد و اختراع نموده
لیس[له] هٰذَا اَوَّلُ قَارُوْرَةٍ کُسِرَتْ فِي الْاِسْلَامِ پس این همه شور و غوغا چیست اگر لفظی صادر
شده است که ظاهرش مطابقت بعلوم شرعیه ندارد آن را باندک توجه از ظاهر مصروف
نموده مطابق باید ساخت و مسلمانی را متهم نباید کرد اشاعت فاحشه و تفضیح فاسق هرگاه در
شریعت حرام و منکر باشد تفضیح مسلمانی بمجرد اشتباه چه مناسبت بود ای امارا تبعا پس بر
تقدیر تسلیم میگوییم که حضرت مجدد رحمه الله در معارف لدنیه می فرماید باید دانست که در هر
مقامی از مقامات ولایت و شهادت و صدیقیت علوم و معارف جدا است که مناسبت
آن مقام است در مرتبه ولایت علوم سکر آمیز بسیار است که سکر غالب است و صحو مغلوب و در مرتبه
شهادت که ثانی درجه است از درجات ولایت سکر مغلوبیت پیدا می کند و صحو غالب می آید
اما زوال سکر بالکلیه نیست و در درجه صدیقیت که ثالث مرتبه است از مراتب ولایت و منتهای
درجات ولایت است و فوق آن درجه ولایت نیست بلکه مرتبه نبوت است علوم آن درجه

[له] [illegible] نسبت … این اهل … شده

از سکر تمام برآمده اند و مطابق علوم شرعیه گشته صدیق همین علوم شرعیه را بطریق الهام اخذ می کند چنانکه نبی علیه الصلوٰة والسلام و آله بطریق وحی اخذ می نماید صدیق و نبی را تفاوت در طریق اخذ است نه در ماخذ که هر دو از حق سبحانه و تعالی اخذ می کند اما صدیق به تبعیت نبی باین درجه میرسد نبی اصل است و صدیق فرع او و نیز علوم نبی قطعی است و علوم صدیق ظنی و نیز علوم نبی بر غیر حجت است و علوم صدیق بر غیر حجت نیست ه

در قافله که اوست دانم نرسم	این بس که رسد ز دور بانگ جرسم

صلوات الله تعالی و تسلیماته علی نبینا و علی جمیع الانبیاء والمرسلین و علی الملائکة المقربین و علی اهل الطاعة اجمعین پس اگر درین رساله بعضے از علوم و معارف طریق شانی و تباین بایکدیگر واقع شده باشد حمل باید کرد تباین علوم را به تباین درجات ولایت که هر عالم را علم جدا است حقیقت علوم توحید مناسب بدرجه ولایت دارد و از علوم درجه شهادت اگر خواهی معلوم کنی پس مرحلے را که درمیان کریمه پس گشله شیٔ مذکور شده است نیک دریاب که علوم آن مقام از علوم مرتبه شهادت اند و چون مدان موطن خود را و صفات خود را مے یابد ناچار آن مقام امتطلب بقلب شهادة کرده اند و علوم صدیقیه خود بعینها علوم شرعیه است چنانکه بالا گذشت والعلوم الصحیحة والمعتبرة هی المطابقة بالعلوم الشرعیة یثبتنا الله سبحانه علی الشریعة الغراء المحمدیة صاحبها علیه و علی آله الصلوٰة والسلام انتهے پس طامیکه از عالم ولایت سر بر زده باشد و یا سکر ممزوج باشد دران متفقین نیست ه

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم	که دل آزرده شوی ورنه سخن بسیار است

قال نوشته اند که سخن بافان بعضو خالص متلعت اند بسیار اند چرا این قسم سخن نیافتند و دلهای مردم از جانه برند اگر مراد دلهای خواص است مثل این سخنان مآن را از کجا از جامی برند و محظوظ مے سازند اگر دلهاے عوام است دلربائی و فریفتن آنها چه مقصود است و چه اعتبار دارد و در اصل سخن اعتبار ندارد مدار بر نامیت بسا کس که سخنان کاملان گویند و کامل

نباشند و بساکس که حرف زدن ندانند و کامل باشند احمد صفا که الیشان اند هم کمال است وهم سخن سخنان خوب شما بسیار اند و دل ربا اند اما این سخن شنیع که نسبت با نحضرت صلی الله علیه واله وسلم بے ادبی وگستاخی کرده اید آشکارا مے شود و بدنام مے سازد اقول مراد از مردم عام است خواص باشند یا عوام اگر حضرت معترض از زبان محظوظ نه شوند آن قصور سخن نیست ؎

سخن شناس نهٔ دلبرا خطا اینجا است — چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطا است

مگر هر گاه خود حضرت شیخ بیشترے از سخنان حضرت مجدد را خوب و دل ربا تجویز کنند و بزعم خود صرف چند سخن را محمول بر بے ادبی وگستاخی نموده اند باعث بدنامی خیال کنند پس استفسار از مردم که خواص اند یا عوام لغو و باطل خواهد بود ؎

می نماید که سر عهد شکستن داری — خشم این بار تو چون رنجش هر بار تو نیست

و بے اعتباری اهل سخن موجب فراوان تعجب است کلام حضرت غوث صمدانی رضی الله عنه که جن و خضر و ارواح انبیاء الله برای استماع آن حاضر مے شدند کما یطلبون من بهجة الاسرار دال است بر اصلیت سخن ؎

تا مرد سخن نه گفته باشد — عیب و هنرش نهفته باشد

منقول است که روزی حضرت غوث الاعظم بر سر منبر بیان علوم و معارف میفرمودند درین اثنا گذر حضرت خضر واقع شد حضرت فرمودند ای اسرائیلی بیا کلام محمدی بشنو بلکه اگر در کلام ملک العلام بدیده بصیرت نگریسته شود انسان ظاهر خواهد شد که کلام در اصلیت کلام هیچ اصلی ندارد حضرت مجدد رحمة الله علیه در رساله مکاشفات غیبیه می فرماید صفت کلام بلکه شان کلام که کلام مادر آنست برای آن محتاج الیه است که افاده بے آن متصور نیست پس جمیع کمالات ذاتیه و شیونات ذاتیه اولا در مرتبه آن صفت بلکه شان خالص مے شوند و از آنجا بعالم افاده می آیند مثلا شخصے که کمالات بسیار دارد می خواهد که آن کمالات را ظاهر سازد اولا آن را در مرتبه قوة کلامیه فرود می آرد و از انجا اظهار آن می نماید پس در واجب تعالی و تقدس در مرتبه

شیونات که زاید بر ذات نیستند الا باعتبار شان کلام باین معنی مخصوص گشت و هرچه از کمالات
در مرتبه ذات و شیونات متنوع بود تمام در شان کلام فایض گشت حاصل تمام حقیقت ان
شان همین قران است و پس همین عبارت عربی و ترتیب معهود مکتوب در مصاحف و هر
کتابیکه بر نبی صلی الله علیه وسلم منزل شده است جزویست از اجزای این قران که از بعض
عبارات او به بعض وجوه مستفاد است و تخلیق جمیع مکنونات من الاول الی الآخر مستفاد از
وَاِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ مصداق این قول است و این قران باین عظم
شان داخل دایره ظل است هیچ ظلیتی باو راه نیافته و همانا که انچه بعضی اکابر اولیاء الله رضی
الله عنه میفرمودند که قران از مرتبه جمع است ناظر این معنی است و قابلیت اولی که معبر بحقیقت
محمدیه است علیه من الصلوة اتمها و من التحیات اکملها ظل این قران مجید است
پس این قابلیت نیز جامع جمیع کمالات ذاتیه و شیونات ذاتیه باشد لیکن بطریق ظلیه نه
بطریق اصالة و قران بطریق اصالت جامع است و بهمین مناسبت قران مجید بران سرور
منزل گشت و او را باین نعمت عظمی مخصوص گردانید و همانا که اشارت حضرت عایشه صدیقه
رضی الله تعالی عنها که حضرت صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم در شان او فرموده خُذُوا شطر
دینکم من هٰذه الحمیراء در بیان خلق آنسرور علیه الصلوة والسلام والتحیه فرموده کان خلقه
القران بهمین مناسبت است که اصالة او ظلیه است و بزرگی شریعت او را علیه الصلوة
والسلام از همین قیاس باید کرد که متابعت او راس مایه جمیع سعادات می باید دانست ع
این کار دولت است کنون تا کرا دهند • این علمیست که مخصوص ببعضی احاد افراد
است که به خلق قرانی او متخلق گردانیده اند و بنور او دیده بصیرت او را مکحل ساخته فلهذا
نظر تا باینجا می رسد و از مراتب ظلیت نفوذ می کند. دقایق علوم مقامات ظلیه مخصوص
به بعض افراد اقطاب است بلکه اقطاب ارشاد مدار را کار دیگر در پیش است و بجد ستے
تمام مخصوص اند فطوبی لمن جمع بین المرتبة القطبیة والفردیة کجنید البغدادی سید

الطائفة جنید [illegible] عنه واین نسبت فردیت او بلا شیخ محمد وهد [illegible] اصالت [illegible] پیر او در تحصیل نسبت
قطبیه شیخ سری سقطی است رضی الله تعالی عنهم و سید الطایفه نسبت قطبیه را در جنب نسبت
فردیه فراموش کرده میگوید مردم میدانند که من مرید سری ام من مرید محمد قصاب ام بر اصل آن
سخن رویم و گوئیم که در قران الفاظ ماضی و استقبال برای آنست که جمیع ازمنه ازلیه و ابدیه از
بظهور امده اند بعضی ازان بماضی تعلق دارند و بعضی دیگر بحال و بعضی اخر باستقبال و او شامل
کل است پس مضی و استقبال نسبت بقران نباشد بلکه به نسبت بعضی ازمنه باشد که قران شامل
است بران مثلا شخصی از احوال گذشته خود تعبیر بماضی می کند پس ان ماضویه نسبت
بزمان حال آن شخص است نه به نسبت آن شخص و شخص جامع جمیع ازمنه است والله سبحانه اعلم
بالصواب الملهم بطریق السداد والله یحق الحق وهو یهدی السبیل پس مصدق قران بطابع
الحکام بر طبق آن مصدق جمیع کتب سماوی است و حاوی کمالات جمیع شرایع انبیا صلوات
الله تعالی وسلامه علیهم اجمعین و مکذب این کلام الله مکذب جمیع کتب منزله است و عدم اتیان
بموجب این شریعت مستلزم حرمان عظیم است ه

محمد عربی کابروی هر دو سرا است	کسی که خاک درش نیست خاک بر سر او

انتهی **قال** این کلمات بقصد استفسار و استکشاف حال و دفع تالم عارض جان و تسکین
حرقت صدر نوشته شد و قصد ان داشت که چیزی بنویسد و بالزام نفس خود و افحام راضی
باشد اصل غرض نصیحت و خیر خواهی و کشف حال است که الدین النصیحة این را در چند مجلس
املا نموده و هر بار استخاره بجناب حق و استعاذه از شر نفس و شیطان و تبری از حول و قوت
بمبالغه اکید و الحاح تمام می نمودم نوشت امید که معذور باشد بلکه ماجور گردد **اقول**
تحریری که بقصد استفسار و استکشاف حال نمیباشد [illegible] ان اطالت و دراز نفسی روا ندارند نیست
ست که انچه گفته شد بطور الزام است و نقض و ابرام ه

ما را بغمزه کشت و [illegible] بهانه ساخت	خود سوی ما ندید و حیا را بهانه ساخت

دستے بدوش غیر نهاد از ره کرم	مارا چو دید لغزشش پار ابهانه ساخت

چون حضرت مجدد رحمة الله علیه حکم فرموده اند تا اوقات خود با جو به هیچ امور ضائع نکرده شود و نیز به خیال حضرت معترض زینهار دل متوجه بتحریر بابه الانکشاف نمی شد مگر چون درین زمان بعضے اعیان بطور مدعی سست گواه چست متمسک باین خدشات بودند بطور صلح کل که آب و گلم را بان خمیر نموده اند قلم بر داشتم و بر سبب ایشم گوته نظران اصلا متوجه نشده بدفع اصل خدشات سطرے چند بر نگاشتیم درین مقام اشعارے چند در ترغیب صلح کل از خوان یغما گذارش میرود

مثنوی

ر... زلالان ناخوش است	... نسبت طبعی بعالم دلکش است
شعلهٔ الفت چراغ سینه ها است	صیقل زنگ رخ آئینه ها است
نسبت درجاے که رنگ اتحاد	جلوهٔ از گلشن معنی کشادیا
نقش جمعیت تسلی مایه ایست	بال هر خفاش تجلی سایه ایست
پرده بیگانگی غفلت نوا است	از بم و زیر مخالف پر صدا است
صلح کل آئینه عرفان بود	بلکه نور عارض ایمان بود
از بهارش رونق بستان ما	زد بود نسبت از بهار جان ما
کین خمیر آب و نار و باد و خاک	گر نه گردیدے جلا زان نور پاک
کے شدے شوخی نما حسن وجود	کے شدے حیرت فزا نور شهود
یافت از موج نسیم امتزاج	نقش این ایجاد در رنگ مزاج
طبع وحشی آهوان را در خور است	خار این صحرا دماغ اخگر است
چون وجود خویش بینی در جهان	عشق تو پیدا به گرد از نهان
صلح کل زین جلوه الفت پرور است	... شوخی این جوهر است
تا نگردد رفع وضع انقلاب	کے به بینی روی او را بے نقاب

جان نگردد تا بدل وحدت خیال	تا نباشد در دوئی تغییر حال
کے بچشمانت تواند کرد گل	جلوهٔ طاؤس عجبی صلح کل

حکایت

اندرین[۵۱] کاشانهٔ کثرت اساس	بود از ارباب دل معنی شناس
از تقدس طبع او آئینہ خیز	وز صفا قدوسیان را آب ریز
وحدت[۵۲] ایجادی ز ہستی پرفشان	از صنم سوے حرم محمل کشان
مست جام ساقی آن بزم بود	تا ہزاران جلوہ در مستی نمود
نزد او شد بوالفضول خام کار	وحشت ایجاد طلسم اعتبار
از بہار معرفت رنگی نداشت	بلبل آسا شوق آہنگی نداشت
گفت کای فیض تو نور نثار دل	نوریان از پاکی طبعت خجل
یک نگاه لطف بر رویم بکن	دام چین[۵۳] و صید آہویم بکن
کین دل از نیرنگ دنیا مایل است	از دم اعجاز کیشان غافل است
در جوابش گفت کاے محو ہوس	مرغ[۵۴] بال افشان کے اید در قفس
کین قفس بستان اہل دل بود	کے از و طبع ہوا مایل بود
کے ز وحشت آہوان اید بدام	گے بود اہل ہوس از بند دام
چون شنید این نکتہ شورش خیز شد	از تمنا اضطراب انگیز شد

[illegible]

[۵۱] بوالہوسے نزد عارف آگاه در آمد و استدعای بیعت نمود عارف ابا کرد چون استعدادش لاحظہ فرمود گفت کہ در فلان گلشن برو و درختانش را بسوز و پیر و باغبان را بزن بوالہوس چون شنید سہل دانست در آن گلشن رفتہ درختانش سوخت و باغبان را بسیار زخم کرد باغبان بر پاے او افتاد و گفت کہ گلشن را سوختی و مرا زدی تکاسل بجلال تو ہویدا است امروز بیلام تا دست و پایت سالم و خیا نتش کنم اباً نمود و مراجعت جانب عارف این داستان بیان کرد عارف گفت مرد چون حلم شعار و وار بیعت تو قبول کنم ورنہ بوالہوسی بگذار و راه خویش گرفت [۵۲] قولہ وحدت یعنی دست آنکہ وحدت ایجاد یعنی

گفت شیخ صید داست گشته ام / بهر تسخیر تو رامت گشته ام
آتشے از الفت افروختم / خرمن حرص وهوا را سوختم
هرچه فرمائے بجان آماده ام / شعله سان در پیش تو استاده ام
چون به پیش اهل دل این قصه راند / مرد دانا اندکے خاموش ماند
گفت چون باد اندرین گلشن خرام / مردکے باشد در انجا شاد کام
نورسان باغ او یکسر بسوز / در رگ هر گل چو برق آتش فروز
بعد ازان آن باغبان را چوب زن / تا شود فریاد و شورش فگن
رفت آن مردک بشوق امتثال / چون خزان بر گلشنش بکشاد بال
سرو در حیرت شد از نیرنگ او / بلبلان در ناله از آهنگ او
گل بحالش گر بهر خندی مے نمود / لاله از جان بعض خونابے کشود
یاسمن جیب دگر بسان چاک زد / صد طپش بعض خس وخاشاک زد
غنچه از زخم جگر جان خون نمود / سوسن از خاموشیش حیرت فزود
چون بباغش آتش افروزی نمود / بعض برق از هر رگ برگے کشود
جان بلبل غیرت فریاد شد / چون رگ گل ها طپش ایجاد شد
تا گلستان گشت نذر سوختن / آتش گل را نگشت افروختن
باغبان چون شعلهٔ خاموش بود / گر هزاران برق در آغوش بود
تا بحال او جفا کردار شد / بر تن او زخم ها گل بار شد
چون بشد فارغ ز حال باغبان / رفت بیرون از فضای گلستان
باغبان چون دید در پایش نهاد / گفت کای والا نفس قدسی نهاد
عرض تکلیف تو جانم را بسوخت / گرچه جان گلستانم را بسوخت

۱۵۱ قوله گفت الخ خلاصه این سه شعر این است که آن عارف عبد ناتال فرمود که درین باغ شخصے خوش حال باشد تو در ان باغ برو

گر بفر سودای[۱] بجان می سوختم | شعله در دامان گل افروختم

چون بکروی در گلستان ترکتاز | اندکی سستی بحالت گشت باز

رونق باغ و بهارم بوده | نور چشم انتظارم بوده

اندکی آرام کن در خانه ام | غیرت فردوس کن کاشانه ام

دید چون آن وحش خونخوار او | میکند دام[۲] و مش نخچیر او

وضع او کردش بدل عبرت خیال | گفت کای جان تو شد نذر وبال

جور من[۳] بروی و جان بازی مکن | بگذر از ما و فسون سازی مکن

نزد آن صاحب دل آمد وقت شام | گفت آن افسانهٔ حیرت پیام

گفتش آن قدسی نفس کای دیوزاد | او مرید من بود فرخ[۴] نهاد

گر شوی تسلیم[۵] فطرت[۶] همچو او | رنگ تحقیق از ریاض من بجو

ورنه چون آهو ازین صحرا برم | وین هوا برروی گل ریزان بهم

چون شنید آن وحش خو این راز او | شد جنون خیزان چو آهو کو بکو

معنی بیگانگی شد آشکار | غفلت جان داشت انداز شکار

آکو دل عرفان که محو راز شد | گوش کوتا از حقیقت باز شد

قال وظن فقیر بشیخ جمیل است این مقدار که مرا بشما نسبت محبت و اتحاد است کم کسی را نخواهد بود صاحب کشف المحجوب در باب شیخ حسین بن منصور حلاج گفته است رحمه الله زیارت وی ار [illegible] دل من اما طریقش هیچ وجه مقبول نیست او کما قال و نزد این فقیر شما هم عزیزاید و هم طریقه شما این سخنان نه نسبت بحضرت سید کائنات صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم میگوئید اینها را تاب ندارد آنچه نسبت

۱ قوله بفر سودای الخ یعنی باغبان میفرماید که اگر مرا هم سوختن باغ من میفرمود بجان و دل می سوختم و اندکی دریغ نمیکردم و بدان که جان سوختن کنایه از رده شدن هم آمده است لیکن درین مقام این معنی ملحوظ نیست چه رضای خود در پیش آن ظالم واهی نماید و رعایت [illegible] آمده است ۲ قوله دشمن یعنی دام محض ۳ قوله جور من یعنی آن ظالم میگوید که بسبب توجه کرده ام و در حالت [illegible] و تواضع مرا عطا فسون نمی نماید پس [illegible] ۴

بحضرت مشایخ گفتند کہ تا وجہ آبرو داشتم آبرو داشت این کلمات از طاقت حال این فقیر بیرون است **اقول** چرا ظن جمیل و محبت نباشد چرا حضرت مجدد و طریقۂ ایشان عزیز نداشتہ شود کہ از زبان حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اثبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ اند ازین جاست کہ مجددیان عموماً و فقیر خصوصاً بحضرت شیخ راسخ الاعتقاد می باشیم ہمانا شکی نیست کہ شیخ تراجم احادیث و سیر کہ بزبان فارسی نمودہ ازین کتب بچشم ہندیان نوری و در دل شان سرورے پیدا شدہ اگرچہ برخے از طائفۂ علیۂ مجددیہ مثل حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی و حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ دہلوی و قاضی ثناء اللہ پانی پتی در تنقید احادیث و وسعت علم و قوت تحریر و تقریر از حضرت شیخ تقدم بالشرف می داشتند با این حضرت شیخ را بر ایشان تقدم بالزمان مسلم است

برہمن می شدم گر این قدر زناری بستم	کمر در خدمتت عمریست می بندم چہ شد قدرم

اما انتساب سوء ادب مبنی است بر فہم کلام تصوف و اصطلاح متصوفین حضرت خواجہ محمد پارسا در تحقیقات می فرماید باز این طایفہ منصورہ را اصطلاحاتے است مشہورہ فی ما بینہم کہ بان متفرد اند و عبارتے است و کلماتی است متداولہ بینہم در اثناء محاورات ایشان با یکدیگر علی ان مضمون ما یتضمن تلک العبارات والکلمات وکنہ حقائقہا لا یدخل تحت الاشارۃ فضلا عن الکشف بالعبارات فان مکاشفات القلوب ومشاہدات الاسرار لا یمکن العبارۃ عنہا علی التحقیق ولا یعرف الامن نازل تلک الاحوال وحل علوم تلک المقامات علوم این طائفہ علوم الاحوال بود و احوال مواریث اعمال است و کسی از علوم احوال میراث برد کہ اعمال را درست کردہ باشد و بحق آن قیام نمودہ **قال** و ہمیشہ دعای این فقیر در خلوت و جلوت بعد از صلوۃ و سایر اوقات این بود و ہست اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ اللہم اجب وبعد ازان کہ اوازہ کمالات شما در میان است ان نیز میگویم خداوند این مرد از کمالات خود این چنین خبر می دہد اگر صادق است ما را دلیل صدق و حقانیت او الہام فرمایا او را تصرفے در ما پیدا آید کہ رفع شبہہ و التباس کند و اگر چنین نیست او را بر سر

انصاف آرد ازین روش باز دارد اقول مجیب الدعوات بفضل خود دعاے حضرت معترض علیہ الرحمہ را بدر وہ اجابت مقرون داشت و غشاوت بشری از ایشان زائل شد در واقعہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم را دیدہ کہ میفرمایند ہر کہ اخلاص بما دارد با ایشان نیز داشتہ باشد و بشارت بحضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرمود و کیفیت رجوع بہ تفصیل در مقدمہ مذکور شدہ ۵

نقصان ز قابل است وگرنہ علے الدوام		فیض سعادتش ہمہ کس را برابر است

قال یکبارے شنیدہ شد کہ نسبت بہ فقیر این آیہ خواندند وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ اقول اولا مردمان سخنان از کجا تا بکجا می رسانند کدامی خود غرض بامید اشتعال طبع حضرت معترض این خبر بخدمت وی رسانیدہ باشد پس لایق اعتماد نباشد ثانیا ہر گاہ ہوا خواہان حضرت معترض بمجالس ہا بحضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کیفیت شکایت معروض داشتہ باشند حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بطور اقتباس این آیت را تلاوت فرمودہ باشد پس غور فرمودنیست کہ بدایت از کیست ہر گاہ بدایت از حضرت معترض است پس محل رنجش نباشد ۵

	چو تیر انداختی بر روے دشمن		حذر کن کاندر اما جش نشستی	

قال التماس انست کہ اگر این طریق کہ مردم دست آویز انکار شما ساختہ اند ترک دہید و اعلام تائید دوستان ہمہ در ربقہ طاعت و انقیاد بلکہ دشمنان نیز براہ محبت و اعتقاد آیند اقول ۵

اکنون کہ گفتہ نظرے ہست باشنش		ای روزگار فرصتے اے مرگ مہلتے

ای برادر درین باب چہ گفتہ شود کہ انکار بزرگان دین از قدیم الایام جاری است امرے محدث نیست نمی بینی کہ علامہ ابو الفرج ابن جوزی کہ از کبراے محدثین و نقادان حدیث است و در تصانیف ید طولانی دارد و ترا۔ جم و طبقات محدثین از مدائح او مالا مال ہست چہ قدر منکر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بود چنانچہ خود حضرت معترض در رسالہ

انکار علامہ ابن جوزی بر حضرت غوث پاک رضی

تحصيل التعرف في معرفة الفقه والتصوف مے طرازد كان ابن الجوزی[سله] فی زمن سيدنا
ومولانا القطب الربانی والغوث الصمدانی الشيخ محی الدين عبد القادر الجيلانی وكان
يسلك معه رضی الله عنه طريقة الاجتناب والاستنكار محروماً عن بركات محبته وحسن عقيدته
بآنكه ابن جوزی بپاداش انكار با وصف رفعت پایه تا مدت پنجسال مسجون شد مگر انكارش از
تلبيس ابليس توان سنجيد تقشعر[ٮله] منه جلود الذين يخشون ربهم ابن جوزی اگرچه بظاهر
عذر می آرد كه انا لم نقصد[سله] ببيان غلط الغالط الا تنزيه الشريعة والغيرة عليها من الدخل
وما علينا من القائل والفاعل وانما نؤدی بذلك امانة العلم وما زال العلماء يبين
كل منهم غلط صاحبه قصد البيان الحق ولاظهار عيب الغالط ولا اعتبار بقول جاهل يقول
كيف ترد على فلان الزاهد المتبرك به لان الانقياد انما يكون الى ما جاءت به الشريعة لا الی الاشخاص
مگر اگر بر جوش كلامش نظرے انداخته شود عيان خواهد شد كه اين مقتضائے جبلت وی بود
چنانچه در رساله تحصيل التعرف مذكور است والظاهر من حاله ان هذا تلبيس منه وهو قائم
دائم على الانكار وتطريزه كتبه بكلامهم انما هو لاستيفاء غرضه باتمام تصانيفه
وجائے دران رساله مذكور است ورئيسهم ومقدمهم واشدهم فی الانكار ابو الفرج بن
جوزی رجلٌ من اعيان العلماء والمحدثين وتكلم فيهم وافضح هذا القوم وانكر عليهم اشد
انكار فی شدة وخشونة وصنف فی ذلك تصنيفاً سماه تلبيس ابليس فذكر فيه مداخل
الشيطان فی الناس والتی انفظام السنة عموماً وفی هذا القوم خصوصاً ذكرها عافانا الله تعالى من ذلك

[سله] ابن جوزی معاصر حضرت غوث پاک بود و با وی مخالفت داشت و از محبت و حسن عقیدت وی محروم بود ابن جوزی از
کبار محدثین و واعظین بود در وعظ وی یک لک مردم جمع شده اند که دران سلاطین و وزراء و امراء بودند هزار جلد کتاب از
دست خود نگاشته و لک مردمان بر دست وی توبه کردند و بست هزار مردم ایمان آوردند در ۵۹۵ ہجری از قید خانه واسط
خلاص یافت و در بغداد بروز جمعه دوازدهم رمضان ۵۹۷ ہجری قضا کرد ۱۲ [سله] راست می شود از آن جوی کسانیکه از خدائے
خود مے ترسند ۱۲ [سله] یعنی آنچه غلطی غلط کنندگان بیان کرده ام از آن صرف همین مقصود است که شریعت را پاک کنم و کسے

چون بعض ارباب علم بدام غشاوت بشری گرفتار آمده مضامین عبارت نافهمیده بتالب
تاراست در آوردند پس تصور صوفی چیست ؎

هرچه هست از قامت ناسازی اندام ماست ۔۔۔ ورنه تشریف تو بر بالای کس کوتاه نیست

بحاشیهٔ خیال طایفه صوفیه نمیرسد که مردمان حلقهٔ طاعت و انقیاد بگوش نهند بلکه ایشان
بجا الکن انا باد ابی دور از مردمان نفور سے باشند و انکار منکرین را اصلا بخیال نیارند ازین
جاست که توفیق ایزدی بجوش آمده متکفل حال ایشان می باشد بنگرید که شور و شغب ابن
جوزی حضری در عظمت و جلال حضرت غوث الاعظم نرسانید و دامن پاکش بهیچ ملوث
نگردانید بلکه خود ابن جوزی بمکافات آن روی سجن دید و مطعون و ملام گردید همچنین نسیم
توفیق ایزدی غبارے که در دیدہ حضرت معترض بود در ادنی تحریک واهتزاز زدود و سینه و
چشم را صاف و پاک نموده عقیدت بر عقیدت افزود تا انکه از احفاد حضرت معترض حضرت
حافظ محمد حسن قدس سره داخل طریقه علیه نقشبندیه شده بعالمے از توجه خود فیض رسانیدند
و جهانیان را بآب پاشی انوار و برکات سیراب گردانیدند منقول است که چون ایشان خدمت
عروة الوثقی حضرت خواجه محمد معصوم رحمة الله برای حصول برکات طریقهٔ مجددیه حاضر شدند
حضرت خواجه استفسار فرمودند که به اقرار آمدید یا انکار ایشان از غایت انفعال سر در پیش نهاد
و زبان معذرت کشاده عرض داشتند بل برای استغفار حضرت شیخ محمد احسان ابن حافظ محمد
محسن رحمة الله علیه در عنفوان شباب انحرافی از طریقه مجددیه داشتند اخر الامر مشرشده بدست
حضرت مرزا جانجانان قدس سره بشرف توبه و ارادت فایز شده بدرجات علیا رسیدند

فَلْيَخْتِمْ هٰذَا التَّحْرِيرُ بِذِكْرِ هٰذَا التَّحْرِيرِ

عمر بگذشت و حدیث درد ما آخر نشد ۔۔۔ شب باخر شد کنون کوته کنم افسانه را

اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ

ضعف غالب شده از ناله فرو مانده دلم ۔۔۔ دگر از حال من او را که خبر خواهد کرد

مثنوی

هزاران شکر بر توفیق باری   که کردم ختمش از رنگین نگاری
بتحقیق مضامین نقش بستم   کز و رنگ تعصب را شکستم
مرا از شیخ نامی نیست پرخاش   شدم از لجۀ تحقیق در پاشش
(مهدی علی دهلوی)
ندارم همسری در پیشۀ او   به بینم آفتاب از شیشۀ او
دلم شیدائی معشوق بیانش   دماغم محو افسون زبانش
بتصنیفات خود قول بدیعش   باستدلال میدارم وقیعش
نمی کوشم بتغلیط کلامش   نه میجوشم برد و انتقامش
ولے باشد عجب کین شیخ ذی شان   تا سرار تصوف چشم پوشان
کمر بربست از کین خفائی   بتردید مجدد الف ثانی
ندیده اصطلاحات تصوف   تصوف را نبود از وی تعرف
دل او محو ایراد بشکایت   تصوف را نباشد زین حکایت
بے اول سببے او در رد ایراد   ولے آخر چو او را دیده بکشاد
عیان شد جوهر آئینۀ او   طپیده برق راز سینۀ او
بکرد از رد ایرادش رجوعے   نوشته نامه از عجزے خضوعے
که مارا شد نصیب از فکر عالے   بتحریرات او رنگین خیالے
نه بینم در نکات شان خلافے   تفهم در کلام شان گزافے
کنون این سینه ام بسیار صافست   مرا اصلا نه با وے اختلافست
بنور الحق چنان بنمود تحریر   بشود ر آب آن تقریر دلگیر
کردر ہر دو کلام شیخ احمد   بمکتوبے شده از من مقید
چو او خود از کلام خویش برگرد   زعاجز شد بجا گر رد او کرد
(شیخ مهدی علی)

۳۲۱

مرا نیروے صحبت میشود چست | دلیل من قوی برهان او ست
با پیر اویش مرا تردید زیباست | که جان بر خانمانش محو شید است
دل من مستفید خاندانش | خیالم مستفید دودمانش
بدنیا گرچه جانم بست باشد | بمهر او دلم سرمست باشد
اگر روز است جولانم بسویش | دگر شب هست جانم محو رویش
بدل شوقست تا از مرشد انم | بهمدم رنگ فیض از داستانم
نخستین پیر من اشرف علی هست | کز ان در خاطرم کشف جلی هست
ز سعد الله دل از نکته آموز | بهر راز خفی شد فیض اندوز

سال ۵۱ قدوهٔ ارباب تفرید صاحب کشف خفی و جلی حضرت مولانا مولوی میر اشرف علی صاحب ابن حضرت مولوی میر سلطان علی صاحب جامع علوم ظاهر و باطن بودند در فن ادب و تصوف و حدیث و اسماء الرجال و فقه ید طولانی داشتند چون میر سلطان علی صاحب در بعضی از لوازم شیوهٔ سلطان رئیس کرنانک بودند حضرت میر اشرف علی صاحب در فن سپه گری نظیر خود نداشتند آخر الامر دنیا را گذاشته سرمایهٔ دنیاوی بحجهٔ پیر مرشد خود صرف فرمودند و بکمال توکل سرگرم افادت بودند و مسائل ببنیات فرمودند و بتحقیق پیوسته که حضرت ایشان را درک ادنی ... مایه هیچ با اتفاق خورد و نوش نیفتاده بگر هیچ کس با تو چیزی نمی شد از کسب خود آنچه حاصل میشد بصرف فتوحی آوردند و همواره بارشاد طالبان مصروف می بودند نواب افضل الدوله بهادر که سخاوت و فقرا نوازی طینت و جبلت داشتند چندبار اشتیاق ملاقات ظاهر کردند مگر حضرت ایشان بر جادهٔ توکل مستقیم بوده از ملاقات انکار نمودند مصارف خانقاه و طلبا که سوا از صد بود حق تعالی جل شانه از خزانهٔ غیب خود کفالت آن می نمود. حضرت ایشان شهرت را لی پسندیدند و همواره بکتمان اسرار میکوشیدند روزی ایامیکه در شهر حیدرآباد از ... بود و مردمان تلف می شدند فقیر بخدمت حضرت ایشان رسید ارشاد فرمودند که این وقت بر چهرهٔ ایشان پریشانی های دایم. عرض کردم که اینچنین ایام عارضهٔ وبای شایع است حضرت را معلوم هست از یکی توجه فرمودند تمامی پریشانی دل زائل گشت بعد از ان تبسم فرموده از پریشانی دل استفسار ساختند عرض کردم که مادیکه هیچ وجه قلب را تسکین حاصل است ... پریشانی نیست حضرت ایشان روزی از فقیر فرمودند که هیچ کار بدون استقامت و اجازت حضرت شاه سعید الله صاحب تکم عالی بیعت حضرت مشرف شده کامیاب تا تاریخ ۱۱ ذیقعده روز جمعه سنه هجری واصل بحق می شدند و گنبد حضرت شاه سعدالله صاحب ... مدفون گردیدند تاریخ انتقال از مولوی غلام حسین صاحب ... تعبت ... این اقتباس است از اینکه از زبان حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه بعد رحلت سرور عالم صلی الله علیه وسلم برآمده بود دو تاریخ است که در زبان گفته اند نیز چنین گفته شد شیخ الطریقه سید علی اشرف علی ... الالطاف والاکرام و الخلق العظیم و هو خلیف علیم ... فی تاریخه ... حسن فی ... از مولوی عبد الکریم صاحب آکا ... نایب منتاد سعد الله شاه نقشبندیه رفت این دار فنا چون پیر گشت ... سال وصالش ... سید اشرف علی شد ... سال ۵۲ حضرت شاه سعدالله صاحب قدس سره ساکن ... بعد تحصیل علوم ظاهری ... بخدمت مرشد خود در خانقاه ... بعد حصول ... خلافت حج و زیارت حرمین شریفین مشرف شده ... حضرت ایشان ... حیدرآباد ... علما و فضلا و اعالی ... بر دست حق پرست حضرت ممدوح ... بیعت ... نقشبندیه ... مشرف ... کردند نواب ... الدوله بهادر ... آن ...

زعبد اللہ دل او گشت رنگین	زمرزا مظہر او اموخت آئین
دلش پر نور از نور محمد	زمحسن بود او را اسم احمد
زسیف الدین او را آب و تابے	کہ بود او معرفت را آفتابے

۵۱ حضرت مرزا مظہر جان جانان از سادات عظام علوی بودہ اند آبا و اجداد حضرت ایشان از امرای نامدار پادشاہی بودہ اند قرابت
بہ سلاطین تیموریہ داشتند حضرت ایشان میل بہ شعر فرمودند و مشغول بہ آن گشتند در نظم فارسی دارید و استاد زمانہ بودند چنانچہ دیوان
فارسی ایشان مشہور است در علوم ظاہری و سلوک دستگاہی داشتند کہ علمای عصر مثل قاضی ثناء اللہ پانی پتی و غلام یحیی بہاری و مولوی محمد نعیم بہرایچی و
حضرت شاہ غلام علی شاہ مجددی و صاحب سعادت مریدان حضرت ایشان بودند چون مولانا بحر العلوم لکھنوی بدہلی تشریف آوردند یکجا مسجد شاہ جہانی حضرت
ایشان را ملاقات کردند از مقام محمود ہمہ را دیدہ بودند حضرت مرزا صاحب لب شکایت کشادند مولانا فخر الدین اورنگ آبادی کہ از مشاہیر وقت بودہ بودند
در کوچہ حضرت مرزا صاحب بدہلی اختیار کردہ شرف ملازمت حاصل شد حضرت مرزا صاحب مرتاض و صاحب حسن بودند طبع ظرافت داشتند چنانچہ دیوان
ایشان حکایات مشہور است چون در آن ایام در دہلی سلطنت اسلامی رو بزوال آوردہ بود و فرقہ شیعہ غلو تمام پیدا کردہ بود بعضے کسان ازین
طایفہ بر قتل حضرت مرزا و مولانا فخر الدین چشتی و شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کہ در آن وقت ہمین چہار تن از مشاہیر علما و عرفا بودند
کمر ہمت بربستند چون حضرت مرزا مرد فقیر بودند کہ قتل حضرت ایشان آسان تر بود این گروہ ناحق پژوہ شب ہفتم محرم بخدمت حضرت ایشان
رسیدہ قرابین سر کردند گولہ بر سینہ رسید از این زخم کاری بہ ہفتم محرم روز جمعہ سنہ ۱۱۹۵ ہجری شربت شہادت چشیدند در عالم اضطراب این شعر خود
بر زبان شان بود **شعر** بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را چون شاہ عالم پادشاہ
دہلی اجبار کرد تا نشانے از قاتل بدہند بکمال استقلال ثابت قدمی پاسخش دادند کہ فقیر کشتہ راہ خدا است و قتل مردہ داخل فعل نیست اگر
سراغ قاتل ہم دست آید از سزایش دست بر داشتہ شود تاریخ انتقال ماش جیکامات شہیدا بر دروازہ حظیرہ مبارک کندہ است و این شعر ہم
حسب حال کندہ است **شعر** بلوح تربت من یافتند از غیب تحریری کہ این مقتول را جز بیگناہی نیست تقصیرے ۔ آنچہ بعضے
کسان در تذکرہ آب حیات می نویسند کہ کدام سنی از ین وجہ شہید کرد کہ اکثر اشعار حضرت مرزا در مدح جناب امیر علیہ السلام موزون می فرمودند
از اغلاط عوام است از شعرای سینان آنچہ اشعار مناقب جناب امیر علیہ السلام مشہور است آن قدر از حضرت مرزا دریافتہ نمی شود در آب
حیات صرف دو شعر در مدح جناب امیر علیہ السلام نگاشتہ شدہ پس ہیچ جرم را کسے باور ندارد خصوصاً در فتنہ مدح جناب امیر علیہ السلام داخل جبر
سینان بودہ باشد و حضرت مرزا نسباً علوی باشند نتیجہ انتساب این حکایت قبول تسلیم قدرت امر نمودہ شد بر قدر تسلیم در سنیت حکیم مذکور
حمل کلام است رفیع سودا گوید ۔ مرزا کا ہوا جو قاتل اک مرتد شوم ۔ اور آگئی ہوئی خبر شہادت کی عموم ۔ تاریخ زروی درد یہ سن کے کہی ۔
سودا نے کہ ہای جان جانان مظلوم ۔ و این فقیر چند بار بزیارت مزار حضرت مرزا مشرف شدہ است ۵۲ سید محمد بدایونی عالم بودند بعلم
صرف و نحو و منطق و معانی و حدیث و تفسیر علوم شریعت طریقت اسرار حقیقت و معرفت خرقہ فقر و اجازت از شیخ سیف الدین بن محمد معصوم
بن شیخ احمد مجدد پوشیدند و از حافظ محمد محسن و دیگر خلفای معصومی نیز بہرہ کامل حاصل کردند و بمدارج بلند رسیدند و استغراق کامل و جذب قوی داشتند
دوازدہ سال در حالت سکر و مدہوشی گذرانیدند و اتباع سنت بجا می داشتند کہ یکبار بخانہ صاحبزادہ پائے چپ پیش آمد راست داخل نہ بستہ بازگشتہ اندر دادند و ازین
لغزش تا سہ روز انقباض حال دربر داشتند آمد و قوت چند روزہ بیک وقت بہ یک مبارک تناول می کردند نگاہ میداشتند و بوقت شدت جوع پارہ از آن
نان خشک بتناول می بردند از کثرت مراقبہ پشت مبارک خم شدہ بود و از تحیر استغراق حال و جذب کلی میکردند اوقات کتاب ۔ اہل دنیا را بعاریت نمی گرفتند
تا سہ روز بعد آن ہم نہ پرداختند و می فرمودند کہ ظلمت دنیا داران بدین کتاب مانند ظلمات پیچیدہ است و این تصرفات قوی می داشتند و برائے
آن ... صاحب نقصان توجہ از دل بیگانہ شدند و در چند سفر مودند بوعرج تاریخ یازدہم ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۶ ہجری انتقال فرمودند ۵۳ حافظ محمد

رموز از خواجه معصوم آموخت ‌‌ هزاران گنج فیض قدس اندوخت

دلش بگرفت نور جاودانی ‌‌ ز مشکوة مجدد الف ثانی

دماغش مست خم عبد باقی ‌‌ دل او باده نوش جام ساقی

دل از امکنگی او میداشت پرنور ‌‌ زبان مشعل نمای شعلهٔ طور

ز درویش محمد اقتباسش ‌‌ ز وحدت بود در دل اقتباسش

محمد زاهدش میکرد تعلیم ‌‌ بجانش از عبید الله تفهیم

دل از یعقوب چرخی فیض میداشت ‌‌ ز اسرار تقدس تخم میکاشت

علاؤ الدین بجانش آب میداد ‌‌ که باغ بیخبران شد ز نسبت ایجاد

بهاؤ الدین بجانش نقش می‌بست ‌‌ دلش از خم وحدت بود سرمست

ز مشکوة دل سید امیرش ‌‌ فروزان بود انوار ضمیرش

ز بابا سماسی بوی نور ‌‌ دلش از فیض عرفان بود مسرور

بنوران علی شمع عزیزان ‌‌ دلش پروانه آسا شعله ریزان

درخشد رازهائی خواجه محمود ‌‌ بجانش صد هزار آئینه بنمود

ضمیر او ز نور خواجه عارف ‌‌ عیان میداشت اسرار و معارف

ز عبد الخالق او آموخت اسرار ‌‌ درخشانید از دل برق انوار

به یوسف جان زلیخا وار میداشت ‌‌ ز عشقش سینه آتش زار میداشت

فروغ بو علی جانش برافروخت ‌‌ دلش از بو الحسن سرمایه اندوخت

ز مصباح ضمیر پیر بسطام ‌‌ هزاران داشت اسرار سرانجام

چو نور جعفر صادق طلبان شد ‌‌ ز طبعش مرغ هستی پرفشان شد

ز اشراقات قاسم بن محمد ‌‌ درخشید از دلش انوار احمد

به تنویرات سلمان داشت اشراق ‌‌ دل از اقتباس فیض اطلاق

ز خورشید دل صدیق اکبر ‌‌ دل او بود دائم نور پرور

محمد سرور اولاد آدم ‌‌ منور شد ز فیضش چشم عالم

دلش تابنده از نور الهی ٭	کزو تابان بنسبت از مه تا ماہی ٭
ازین پیران دلم را آب و تاب است	فروغم شکل روی آفتاب است
خداوندا دلم پر نور گردان	نظر محو چراغ طور گردان
گره بکشا ز کار بستهٔ من ٭	شفائے ده بجان خستهٔ من
ز ضعف و کاہلی بے دست و پایم	درین بے دست و پائے ده شفایم
بغفلت مگذران عمرم شب و روز	بجانم شمع آگاہی بر افروز
ز خواب غفلتم بیدار سے ده	ازین بدمستیم ہشیاری ده
سرے ده کاندرو باشد ہوایت	دلے ده کاندرو نبود سوایت
بده چشمے که گریان تو باشد	بده آن دل که بریان تو باشد
بنه در سینه ام از عشق داغے	ازین آتش بیفروزم چراغے
به آهِ عاجز خسته افسرده	نہال آرزویش را ثمر ده

تمت

الحمد لله علی احسانه و نواله که درین زمان فرخی اقتران کتاب مستطاب
فیض انتسا افضل الفضلا اکمل الکملا عالم علمی بتحریر لوذعی جناب مولانا مولوی
محمد وکیل احمد صاحب سکندرپوری نقشبندی مجددی سلمه الولی از اہتمام
احقر الانام محمد عبد الاحد عفا الله الصمد بماه شعبان المعظم سنه ۱۳۱۱ در مطبع مجتبائی دہلی طبع گردید

فہرست کتاب مستطاب ہدیہ مجددیہ از تصانیف جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندر پوری نقشبندی مجددی رفع اللہ تعالی مقامہ

تمام شد

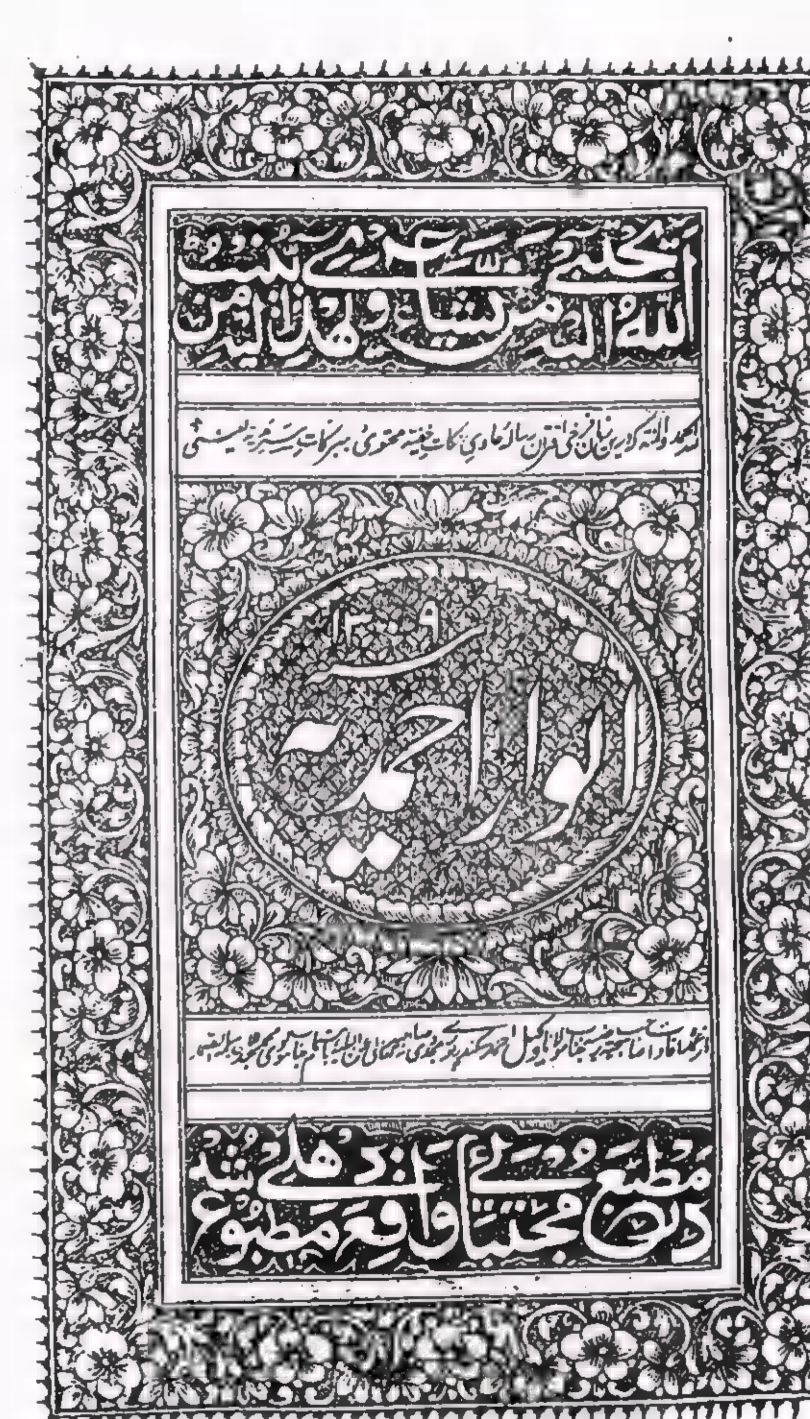

الله يجتبي اليه من يشاء ويهدي اليه من ينيب
١٣٠٩
انوار احمديه
در مطبع مجتبائی واقع دهلی مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مر واحدی را سزد کہ وجود را آئینہ تجلیات ساختہ و شہود را در دیدۂ بصیرت از قیود
تعینات پرداختہ وجود را در مقامات تجلیات ذات او بار نیست و شہود را
در آئینۂ تعینات او سروکاری صفاتش عین ذات است مگر از حیثیات تعینات
اتصافش بذات مبدع کائنات است مگر نہ در مقام ذات و نعت مر رسولی را
زیبد کہ شاہد حقیقت محمدی را حلیہ محبوبیت و محبیت پوشانیدہ و آزافق حقیقت
احمدی انوار ذات بیچونی درخشانیدہ شہباز فضای مشرقین و مغربین چلہ نشین
قاب قوسین سید اولاد آدم اصل وجود فرع عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
اما بعد میگوید فقیر **وکیل احمد نقشبندی مجددی** عفاعنہ
ربہ بلطفہ السرمدی کہ چون طبیعت مردم از جوہر شناسی حقائق و معارف سادہ میباشد
بعض احیان بدام مکر شیطانی افتادہ بناخن لدد و عناد و شورش و فساد دل اہل اللہ را
کہ مرجع کمالات صوری و معنوی باشند می خراشند از ین جا است گجراتی عبث
در انکار کلام معارف نظام سلطان طریقت برہان حقیقت کاشف اسرار
سبع مثانی بحر مواج ہمہ دانی شمع بزم عرفانی مقتدای ارباب معانی امام ربانی

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ الروحانی افتادہ لب ودہان را بہ کلمات مزخرفات از سب وشتم کشادہ باآنکہ او را ادراکی کجاست کہ بال طرانی در ہوائے نکاتش بزند وقوت تخیل کو کہ در حول کعبہ مضامینش طوافی کند زنگار جہالت آئینہ خیالش را نہ چنان مظلم کردہ است کہ غیر ضلالت وگمراہی حرفی برزبانش آید ودا رعضال جہل مرکب نہ بوجہی اورا از گلشن ہدایت دور افگندہ کہ گاہے بکلمات حق ترنم نماید ع

آن مجدد کہ داشت احمد نام	آن نخنگ محیط بحر آشام
آسمانی است بر مہ وپروین	بوستانی است بر گل ونسرین
رحمت ایزدی بجانش باد	لعنت حق بدشمنانش باد
ہر کہ او دشمن خدا باشد	دشمن جملہ اولیا باشد

چون خود را دید کہ یاوہ گوئیش را از حرکات مجنونانہ انکار ند وسنجید کہ بیہودہ مقالاتش را مثل پرکاہ بمقابلہ کوہ شمارند از مکتوبات شریف عبارات چند را حسب فہم کاسد خود تعریب نمودہ با دہ ہزار روپیہ پیش سید محمد برزنجی فرستادہ کہ حسب مرام او جواب نگارد تا بذریعہ این تحریر دست آویزی شگرف بدست آید برزنجی این عطیہ را از مغتنمات انگاشتہ رسالہ قدح الزند بکمال جد وجہد نگاشتہ ودر توہین وتہجین وتکفیر حضرت ممدوح دقیقہ از دقائق فرو نگذاشتہ مگر قاضی ومفتی مدینہ طیبہ باوصف الحاح برزنجی بروراضی نگردیدند وازمہر ودستخط ابا ورزیدند پس برزنجی بمکہ معظمہ رسیدہ از مفتی وقاضی ودیگر علماء حرم محترم التجاء مہر ودستخط نمودہ مگر احدی از علماء مشار الیہم بالبنان بسوی او التفات نفرمودہ چارہ ناچار

از سو فہمان گر معرفتی و تہیرکی ندہ داشتہ اند آن رسالہ را حسب مرام خود بمجرد دستخط
مستجل گنانیدہ پیش گجراتی فرستادہ گجراتی ترجمہ شماتش نمودہ و اموری چند بر آن
افزودہ مکاشف الاسرار نامش نہادہ و درین رسالہ بادنی گرفتار و از عجز و زاری
بیزار بودہ زبان تعنت بر حضرت امام ربانی کشودہ و لب و دہان را بدشنام زشت
بتکفیر و تفسیق و اضلال آلودہ ہ

یارب چہ بلائی است کہ در مذہب خوبان ٭ دشنام حلال است و شکر خندہ حرام است

بخاری از انس و ابی ہریرہ روایت می کند اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عَنِ اللّٰہِ
تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْمُحَارَبَۃِ یعنی ہر کسی کہ اہانت ولی خدای عز و جل
کرد پس از وی تعالی جنگ کرد ابن حجر مکی در زواجر میفرماید این وعید شدید در حق
ربا خوار و معاندین اولیاء اللہ واقع است این چنین کس از فلاح محروم است بلکہ بر کفر
خواہد مرد قول زرکشی نیز چنین است در فتاوی بدیعی است کہ از استخفاف عالم زن
مطلقہ گردد گویا این را قائم مقام زوجیت گردانیدہ ہ

واعظ بدر میکدہ از پا سرکے در آمد ٭ بادردکشان ہر کہ در افتاد بر افتاد

ابن عساکر گوید کہ گوشت علما مسموم است و آنچہ عادت باری تعالی در باداش
منتقصین واقع است معلوم است کسی کہ نسبت عالم ارتکاب بی ادبی کند قبل موت
طعن قلب وی بمیرد پس کسانیکہ از حکم باری تعالی می ترسند باید کہ از فتنہ یا عذاب الیم خائف باشند

ہیچ قومی را خدا رسوا نکرد ٭ تا دل صاحب دلی نامد بدرد

قوت القلوب گفتہ ہر کہ منتقی و مقامی از مقامات عارفان را منکر شود
احسن حال او ضعف یقین است و بدترین احوال او کفر و نفاق و کینہ

عقوبت او حرمان وجد وفقدان شهود ه
ما آبگینه ایم شویم از شکست تیز ✤ آزار یابد آنکه بود در شکست ما
نقل است جوانی بر صوفیان انکار داشت روزی ذوالنون مصری انگشتری
خود را بوی داد که بر قلان نان بائی برده بیک دینار گرو کن چون نزد او رفت
بگرو نگرفت پیش شیخ آمد و ماجرا عرض کرد گفت پیش جوهری بر تا قیمت کند
جوهری هزار روپیه قیمت کرد شیخ گفت علم بحال صوفیان چون علم نان پز است
بدین انگشتری جوان انتباه گرفت و مخلص شد طرفه این است که این گجراتی
از عین عرفان هم خبر ندارد مگر خود را عارف می شمارد و با وصف آنکه بر اصطلاح صوفیه
صافیه قدس الله اسرارهم الوافیه اصلا آگاه نیست لیکن تحریر بیهودات مزخرفات
خویشتن را از متصوفین متالهین می انگارد و بنای تصوف بر تزکیه نفس نهاده
اند نه بر قیل و قال اساسش بر فنا و بقا و حضور قلب و تواضع و انکسار
داشته اند نه بر جنگ و جدال ه
تو نقش نقشبندان را چه دانی ✤ تو شکل و پیکر جان را چه دانی
گیاه سبز ماند قدر باران ✤ تو خشکی قدر باران را چه دانی
هنوز از کفر و ایمانت خبر نیست ✤ حقائقهای ایمان را چه دانی
از ملا عبد الرحمن جامی پرسیدند که سبب چیست که شما از تصوف کم میگوئید
بپاسخش گفتند این راه جستجو است نه راه گفتگو حضرت جنید فرموده این تصوف
بقیل و قال نگرفتیم و این علم را بجنگ و جدال بدست نیاورده ام بلکه از گرسنگی و
ترک دنیا و مجاهده یافته ام حق این است که قدر این گل ندانند تا آنکه بتویه

و این راه را نیابد تا آنکه نجوید ؎

قدر گل و مل باده پرستان دانند	نه خودمنشان و تنگ دستان دانند
از نقش توان بسوی بی نقش شدن	کین نقش غریب نقشبندان دانند

چون فقیر حقیر نقشبندی است و او را تا آنام کار و بار نیازمندی است ؎

از برای سجدهٔ عشق آستانی یافتم	سر زمینی بود منظور آسمانی یافتم

پس در خود یارای استماع اینچنین سخنان تضلیل و تکفیر نیافته ناچار قلم برداشتم و نگاشتم آنچه نگاشتم ؎

آزرده شد از چشم من آن شب کف پایت	ای وای کف پای ترا چشم رسیده است ؎

معهذا بحول الله و قوته مهما امکن توان خاطر را ضبط نمایم و زبان قلم را بتکفیر و تفسیق نیالایم

سینه ام کسب صفا از خاکساری میکند	از غبار آئینهٔ مشق بی غباری میکند

دعا کنم که حق تعالی جل شانه او را هدایت فرماید و راه راست برویش کشاید ؎

زین عشق بگوئیم صلح کل گردم	تو خصم کرده زاهد و ستی تماشا کن

و این رساله را به **انوار احمدیه** نامیدم و من الله التوفیق و بیده ازمة التحقیق

قبل از آنکه بازاحت هفوات گجراتی متوجه شدم بر رفع چند اشتباهات می پردازم تا طالب را اطمینان بدست آید **اشتباه** چون بزرگان دین را با خداوند سبحانه نسبت درست باشد و او را تعالی شانه برین طائفه عنایت خاص بود پس بجز النسبت ایشان بر السنهٔ عوام هر ناسزا جاری نماید **انتباه** این از اسرار غیب است هکذا یفعل باولیائه ولا یبالی لا یسئل عما یفعل وهم یسئلون نمی بینی که انبیاء مرسلین را علیهم السلام بجنون و سحر و کهانت نسبت نمودند و ملائکه

مقربین را بانواع اهانت یاد کردند سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ
وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ عزیزی از جفا را اعداء بدرگاه باری تعالی بنالید ورا گفتند
اَمَا تَرْضٰى اَنْ جَعَلْنَاكَ خَلِیْفَةَ الْاَنْبِیَاءِ علیهم السلام وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ
الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ
اشتباه در اظهار چنین مقالات شور انگیز مقتدایان دین را چه نفع است
در کتمان آنها کدام ضرر **انتباه** این بزرگواران درین گفتگو معذور اند
بلکه ماجور اند فَاِنَّهُمْ مُتَخَلِّقُوْنَ بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ وَاسْمُهٗ تَعَالٰى ظَاهِرٌ وَّبَاطِنٌ وَّكَلَامُهٗ سُبْحَانَهٗ بَیِّنٌ
وَّمُشْكِلٌ وَّمُتَشَابِهٌ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا لَیْسَ هٰذَا اَوَّلَ قَارُوْرَةٍ كُسِرَتْ فِی الْاِسْلَامِ
از بزرگان عظام و مشائخ کرام چنین کلمات این چنین شطحیات که بحسب ظاهر مخالفت
بشریعت غرا داشته باشد از اول تا آخر بظهور آمده است و اهل تعسف و تعنت ریزه
و هان در تشنیع و تقبیح آنها کوشیده اند و راه تاویل حسن آن مسدود ساخته بی تکلف
به تضلیل و تجهیل آنها جرات نموده اند در تکفیر شیخ ابوسعید ابوالخیر محضر نوشتند
و بر الحاد و زندقه معروف کرخی و ذوالنون مصری فتوی دادند و در رد مذهب
صوفیه علیه کتب و رسائل تصنیف نمودند و بعضی را از ضروریات دین متین شمرده هرجا
اشتهار دادند ابن جوزی که کتب تواریخ و طبقات محدثین از مدائح او الامال است
درین باب سالی نوشته از تلبیس ابلیس نام کرده در آن سر حلقه صوفیه کرام شیخ بایزید
بسطامی و عبدالله تستری و ابوبکر شبلی و امام غزالی علیهم الرحمه را نسبت بکفر کرده
و بر ولایت حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی علیه الرحمه انکار نموده **اشتباه**
چون آن جماعه متعدین زبانها بچنین کلمات ناشایسته دراز نمودند جزا بسزا رسیدند

وبعقوبت کردار خویش گرفتار نگشتند **انتباه** این مقام دم زدن نیست لیکن هذا
دار الجزاء وانما هو دار الابتلاء نوح علیه السلام را قریب هزار سال انذار رسانیدند
فلم یعجل بجزاء جرائمهم وشنائعهم **اشتباه** بعضی ازان جماعه بحسب صورت
بصلاح موصوف اند و در ظاهر بتعبد و تشرع معروف اند **انتباه** فرق خوارج هم
بصلاح و عبادت مشهور بودند معهذا بر امام برحق علی بن ابیطالب خروج نمودند و نائرهٔ
قتال و جدال برپا ساختند پس اینچنین صلاح باعث فلاح نخواهد بود **اشتباه** چون
آن جماعه کمر جرات بچنین باطل بستند چرا مردم دیگر که خود را از اهل حق می گفتند ممد و
معاون اینها گشتند و چون تقویت مفاسد اینها نمودند **انتباه** هذه ایضا سنة
الله التی قد خلت فی عباده الم تقرأ ان الذین جاءوا بالافک عصبة منکم لا تحسبوه شرا لکم
بل هو خیر لکم لکل امرء منهم ما اکتسب من الاثم والذی تولی کبره منهم له عذاب عظیم
بشنو بشنو طریقهٔ مرضیه و شیوهٔ پسندیده دانشوران عالی فطرت و ساکنان دار الحکمت است
که چون در کلام یکی از بزرگان دین و مقتدایان شرع متین بر حرفی اطلاع یابند که بحسب ظاهر
مخالف شریعت غرا باشد مهما امکن در توجیه و تاویل آن سعی نمایند و در اصلاح و تطبیق
آن بقوانین ملت بیضا حسب المقدور کوشش فرمایند اگر پی بمقصود نبرند تهمت بر فهم
قاصر و ادراک ناقص خویش نهند و سوء ادب را در حق اکابر راه ندهند قال العارف الشعرانی
فی الیواقیت اذا وجدت فی کلام احد من القوم ما یخالف ظاهره الکتاب والسنة
یجب علیک ان تنزله اولا علی سبعین محملا فبعد ذلک ترجع به علی قصور فهمک الکثیر
ازینجا بلندتر رو که قول ملٰئکه در جواب انی جاعل فی الارض خلیفة گفتند اتجعل فیها
من یفسد فیها و یسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک یاد کن ازینجا بالاتر

حرام و قول کلیم الله علیه السلام راکه در مناجات گفته اَتُهْلِکُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا اِنْ هِیَ
اِلَّا فِتْنَتُکَ برخوان از ینجا هم نظر را وسیع کن و قول خلیل الرحمان را علیه السلام که در جواب
مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یَا اِبْرٰهِیْمُ فرمود بَلْ فَعَلَهٗ کَبِیْرُهُمْ بنگر و برین هم قناعت مکن و حدیث
فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ وَضَحِكَ الرَّحْمٰنُ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ملاحظه نما و برین هم
اکتفا مکن و عینک دوربین بر چشم انصاف داشته کریمه ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ تلاوت فرما
پس چنانچه درین نصوص سلوک راه تاویل لازم است کلام مشائخ عظام را که نائبان
و وارثان انبیاء کرام اند علیهم الصلوة والتسلیمات نیز از ظاهر صرف نموده بر محامل حسن
فرود آر فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ حَاشَاهُمْ ثُمَّ حَاشَاهُمْ اَنْ یُّجَازِفُوْا فِیْ اَمْرِهِمْ
حریفان بزم قدم با همه دانی و آشنائی که به حفظ مراتب نتوانستند و سر یار را باغیار بر ملا گفتند
سببا آنا و جهش این ست که چون بمشاهدهٔ آفتاب جمال بیتاب گشته عنان اختیار دست
داد ند ساقی ازل از خمخانه محبت بکمال اخفاء و استتار جرعه هوش ربا در جام جان شان انداخته
ایشان را در خلوت گاه انس کشید پس در حالت سکر و بیخودی قدم ایشان لغزش نمود
و افتادگیها افتاد تا آنکه گستاخانه بر بساط قرب گفتند آنچه گفتند باز چون محبوب عشوه ساز کرشمه باز
جلوهٔ ناز در میان آورد و نقاب استغنا و کبریا بر روی انداخت پس بحر امواج مستی از تموج
باز ماند و زورق هستی ایشان را از عمان لاهوت بساحل ناسوت انداخت اینک
بزوال سکر و بیخودی آثار عبودیت و استار بشریت را دریافته و حقائق اشیا را
کماهی شناخته بلوازم بندگی و آداب سرافگندگی سُبْحَانَكَ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ بر زبان آوردند
کاهی نیاز هست وقتی ناز یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی
مشیر مقام اول ست و کریمه فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ مشیر مقام ثانی یکی

از ملوک پیشین بر توسن سپهر قرین بر سر مستی بگذشت مست گستاخانه بملک خطاب کرد و
گفت ای ملک این اسپ خود بمن بفروش ملک از راه وقار لب بجواب آن نگشود و چون
بدولت سرا رسید حکم داد تا آن مست را حاضر کردند همان مستی او پرواز کرده بود و آب سرخوشی
او بر خاک ریخته آداب بندگی بجا آورد و داد مدح و ثنا داد ملک پرسید که سمند باد پیمای
ما را میخری گفت شاها آنکه خریدار او بود ازینجا رخت بیرون کشید و آنکه حریف این گستاخی
بود مهرهٔ اقامت برچید اکنون که تواند چنین جرأت نمود و گلگون شاه را که تواند خرید
ملک بخندید و آن اسپ برق رفتار بوی بخشید جان برادر پارهٔ از تنگنای عقل بیرون
ای و اندکی از خودبینی و خویشتن پرستی پائی بیرون گذار تا بسر منزل مقصود رسی

قال بعضی ملحدان از معجزهٔ انبیاء و کرامت اولیاء منکر اند همچنین عقائد باطل این
قوم بسیار است اما در ملک هند در قصبهٔ سهرند از طائفهٔ مذکوره در وقت جهانگیر بادشاه
پیدا شده بود که دعوے اباطیل بسیاری نمود و لافهاے دروغ میزد که در آن ارشاد
انبیا هم سری ایشان بود و اهانت انبیاء و اولیاء و علمای فرمود و این همه مریدان خود
می نوشت چون بادشاه آنوقت بعضے ازین عقائد خبر یافت ریش او کندید و بر قلعه
گوالیار قید نمود **اقول** این چه طعنهٔ بے سروپا و افترای بے اصل است که بر فتراک
اهل الله بر بسته

خدا که خواری اهل وفا نخواسته باشد + چرا تو خواسته باشی خدا نخواسته باشد

سر حلقهٔ طائفهٔ علیهٔ مجددیه را از ملحدان منکرین معجزهٔ انبیاء و کرامات اولیاء گفتن و منسوب
بعقیدهٔ باطل نمودن اهل را در حرکت و اضطراب مے آرد

چون سقف همیشه جبینم زچین پر است + یعنی دلم ز دست تو ای نازنین پر است

بنشتم حقیقی بکردار این بدزبانی و دشنام دہی بسزایش رساند

تا حشم گر گشتہ از قتل من منکر مشو + خون چون من بیکسی خود قابل انکار نیست

واقعۂ جانگداز حبس چنان نیست کہ دین داری با آن ابتہاج و فرح ظاہر سازد انبیاء

اللہ از دست کفرہ چہا چہا روی مصائب دیدہ اند و اولیاء اللہ از فسقۂ فجرہ چہ قدر مرارت

اذیت چشیدہ اند بر سر حضرت یحیی و یوسف علیہما السلام چہ گذشت با حضرت عیسی چہ

معاملہ پیش آمد مگر تن بہ قضا دادند و لب بہ گلہ نہ کشادند

ای خوش آندم کہ من کشتہ بخون می گشتم + او زدہ تکیہ بشمشیر تماشا می کرد

چاک پیراہن یوسف کہ گلش تہمت بود + خندہ بر سستی تدبیر زلیخا میکرد

اصل واقعۂ تاریخی بہ پہلوی دیگر بیان کردن از بد دیانتی است تا مردمان را بغرہ بد و قلوب

صادقین و راسخین فی العلم را بدرد آرد

پا در حریم محفل دلہا شمردہ نہ + آہستہ باش تا نزنی شیشہا بہم

اصل واقعہ این است کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ در ابتداء اکثر احوال خود را بہ پیر خود می نوشتند

تا صحت و سقم احوال را معلوم کنند چنانچہ آداب پیری مریدی است کہ مرید ہر واقعہ و حالی کہ

برو ظاہر شود واجب است کہ بشیخ خود ظاہر کند تا بصحت و سقم مطلع شود و الا او را مرید خائن

میگویند کہ از ترقی بماند لہذا وقتی حضرت ایشان را عروجی شدہ بود و دران عروج از مقام

اولیاء و اصحاب گذشتہ بحضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ مراد خود را یافتند کیفیت این

احوال و عروج خود را بمرشد خود نوشتہ بودند قضا را این مکتوب بدست روافض افتاد و در آن

زمان وزیر و خادمان بادشاہ اکثر روافض بودند ہمین عروج ایشان را انگشت نما کردند و

شہرہ دادند کہ فلان شیخ خود را از صدیق اکبر بہتر گفتہ وزیران بنابر مصلحت خود بادشاہ را

در سکر حاصل پیدا شده در همین مستی این نوشته را بپادشاه عرض کردند و گفتند که شما اعتقاد دارید
از حضرت ابوبکر صدیق افضل الاولیا است لهذا حال شیخ احمد سرهندی خود را بر حضرت ابوبکر
افضل نوشته است ازین سخن بادشاه خفا شده برای تحقیق این سخن حضرت ایشان را از سرهند
طلبیده بحضور خود این واقعه را پرسید ایشان دیدند که بادشاه در سکر است حقائق و دقائق
سخن را نمی‌فهمد تنزل کرده جواب عامیانه قریب الفهم عام گفتند که من خود را بر سگ افضل نمیدانم
چگونه بر حضرت صدیق اکبر خود را افضل گویم اما چون حالی و عروجی تازه شده بود بر شیخ خود
مخفی نوشتم تا صحت و سقم آن را معلوم کنند الحال دشمنان از نافهمیدگی بحضرت بادشاه
معروض کرده‌اند جوابش بسیار است آسان‌تر جواب آن است که بادشاه مرا بعد از پنجاه
سال مرور یاد کرده بحضور خود طلبیده‌اند و از مقام امیران و شاهزادگان گذرانیده اینک
قریب شما ایستاده‌ام نمیتوان گفت که من از پنجهزاری و ده هزاری افضل شده‌ام مقام
همان خانه کهنه است که در سرهند معروف است بعد از مدتی یکبار مرا بحضرت بادشاه
رسانیدند و از مقام امرایان گذرانیده بشما مقرب ساختند و همین کمان تنزل کرده
بخانه خود میروم و تمام عمر در مقام اصلی خود می‌باشم و زیرا که شما همیشه از مقربانند م
مثل با در عمری یکبار برای حاجتی آمدم و رفتم رم چنین اصحاب کرام همیشه از مقربان حضرت
پیغامبر اند مثل طالبان در تمام عمر یکبار بحضرت رسیدیم و حاجت خواسته زود رجوع کردیم
و در مقام اصلی خود مانده‌ایم تا زنده‌ام ازین جواب ساده بادشاه خوشوقت شد ایشان را
با عز و اکرام رخصت کرده دشمنان دیدند که شیخ ازین بلا خلاص شد حیله‌های دیگر ترتیب
داده و مکر و آغاز کردند و به بادشاه در همین مستی گفتند که شیخ احمد اعتقاد مریدان دارد اگر خواهد
دعوی بادشاهی کند [illegible] ترویج رسیده‌اند که فلان شیخ ادعای بادشاهی بر دور گرفت خود را بادشاه م

گشت آرین سخن بادشاه ترسید و ایشان را حبس فرمود مصلحت ایزدی این بود تا ایشان ترقی نموده بمقام اعلی رسند و اهل حبس هم از ایشان مستفید شوند گاری طالبان صادق شیخ کامل را بجود جذب می کنند منقول است که حضرت مجدد رح روزی فرمودند که تا این خمسین و ستین بر من بلا خواهد آمد که از من ترتیب جلالی خواهد شد مقامی کمالی که بی نظیر و بی نهایت است بی این محنت و مصیبت مرا میسر نخواهد شد به تقدیر الهی رسید قبل این مکاشفه حاسدان فتنه انگیزی کردند تا آنکه بادشاه ایشان را حبس کرد و دران حبس بکمالات عالیه رسیدند و کافران محبوس را مسلمان کردند و می فرمودند اگر بادشاه برمن غضب نمیکرد این محبوسان کی ارشاد می یافتند و من بدرجات عالی و مقامات متعالی کی میرسیدم از ین سببها حضرت مجدد رح از بادشاه راضی بودند و اورا بد دعا نکردند و ضرر او را نخواستند بعضی از صوفیان ایشان خواستند که به بادشاه ضرر رسانند ایشان را در خواب و بیداری منع کردند و گفتند که بدی بادشاه بدی تمام خلق است که هر که بادشاه ضرر رساند من از وی بیزارم ۵

قضا از خاک ظالم رفته رفته .:. کند تعمیر دلهای شکسته

قال یکی از دعوی های او این است که من مجدد الف ثانی ام اگرچه بر سر هر مائه مجددی گذشته است اما مجدد مائه دیگر است و مجدد الف دیگر چنانکه میان مائه و الف فرق است همچنان در مجددین نیز فرق است بلکه زیاده از آن ~~ بر سر مکتوب اربعین و دوم است این خلاف حدیث است قال النبی صلی الله علیه وسلم ان الله تعالی یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها یعنی مجدد آن است که بر سر هر صدی حق تعالی بر می انگیزد و دراین است مرحوم شخصی را که تجدید کند برای این امت دین را پس دعوی او خلاف حدیث است

مجدد بر صد سال خواهد بود نه بر هزار سال برین دعوی هم دلیلی نیست که در مجدد مائة و الف
در مرتبه فرق هست دوم این دعوی هم باطل است که آنچه درین مدت فیضان با متان رسد از
توسط مجدد باشد و اگرچه دران وقت اقطاب غوث را ابدال و اوتاد و نجبا و نقبا بوده
باشند و این دعوی او نیز باطل است که دلیل نه دارد و قصد او درین دعوی آن است که
سلاسل مشائخ برهم زند **اقول** چون شریعت محمدیه علی صاحبها الصلوة والسلام
تا قیام قیامت باقی خواهد بود و بسبب مرور دهور مداهنتی در دین پیدا می شود
مصلحت الٰهی مقتضی شد تا بر سر هر مائة مجدد دین پیدا کند تا تجدید مراسم دین متین نماید
دیگر بهی ز احوال عالم و عالمیان کشاید حضرت مجدد علیه الرحمه چنانکه بر سر مائة بود هم چنان
بر سر الف بود و دوره الف از دوره مائة قوی باشد و قوت تجدید حضرت مجدد رح بسیار قوی
بود لهذا ارباب علم حضرت ایشان را مجدد الف ثانی گویند و بمقام خود بیان شده است
که مجدد را بقرینه حال مجدد میگویند پس بقرینه حال حضرت را مجدد الف ثانی گفتند و
در حدیث انکار این معنی یافته نمی شود که مجدد الف نخواهد بود بلکه در حدیث لفظ کل مائة واقع
است و کل گاهی مجموعی باشد گاهی افرادی اگر کل افرادی مراد گرفته شود بر صدر هر مائة
مجددی خواهد بود و اگر مجموعی مراد داشته باشد بر سر الف مجدد خواهد بود و این معنی خود
ظاهر است که چنانکه در مائة و الف فرقها است همچنان در میان مجدد مائة و مجدد الف
چه مجدد مائة را همین قدر لیاقت کافی است که آنچه در عرصه صد سال مداهنت واقع شده
آنرا دفع کند یا درین مائة آنچه ضرورت داعی باشد بآن متوجه گردد یا آنکه فیض او در مائة ساری
باشد و مجدد الف را لیاقتی درکار است که در امور مذکوره بالا به هجو امور قوتی داشته باشد
تا هزار سال ها کافی باشد پس ظاهر است که قوت مجدد الف افزون تر از قوت مجدد

مانده باشد و این معنی که آنچه درین مدت فیضان امتیان مدد از توسط مجدد باشد امری است
متعلق بکشف و الهام و اثرش به قطع سلاسل مشائخ نرسد چه اگر مصلحت ایزدی مقتضی آن
باشد که بهر سلاسل بذریعه شخص واحد که او را تعلق خاص بهر سلاسل بوده است فیضی رسد درین
هیچ محذوری لازم نیاید چنانکه از مبدء فیاض فیضان بذریعه حضرت غوث الاعظم رضی الله
عنه به مشائخ برسد و سلاسل چشتیه و سهروردیه و نقشبندیه از آن منقطع نگردد و این بار ارباب نظر
و صاحب حال و قال دانند هر کسی که از خدمت مشائخ بهره ندارد بجز انکار و استحاله چه نگارد
حدیث عشق چه داند کسی که در همه عمر * بسر نکوفته باشد در سرائی را
باقی ماند این معنی که درین دوره الف ظهور حضرت عیسی و امام مهدی علیه السلام خواهد بود
بجز ای جوابش ناقلا از حضرت مجدد رح میگوید که دو راه است یکی راه قرب نبوت است و
دوم راه قرب ولایت در راه قرب نبوت معامله توسط مفقود است هر که این راه رفته است
هیچ جائے توسطی در میان ندارد و بے توسط احدی اخذ فیوض و برکات می نماید حیلولت
در راه دوم هست فقط معامله این موطن علیحده است و حضرت عیسی علیه السلام و حضرت
امام مهدی علیه الرضوان براه اول واصل اند انتهی فالحمد لله علی ذلک حق بزبان جاری است
بعشق آن چاک که در پیراهن یوسف زد * پرده بود که از کار زلیخا برداشت
قال لاف دیگر آنست که علوم و معارف من مقتبس از انوار مشکوة نبوت اند نه از
علوم و معارف من از حیطه ولایت خارج اند ارباب ولایت در رنگ علمای ظواهر در ادراک
آن عاجز اند این نیز باطل و خلاف شرع چه اولیا اقتباس از مشکوة نبوت دارند مدار
کجا ثابت شد که بجز مدعی دیگری را اقتباس نیست میگوید صاحب این علوم و معارف مجدد
این الف است کما لا یخفی علی الناظرین فی علومه و معارفه التی تتعلق بالذات و الصفات

وَالْاَفْعَالِ وَالتَّلَبُّسِ بِالْاَحْوَالِ وَالْمَوَاجِیْدِ وَالتَّجَلِّیَاتِ وَالظُّهُوْرَاتِ فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ هٰؤُلَاءِ
الْعُلُوْمَ وَالْمَعَارِفَ وَرَاءَ عُلُوْمِ الْعُلَمَاءِ وَوَرَاءَ مَعَارِفِ الْاَوْلِیَاءِ بَلْ هُوَ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی تِلْکَ
الْعُلُوْمِ قِشْرٌ وَتِلْکَ الْمَعَارِفُ لُبُّ ذٰلِکَ الْقِشْرِ ازین عبارت فضیلت
او بر ائمه اربعه وعلماء کرام واولیاء عظام لازم می آید که بدون شاهد کتاب و سنت و اجماع
است کسی هیچگونه قبول نماید علاوه برین اگر علوم ومعارف بزرگواران قشر است علوم و
معارف ایشان لب ازین اهانت و نقص همه علما وانبیاء لازم می آید که در سلف اول
گذشته اند وهر که انبیاء وعلماء علم ایشان را بنظر حقارت نگرد ویا ذکر ایشان باهانت کند
کافر شود وجای دیگر برعکس این میگوید که چنانچه انبیاء علیهم السلام علوم از وحی میگیرند همچنان
اولیا آن علوم را از اصل اخذ می کنند وعلماء ان علوم را از شرائع اخذ کرده اند وبطریق اجمال
آورده اند همان علوم است چنانچه انبیاء را تفصیلا وکشفا حاصل میشود ایشان را نیز برهمان
نهج حاصل میشود اصالت وتبعیت درمیان است این قول و دعوی او را که بالا کرده بود رد میکند
چون علوم ومعارف انبیاء واولیاء وعلما یکی باشد وفرق اصالت وتبعیت درمیان بود پس علوم
ومعارف کسی که ورای علوم علما وورای معارف اولیا باشد حکم او چه خواهد بود وچون همان
علوم است که انبیاء علیهم الصلوات از وحی گرفته اند وهمان علوم است که اولیا از الهام میگیرند
وعلما از شرائع اخذ می کنند ازینجا تحقیق گشت که علوم ومعارف انبیاء وعلما یکی است فرق
اصالت وتبعیت درمیان است وعلوم ومعارف او مخالف ایشان است پس کسیکه علوم ومعارف
دیگران را بنسبت علوم ومعارف خود قشر داند وعلوم ومعارف خود را لب خواند اهانت علوم
ومعارف انبیاء واولیاء وعلما کرده باشد چنانچه خود قائل شده **اقول** حضرت مجدد
علیه الرحمه در مکتوب چهارم از جلد ثانی که بمیر محمد نعمان صدور یافته می فرماید بدانند که علم این

عبارت از شهود آیات است که افاده یقین علمی نماید این شهود فی الحقیقت استدلال است
از اثر بموثر پس آنچه از تجلیات و ظهورات در مرایای آفاق و انفس دیده شود همه از قبیل
استدلال اثر بموثر است اگرچه آن تجلیات را تجلیات ذاتیه نامند و آن ظهورات را بی کیف
خوانند چه ظهور شئ در مرآت حصول اثریست از آثار آن شئ نه حصول عین آن شئ پس سیر
آفاقی و انفسی تمام قدم از دائره علم الیقین بیرون نکشد و غیر از استدلال از اثر بموثر نصیب
آن نباشد قال الله تبارک و تعالی سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ
دیگران سیر آفاقی را از علم الیقین دانسته اند و عین الیقین و حق الیقین در سیر انفسی اثبات نموده اند
و بیرون انفس سیر نگفته ؎ آن ایشانند من چنینم یا رب ∴ *
میدانند که حضرت حق سبحانه تعالی به بنده از بنده نزدیکتر است پس از بنده تا حق جل و علا
در جانب اقربیت سیر دیگر متخلل است که حصول بقطع آن منوط است این سیر ثالث نیز
فی الحقیقت بنسبت علم الیقین است هر چند از دائره ظلیت بیرون است اما از شائبه ظلیت
پاک و مبرا نیست زیرا که اسما و صفات الهی جل سلطانها فی الحقیقة ظلال حضرت ذات اند تعالی
و تقدس هر جا شوب ظلیت است داخل آثار و آیات است پس ایشان از همه سیر علم الیقین
یک سیر اول را مخصوص بعلم الیقین ساخته اند و سیر دوم را کمال عین الیقین گردانیده اند و
بسیر ثالث لب نکشاده تا دائره علم الیقین تمام شود عین الیقین و حق الیقین هنوز در پیش است ؎
قیاس کن ز گلستان من بهار مرا ∴ از عین الیقین و حق الیقین چه گوید و اگر گوید که فهم
کنند و که دریابد این معارف از حیطه ولایت ارباب ولایت در رنگ علمای ظواهر در ادراک
آن عاجز اند و دور که آن قاصر این علوم مقتبس از مشکوة انوار نبوت اند علی اربابها الصلوٰة
والسلام والتحیة که بعد از تجدید الف ثانی بتبعیت و وراثت تازه گشته اند و بطراوت ظهور یافته

صاحب این علوم و معارف مجدد این الف است کما لایخفی علی الناظرین فی علومه و معارفه التی
تتعلق بالذات والصفات والافعال وتتلبس بالاحوال والمواجید والتجلیات والظهورات فیعلمون
ان هولاء المعارف و العلوم وراء علوم العلماء و وراء معارف الاولیاء بل علومهم کالقشر
بالنسبة الی تلک العلوم فتلک المعارف لب ذلک القشر سبحانه الهادی
و بدانند که بر سر هر مائة مجددی گذشته است اما مجدد مائة دیگر است و مجدد الف دیگر چنانچه در میان
مائة و الف فرق است در مجددین اینها نیز همان قدر فرق است بلکه زیاده از ان و مجدد آن
است که هرچه دران مدت از فیوض بامتان برسد بتوسط او برسد اگرچه اقطاب و اوتاد آن
وقت بوند و بدلا و نجبا باشند ؎ خاص کند بنده مصلحت عام را. انتهی اعتراضی که معترض
کرده مبنی بر نافهمی اوست آنچه حضرت مجدد میفرماید این معارف از حیطه ولایت ارباب ولایت
و رنگ علماء ظواهر ورا ادراک ان عاجزند از این عبارت ظاهر است که ارباب ولایت که برنگ
علماء ظاهر اند بدرک ایشان این معارف در نیاید و درین هیچ شبه نیست که پایه این معارف عالیه
همچنان است قطع نظر از قائل که طائر ادراک بکنگره بلندش نرسد هر سخنی از سخنان مشائخ
ظهری و بطنی دارد و هر بطنی بطنی دیگر تا اول بر مقتضای فهم ظاهر عمل بجای نیارند از فهم بطن اول
نصیبی نیابند و تا بر مقتضای فهم بطن اول عمل نکنند از فهم بطن ثانی بی بهره مانند و علی هذا فهمی
دلیل عملی و هر عملی سبیل فهم دیگر تا آنگاه که بمنتهای بطون کلام برسند و امکان رسیدن بدان وقتی
بود که امکان رسیدن بمقام متکلم و درجه علم او باشد و ازینجا معلوم شود که وصول بمنتهای بطون
کلام الهی و حدیث نبوی متعذر و کسی را نباشد اما کلمات مشائخ هر که اقتضای بطون اشارات
ایشان نماید و یا بپایه از مدارج و معارج کمال فهوم آن ترقی کند و قوت وصول بمقام متکلم دارد
ممکن که بمنتهای بطون کلام ایشان رسد پس هرگاه صاحب این علوم و معارف مجدد الف

باشد و آن سخن از حیطۂ فہم اولیا کہ بر نگ علما ظاہر اند خارج باشد چہ باک بود و از ان چہ محذور لازم آید و تشبیہ معارف بہ لب عموماً در اصطلاح رائج است مولانا رومی فرماید ؎

من ز قرآن مغز را برداشتم ✦ استخوان پیش سگان انداختم

و سوق عبارت حضرت ممدوح دلالت بر اولیا ر زمان خود میکند پس ہیچگونہ فضیلت بر ائمۂ اربعہ وغیرہ لازم نہ آید و ازین کلام اہانت منقصت انبیاء اللہ علیہم السلام فہمیدن سخت نادانی است چہ ہیچ جا ذکر انبیاء اللہ یا فتہ نمی شود پس این را کفر قرار دادن چہ اسلام است ؎

اگر ملا علام کرد تکفیر ✦ چراغ کذب را نبود فروغے ✦ مسلمانش بخوانم در مکافات ✦ دروغی را جواب آید دروغے

وانچہ تقریر دیگر در باب اہانت انبیاء اللہ پیش کردہ از تقریر اول سخیف تر است چہ اصل مدعا ہمین است کہ این معارف از حیطۂ ادراک ارباب ولایت کہ در رنگ علما ظاہر اند خارج است پس ازین تقریر اہانت و منقصت ہیچ نبی از انبیاء اللہ لازم نہ آید و ادعای مساوات علوم و معارف انبیاء و اولیاء و علماء با وصف اظہار فرق ہم پایۂ ہذیان است ہر گاہ بمجوائے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ بہ فضل رسولان تفاوت است پس بہ تفاوت حالات و مقامات اولیاء اللہ و علماء چہ رسد ؎ ہست بر مقتضائے فیض ازل ✦ بعض از بعض افضل و اکمل در ہمچو مواقع از تکفیر بزرگان دین اجتناب کلی باید و الّا ہر شب را فردائی است ؎

پند حکیم عین صواب ست و محض خیر ✦ فرخندہ بخت آنکہ بسمع رضا شنید

قال از مکتوبات ششم از جلد ثانی و مکتوب نود و چہارم از جلد ثالث مراد آن است کہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ولایت ابراہیمی حاصل نکردہ بودند و بہ ولایت خود متحقق نگشتہ بودند و بہ محبت الغیب نرسیدہ بودند و انچہ برای حصول این دولت در دعای اللّٰہم صل علی

محمد کما صلیت علی ابراهیم تا هزار سال می خواستند مستجاب نشد مگر از توسط فردی است که بعد از هزار سال آمده و به راه دیگر کسب کرده خواجه عالم را صلی الله علیه وسلم بولایت ابراهیمی و ولایت محمدی و محبوبیت بغیب رسانید بعد از آن مقام محبوبیت خواجه عالم صلی الله علیه وسلم بدرجه علیا رسید و اظهار بزرگی خود میکند که مقصود از آفرینش من این بود که کمالات مذکوره خواجه عالم را صلی الله علیه وسلم حاصل آید و ببرکات حضرت ابراهیمی تحصیل نماید و درین چند قباحت پیدا می آید **اول آنکه** خود با آن مقرر کرده بود که در راه نبوت حیلولت و توسط نیست **دوم آنکه** حصول محبوبیت و خلت و محبیت آن حضرت صلی الله علیه وسلم از کتاب و سنت و اجماع است ثابت است و کمال همه انبیا خواجه عالم را صلی الله علیه وسلم در شب تولد عطا شد و کمال انبیا علیهم السلام وهبی است نه کسبی و ایشان را اول ولایت عنایت میکنند بعد از آن نبوت **سوم آنکه** مراد از صباحت و ملاحت حسن ظاهر است نه ولایت و این نیز غلط صریح است که نسبت صباحت بحضرت یوسف است علیه السلام نه بحضرت ابراهیم علیه السلام **اقول** اینهمه تقریر مبنی بر نافهمی است ؎

عاقل گر شنود طعنهٔ نادان صدبار ÷ لائق آنست که آشفته و برهم نشود
زانکه این بیت کمال است بعالم مشهور ÷ اینچنین بیت چرا شهرهٔ عالم نشود
سنگ بدگوهر اگر کاسهٔ زرین شکند ÷ قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

بر ما ضرور افتاد تا عبارت هردو مکتوب بقدر ضرورت درینمقام نقل کنم و هر چیز اشکالے که درینمقام وارد می کنند جواب یگان یگان که حضرت مجدد رح و منتسبان حضرت ایشان تحریر فرموده اند بر نگارم تا مسلک از خار و خاشاک پاک و صاف گردد آن مکتوب ششم از جلد ثانی که بحضرت خواجه معصوم قدس سره صدور یافته مذکور است الکارم که مقصود از آفرینش

سرّ آنست که ولایت محمدی بولایت ابراهیمی علیهما الصلوة والتحیات منصبغ گردد و حسن
ملاحت این ولایت با جمال صباحت آن ولایت ممتزج شود ورد فی الحدیث اخی یوسف
اصبح وانا املح و باین انصباغ و امتزاج مقام محبوبیت محمدیه بدرجهٔ علیا رسد تا آنکه مقصود
از امر باتباع ملت ابراهیم علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام حصول این دولت عظمی بوده است
و طلب صلوة و برکات مماثل صلوة و برکات حضرت ابراهیم علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام برای
این غرض بوده و در مکتوب نود و چهارم از جلد ثالث که نیز بحضرت مخدوم زاده خواجه محمد معصوم
صدور یافته تحریر فرموده اند حضرت حق سبحانه تعالی فی حد ذاته جمیل است حسن و جمال ذاتی
او را ثابت است نه آن حسن و جمال که مکشوف و مدرک ما گردد و در تعقل و تخیل ما در آید مع ذلک
در آنحضرت مرتبه ایست اقدس که این حسن و جمال هم از غایت عظمت و کبریای آن بآن مرتبه
نمیتواند رسید و بحسن و جمال متصف نمی تواند ساخت تعین اول که تعین وجودی است تعین آن
کمال و جمال ذاتی است و ظل اول آنجناب از آن مرتبه اقدس که کمال و جمال را هم آنجا گنجایش نیست
که او از غایت عظمت و کبریای به هیچ تعینی متعین نمی گردد و در کدام آئینه در آید مع ذلک
سری و نشانی از آن مرتبه اقدس در مرکز دائره این تعین اول ودیعت نهاده اند و نشانی
آنجا تعبیه نموده اند چنانچه تعین اول منشأ ولایت خلیل است آن سر و آن نشان که در مرکز آن
تعین نهاده اند منشأ ولایت محمدی است علی صاحبها الصلوة والتسلیمات و این حسن و
جمال ذاتی که تعین اول ظل آنجناب است شباهت به صباحت دارد که در عالم مجاز از قبیل حسن
خد و جمال خال است و آن سر و نشان که در مرکز ودیعت نهاده اند مناسبت بملاحت دارد
که ورای رشاقت قد و صباحت خد است و ورای حسن چشم و جمال خال امری است ذوقی تا ذوق
ندهند در نیاید شاعری گوید ع

آن دارد آن نگار که آن هست هر چه هست + آنرا طلب کنید حریفان که آن کجاست
ازین بیان تفاوت درمیان این دو ولایت دریاب هر چند هر دو از قرب حضرت
ذات تعالی و تقدس ناشی میگردند اما مرجع یکی کمالات ذات ست و معاد دیگری صرف
ذات تعالی و چون ملاحت فوق صباحت است پس وصول بملاحت بعد از طی مراتب
صباحت صورت بندد و تا وصول بجمیع مقامات ولایت ابراهیمی میسر نشود وصول بحقیقت
این ولایت که ذروهٔ علیای ولایت محمدی است میسر نیاید علی صاحبها الصلوة والسلام ازینجا
تواند بود که خاتم الرسل علیه و علیهم الصلوة والتسلیمات مامور بمتابعت ملت حضرت ابراهیم گشت
علیه الصلوة والسلام تا بوسیلهٔ این متابعت بحقیقت ولایت او برسد و ازینجا بحقیقت ولایت
خود که تعبیر از آن بملاحت رفته است متحقق گردد و چون حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم را بمرکز دائره ولایت
خلت مناسبت ذاتی است که بحضرت اجمال ذات اقرب است و بمحیط آن دائره مناسبت کمتر است
که رو به تفصیل کمالات ذات دارد تعالی پس تا بکمالات محیط آن دائره هم متحقق نشود ولایت
خلت تمام نگردد و ازینجاست که در صلوة منطوقه آمده است كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ
تا کمالات ولایت خلت تمام او را میسر آید چنانچه صاحب آن ولایت را میسر شده بود
علی نبینا و علیه الصلوة والسلام و چون مکان اصلی ولایت محمدی مرکز دائره ولایت خلیلی است
علیهما الصلوة والتحیات سیر او نیز مقصور بر سیر مرکزی آن دائره ناچار از آنجا برآمدن و
بمحیط آن دائره در آمدن و اکتساب کمالات آن کردن ضرور شد و خلاف مقتضای
طبیعت بود پس توسلی باید از افراد امت او علیه و علی آله الصلوة والسلام که به تبعیت او علیه الصلوة
والسلام در میان آن مرکز بود و از راه دیگر مناسبت بمحیط آن دائره داشته باشد تا او
اکتساب کمالات آن مرتبه نماید و بحقیقت آن مرتبه متحقق گردد و به پیغمبر متبوع او بحکم

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بتوسط وصول او بآن کمالات نیز متحقق شود و مراتب ولایت خلیلی تمام کند پس آن سرور را علیه وعلی آله الصلوة والسلام بتوسط آن فرد کمالات محیط آن دائره نیز میسر شده ولایت خلیلی در حق او علیه وعلی آله الصلوة و السلام نیز تمام گشت و دعای اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ بعد از هزار سال باجابت مقرون گشت و مسئول مستجاب شد آن سرور را علیه وعلی آله الصلوة والسلام بعد از تمامی ولایت خلت کار و بار بآن سرور نشاء است که در مرکز ودیعت نهاده اند و تعبیر آن بملاحت یافته است آن فرد را از برای حراست محافظت است از انتقام بعالم باز گردانید خود در خلوتخانه غیب الغیب با محبوب خلوت داشته ۵

هَنِیْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِیْمِ نَعِیْمُهَا ✦ وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْکِیْنِ مَا یَتَجَرَّعُ

باید دانست که محیط مرکز ثالث هر چند نسبت بمحیط مرکز تعین اول اصغری نماید اما اجمع است چه هر چه بحضرت ذات جل شانه نزدیک تر است جامع تر است صغر آن در رنگ صغر انسان باید دانست که با وجود صغر جامعترین جمیع اصناف عالم است ایضا شخصی که بکمالات این محیط متحقق گشت از جمال مرکز بتفصیل محیط آید آن بی مناسبتی که بمحیط و تفصیل داشت زائل شد و بی تکلف از تفصیل فرح و بکمالات آن تفصیل نیز متحقق گشت بشنو با وجود کمال اقتدار چون نظام عالم بحکمت منوط ساخته اند در تربیت محبوبان نیز از وجود اسباب چاره نبود هر چند وجود سبب بیش از بهانه نباشد و زیاده از روپوش قدم رسته نبود سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا انتهی قبل از آن که بذکر ایرادات و اجوبه آن متوجه شوم مناسب آنست که از رخ بعض عبارات نقاب اجمال بردارم قوله رضی الله عنه الکارم که مقصود از آفرینش الخ میگویم که چون بعض امور شرطیا

موقوف علیہ امری باشد تحقق مشروط و موقوف را محتاج الیہ باشد لیکن این معنی مستلزم افضلیت شرط بر شروط یا موقوف علیہ بر موقوف بنا شد نمی بینی کہ اکثر صفات اضافیہ کہ تحقق آنہا موقوف بر وجود ممکن ست چنانچہ حق تعالی خویشتن را در کلام مجید رَبُّ الْعَالَمِیْن می ستاید و معنی تربیت رسانیدن شئی ست بتدریج بمرتبہ کمال اثر تربیت الی مربی صورت نہ بندد وکذلک مضمون صفت ہم بغیر رفیق یافتہ نمی شود و ھٰکذا الحال الرَّزَّاق وَالرَّحِیْم وَالْقَرِیْبُ وَالْمُجِیْبُ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الصِّفَاتِ الْاِضَافِیَّۃِ و نمی توان گفت کہ این ہا صفات کمال نیستند نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ تِلْکَ الْاَوْہَامِ چہ خدای تعالی از ہمچنین صفات خود را می ستاید پس ای کمال اینہا چہ گنجایش ست اگرچہ این ہمہ صفات در تحقق وجود محتاج ممکنات ہستند لیکن ازین توقف احتیاج فضل ممکن ثابت نمی شود بلکہ فضل و کمال مر حضرت باری تعالی ثابت است کہ بندہ ہای عجزہ خود را بنواز شہای بو قلمون مرہون منت فرمود وکذلک سیری و سیرابی و شفا ہر فضل حق ست تعالی شانہ و عادات او سبحانہ تعالی بر آن جاریست کہ بلا طعام و شراب و دوا این امور صورت نمی بندد پس ازین توسط نقصی افعال او تعالی لاحق نمی شود و ہمچنین است ارادات ازلیہ حق تعالی کہ باوقات و مکانات منوط اند مثلا ارادہ موجودیت زید در فلان وقت بودہ باشد تا آن وقت نیاید ارادہ او تعالی در کمین بطون خواہد بود پس وقت آن ہم واسطہ موجودیت زید شد و این ہم مستدعی فضل آن وقت نیست پس عالم نیز باعتبار ترتب آثار ایزدی متوسط ست ازین توسط فضل عالم بر خدای تعالی ثابت نمی شود معاذ اللہ۔ قولہ رضی اللہ عنہ تا وصول بجمیع مقامات ولایت ابراہیمی میسر نشود وصول بحقیقت این ولایت کہ ذروہ علیای ولایت محمدیست میسر نباید می گویم مقصود ازین عبارت این ست کہ ولایت ابراہیمی بمنزلہ سلم و نردبان ست برای عروج بذروہ علیای

حقیقت محمدی پس امر باتباع ملت او فرمودند تا بواسطهٔ اتباع ملت مناسبتی بولایت ابراهیمی
حاصل شود و آن را زینه ساخته عروج بمقام ارفع خود فرمایند پس آن حضرت صلی الله علیه وسلم
از همان راه بمقام خویش رسیدند و از آن ولایت بقدر اجمال در هر طریق بهره بر داشتند
چنانچه این عبارت پس ناچار از انجا بر آمدیم به محیطان دائره در آمدیم دلالت صریح دارد
بر آن که آن سرور در مین مرکز که اقرب است بذات تعالی رسوخ و استقرار دارند و مراد
از لفظ حقیقت نه عین آن مرکز است که بغیر از آن بملاحت رفته بلکه مرکز با جمیع کیفیات و
خصوصیات و عوارض مراد است و تحیل که ظهور بعضی و قائق آن مقام منوط بطی جمیع مراتب محیط
بود و درین هیچ محذور لازم نمی آید که اصل آن مقام که در مراتب قرب خداوندی از و پیش
قدمی نیست آن حضرت صلی الله علیه وسلم را ثابت است و چون که اصل آن مقام که عبارت
از محبوبیت و ملاحت است آن سرور را حاصل است و کذلک محیط که عبارت از صباحت و خلت است
بطریق اجمال حاصل است پس محقق شد که آنحضرت علیه الصلوة والسلام بمقام خلت و صباحت
و محبوبیت و ملاحت متحقق و ممتاز ند تحقیق مقام اینکه مراد از حقیقت محمدی عین مرکز نیست بلکه
مراد از مرکز با متممات و لواحق است و یکی از متممات محیط دائره است و مؤید است این تحقیق را
انچه در مکتوب بیان طریق بر نگاشته اند که مرکز آن مقام که مقام اجمال است نصیب خاتم
الرسل است و باقی بهره مفصل بحضرت خلیل مسلم تا که پیمبر ما صلی الله علیه وسلم ان اجمال طلب
فرمودند پس آن سرور را مقام محبوبیت که خاصهٔ اوست بالفعل حاصل است قوله و چون
حضرت پیغمبر ما را بمرکز دائره ولایت خلت مناسبت ذاتی است الخ میگویم مرکز اینجا نه
بمعنی جزء لایتجزی است بلکه بمعنی غایة رفیع است چه نقطهٔ عظیم هر چند دور تر میرود خرد می نماید
و تفصیلش آن است که در مثال مرکز اول که نوشته آمد چون در ان مرکز دور تر رفته می شود آن

مرکز بصورت دائره می نماید الخ نمی بینی که آفتاب در حساب اهل تنجیم سه صد و شصت چند ضعف زمین است و از دوری و بلندی اوست که این قدر مرئی می شود و این مرکز چون مقابل مبدء تعالی واقع شده است بر نمط او بر آمده است که او سبحانه بسیط حقیقی است مع ذلک وسعت مجهول الکیف نیز دران نزهتگاه کائن است إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ و نیز اگرچه محیط او است مگر ازان هیچ قباحت نیست ظل اگر هزار چند از اصل باشد هیچ مقدار ندارد نسبت باصل نمی بینی که سایه هر چیز که در ابتدای طلوع آفتاب مشاهد میگردد قریب غروب ده چند آن میشود اکنون بذکر اشتباهات و اجوبه آن متوجه می شوم ؎

زان میان وزان میان بوس و کنارم آرزوست ❖ نیست چیزی در میان و صد هزارم آرزوست

اشتباه اول مقام محبت ارفع است از مقام خلت پس با وجود حصول مقام محبت تحصیل مقام خلت چه درکار است **جوابش اینکه** بشب معراج بجناب حضرت خاتمیت مقام محبت عطا شده بود در حدیث صحیح وارد شده إِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا پس معلوم شد که با وجود حصول مقام محبت که ارفع از مقام خلت است حصول مقام خلت درکار بود و الا حصول آن فخر نمی فرمودند و نمی گفتند إِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا و نیز از احادیث صحیحه ثابت است که جمیع کمالات از خاتمیت و اولوالعزمی و رسالت بآنجناب عطا شده است و ظاهر است که درین کمالات بعضی ارفع اند و بعضی غیر ارفع پس معلوم شد که با وجود حصول ارفع حصول غیر ارفع هم درکار میشود خصوصا وقتی که آن غیر ارفع طریق حصول ارفع باشد و در راه آن واقع شود که درین صورت حصول آن غیر ارفع موقوف علیه حصول ارفع است اگر نظر بآن کنند که آن غیر ارفع فی نفسه کمال است نیز مطلوب است و اگر نظر بآن کنند که آن غیر ارفع طریق حصول ارفع است پس نیز مطلوب است مثل آنکه جسم را نامی بودن کمال است

وحساس بودن کمالیست دیگر ارفع ازان نطق و عقل کمالیست رای این دو کمال وآن
هر دو کمال در طریق این کمال آخر واقع اند پس آن هر دو کمال بهر دو وجه مطلوب اند
بنا تهما و بغیرها و همچنان مقام خلت را نسبت با مقام محبیت باید فهمید **اشتباه دوم**
مقام خلت آنحضرت را حاصل بود چنانچه احادیث صحیحه بآن ناطق است پس حصول آن
بعد از هزار سال چه معنی دارد جوابش بچند وجه داده می شود **وجه اول** حصول مقام
خلت آنجناب را بلا شبهه یقینی و قطعی است بدلیل احادیث صحیحه و هم باین دلیل که در راه مقام
محبیت اتم است موقوف علیه مقام محبیت هست و حُصُولُ الْمَوْقُوْفِ بِدُوْنِ الْمَوْقُوْفِ عَلَیْهِ مُحَالٌ
لیکن تصرف دران مقام فرمودن و طالبان را بالاصالة بآن مقام رسانیدن و طریق تحصیل آن
مقام را مدون و مفصل ساختن موعود بود که بعد از هزار سال حاصل خواهد شد مانند آنکه موافق
حدیث صحیح متواتره خلافت تمام روی زمین از مشرق تا بمغرب از جنوب تا شمال آنحضرت
را بطریق اجمال حاصل بود بدلیل اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُنُوْزِ الْاَرْضِ و در روایت دیگر هست که وُضِعَتْ
مَفَاتِیْحُ کُنُوْزِ الْاَرْضِ فِیْ یَدِیْ و در صحیحین مرویست که زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَشَارِقُهَا
وَمَغَارِبُهَا وَسَیَبْلُغُ مُلْکُ اُمَّتِیْ مَا زُوِیَ لِیْ مِنْهَا و در روایت دیگر اِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا
وَاُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُنُوْزِ الْاَرْضِ و در بعضے روایات که در غیر صحاح آمده اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ کُنُوْزِ
الْاَرْضِ عَلٰی فَرَسٍ اَبْلَقَ حال آنکه این معنے در زمان سعادت نشان آن جناب و در عهد کرامت عهد
خلفاء راشدین واقع نشد بلکه فتح هندوستان بر دست سلطان محمود غزنوی و فتح ترکستان
بر دست دیگران و فتح روم بالکلیه بر دست عثمان ترکمان و اولاد او بوقوع آمده و هنوز
ملک حبشه و ملک سیح چین و ختا از قلمرو آنحضرت خارج است انشاء الله تعالی در عهد امام مهدی
و حضرت عیسی بوقوع خواهد آمد و خلافة الارض که میراث ابو البشر است کمالیست عمده در آن وقت

آن جناب را بتوسط بعضی از افراد امت کہ عمومن مہدی و عیسی علیہ السلام خواہند بود حاصل خواہد شد
چنانچہ در جامع صغیر باین معنی اشارتی واقع شدہ کہ خَيْرُ أُمَّتِي عِصَابَتَانِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ
وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ حالا مثل آفتاب روشن گشت کہ آنحضرت را جمیع کمالات حاصل بود
و تصرف دران کمالات بتوسط بعضی افراد امت واقع شدہ در رنگ آنکہ آنحضرت را علوم
اولین و آخرین حاصل بود چنانچہ در صحاح ستہ وارد است کہ أُعْطِيتُ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ
لیکن تصرف در کلام مثلا بتوسط شیخ ابو الحسن اشعری و شیخ ابو منصور ماتریدی و استاد
ابو اسحاق اسفرائنی و امام غزالی و امام رازی و امثال این مردم آنجناب را حاصل شد و ہمچنین
تصرف در علم فقہ و تفصیل احکام شرعیہ از کتاب طہارت گرفتہ تا کتاب سلم و الشفعہ و فرائض و
وصایا بتوسط حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ آنجناب را حاصل شد و ہمچنین
تصرف در آداب طریقت و مقرر کردن اشغال و اوراد و ذکر جہر و خفیہ و طور مراقبہ آن حضرت را
بتوسط حضرت سید عبد القادر جیلانی و حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی و امثال این
بزرگواران حاصل شدہ و کمال آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقتضی آن بود کہ تہذیب
ظاہر باعمال جوارح و تہذیب قلب و نفس و عقل باعمال باطن فرمایند و تصرف در ماوراء آن
تفویض بکمال امت نمایند زیرا کہ اہم المقاصد و موقوف علیہ جمیع کمالات ہمین ہا میباشند
و باین معنی بر واقفان سیرت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم از شغل جہاد و تعلیم ارکان اسلام و قواعد
اجمالیہ سلوک از مداومت ذکر لسانی و تکثیر مناجات و ادعیہ و اذکار و تفقد احوال قلب
از حب و بغض و احوال نفس کہ از تیقظ و غفلت و توجہ آن قوت دراکہ در ضمن ہر تعبیر و تجدد
خواہ انفسی باشد خواہ آفاقی بسوی مبدء و ایثار حب اللہ بر ماسوی و بذل مال و اہل و اولاد
در حب او و مانند این اعمال اوضح من الشمس است و ابین من الامس چنانچہ در تفسیر لک فی النہار

سیجا طبق یدلگ در احادیث مروی مذکور است قاعده مقرریست که شغل مالوف بحکم العادة
طبیعة ثانیة مقتضی طبیعت میشود و خلاف آن خلاف طبیعت امیست دلیل ثانی این
مطلب اما دلیل نقلی پس در احادیث صحاح موجود است که مرّ رسول الله صلی الله علیه وسلم
بمجلسین فی مسجده فقال کلاهما علی خیر واحدهما افضل من صاحبه اما هؤلاء فیدعون
الله فان شاء اعطاهم وان شاء منعهم واما هؤلاء فیتعلمون الفقه والعلم
ویعلمون الجاهل فهم افضل وانما بعثت معلما ثم جلس فیهم و دلیل امر برین
مقدمه آنست که حق تعالی در مقام عتاب میفرماید واصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم
بالغداة والعشی یریدون وجهه اگر خلاف مقتضی طبیعت آن حضرت نبی بود امر بصبر چرا میفرمود
و همچنین آیه ولا تطرد الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی یریدون وجهه و دلیل ثانی برین
مقدمه آنست که تعلیم این یعنی تهذیب ظاهر و آنچه در حکم ظاهر است از عقل و قلب و نفس
موقوف علیه جمیع کمالات است و بنیاد تمام کارخانه ولایت اگر درین امور آنحضرت صلی الله
علیه وسلم قدم نمی نهادند و بکمال جهد تصرف دران نمی نمودند بنیاد کارخانه خراب بود و
هیچکس از امت قائم مقام آن حضرت صلی الله علیه وسلم درین تعلیم نمی توانند شد زیرا که این امور
بغیر نصوص صاحب شریعت نمی توان یافت کشف و عرفان بدریافت این مطالب
نمی رسد بخلاف کمالات دیگر که دریافت آن به کشف و فراست میتوان شد و شده است
لیکن کشف و معرفت هم موقوف بر تهذیب ظاهر و باقی حکمه است پس تعلیم تهذیب ظاهر
و باقی حکم اهم است از تعلیم تفاصیل مکشوفات اگر گوئی این کلام و این آیات و احادیث
بلکه متتبع سیرت جناب پیغمبر صلی الله علیه وسلم دلالت میکند بر ترک تصرف ایشان در تسلیک
و تلقین خلقت همچنان دلالت میکند بر ترک تصرف ایشان در جمیع ولایات گوئیم فی الواقع

شغل و تصرف کہ آنجناب دارد تہذیب ظاہر و ما فی حکم الظاہر بودہ و تہذیب باطن و باطن
باطن نہ بود چنانچہ از تتبع سیر ہویدا است لیکن در مقام خلت دیگر ولایات فرق بدیہی است
بسہ وجہ **وجہ اول** آنکہ از مقامات دیگر نشان دادہ اند و طریق تحصیل آن بیان
نمودہ تارۃً صریحاً و تارۃً کنایۃً مثلاً یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ در رجلاً یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ
فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِہِمْ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَۃٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّہُمْ اِلٰی
غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْاٰیَاتِ وَالْاَحَادِیْثِ الدَّالَّۃِ عَلٰی اَنَّ بَعْضَ الْاَفْعَالِ وَالْاَشْغَالِ
عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ لِکَوْنِ الشَّخْصِ مُحِبًّا لِلّٰہِ وَبَعْضُہَا مُوْصِلٌ اِلٰی مَحْبُوْبِیَّۃِ اللّٰہِ
بخلاف مقام خلت کہ ہرگز از طریق تحصیل و علامات حصول آن نشان ندادہ اند **وجہ**
دوم ولایات دیگر در زمان قریب زمان سعادت نشان آن حضرت رائج و
متداول شدند و صحابہ و تابعین و تبع تابعین وَہَلُمَّ جَرًّا اِلٰی زَمَانِ الْجُنَیْدِ وَاَقْرَانِہٖ
ثُمَّ ہَلُمَّ جَرًّا اِلٰی زَمَانِ رُؤُسَاءِ الْقَادِرِیَّۃِ وَالْچِشْتِیَّۃِ کثیر التداول و
طریق تحصیل آن مدون مبوب و مفصل گردید بخلاف مقام خلت کہ درین عہود متطاولہ
اصلاً کسی مذکور آن نکرد و نہ طریق تحصیل آن را کسی بیان نمود تا ہزار سال گزشت طریق تحصیل
آن مقام در پردہ خفا و احتجاب ماند تا آنکہ حق تعالیٰ حضرت مجدد را بر روی کار آورد و ایشان را
نشان ظہور این مقام کہ در جوہر شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مودع و مکنون بود گردانید
و ہزاران طالبان را بطفیل ایشان سلوک این طریقہ میسر شد الحمد للہ حالا بیان این طریقہ
بوجہی نمایم کہ اختصاص آن باتباع مجدد کَالشَّمْسِ فِیْ رَابِعَۃِ النَّہَارِ منکشف گردد
قبل از حضرت مجدد طرق سلوک ہم از راہ محبیت و محبوبیت بودہ اند اول راہ محبیت

سے بپیوندند و آخر بمرتبهٔ محبوبیت فائز میشدند و آنچه لوازم محبیت ست از ذکر جهر و وجد و شوق
وانکسار و تضرع و صبر و توکل و رضاجوئی او و مراقبه صفات خصوصاً احاطه و معیت و
استغراق در توحید فعلی و خود را کالمیت فی ید الغسال داشتن و صفات خود را و غیر
خود را مستهلک در صفات او دیدن بلکه ذات خود را در ذات او مندمج ساختن و
حسن و جمال او را در هر مظهر مشاهده نمودن دران کوشش بلیغ می نمودند تا آنکه بانوار
و تجلیات در ابتدای سلوک و فنا و بقا در انتهاء آن فائز می گشتند و دم اتحاد میزدند که
انا من اهوی و من اهوی انا تا آنکه حضرت خضر بحضرت خواجه عبدالخالق غجدوانی
که از خاص طریقه مجددیه بودند تعلیم ذکر خفی نمودند باز در عهد حضرت خواجه نقشبند این معنی
برگ و بار پیدا کرد لیکن در عهد حضرت عبیدالله احرار علوم توحیدیه این نسبت ممتزج
شدند و غلبه پیدا کردند تا آنکه حضرت مجدد قدس الله سره آن همه را در بطون بطون سارند
و از چاک سینه خود سراغی به محبوب خود پیدا کردند حالا غایت ساری موقوف شد و شوق
و اشتیاق و وجد و مناجات و تضرع یکطرف ماند هر چه هست در قلب و روح و سر و خفی و اخفی
و عناصر دیدن است تا آنکه انوار تجلیات از باطن خود می افتد رفته رفته بمقام خلت
می کشد معنی محبیت عاشقی هست و معنی محبوبیت معشوقی هست و معنی خلت یارانه اینجا صحبت
یارانه هست و سابق عاشقی و معشوقی بوده در اینجا راز و نیاز از جانبین هست و سرگوشیها
از طرفین واقع میشود و در عاشقی نعره و بیتابی و سر بر در و دیوار شکستن و در معشوقی ناز و
دلال و فخر و مباهات بوده است این هست طریق خلت بطریق اجمال اگر تفصیل آن
کسی خواهد باتباع مجددیه چند سال نشست و برخاست نماید و در وجدان خود نظر کند که
چه رنگ پیدا شود ورای طرق سابقین و از بسکه انی جدال لایکون دلیلاً علی الغیر

اگر غیر منکر شود باکی ندارد ف

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند ✤ کہ برند از رہ پنہان بحرم قافلہ را
حاسدی گر کند این طائفہ را طعن قصور ✤ حاش للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را
ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند ✤ روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را

وجہ سوم خلت حالتی است ممتزج از محبیت و محبوبیت من الجانبین پس نسبت او
با مقام محبیت و محبوبیت نسبت مرکب و بسیط است وَالْبَسِیْطُ مُقَدَّمٌ عَلَی الْمُرَکَّبِ طَبْعًا
فَقُدِّمَ وَضْعًا اول درین امت محبیت صرفہ و محبوبیت صرفہ رائج شد باین طریق کہ در
اوائل سلوک محبیت باشد و اخر آن محبوبیت کَمَا فِی السَّالِکِ الْمَجْذُوْبِ یا بالعکس
کَمَا فِی الْمَجْذُوْبِ السَّالِکِ و چون دورۂ بسائط تمام شد دورۂ مرکب شروع شد

چون فراغت ز مفردات آمد ✤ وقت مشق مرکبات آمد

و عجب آنست کہ ہر چند این طریقہ مجددیہ در رواج و شیوع و فیضان فیوض الٰہی در ضمن امت
مصطفویہ متاخر است از طرق دیگر لیکن مبدأ آن متقدم است بر مبادی طرق دیگر زیرا کہ
این طریقہ منسوب است بحضرت صدیق رضی اللہ عنہ و اول خلفاء است وَاَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ
الرِّجَالِ الْبَالِغِیْنَ است و نیز در حق او استحقاق خلت منصوص است جائیکہ پیغمبر فرمودہ است
لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِیْ خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ
و اگر کسی را بخاطر خطور کند کہ درین صورت لازم می آید کہ عوام اتباع مجددیہ افضل باشند از
اولیای سابقین سُبْحَانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ گویم جوابش سہ وجہ است **اول**
آنکہ این وقت لازم می آید کہ طریق خلت را افضل از جمیع طرق انگاریم حال آنکہ چنین نیست
بلکہ مقام محبوبیت افضل است از مقام خلت بدلیل لَا فَرْقَ حَبِیْبِیْ عَلٰی خَلِیْلِیْ

دوم آنکہ افضلیت بہ علوی مرتبہ است در ہر مقام کہ باشد خواہ خلت خواہ محبیت خواہ محبوبیت مثالش آنکہ بادشاہان امرا را یاران مصاحبان باشند کہ مدام در حضور حاضر باشند و راز و نیاز با آنہا در میان امرا و صوبہ داران عمدہ و رسالداران و داروغہای کارخانجات متصدیان و غاتر نیز میباشند و مرتبہ اینہما اشخاص بسیار بلند تر از مرتبہ یاران مصاحبان میباشند گو دوام در حضور و صحبت دائمی مخصوص بیاران مصاحبان مجلس ست بلکہ با خواص و خدمتگاران سوم آنکہ منتہیان ہر طریقہ را این معنی یعنی دوام حضور و قرب دائمی حاصل است پس بسبب این قرب دائمی نیز از منتہیان طرف دیگر نمیتواند شد آری مبتدیان این طریقہ را باین وجہ ترجیح و تفضیل میتوان بود کہ در مجاہدات و ریاضات و کشف و کرامات ظہور خوارق عادات بہ مبتدیان طرق دیگر ارجح باشند و لہذا گویندہ گفتہ است

اول ما آخر ہر منتہی است + آخر ما جیب تمنا تہی است

حاصل آنکہ فضل جزئی را بجای کلی گرفتن و ملاحظہ وجوہ فضل نکردن کار قاصر فہمان ست

تنبیہ نبی ہر چند بعضی کمالات را بتوسط فردی از افراد امت خود حاصل نماید و بتوسل او بعض مقامات برسد اما نقص آن نبی ازین راہ لازم نہ آید و آن فرد را مزیتی باین توسط بر آن نبی حاصل نشود چہ آن فرد این کمال را بمتابعت آن نبی یافتہ است و بطفیل او باین دولت رسیدہ پس آن فی الحقیقت از آن نبی ست و نتیجہ متابعت او ست و آن فرد بمثل از خادم او نسبت کہ از خزائن او خرج کردہ لباسہای مزینت طیار کردہ می آرد کہ باعث مزید حسن و جمال مخدوم میگردد و در عظمت و کبریائی او می افزاید اینجا کدام نقص مخدوم ست و کدام مزیت خادم امداد و اعانت از ہمگنان نقص است اما از خدام و غلمان کہ امداد و اعانت واقع شود عین کمال است و موجب ازدیاد جاہ و جلال

باقعی باشد کی یکی را بدیگری غلط کند و در توهم منقصت افتد بادشاهان با مداد خدم و حشم ملکها میگیرند و قلعها فتح می نمایند و ازین امداد غیر از عظمت ابهت بادشاهان هیچ معلوم نمی شود و نیز از شرف عزت خدم و حشم هیچ ظاهر نمیگردد استان خدام و غلمان انبیا اند علیهم الصلوة والتسلیمات اگر از ینها امداد ها باین بزرگواران برسد چه جای توهم منقصت شان ست و آنکه گویند این بزرگواران اصلا محتاج با مداد نیستند و جمیع مراتب کمال ایشان را بالفعل حاصل ست مکابره صریحه است چه بزرگواران نیز بندگان خدا اند جل شانه و همواره از فیوض و برکات لفضل و رحمت او امیدوار اند و همیشه خواهان ترقیات اند در حدیث آمده مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ ؕ و آن سرور مراتب خود فرموده است علیه و علی آله الصلوة والسلام سَلُوْا لِیَ الْوَسِیْلَةَ و ایضا در حدیث صحاح آمده است کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِیْکِ الْمُهَاجِرِیْنَ یعنی پیغمبر خدا علیه و علی آله الصلوة والسلام در جنگها طلب فتح میکرد بتوسل فقرای مهاجرین این همه طلب و امداد و اعانت است چه کسی که امداد و اعانت امتان را در حق این بزرگواران تجویز نمی نمایند و این بزرگواران را احتیاج با مداد و شان نمی دانند نظر شان بر بزرگی انبیا افتاده است علیهم الصلوة والتسلیمات و علو درجات شان در نظر اینها آمده مع ذلک اگر نظر شان بر عبودیت این بزرگواران نیز می افتاد و احتیاجات ایشان که بمولای خود دارند جل شانه معلوم شان می گشت انا مداد امتان انکار نمی نمودند و از اعانت خدام و غلمان شان استبعاد نمیکردند **وجه چهارم** کشف اهل الله در ست و درست است لیکن در بعض اوقات حقیقت الامر بطریق اجمال در می یابند و در بعض اوقات بتفصیل و در بعض اوقات مشبح بشبحی و در بعض اوقات بغیر حجاب مستتبعان کلام صوفیه را جاء انم

از دانستن اجمال و تفصیل و اغماض نظر از مخالفتی که قائل را در میان کلام مجمل و کلام مفصل میباشد
پس ما شک نداریم که در هر طائفه از زمان فیضی دیگر فتح میکنند و درین زمانه فیضی دیگر
در میان مردمان مفتوح شده چون روح حضرت خاتم النبیین علیه الصلوة والتسلیمات بسبب
علوی مبدأ تعین ایشان عموم فیضی است که بر ایشان تقاضا شده است هر فیضی جدید که در عالم
پیدا می شود و بتازگی بروی کار می آید ضمیمه حظیرة القدس میشود و اهل دل بسا است که این
امر را اجمالا ادراک کنند و باین لفظ تعبیر نمایند که این کمالات الحال آنجناب را حاصل شده
است و تفصیل این کلام و ایفای حق آن آنست که گفته شود که مصلحت کلیه الهیه تقاضا کرده است
که بعض شروح و تفاصیل و عکوس تجلی اعظم در هر عصری پیدا شود و منشار آن شخصی باشد از
کمل که بآن نور مجدد بمنزله شعاع تجلی اعظم و بمثابه اعراض آن جوهر اعظم گردد و آن ظهور
خود است بحسب اطوار و ادوار و تطور خود است بحسب اشخاص و ازمان چون آن انیمقدمه
ممهد شد باید دانست که حقائق اجمالیه که بر اهل الله ظاهر میشود چون لغت و عرف از
تعبیر آن کوتاه است این طائفه لفظی از کتاب و سنت که بحسب فن اشارة و اعتبار
بران حمل توان کرد میگیرند و آن را عنوان آن حقائق اجمالیه فالهمه بر قلب ایشان
میگردانند و سخن را بآن مربوط میسازند و آن معارف غامضه را در پرده آن لفظ ادا
می فرمایند متفرسان از مطالعه کنندگان را لازم است که از خصوصیت این لفظ اغماض
نظر کنند و مطمح نظر خود همان حقیقت اجمالیه و معرفت غامضه سازند پس فیما نحن فیه
آنحضرت لفظ خلت و استجابت دعای اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ و تصویر دائره که مرکز صرف ذات است و محیط آن کمالات ذات و
باز صیرورة آن مرکز دائره تامه که مرکز آن محبوبیت است و محیط آن امتزاج محبیت

همه نیز رنگ فن اشاره و اعتبار است اعتراض مثل این مقدمات وارد نمی شود چنانکه صورت
رأیت الساکین ریح اعتراض بعقد انیابک والظفار اسد و یا و برد ذنب وجهی ندارد
همچنین است سخن در حقیقت قرآن و حقیقت کعبه و حقیقت محمدیه و بیان دوایر و اقواس ۵
علاوه برین بدانند که هر پیغمبر را با پروردگار خویش معامله علحده است و سری جدا که هیچ احدی
را در ان معامله بالاصالت شرکت نیست مثلاً نسبتی و قربی که سید اولین و آخرین را صلی الله
علیه وسلم هست غیر او را میسر نیست و همچنین قربی که مخصوص حضرت ابراهیم است دیگری را
نه و علی هذا القیاس اما آن نسبت و قرب مجهول الکیفیه است و چون عارفی را خواهند که
بعلم آن نسبت و قرب که هر یکی را ازین اکابر ثابت است سرفراز سازند آن قرب نسبت را
در صورت مثالی با مریکه مناسب آن قرب مشابه آن نسبت است ظاهر میسازند تا حصه اطلاع
بر حقائق آن نسبت بی صورت مثالی متعسر است پس غایت قرب اتصال را بصورت مرکز
می نمایند و قرب دیگر را بصورت محیط و علی هذا القیاس پس خلاصه کلام آن است که بعد از الف
فتح دوره دیگر شده است که به بعض اعتبارات اجمال فیوض متعذر است مثلاً احوال قلب و روح و
سر و غیر آن همه مجمل شده هیئت جمعیت پیدا کرده و به بعض اعتبارات تفصیل فیوض متعذر است
بالجمله حضرت مجدد او را صاحب این دوره اند و بسا معارف مختص این دوره از زبان شیخ بطریق رمز و ایما سر زده و شیخ قطب
ارشاد این دوره است و بر دست وی بسیاری از گمراهان بادیه بدعت خلاص شده اند تعظیم
شیخ تعظیم حضرت مدار ادوار و مکون کائنات است و شکر نعمت شیخ شکر نعمت مفیض است
اعلم الله تعالی لا الاجود **وجه پنجم** مبدأ تعین محمد صلی الله علیه وسلم محبوبیت صرفه است و
مبدأ تعین ابراهیم علیه السلام خلت که زینه پایه تعین محمدی است صاحب ولایت محمدی را
ولایت ابراهیمی ضرور است که زینه پایه وی است لیکن چون محبوبیت صرف می خواهد که محبوب

برزینه پایه توقف نه نماید و در مقام خلت هم فضیلتی عظیم است گو که زینه پایه از محبوبیت صرف
است رب العالمین خواست که تفصیل مقام خلت هم بعضی پیروان محمد صلی الله علیه وسلم واتباع او نصیب
کنند تا آن منصب عالی زیر نگین آن سرور محبوبان باشد فَإِنَّ الْعَبْدَ وَمَا فِي يَدِهٖ
مِلْكٌ لِمَوْلَاهُ یعنی غلام وانچه در دست اوست ملک خداوند اوست حق تعالی بعد
هزار سال این مستجاب گردانید وحضرت مجدد را که یکی از اتباع آن سرور است بدولت
متابعت آن سرور علیه السلام باین سرفراز کرده **اشتباه سوم** هرچه گفته شد
که متوسطی از افراد امت آن حضرت صلی الله علیه وسلم را باید که از راه دیگر مناسبت به محیط
داشته باشد تا اکتساب کمالات آن مرتبه نماید و بحقیقت آن مرتبه متحقق گردد این الفاظ
ناشی از کدام عالم است منجر به تشویش می شود گوئیم جای تشویش نیست زیرا که مراد از راه
دیگر راه محبیت محبوبیت است واز این هر دو راه مناسب به محیط دائره خلت میتوان شد
لِمَا سَبَقَ اَنَّ الْخُلَّةَ مَاهِيَّةٌ مُمْتَزِجَةٌ مِنَ الْمُحِبِّيَّةِ وَالْمَحْبُوْبِيَّةِ وَبِحُصُوْلِ
اَحَدِ الْجُزْءِ يَتَمَكَّنُ مِنْ شَيْءٍ يَحْصُلُ مُنَاسَبَةٌ مَعَ ذٰلِكَ الشَّيْءِ وَهٰذَا الْاَمْرُ كَالْبَدِيْهِيِّ ظَاهِرٌ معترض از
راه دیگر راه ورای اتباع پیغمبر علیه السلام فهمیده وبه تشویش افتاده حال آنکه خود در کلام سابق
اقرار نموده که جناب پیغمبر ما صلی الله تعالی علیه وسلم جمیع راه ها کشاده بودند هیچ راهی از حیطه
جمعیت ایشان بیرون نمانده باز این توهم چه معنی دارد هرچند از این عبارت بصراحت
مستفاد نمی شود که مراد از این فرد ذات شریف خود را مراد داشته باشند لیکن واقع چنین است
وهر که از احوال حضرت ایشان آگاه است میداند که جمیع قیود در ذات حضرت ایشان
متحقق بودند زیرا که ایشان را قبل از آنکه این طریقه عنایت شود از والد بزرگوار خود شیخ
عبدالاحد قدس الله سره طریقه قادریه اکه بنا بر آن محبوبیت است با ستیفار کسب فرموده بودند

بودند و حضرت شیخ عبد الاحد از شاه کمال کیتھلی را ایشان از سید فضیل و هلم جرا الی آخر
السلسلة عجب تر آنکه حضرت ایشان را بعد ازان که این طریقه عنایت شد و سالها
تسلیک طالبان درین طریقه فرمودند باز حضرت شیخ سکندر نبیرهٔ حضرت شاه کمال
کیتھلی قدس الله سرہما بامر و اجازت از صاحب طریقه محبوبیت خرقه را آورده در سرہند بحضرت
ایشان پوشانیدند پس از راه مقام خلت بمقام محبوبیت رسیدند چنانچه سابق از راه
محبوبیت بمقام خلت رسیده بودند و این قسم نیرنگها از عجائب معاملات خدا است با
بندگان برگزیدهٔ خود چنانچه حضرت پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم در ابتدا بوضع حجر اسود و
شرکت در بنا کعبه مقام ابراهیم حاصل شده بود و بعد ازان در مدینه منوره بسبب اشتغال
بجهاد و مقابله با یهود و نصاری مقام موسوی عیسوی حاصل شد بلکه از شب معراج و
وقوع اسرا بسوی بیت المقدس آغاز همین شده بود تا غزوه تبوک که اول غزوات
شام است همین تضاعف و تزاید پذیرفت تا آنکه در حجة الوداع باز بکمال ابراهیمی معنی
مشرف شدند و مقام ابراهیمی دران روز جلوه عظیم نمود وَالنِّهَايَةُ هِيَ الرُّجُوْعُ
اِلَى الْبِدَايَةِ متحقق گشت **اشتباه چهارم** و در بعض جا حضرت مجدد نوشته اند
آن فرد خضر باشد یا الیاس و درینجا خود را صریح مراد داشته اند **جواب** درین کلام
تناقض نیست زیرا که در مکشوفات اکثر شئ مبهم القا می شود باز تعیین آن مبهم میسر نباشد و در وقتی
که شئ مبهم القا می شود عقل را در تعیین مصداق آن مبهم جولانی روی میدهد چنانچه از آنحضرت
صلی الله تعالی علیه وسلم این قسم ابهام در تعیین واقع شده در صحیحین مروی است اِنِّیْ رَاَیْتُ
فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اُهَاجِرُ مِنْ مَکَّةَ اِلٰی اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِیْ اِلٰی اَنَّهَا الْیَمَامَةُ
اَوْ هَجَرُ فَاِذَا هِیَ الْمَدِیْنَةُ یَثْرِبُ همچنین است حال حضرت مجدد درین کشف

اول ایشان را بطریق ابہام معلوم شد که فرد متوسط چنین و چنان می باید چون دیدند که اساس
این طریقه حضرت خضر نهاده اند خیال آنطرف رفت باز ملاحظه نمودند که حضرت خضر با مردم
اختلاط بسیار دارند و طریقهٔ خلوت خلوت و انزوا لازم است خیال بطرف حضرت الیاس
رفت اینهمه بنابراین بود که متوسط در حصول کمالی برای پیغمبر عالی مقدار غیر پیغمبری تواند شد
و در افراد این امت غیر ازین دو بزرگ پیغمبری نیست آخر ها معلوم فرمودند که این متوسط را
پیغمبر بودن ضرور نیست بلکه کمال متابعت پیغمبر خود کافی است درین امر و نیز مقصود ایشان از
خلوت در انجمن است که بنا طریقهٔ حضرت خواجگان بر آنست نه خلوت جسمانی و بعد حال
بالیقین معلوم شد که آن متوسط ذات شریف ایشان است تحدیثا بنعمة الله که بآن هر کسے
مامور است اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ و انکشاف بآن معنی وا نمودند این قسم
اختلافات را تناقض فهمیدن کار کسی است که با مکشوفات این مردم آشنا نیست الا از کلام
شیخ اکبر در جاهای بسیار مستفاد میشود که خاتم الاولیا این امت امام مهدی است و
در جا ها ی بسیار خود را خاتم الاولیا قرار داده ـــہ

چو بشنوی سخن اہل دل مگو که خطا است + سخن شناس نهٔ دلبرا خطا اینجا است

اشتباه پنجم حضرت مجدد فرموده منم که این کمالات را بر رسول خدا صلی الله علیه وسلم
کسب کنانیدم **جوابش** این است که ازین عبارت صریح خیانت در نقل و تحریف
واقع شده زیرا که متبادر از کسب کنانیدن آنست که این فرد بجای شیخ و مرشد باشد و
رسول خدا حاشا من ذلک بجای تلمیذ و طالب باشند و هرگز مفاد کلام حضرت ایشان
اینچنین نیست حق عبارت آن بود که منم این کمالات را کسب کرده منسوب بجناب رسول
خدا صلی الله علیه وسلم ساخته ام و در کمالات بی نهایت آنجناب بطریق نیاز گردانیده ام

ودر جریدهٔ اعمال آنجناب نویسانیده ام اگر بزبان طالب علمان این معنی را ادا کرده شود باید
گفت هرگاه گفته شود که این صفت فلانی بواسطه فلان چیز حاصل شد دو معنی بهم میرسد
اول آنکه واسطه واسطة فی الثبوت باشد یعنی آن صفت اولا واسطه را حاصل شد واز آن
بطریق سبب مثل آن چیز بذی الواسطه حاصل شد کحرارة الماء بواسطة النار فانّ
هُناكَ حرارتين احدهما قائمة بالنار والاخرى قائمة بالماء ناشية عن حرارة
النار واین معنی هرگز مراد حضرت ایشان نیست **دوم** آنکه واسطه واسطه
فی العروض باشد یعنی صفت واحده قائم شود بواسطه حقیقة وهمان صفة واحده قائمه بالواسطه
منسوب گردد بذی الواسطه مثل حركة جالس السفينة بواسطة سفينة فانّ
هُناكَ حركة واحدة قائمة بالسفينة لا بالجالس نعم ينسب هذه الحركة الى
جالس السفينة بالعرض والمجاز ومراد حضرت ایشان همین معنی است یعنی کسب این کمالات
من کردم وآن کمالات بمن قائم شده منسوب بجناب رسول خدا صلی الله علیه وسلم گشته اند
بحکم آنکه اعمال امت در جریدهٔ اعمال پیغمبر محسوب میشود وآن حضرت مستغنی اند از کسب
این کمالات بحصول کمال ارفع منه واین معنی هیچ قباحت ندارد ونیز این را بدلائل
بسیار ثابت کرده میدهیم بعون الله وتوفیقه از انجمله قصهٔ مفاتیح کنوز ارض وتصرف تمام
زمین از مشرق تا مغرب از دست تابعان آن حضرت بآن حضرت منسوب گشت بعد از
صد ها سال بلکه زیاده بر هزار سال مده زُوِيَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَشَارِقُهَا وَمَغَارِبُهَا
متحقق خواهد شد واز انجمله آنکه فتح فارس وروم وهلاک کسری وقیصر از دست شیخین رضی الله عنهما
واقع شد وبعد از چند سال از وفات آن حضرت بآن جناب منسوب گشت واز انجمله آنکه
در حدیث صحیح وارد است که آنحضرت صلی الله علیه وسلم حضرت علی را فرمودند یا علی انك

تُقَاتِلُ عَلٰی تَأوِیْلِ القُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ
و این معنی بعد از سی سال از دست حضرت مرتضی علی بوقوع آمده و در جریدۂ اعمال آن حضرت
محسوب گشت اینجا می توان گفت کہ قتال علی تاویل القرآن کمالی بود عمدہ و آنحضرت را
حاصل نہ شدہ مگر بواسطہ علی مرتضی رض زیرا کہ کمال آنجناب کہ قتال علی تنزیل القرآن بود ارفع و
اکمل بود از قتال علی تاویل القرآن لیکن چون این قتال یعنی تاویل القرآن آنحضرت را
بی واسطہ متوسلی از افراد امت ممکن نبود ناچار متوسلی را بروی کار آوردند کہ بواسطہ او این
قتال منسوب بآنحضرت گردد وجہ عدم امکان آنست کہ در عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
قتال علی تاویل القرآن متصور نیست زیرا کہ ہر تاویلی را کہ آنحضرت برزبان خود فرمایند آن
تاویل حکم تنزیل بگیرد و پس قتال بر آن قتال بر تنزیل می شود نہ بر تاویل و منکر آن تاویل
کافر می شود گویا کہ منکر نص صریح قرآن شد پس لابد متوسلی باید کہ بجہتین من جہۃ خلیفہ و
مجتہد باشد تا انکار تاویل او کفر نگردد و بانکار تنزیل منجر نہ شود و من جہۃ متحد الحکم با پیغمبر کہ خلیفہ
حکم مستخلف دارد چون انکار حکم او بالعرض انکار حکم پیغمبر است انکارش منسوب آن حضرت
میشود و در جریدۂ اعمال آن حضرت این کمال ہم ثبت گردد کذا ہذا بعینہ **اشتباہ**
ششم آن راہ از کجا آوردند **گویم** مراد از عالم دیگر عالم امتزاج محبیت و محبوبیت است
کہ تعبیر از ان بعالم خلعت کردہ میشود و ازین راہ از نزد خدا آوردند چنانچہ حضرت علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ قتال علی تاویل القرآن را از نزد خدا آوردند و آن قتال از عالم دیگر است
از قبیل جہاد کفار ہم نیست و از قبیل قتل مسلمین ہم نیست ہیئت ممتزجہ دارد و این معنی
ایشان را بحکم خلافت نبود و متابعت آن جناب حاصل شدہ چنانچہ حضرت ایشان را
نیز بسبب کمال متابعت آنجناب روزی شدہ و عجب است از کسانی کہ بر حضرت ایشان

طعن میکنند باین حیله که حضرت ایشان هم استقلال میزنند و برزخ را از میان برمی دارند و نمی شنوند و نمی بینند که کمال حضرت ایشان در مکتوبات و غیر آن مشحون و مملوست از تحریص بر کمال متابعت پیغمبر و جابجا برای خود و تابعان بهمین معنی را از خدا طلب دارند و جابجا میفرمایند که بنار طریقه ما بر کمال متابعت سنت است و اجتناب از بدعت **اشتباه** **هفتم** برزخ محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم از میان برمی خیزد و خلیلی تمام بواسطه آن باشد از ولایت موسوی حاصل شدن معنی ندارد **گویم** فی الحال گذشت که تصرف ولایت خلیلی آن حضرت را حاصل بود و تصرف در آن نه فرموده بودند بسبب شغل مهم تر از آن حضرت ایشان را محض بکمال متابعت آن حضرت حاصل شد از پیشگاه جناب الهی و منسوب بآن حضرت گردید چنانچه تصنیف مثنوی شریف که پر از جواهر گوناگون علم سلوک و علم معرفت است از حضور خداوندی لمولانا رومی قدس الله سره محض بکمال متابعت پیغمبر خود عنایت و منسوب بحضرت رسالت گشت بل آنکه تصنیف مثنوی از آن حضرت ممکن باشد لقوله وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنۢبَغِيْ لَهٗ که ارتفاع برزخ را فهمیدن از قبیل اوهام شیطانیه است مَعَاذَ اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ وحل شبه بالکلیه آنکه معنی و مضامین مثنوی همه ماخوذ از مشکوة نبوت است و کسوت شعر پوشانیدن محض بمولانا جلال الدین رومی است چنانچه اجزار مقام خلت یعنی محبت و محبوبیت همه ماخوذ از جناب ختمی است و تصرف در هیئت ممتزجه مخصوص بحضرت ایشان است تصرف در هیئت ممتزجه در اختصاص کافی است چنانچه واضع سکنجبین اگر دعوی اختصاص سکنجبین بخود کند سزاوار است که سرکه و شهد از دیگری باشد و خواص سرکه و شهد را از دیگر آموخته باشد کذا هذا **اشتباه هشتم** دعاء اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ بعد از هزار سال قرون باجابت گشت و امبذول مستجاب شد

گوئیم درین هیچ استبعاد نیست لقوله تعالی یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ
یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ازین آیه صریح
معلوم میشود که بعض کارهای خدا با امتزاج فیض سماوی و ارضی معود او هبوطاً در مدت هزار
سال تمام میشود فلیکن من جملتها هذا الدعاء و ایضاً دعا ر وسیله و مقام محمود بعد هزاران
سال مستجاب خواهد شد اگر این دعا ر بعد یک هزار سال مستجاب شد چه عجب و ایضا
بعض مواعید الٰهی در باره پیغمبر و امت پیغمبر در زمان حضرت امام مهدی علیه السلام بوقوع
خواهد آمد اگر دعا برای این مطالب کرده شود و قبول آن را قطعاً زیاده تر بر هزار سال خواهد گذشت
و در تفاسیر و روایات صحیح آمده است که حضرت آدم در حق خود و ذریت خود دعاهای
بسیار فرموده بودند و بعض از ان دعاها در عهد حضرت سلیمان علیه السلام مستجاب شد و ایضاً
دعا حضرت ابراهیم و حضرت اسمعیل علیهما السلام رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ
ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ الی قوله رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ
اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ بعد هزار سال
مقرون باجابت شد و همچنین وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ
الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ بعد هزار سال مقرون
باجابت شد **اشتباه نهم** درین مدت هزاران اولیا و خلفاء راشدین بوده اند
از هیچ یکی این کار نشد تعجب است **گوئیم** محل تعجب کلام بیهوده این شخص است نمی
فهمد که اراده الٰهی مخصص بعض حوادث به بعض اوقات و به بعض امکنه و اشخاص سوال لم درآن
جاری نیست و چون و چرا در آن گنجایش نیست نمی توان گفت که حضرت خواجه بزرگ
خواجه معین الدین چشتی را چرا مخصوص بارشاد اهل هند شدند تا آنکه شهره آفاق است ایشان را

ولی الهندی گویند قبل از ایشان از وفات آنحضرت قریب ششصد سال گذشته بود و
در این مدت هزاران هزار اولیاء و خلفاء راشدین بودند از هیچ یکی این کار نشد تعجب است
و فتح ظاهری ملک هندوستان بر دست سلطان محمود غزنوی انار الله برهانه مخصوص شد
حالانکه قبل از وی چارصد سال تقریباً گذشته بود و در آن مدت سلاطین عظام و خلفای
ذوی الاحترام از هیچ یکی این کار نشد جای تعجب است **اشتباه دهم** آثار آن
اکتساب که بر رسول خدا صلی الله علیه وسلم بسته می کند کجا است خیلی تعجب **گویم** سعی نسبت
کردن برسول الله صلی الله علیه وسلم سابق گذشت این شخص واسطه فی العروض در لحوق منتهی
از صفات اضافیه بجناب حضرت رسالت مآب صلی الله علیه وسلم متوسط واقع می شود و است
ایشان را از آن کمال مکسوب خود بهره ور ساز و آثار آن جز تهذیب باطن که عبارت از
لطائف است بحصول ملکه یادداشت و حضور دائمی و نسبت بیرنگی در جمع کثیر از امت
مصطفویه صلی الله علیه وسلم امری دیگر نیست و بحمد الله این معنی کالشمس فی رابعة النهار
مشخص است و اگر یقین مکان این جماعت کثیر که سوال کجا از آن بود می توان گفت که بخارا
و سمرقند و بلخ و بدخشان و قندهار و کابل و غزنی و تاشکند و یارکند و شهر سبز و حصار شادمان
که مسکن اهل اسلام است بی مشارکت هنود و روافض و نصاری است موجود است بلکه از این طریقه
طریقه دیگر در آن رائج نیست الا شاذ و نادر **اشتباه یازدهم** این فرد برای
حراست است چگونه فرستاد **گویم** دلیل انی این دعوی بر ظاهر است که از وجود ذات شریف
حضرت ایشان شبهات ملاحده و روافض و غالیان توحید و مبتدعیان طرائق و معتقدان
شرک خفی و جلی بالکلیه برطرف شد و تابعان ایشان بفضله تعالی در اتباع سنت سرگرم و
اجتناب از بدعت پیش قدم پس بمنزله آن شد که شخصی بیاید و دعوی کند که مرا فلان حکیم

نائب خود درین شهر ساخته و مردم از معالجهٔ او منتفع شوند و هم طریق دوا و تشخیص آن بخوبی از حکیم
و بتیقن گردد که این شخص صادق القول است از عهدهٔ خدمت خود بوجه احسن برآمده و سرانجام
مهمات این خدمت نموده اگر سند فرمانی از دفتر حکیم مطلق مطلوب است آن هم موجود است
جلال الدین سیوطی در جمع الجوامع حدیث آورده است یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ یُقَالُ لَهٗ صِلَةٌ
یَدْخُلُ بِشَفَاعَتِهِ الْجَنَّةَ کَذَا وَکَذَا شیخ بدرالدین در کتاب حضرات القدس
آورده شاید که این بشارت اشارت بوجود مسعود حضرت ایشان باشد چه ایشان میان
علما و صوفیه بودند که اختلاف فریقین را در وحدت وجود بلفظ راجع داشته اند الحمد لله الذی
جَعَلَنِیْ صِلَةً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ وَمُصْلِحًا بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ و آن حضرت از سرور صلی الله علیه وسلم
مبشر شده اند که فردا چندین هزار کس را بشفاعت تو بخشند منطوق حدیث و مضمون بشارت
بران حضرت صادق می آید و درین مدت هزار سال دیگری باین لقب نگذشته و این
استنباط موید به نقلیات و کشفیات است **اشتباه دوازدهم** اگر شکر نعمت است
کدام قبول خواهد کرد طرفه ماجرا است **گوییم** اگر شکر نعمت را صاحب نعمت باید که قبول کند
از قبول و ناقبول دیگران چه می کشاید فقد قال الله تعالی لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ
پس مدعی که قبول شکر در جناب الهی است بموجب عدهٔ او تعالی حاصل است از قبول کسان
دیگر کاری نیست

اِذَا رَضِیَتْ عَنِّیْ کِرَامُ عَشِیْرَتِیْ ◦ فَلَا زَالَ غَضْبَانًا عَلَیَّ لِئَامُهَا

اشتباه سیزدهم در بعضی مکاتیب جلد ثالث واقع شده است که حقیقت محمدی
حقیقت الحقائق است و حقائق دیگران اجزا اند مراد از آن جزئیات و ازین بیان ظاهر
می شود که جامع جمیع حقائق ابراهیمی است حقیقت ولایت محمدی هم جزو آن بود که مرکز است و مرکز

جز جزئیت چاره نیست پس فضل کلی باید که نصیب خلیل باشد **گوییم** دائره تعین اول مشتمل بر دو
جزء است مرکز و محیط مرکز مبدأ آنحضرت صلی الله علیه وسلم است و محیط مبدأ تعین خلیل نه آنکه مبدأ
تعین خلیل کل و مبدأ تعین حبیب جزء آن باشد و چون مرکز حکم اصل دارد و محیط ظل آن فضل کلی آن
مرکز را بود و ازینجاست که در مکتوب صد و نود و دوم از جلد ثالث باین عبارت
نوشته اند حقیقت محمدی که ظهور اول است حقیقت الحقائق است حقائق دیگران
کالظلال اند مر او را و او اصل آن حقائق است پس ناچار آن حقیقت واسطه بود میان سائر حقائق و
میان حق جل و علا وصول احدی بی توسط او علیه الصلوة والسلام محال باشد فَهُوَ نَبِیُّ
الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَإِرْسَالُهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ و ازین جاست که انبیاء اولو العزم با وجود
اصالت تبعیت او توسط او می خواهند و آرزوی اشتراک امت او می کنند فَهُوَ عَلَیْهِ وَعَلٰی
اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کَمَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ کُلِّ فَرْدٍ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ الْکِرَامِ
وَالْمَلٰئِکَةِ الْعِظَامِ اَفْضَلُ مِنَ الْکُلِّ مِنْ حَیْثُ هُوَ کُلٌّ زیرا که اصل را
بر ظل خود فضل است **اشتباه چهاردهم** مراد از صباحت و ملاحت حسن ظاهر است
نه ولایت و این نیز غلط صریح است که نسبت صباحت به حضرت یوسف است علیه السلام
نه به حضرت ابراهیم علیه السلام **گوییم** مراد از صباحت و ملاحت همان صباحت و ملاحت
است که آن سرور فرموده علیه و علی آله الصلوة والسلام اَخِیْ یُوْسُفُ اَصْبَحُ وَاَنَا اَمْلَحُ
ملاحت از برای خود اثبات فرموده و صباحت را بحضرت یوسف منسوب ساخته
که از پدر کلان خلیل الرحمن است بایشان رسیده است علی نبینا وعلیهما الصلوات والتسلیمات
اگر خادمی خدمت کاری نماید و شائستگی کند حسن صاحب جمال را طراوت دهد و زینت
بخشد و فریب سازد و بحسن و لالت و غنج دود صاحب جمال را جمع کند و حسن یکدیگر را باهم گر

ممتزج سازد چه قصور آن دو صاحب جمال است و کدام نقص است در حسن شان خلد متکاری
الحمد لله که بنای شبهات منهدم گردید و چون گردباد سر بهوا کشید

از آه حسرتم جگر شعله آب شد ۔ و از آتش و الم دل آتش کباب شد
چندین قفس ز شوخی بال و پرم شکست ۔ آه از کجا نصیب من این اضطراب شد

قال در مکتوب نود و پنجم از جلد ثالث می نویسد که ولایت این فقیر هر چند مربای ولایت محمدی و ولایت موسوی است و به طفیل این دو اکابر مرکب از نسبت محبوبی و محبی است که رئیس محبوبان حضرت رسالت است صلی الله علیه وسلم و راس محبان حضرت کلیم الله علیه الصلوة والسلام اما بواسطهٔ متابعت حضرت خاتم الرسل علیه الصلوة والسلام در ولایت من کار و بار دیگر است و معامله من علاحده با آن مربوط است اگر چه اصل این ولایت ولایت پیغمبر خود است که ولایت محمدی باشد که منشأ آن بالاصالت ناشی از محبوبیت صرف است لیکن چون ولایت موسوی که منشار آن بالاصالت ناشی از محبیت صرف است با این ولایت ضم گشته و منصبغ برنگ آن شده هیئتی دیگر پیدا کرده بلکه توان گفت که حقیقت دیگر گشته و ثمرهٔ دیگر داده و نتیجهٔ دیگر بخشیده ازین عبارت او افضلیت ولایت او از ولایت خواجه عالم صلی الله علیه وسلم و از ولایت حضرت موسیٰ علیه السلام صریح پیدا است و این دعوی باطل محض است **اقول** این شبهه هیچ و پوچ است که ای لفظ دال بر چنین افضلیت نیست مطلب نیست که ولایتم مربای ولایت محمدی و ولایت موسویست علیهما السلام و از طفیل این ذوات متبرکات ولایتم از نسبت محبیت و محبوبیت ترکیب یافته است اما از میامن متابعت خاتم الرسل در ولایت من امر آخر لائح شده اگر چه که ملاک این ولایت هم ولایت محمدیست که منشار او محبوبیت است لیکن ولایت موسوی

کہ محبت صرف است بہ نسبت لا اتم الانصباغ و تلوین ولایت محمدیہ یا فتہ است و ازین حیثیت امتزاجی
و صورت انصباغی اطلاق ثمرۂ آخر بر و بجای خود است و این مستدعی اصالت آن
ہر دو ولایت و فرعیت ولایت امام است چنانکہ بر عاقل فطین مختفی نیست درین ہیچ شک
نیست کہ ولایت اولیا جزئیات ظلال ولایات انبیاست علیہم السلام چنانچہ درین مقام
از لفظ مراد اصل این ولایت ولایت پیغمبر خود است صاف ظاہر است پس ولایت ایشان
درین صورت کوزہ باشد کہ از دو دریاے مختلف الطعم پر کردہ باشند این کوزہ اگرچہ امتزاج
کیفیتے جداگانہ بہم رسانیدہ است خصوصیتی علحدہ بدست آوردہ است لیکن فضل ہمان دو دریا
راست اہی بود کہ این کوزہ را برین دریاہا تفضیل یا مساوات گمان برد چہ این کوزہ
را آن بحار ذخار ہیچ مقدار نیست و اگر بالفرض ازین کلام او عای مزیت و خصوصیت
مفہوم می شود پس آن بہ نسبت ابنا جنس خود است کہ اولیا باشند نہ انبیا معاذ اللہ عنہ
و این بجملہ تذکار تحدیث بہ نعمت اللہ است و درین مقام شبہ دیگر ناشی می شود تقریرش
این است کہ حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم محبوب است ہم محب و این
ہر دو مرتبہ بکمال دارد پس جامع مراتب محبوبیت محبیت باشد پس بطفیل این دعا کا بر
ترکب در نسبت محبوبی و محبی گفتن چہ معنی ازین ظاہر می شود کہ در ولایت محمدی نسبت
محبیت نیست و لیس کذلک جوابش از مکتوب نود و ششم جلد ثالث ظاہر میشود نوشتہ اند
کہ حضرت پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم مسمی بدو اسم است احمد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر کدام ازین دو اسم مبارک
را ولایت علحدہ است ولایت محمدی اگرچہ ناشی از محبوبیت اوست علیہ السلام اما آنجا
محبوبیت صرف نیست مزجی از نشاء محبیت نیز دارد و ولایت احمدی پیش قدم است از ہر یک
مرحلہ بمطلوب نزدیکتر الخ ازین بیان ہویدا گشت کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو

مقام محبوبیت ممتاز است غایة الامر آن است که محبوبیت صرف تعلق باسم مبارک احمد صلی اللہ علیہ وسلم دارد و محبوبیت ممتزجہ بمحبیت باسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم متعلق آنچہ نوشتہ اند کہ جزی از انتشار محبیت نیز دارد و بنابران است کہ باوجود امتزاج غلبہ محبوبیت را است بر محبیت و برین تقریر گمان نبری کہ محبیت حضرت کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام بر محبیت آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم غالب باشد چہ آنجا محبیت خالص است و اینجا محبیت با محبوبیت ممتزج گردیدہ است فافہم

کار می نیست فروغ رخ عالم سوزش * این چراغیست کہ از خون من افروختہ اند

قال در مکتوب نود و سوم از جلد ثالث تعین اول را تعین وجودی قرار دادہ است و آنرا دائرہ دانستہ تعین حضرت ابراہیم و خلت او میداند و مرکز این دائرہ را مبدء تعین حضرت حبیب محبیت او می خواہد و نویسد کہ این مرکز رفتہ رفتہ بصورت دائرہ شد کہ محیط آن صرف محبیت مبدء تعین حضرت موسوی است و مرکز آن مبدء ولایت محمدی است و این مرکز نیز رفتہ رفتہ بعد ہزار سال بصورت دائرہ برآمد کہ محیطش جامع خلت و محبیت و محبوبیت گشتہ و این مبدء ولایت فرد است شدہ بود و مرکزش صرف محبوبیت ماندہ کہ مبدء ولایت محمدیست صلی اللہ علیہ وسلم در آخر مکتوب نود و چہارم جلد ثالث نوشتہ است کہ محیط این مرکز ثالث کہ مبدء ولایت فرد است ہرچند بنسبت تعین اصغر مینماید اما اجمع است چہ ہرچہ بذات جل شانہ نزدیک تر است جامع تر است صغر آن در رنگ صغر انسان کہ باوجود صغر جامع ترین جمیع اصناف عالم است درین عبارت از ہرسہ انبیاء اولی العزم کمال او زیادہ معلوم میشود اگر در خاطر سادہ لوحی بگذرد کہ فضل جزی اینجا بر غیر انبیا آمدہ است گویم آمدہ است از سبب متابعت خواجہ عالم

نمبر ۱۷ تعین وجودی

صلی اللہ علیہ وسلم در خبر است فُضِّلتُ علی الانبیاء بستۃٍ جُعِلَتْ لِیَ الارضُ
مسجدًا وترابها طهورًا واُحِلّت لِیَ الغنائمُ ونُصِرتُ بالرعبِ
واعطیت الشفاعۃ وبُعِثتُ الی الخلقِ کافۃً وختم بی النبیون پس از سبب
متابعت خواجہ عالم علیہ السلام ازین ہمہ دو سه چیز این امت را نیز میسر شد که انبیاء
سابق را نبود واین حقیقت فضل رسول است نه فضل امت **اقول** ازین هر دو مکتوب
فضل بر سه انبیاء اولی العزم دانستن جهالت است حضرت مجدد رح در مکتوب نود و چهارم
از جلد ثالث می فرماید نبی هر چند بعضے کمالات را به توسط فردی از افراد امت خود حاصل
نماید و به توسل او به بعض مقامات برسد اما نقص آن نبی ازین راه لازم نیاید وآن فرد را
مزیتی باین توسط بران نبی حاصل نشود چه آن فرد این کمال را بمتابعت آن نبی یافته
است الی آخره چنانچه سابق عبارت پیش ازین مذکور شده است ع

عرق نشسته ز پندارم رخ نکوئی ترا — ز من مرنج که میخواهم آبروئی ترا

وسرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم را بر دیگر انبیاء فضل کلی بود نه جزوی اگر همان فضائل
یا برخی ازان با امت اگرچه بطفیل حاصل شود تاهم فضل کلی خواهد بود پس از تقریر معترض
فضل کلی امت بر انبیاء لازم می آید با آنکه باتفاق امت فضل کلی مر انبیاء را است علی نبینا
وعلیهم الصلوة والسلام ع

سخت میخواهم که در آغوش تنگ آرم ترا — هر قدر افسرده دل را بیفشارم ترا

بعد ازین آنچه بر مکتوب هشتاد و هشتم ایراد پیش کرده چون ذکرش در رساله هدیه مجددیه
بر نگاشته شد لهذا درین مقام ذکرش ترک کردیم **قال** در مکتوب نود و هم از جلد ثالث
مینویسد واجتنبوا عن البلاء ما استطعتم فان الفرار مما لا یطاق

من سنن المرسلين ونحن في عين البلاء مع العافية فلله الحمد
سبحانه نورین مکتوب از همه انبیا بتفصیل جسته **اقول** این اعتراض محمول نادانست
بقتل من کشد شمشیر نے از بیم جان ترسم که طفل است و چو بیند کشته ام ترسد ازان تیغم
معنی این است به پرهیز از بلا بقدر طاقت خود زیرا که فرار از چیزیکه انسان طاقت
آن ندارد از سنت رسولان علیهم السلام است چون عذاب بر قوم نوح آمده بر کشتی
سوار شد و لوط علیه السلام با اهل خود به شبیکه صباح آن عذاب نازل شد از بلد خروج
نمود و چون فرعون اراده قتل موسیٰ علیه السلام کرد از مصر بطرف مدین بگریخت چنانچه
خدای تعالیٰ در قران شریف از موسیٰ حکایت میکند فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ
و زکریا علیه السلام از اندیشهٔ قوم بگریخت و در درخت مستور شد و درخت را بریدند و او
دو پاره شد و یونس علیه السلام چون مایوس از ایمان قوم خود شد و عذاب
بر ایشان نمایان شد خروج کرده و آنحضرت صلی الله علیه وسلم تعوذ از
بلا خواسته اما بخاری در صحیح خود از ابی هریره رضی الله عنه روایت کرده كَانَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ **قوله** الْجُهْدُ الْمَشَقَّةُ
قال ابْنُ بَطَّالٍ وَغَيْرُهُ جَهْدُ الْبَلَاءِ كُلَّمَا أَصَابَ الْمَرْءَ مِنْ شِدَّةٍ وَمَشَقَّةٍ وَمَا لَا طَاقَةَ
لَهُ بِحَمْلِهِ لَا يَقْدِرُ عَلَى دَفْعِهِ حافظ ابن حجر عسقلانی گفته وفی الحدیث دلالة لاستحباب
الاستعاذة من الاشياء المذكورة واجمع على ذلك العلماء في
جميع الاعصار والامصار وشذت طائفة من الزهاد
و در جامع الصحیح البخاری از عبد الرحمن بن عوف رضی الله عنه روایت کرده اذا سمعتم
بالطاعون بارض فلا تقدموا عليه واذا وقع بارض وانتم بها فلا

تخرجوا فراراً منه وقتیکه وبا در شام واقع شد عمر رضی اللہ عنہ از انجا بر گشت و داخل بلدہ نشد بر استفسار ابوعبیدہ بن الجراح گفت یا اباعبیدۃ نعم نفرّ من قدر اللہ الّتی قدّر اللہ الحدیث رواہ البخاری ازین احادیث بعضی لاتست بر اجتناب از بلا دارند و قول عمر رضی اللہ عنہ صاف دلیل است بر فرار در الاشباہ والنظائر از بزاز یہ نقل میکند قیل الفرار ممّا لایطاق من سنن المرسلین پس از آن نوشتہ روی العلاء فی فتاواہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم مرّ بهدف مائل فاسرع المشی فقیل لہ اتفرّ من قضاء اللہ تعالی فقال علیہ الصلوۃ والسلام فراری الی قضاء اللہ تعالی ایضاً

ازین روایت ثابت شد کہ فرار از بلاء مالایطاق سنت مرسلین است و این فرار بہ معنی ففروا الی اللہ بسوی خدای تعالی است نحن فی عین البلاء مع العافیۃ الخ این جملہ مستانفہ است متعلق بما قبل نبودہ است محض شکر باریتعالی در باب عافیت بجا آرد کہ با وجود مبتلا نمود در بلا ما را بعافیت داشتہ بلا ما کہ بر حضرت مجدد رح گذشتہ معظم ترین آن جور سلطان وقت و وفات صاحبزادہ عالی مقام شیخ محمد صادق علیہ الرحمۃ بعارضہ و با بودہ است و اما با وجود مبتلا شدن این طبیعت با بعافیت اند شکر آن بجا می آرد اگر گویم این جملہ متعلق بما قبل بودہ است ہم ہیچ قباحت لازم نمی آید زیرا کہ در عافیت و فرار منافات نیست جائز است کہ در عین بلا فرار نماید و با عافیت باشد و یا صابر در مقام باشد و با عافیت باشد بلکہ اولیاء را در مقام بلا با عافیت بودن دلیل بر عدم شدت بلا بودہ است چہ فرار انبیا بوجہ بلاء مالایطاق است و بر ایشان آنچنان بلا نازل نشدہ کہ باعث بر فرار شود آری درین قول کہ انبیا از بلاء فرار نمودہ اند و ما در عین بلا مقیم ایم اگرچہ بظاہر

تناقض یافته شود اما بنحوای حدیث اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل
چون کم وزیادتی در بلاء متصور ست فی الواقع درین هم تناقض نیست و نه موجب تنقیص مرتبهٔ
انبیاء ما و اما کہ تصریح باشدیت بلاء مثل انبیا الکند باین طور که بگوید انبیا از بلاء فرار نموده اند
و ما باوجود مبتلا شدن مثل بلائیکه بر انبیا نازل شده فرار نمودیم و مقیم هستیم و انبیاء صبر
نکردند و فرار نمودند ما صبر کرده ایم درین صورت البته موجب تنقیص شان انبیا متصور
می شد علاوه برین خوش گفت آنکه گفت شعر

نزل عنا عافیت انبیاست ٭ وآنکه ترا عافیت آمد بلاست

۹۷ **قال** انچه در مکتوب دویست و هشتم از جلد اول تحریر نموده برآن چند اعتراض عائد
شود **اول** حقیقت محمدی و احمدی زبده و خلاصه و منشأ همه حقائق است پس حقیقتی که
از روی کتاب و سنت و اجماع امت اول و اقرب و اشرف و اعلی و زبده و مبدء و منشأ
و معاد جمیع حقائق باشد او را بعد از هزار و چند سال عروج کردن و بحقیقت کعبه متحد شدن
چه معنی باشد و حقیقت کعبه را مسجود و حقیقت محمدی را ساجد دانستن بکدام دلیل بود که بالای
آن حقیقت جز ذات حضرت احد نیست ازین عبارت صریح اهانت حقیقت محمدی لازم
می آید **دوم** انچه گفته شد که حقیقت محمدی حقیقت احمدی نام یابد و هر دو اسم مبارک بیک مسمی متحد شوند
این نیز خلاف واقع است برین برهان چیست اتفاق همه علماء و مشائخ برین که حقیقت
محمدی و احمدی یکی است از تعداد اسماء ذات مسمی متکثر میگردد **سوم** انچه نوشته که حقیقت
محمدی بعد از هزار و چند سال مظهر ذات احد گردد بطلان صریح و دعوی قبیح است زیرا که حقیقت
محمدی از ازل تا ابد مظهر ذات احد است و همه حقائق مظهر او است **چهارم** انچه نوشته
مقام سابق از حقیقت محمدی که خالی ماند در آن وقت حقیقت عیسوی از مقام خود عروج نموده

بمقام حقیقت محمدی که خالی مانده بود استقرار کند نیز خطائی عظیم و ناصواب جسیم است معلوم شد
که اصلا از حقیقت محمدی بهره ندارد حقیقت محمدی برزخ است میان احدیت و واحدیت
اگر این برزخ درمیان نباشد هیچکس را وجود ماند نه شهود و خالی ماندن حقیقت محمدی که
تعین علمی اجمالیست و بجای او درآمدن حقیقت عیسوی که تعین علمی تفصیلی است چون
راست آید زیرا که در علم الهی تغیر و تبدل نیست اینجا میر محمد نعمان سوال کرده که چون حقیقت
محمدی و حقیقت عیسوی که تعین علمی اجمالی و تفصیلی است عروج و نزول او چگونه راست آید
در جواب میگوید که مراد من از حقیقت محمدی و احمدی عالم خلق و امر است نه تعین وجوبی
که عروج تعین وجوبی معنی ندارد پس عالم خلق او رجوع بعالم امر او نمود ازین جا نیز قباحت
عظیم پیدا میشود چون بالا مقرر کرده بود که حقیقت کعبه و حقیقت احمدی یکیست و گفته که حقیقت
کعبه مسجود حقیقت محمدیست ازینجا لازم می آید که تن مبارک او روح مطهر خود را سجده میکرد نه خدا
را سبحانه اینهمه هذیانات اوست که خلاف کتاب و سنت و اجماع امت است در کنز الهدایة
بهدایة سیزدهم برعکس این مینویسد که تعین اول حقیقت محمدی است که ظهور اول است
و حقیقة الحقائق است بالمعنی که حقائق دیگر چه حقائق انبیاء کرام و چه حقائق ملائکه عظام کالظل اند مر
او را و او اصل همه حقائق است قال علیه السلام اول ما خلق الله نوری ایضا خلقت
من نور الله والمؤمنون من نوری و باید دانست که چون مراد او از
حقیقت محمدی تن مبارک آنحضرت است و از حقیقت احمدی روح مطهر او پس حقیقت
عیسوی را چه قرار داده باشد و چه گفته پنجم چون نزد او حقیقت محمدی و احمدی یکی
نباشد حقیقت کعبه و حقیقت احمدی چگونه یکی باشد که خلاف اجماع است و از کتاب و سنت
اثبات نیافته و اتفاق همه برین است که حقیقت محمدی و احمدی یکیست چنانچه از اسم مبارک

احمد فنات با برکات خواجهٔ عالم صلی الله علیه وسلم مراد است همچنان از اسم مبارک محمد
ذات با برکات آن خلاصهٔ موجودات مراد است وحقیقت کعبه از پرتو نور او است
وظل او وجزو او چنانچه آن نیز در کنز الهدایة به هدایهٔ یازدهم مقرر کرده است بلکه گوئیم که
چون حقیقت بانی کعبه ربانی از پرتو نور او باشد چرا حقیقت کعبه ربانی از پرتو نور او
بنا شد پس حقیقتی که از پرتو نور او بود وظل جزو او باشد چگونه مسجود وی گردد واو ظل و
ساجد آن شود بلکه توان گفت که حقیقت کعبه ساجد او است وظل او است زیراکه هر جزو
ساجد کل خود است تتمه مسلّم اجماع اهل سنت وجماعت بر آنست که در بقعه که وجود شریف
خواجه عالم صلی الله علیه وسلم مدفون است بر کعبه فضل وشرف دارد بلکه بر عرش وکرسی نیز
گفته اند وحدیث شریف بر بطلان او شاهد است که المؤمن افضل من الکعبة
ایضا قال النبی صلی الله علیه وسلم المؤمن اعظم حرمة من الکعبة اخرجه ابن ماجة
عن ابن عمر رضی الله عنه قول سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمة الله علیه زیارة
اهل القلب خیر من زیارة الکعبة سبعین مرة هفتم آنچه در سوال و
جواب نوشته است پر از قباحت می نماید وفساد بر فساد می افزاید چه حقیقت هر شی
بطن بطون آن شی است علی ما لا یخفی علی الناظرین پس حقیقت محمدی را نهایت نزول
محمد صلی الله علیه وسلم گفتن وحقیقت کعبه را نهایت عروج کعبه دانستن خلاف عقل ونقل
است هرگاه حقیقت کعبه اصل ومسجود حقیقت محمدی گفته پس تمام است که اصل ومسجود
چگونه ظل وساجد را زینه اول خواهد بود وچون ولیا است اورا از عروجات آن سرور
صلی الله علیه وسلم نصیب تمام است ودر دریوزه نمودن حقیقت کعبه از برکات این بزرگواران
علی الدوام نه بعد از مضی الف عام پس مع توقف نمودن عروج حقیقت محمدی واتحاد آن

بحقیقت کعبه و حقیقت احمدی و معطل داشتن مظهریتش مر ذات احمدی را تا هزار و چند سال
از کدام کس صورت بندد و چون حقیقت کعبه و حقیقت احمدی یکی باشد پس بطواف اولیا
است آمدن و از ایشان در دریوزه نمودن و بطواف آمدن چسان راست آید و
چگونه صورت بندد **هشتم** چون بالا از حقیقت محمدی جسد مبارک آن حضرت
صلی الله علیه وسلم مراد داشته و از حقیقت احمدی روح مطهر او مقرر نهاده ازینجا لازم
می آید که چون تن مبارک او عروج میکند و اولیا راست از و بهره می یابند پس
روح مقدس او از ایشان دریوزه می نماید و بطواف می آید **نهم** جای او و پسر او
محمد معصوم گفته است که مراد پدر من از حقیقت کعبه ذات حق است و فساده اظهر
من الاول چه برین تقدیر لازم می آید که ذات حضرت حق تعالی از عروج اولیا
خود دریوزه می نماید و بطواف ایشان می آید درین قول هم اهانت حقیقت احمدی
لازم می آید و هم سوء ادب جناب حضرت احدی نعوذ بالله منها **دهم** انچه در مکتوب
دویست و ششم جلد اول نوشته است که کمالات و مقامات حقیقت کعبه فوق کمال
بشری و ملکی است و فوق کمالات نبوات و رسالات و ولایات است خلاف آنست که
بالا گذشت چون بطواف اولیا راست می آید و از ایشان برکات میجوید و دریوزه می نماید
بکدام کس باشد که کمالات او را فوق کمالات نبوات و ولایات و رسالات خوانده و فوق
کمال بشری و ملکی انگارد **یازدهم** انچه گفته که این کمالات حضرت ابراهیم را مفصل
حاصل بود و خواجه عالم علیه السلام او را مجمل حصول بود و بعد از هزار سال آن حضرت صلی الله علیه
وسلم نیز مفصل تحصیل فرمود هیچ اصلی ندارد دلیل برین چیست چون حقیقت کعبه زینه
اول حقیقت محمدی است و از اولیا راست او دریوزه می نماید و بطواف می آید چگونه کمال

منفصل از خواجه صلی الله علیه وسلم بعد از هزار سال تحصیل فرماید **اقول** این ایرادات از مکتوب دویست وهشتم از جلد اول تعلقی ندارد ودر حواله غلطی واقع شده ٥
بے عربده از من سخن آغاز میکرد ٭ یک حرف نمی گفت که صد ناز میکرد
تعلقش از مکتوب دویست ونهم از جلد اول معلوم میشود که به میر محمد نعمان بدخشی در حل بعضی از عبارات مبدء ومعاد صدور یافته پس اولاً درین مقام عبارت مکتوب مذکور نقل کرده می شود عبارت آن رساله این ست که بعد از هزار وچند سال از زمان رحلت آن سرور علیه وعلی آله الصلوة والسلام زمانی می آید که حقیقت محمدی از مقام خود عروج فرماید وبمقام حقیقت کعبه متحد گردد واین زمان حقیقت محمدی حقیقت احمدی نام یابد ومظهر ذات احد جل سلطانه گردد وهر دو اسم مبارک به مسمی متحقق شود ومقام سابق از حقیقت محمدی خالی ماند تا زمانیکه حضرت عیسی علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام نزول فرماید وعمل بشریعت محمدی نماید علیهم الصلوة والتحیات در آنوقت حقیقت عیسوی از مقام خود عروج فرموده بمقام حقیقت محمدی که خالی مانده بود استقرار کند باید دانست که حقیقت شخصی عبارت از تعین وجوبی ست که تعین امکانی آن شخص ظل آن تعین است وآن تعین وجوبی اسمی است از اسماء الٰهی جل سلطانه کالعلیم والقدیر والمرید والمتکلم وامثالها وآن اسم الٰهی جل شانه رب آن شخص ست ومبدء فیوض وجودی وتوابع وجودی او واین اسم را نسبت بحضرت ذات تعالی شانه مراتب شتی است ودر مرتبه شان صفت که وجود آن زائد است بر وجود ذات این اسم اطلاق می یابد ودر مرتبه شان که زائد نیست آن بر ذات به مجرد اعتبار ست نیز این اسم صادق می آید وفرق درمیان صفت وشان در مکتوبیکه در بیان سلوک وجذبه نوشته شده بتفصیل فرارفته است اگر خفائی

باشد بآن رساله رجوع نمایند و شک نیست که حصول شان اگرچه مجرد اعتبار است نیز
تقاضاء آن میکنند که فوق آن معنی زائد دیگر باشد مناسب آن شان که مبدء وجود
اعتباری او گردد پس این اسم را از ان مرتبه نصیبی حاصل شده و در فوق آن معنی زائد
نیز این احتمال جاریست اما قوت بشری از ضبط آن عاجز است این فقیر کم بضاعت
یکمرتبه دیگر را هم گذرانیده است اما در فوق آن مرتبه غیر از استهلاک و اضمحلال نصیبی نه رو
وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ۔ شعر

هَنِيئًا لِأَرْبَابِ النَّعِيمِ نَعِيمُهَا ۔ وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِينِ مَا يَتَجَرَّعُ

وتفاضل اقدام اهل الله باعتبار طی این مراتب شتی است علی تفاوت الاستعداد
والقابليات والواصلون الى الاسم قليلون من الاولياء فان اكثرهم
واصلون الى ظل من ظلال ذلك الاسم بعد ان عرجوا من المراتب
الامكانية باسرها بطريق السلوك والسير التفصيلي وقد
يتوهم الوصول الى ذلك الاسم في طريق الجذبة الصرفة
ايضا لكنه غير معتبر ولا يعتد به والذين عرجوا من ذلك الاسم وقطعوا مراتبه
المتفاوتة قلّت او كثرت فهم لا اقل قليل منهم بر سر اصل سخن رویم و گوییم که حقیقت
تشخص چنانکه تعین وجوبی او را گویند تعین امکانی او را نیز گویند چون این مقدمات
معلوم شد گوییم که محمد رسول الله علیه وعلی آله الصلوات والتحیات در رنگ که او امام مرب
از عالم خلق و عالم امر است اسم الهی جل شانه که رب عالم خلق او ست شان العلیم است و
آنکه تربیت عالم امر او میفرماید آن معنی است که مبدء وجود اعتباری این شانست کما حقیقت
محمدی عبارت از شان العلیم است و حقیقت احمدی کنایه از آن معنی که مبدء آن شان است

وحقیقت کعبهٔ ربانی نیز همان معنی است بفوقیتی که پیش از خلق حضرت آدم علی نبینا و علیه الصلوة
والسلام آن سرور را حاصل بوده و از آن مرتبه خبر داده و گفته کنت نبیا وادم بین الماء
والطین باعتبار حقیقت احمدی بوده است که بعالم امر تعلق دارد و همین اعتبار حضرت
عیسی علی نبینا و علیه الصلوة والسلام که کلمة الله بوده اند و بعالم امر بیشتر مناسبت داشته
بشارت قدوم آن سرور علیه و علی آله الصلوة والتسلیمات باسم احمد داده و فرموده
ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد و فوقیتی که بنشاء عنصری تعلق دارد
باعتبار حقیقت محمدی است بلکه باعتبار حقیقتین است در رنگ دو مرتبه آن شان است و
مبدا آن شان لهذا دعوت این مرتبه اتم است از دعوت مرتبهٔ سابق چه در آن مرتبه دعوت
او مخصوص بعالم امر بوده و تربیت مقصور بر روحانیان و در مرتبهٔ دعوت او شامل
خلق و امر است تربیت او مشتمل بر اجساد و ارواح غایت ما فی الباب درین نشاء نشاء
عنصری او را علیه و علی آله الصلوات والسلام غالب ساخته بودند بر نشاء ملکی او تا مناسبت
که سبب افاده و استفاده است بیشتر پیدا شود و بخلائق که جانب بشریت در ایشان غالب است
حضرت حق سبحانه و تعالی حبیب خود را صلی الله علیه و علی آله وسلم بآکد وجه امر میفرماید باظهار
بشریت خود کما قال سبحانه و تعالی قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی
اتیان بلفظ مثلکم از برای تاکید بشریت است و بعد از ارتحال از نشاء عنصری جانب روحانیت
او علیه الصلوة والسلام غالب آمد و مناسبت بشریت رو بنقص آورد لاجرم نورانیت صحبت تفاوت
پیدا کرد و بعضی از اصحاب کرام فرموده اند که هنوز از دفن آن سرور علیه و علیهم الصلوة والسلام فارغ
نشده بودیم که در دلهای خود تفاوت یافتیم یعنی ایمان شهودی با ایمان غیبی مبدل گشت
و سما را از فرش بعرش کشید و از دیدن بشنیدن آمد و از زمان رحلت او علیه و علی آله

الصلوة والسلام چون هزار سال گذشت که مدت مدیده است و ازمنه متطاوله جانب
روحانیت بر نهجی غالب آمد که جانب بشریت را بتمام متلون بلون خود ساخت که عالم خلق را
منصبغ عالم امر گردانیده پس ناچار آنجناب از عالم خلق او علیه وعلی آله الصلوة والسلام رجوع
بحقیقت خود نموده بود یعنی حقیقت محمدی عروج فرموده ملحق بحقیقت احمدی گشت حقیقت
محمدی با حقیقت احمدی متحد شد مراد از حقیقت احمدی و حقیقت محمدی درینجا تعین امکانی
خلق و امر او است علیه وعلی آله الصلوة والسلام نه تعین حبی که تعین امکانی او ظل آن است
چه عروج تعین حبی را معنی نیست و متحد گشتن آن تعین معقول نه چون حضرت عیسی علی نبینا و
علیه الصلوة والسلام نزول خواهد فرمود و متابعت شریعت خاتم الرسل علیهما الصلوة والسلام
خواهد نموده از مقام خود عروج فرموده بتبعیت بمقام حقیقت محمدی خواهد رسید و تقویت
دین او علیهما الصلوة والتحیات خواهد نمود ازینجا است که نقل میکنند از شرائع ما تقدم که بعد
از هزار سال از ارتحال پیغمبران اولی العزم از انبیاء کرام و رسل عظام مبعوث می شدند که تقویت
شریعت آن پیغمبر فرمایند و اعلاء کلمه او نمایند و چون دوره دعوت شریعت او تمام میشد
پیغمبر اولی العزم دیگر مبعوث می گشت و تجدید شریعت خود میفرمود و چون شریعت خاتم الرسل
علیه وعلیهم الصلوة والتسلیمات از نسخ و تبدیل محفوظ است علماء امت او را حکم انبیاء داده کار
تقویت شریعت و تائید ملت را بایشان تفویض فرموده و مع ذلک یک پیغمبر اولی العزم را
متابع او ساخته ترویج شریعت او نموده است قال الله سبحانه تعالی انا نحن نزلنا الذکر
وانا له لحافظون بدانند که بعد از هزار سال بعد از ارتحال خاتم الرسل علیه وعلیهم الصلوة
والسلام اولیاء امت او که بظهور آیند هر چند اقل باشند اکمل بوند تا تقویت این شریعت بر وجه
اتم نمایند حضرت مهدی که خاتم الرسل علیه وعلیهم الصلوات والسلام از قدوم مبارک او بشارت

فرموده اند بعد از هزار سال بوجود خواهند آمد و حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوة والسلام
خود نیز بعد از هزار سال نزول خواهند فرمود و بالجمله کمالات اولیاء این طبقه شبیه
کمالات اصحاب کرام است هرچند بعد از انبیاء افضل بر اصحاب کرام راست علیهم الصلوات
والسلام اما جای آن دارد که از کمال تشابه یکی را بر دیگری فضل نتوان داد ازینجا نتوانم
بود که آنسرور فرموده علیه و علی آله الصلوات والسلام لایدری اولهم خیر
ام آخرهم نفرموده ادری اولهم خیر ام آخرهم لعلمه بحال کل من الفریقین لهذا
قال خیر القرون قرنی اما چون از کمال مشابهت جای تردد بود فرموده لایدری
اگر پرسند که آن سرور علیه و علی آله الصلواة والسلام بعد از قرن اصحاب قرن تابعین را
خیر ساخته است و بعد از قرن تابعین قرن تبع تابعین را پس خیریت این دو قرن نیز
برین طبقه متحقق باشد پس تشابه این طبقه در کمالات باصحاب کرام چه بود در جواب گوییم
تواند بود که خیریت آن دو قرن برین طبقه باعتبار کثرت ظهور اولیاء الله باشد و قلت
وجود اهل بدعت و ندرت ارباب فسق و معصیت وهو لاینافی کون بعض الافراد من
اولیاء الله فی هذه الطبقة خیرا من اولیاء ذینک القرنین کحضرة المهدی مثلا
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ـ دیگران هم بکنند آنچه مسیحا میکرد
اما قرن اصحاب از جمیع وجوه خیر است آنجا سخن کردن از فضولی است سابقان
سابقاند در جنب نعیم مقربان ایشانند که انفاق کوه ذهب دیگران بمد شعیر ایشان
نرسد ذلك فضل الله یختص برحمته من یشاء باید دانست که از بیان سابق واضح گشت معنی آن
عبارت که در رساله مبدء و معاد فوق این مذکور مسطور گشته است که حقیقت کعبه ربانی
مسجود حقیقت محمدی گشت چه حقیقت کعبه ربانی بعینها حقیقت احمدی است که حقیقت

محمدی فی الحقیقة ظل او است پس نا چار مسجود حقیقت محمدی باشد اگر سوال کنند که کعبه بطواف
اولیا رفته است او می آید و از ایشان برکات می جوید چون حقیقت او را تقدم باشد بر حقیقت
محمدی این معنی چگونه جائز باشد در جواب گوئیم که حقیقت محمدی نهایت مقامات نزول محمدست
از اوج تنزیه و تقدیس و حقیقت کعبه نهایت مقامات عروج کعبه است زینهٔ اول عروج
حقیقت محمدی را بر مرتبه تنزیه حقیقت کعبه است نهایت عروجات او را غیر از حق سبحانه اطلاع
ندارد و چون اولیا را اکمل است او را از عروجات آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام
نصیب تام است اگر کعبه از برکات این بزرگواران دریوزه نماید چه عجب

زمین زاده بر آسمان تاخته ❖ زمین و زمان را پس انداخته

و عبارت دیگر از آن رساله که درین مقام واقع شده بود نیز حل شد و آن عبارت اینست
که صورت کعبه همچنانکه مسجود صور اشیا است حقیقت کعبه نیز مسجود حقائق آن اشیا است
چه از مقدمات سابق معلوم شده است که حقائق اشیا عبارت از اسما الهی است جل سلطانه
که مبادی فیوض وجودی و توابع وجودی ایشان است و حقیقت کعبه فوق آن اسما است
پس هر آئینه حقیقت کعبه متبوع حقائق اشیا باشد آری اگر کمل اولیا را سیر بالاتر از حقیقت
کعبه واقع شود و انوار بالا را گرفته بمراتب حقائق خود که سفلیه با حیاز طبیعی اشیاست در مراتب
عروج فرود آیند کعبه از برکات ایشان توقع خواهد نمود کما مر سابقا و ایضا در رساله مبدا
و معاد چند فقره نوشته است در بیان افضلیت انبیا اولی العزم صلوات الله تعالی و تسلیماته
علیهم یعنی افضلیت ایشان را از بعض دیگر و چون مبنای آن بر کشف و الهام است که ظنی است
از آن نوشتن و تفرقه نمودن در فضل نادم و مستغفر است چه دران باب سخن کردن جز بدلیل
قطعی جائز نیست انتهی اکنون بدفع ایرادات متوجه میشوم

ساقی بیار بادهٔ و بنواز عود را * یکدم بلند کن نغمات سرود را
جامی بتشنگان حیات ابد رسان * می بر زنید زاهد خشک حسود را

جواب امر اول جای تحریر یافته که حقیقت احمدی بعد از هزار و چند سال عروج کرده بحقیقت کعبه متحد شود اِنْ هٰذَا اِلَّا افْتِرَاءٌ بلا امتراء البته این معنی مذکور است که حقیقت محمدی با حقیقت احمدی و حقیقت کعبه متحد شود و تصریح این معنی خود در مکتوب مذکور اندراج یافته و این معنی را لا انت گفتن محمول بر نافهمی است از معنی حقیقت احمدی و حقیقت کعبه حضرت مجدد رح در رساله مکاشفات غیبیه میفرماید که شیخ محمد طاهر بدخشی استفسار نموده که در رساله مبدء و معاد واقع است که صورت کعبه چنانچه مسجود الیه صورة محمدیست حقیقت کعبه نیز مسجود الیه حقیقت محمدیست علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات ازین عبارت فضیلت حقیقت کعبه معظمه لازم می آید از حقیقت محمدیه علی مظهرها الصلوة و السلام و التحیة حال آنکه مقرر است که مقصود از خلقت عالم و عالمیان او است علیه الصلوة و السلام و آدم و آدمیان همه طفیلی وی اند علیه الصلوة و السلام لَوْلَاهُ لَمَا خَلَقَ اللهُ سبحانه الْاَفْلَاكَ وَ لَمَا ظَهَرَ الرُّبُوْبِيَّةُ كَمَا وَرَدَ باید دانست که صورة کعبه عبارت از سنگ و کلوخ نیست چه اگر فرضا سنگ و کلوخ درمیان نباشد کعبه کعبه است و مسجود خلائق است بلکه صورت کعبه با آنکه از عالم خلق است در رنگ حقائق اشیا امری است مبطن که از حیطهٔ حس و خیال بیرون است از عالم محسوسات است و غیر محسوس و متوجه الیها است مر اشیا را و هیچ در توجه نه هستی است که بلباس نیستی پوشیده است و نیستی است که بکسوت هستی خود را وا نموده و در جهت بی جهتست و در سمت بی سمت است بالجمله این صورت حقیقت منش اعجوبه ایست که عقل در تشخیص آن عاجز است و عقلا در تعیین آن حیران گویا نمونه از عالم بیچونی و بیچگونگی دارد و

نشاء از بی شبهی و بی نمونی در روی تعینیست بلکه چنین نباشد شایان مسجودیت نبود و بهترین
موجودات علیه الصلوة والتسلیمات بشوق و آرزو او را قبله خود اختیار نفرمودی
فِیْهِ اٰیَاتٌ بَیِّنَاتٌ در شان آن بقعه قاطع است وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا
درحق وی قرآن مجید بیت الله است که گنجینه خاص مر صاحب را جل شأنه بادی است
نسبت مجهول الکیفیت بیچون و بیچگون را با وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی در عالم مجاز که قنطره
حقیقت است بیت مبنی از بیتوته است که جای قرار و آرامگاه صاحب خانه است از
دول که هرچند نشستگاه بسیار است و امکنه نشست خواهش بیشمار اما خانه خانه است که از
مزاحمت اغیار بیگانه است مسکن و آرامگاه جانانه است اگرچه بحکم حدیث قدسی لٰکِنْ یَسَعُنِیْ
قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ قلب عبد مومن گنجائش ظهور بیچونی پیدا کند لیکن نسبت بیتیه که
مبنی از بیتوته است از کجا پیدا کند و منع مزاحمت اغیار که از لوازم بیت است از کجا
و چون غیر و غیریت را در آن موطن مدخل نبود ناچار مسجودگاه خلائق باشد که غیرے را سجده
نبود و غیریت منافی مسجودیت بود و محمد رسول الله بجانب خود سجده تجویز نفرمودند و بجانب
بیت الله بشوق و رغبت سجده نمودند و سر تفاوت هم از اینجا دریاب شَتَّانَ مَا بَیْنَ
السَّاجِدِ وَالْمَسْجُوْدِ ای برادر چون شمه از صورت کعبه معلوم نمودی اکنون نبذی از حقیقت
کعبه معظمه بشنو حقیقت کعبه عبارت از ذات بیچون واجب الوجود است جل سلطانه که گرد
از ظهور ظلیت بوی راه نیافته است و شایان مسجودیت و معبودیت است این حقیقت را جل سلطانه
اگر مبدء حقیقت محمدی گویند چه محذور آید و افضلیت آن از این چه قصور دارد حقیقت محمدی از
حقائق سائر افراد عالم افضل است اما حقیقت کعبه معظمه از عالم عالم نیست تا بوی این نسبت
نموده آید و در افضلیت او توقف کرده شود عجب است که تفاوت صوری این دو صاحب

دولت بہ ساجدیہ و مسجودیہ عقلائی ذوفنون رائی بہ تفاوت حقائق ایشان نبردہ است
کہ در مقام اعتراض آمدند و لب بلعن تشنیع کشادہ حضرت سبحانہ تعالی انصاف شان دہد
کہ تا فہمیدہ ملامت نکنند انتہی **جواب امر دوم** این خدشہ محمول است برین
غلط فہمی کہ حقیقت محمدی و احمدی یکیست و آنچہ گفتہ شد کہ برین اتفاق علماء مشائخ است
ہرگز صحیح نیست عبارت قوم نگاشتنی است با این اتفاق از عبارت کدامی از علماء مشائخ
نقل کردنی است و برہان کشفی در مکتوب مذکور است پس استدلال عجیبست آہ ٥
فریاد از آن لحظہ کہ در دلم آتش وخ ∴ پرسد ز من و قوت گفتار نباشد
جواب امر سوم این معنی صحیح است کہ بعد از ہزار سال حقیقت محمدی احمدی
گردد حضرت مجدد رح در رسالہ مکاشفات غیبیہ می فرماید کہ نوشتہ بودند کہ بعد از ہزار سال
حقیقت محمدی احمدی گردد و تتمہ عبارت نہ نوشتند کہ بعد این فقرہ واقع است و مسمی
بعد دو اسم متحقق گردد و بعد از ملاحظہ این عبارت بہ بیند کہ آن خدشہ می ماند یا نہ چہ مانعست
کہ یک مسمی بدو اسم خود کہ عبارت از دو کمالات مخصوصہ اند متعاقب یکدیگر بعد از ازمنہ
متطاولہ متحقق شود و از کمالی بکمالی دیگر کہ بالقوہ داشت ترقی فرماید سخن فلاسفہ است
کہ در مجردات حصول جمیع کمالات را بالفعل اعتبار کردہ اند و ترقی از قوہ بفعل تجویز ننمودہ
این از کوتہ نظری ایشانست مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ از ینجا تواند بود
کہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کہ نزول او بعد از ہزار سال از بعثت آن
سرور است علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام آنحضرت را علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام باسم
احمد یاد کردہ است و قوم خود را بشارت قدوم آنحضرت باین اسم دادہ کہ ایام دولت آن
اسم است والا این اسم غیر مشہور یاد کردن چہ گنجایش داشت کہ خلقی در اشتباہ افتد علم

بہ مسمی ہستند نگردند و ازین نیز قیاس باید کرد کہ نام آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام
بر زمین محمد است و در آسمان احمد چہ کمالات محمدی مناسبت باہل زمین دارد و کمالات
احمدی مناسبت باہل آسمان و ملاء اعلی و چون از رحلت آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوۃ و
السلام ہزار سال بگزرد کہ آن مدت را مدخلی تمام دادہ اند در تغیر و تبدیل امور و مناسبت
مراد و ملاء اعلی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام باہل زمین کم ماند کمال احمدی طلوع کند و علوم و سعادت
آن کمال ظہور فرماید خدشہ چیست و تردد کدام انچہ در خدشہ نوشتہ اند انجا کہ حقیقت
است زمان نیست و تغیر و تبدیل نہ تا از حقیقت چہ مراد داشتہ باشد و از تغیر و تبدیل چہ
خواستہ قلب حقیقت نیست تقلب حقیقت است از کمالی بکمالی و انصباغ او است از
رنگی برنگی ازین بیان حل گشت تشکیکا بیکہ نمودہ بود کہ مراد از حقیقت خود ست والا قید
ہزار چرا است و چرا گفت کہ مسئول ہزار سالہ باجابت رسید چہ حقیقت احمدی واضح گشت و
فائدہ ہزار سال بوضوح انجامید انتہی مگر انچہ در تقریر اعتراض بر نگاشتہ شد کہ حقیقت
محمدی بعد از ہزار و چند سال منظہر ذات گردد الخ مبنی است بر عدم فہم معنی حقیقۃ محمدی
حقیقۃ محمدی عبارت از شان العلم است و حقیقت احمدی کنایہ از آن معنی کہ مبدء آن شان
است و ہمین است حقیقۃ کعبہ و فرق میان شان و صفات آن است کہ صفات در خارج
موجودند بوجود زائد بر ذات تعالی و تقدس و شیونات بمجرد اعتبار اند در ذات عز سلطانہ
این بحث بمثالی روشن گردد آب مثلاً بالطبع از بالا بہ پایان فرود می آید این فعل
طبعی در وی اعتبار حیات و علم و قدرت و ارادت پیدا میکند چہ ارباب علم بواسطہ
ثقل خود بمقتضاء علم از بالا بہ پایان می آیند و توجہ فوق نمیکنند و علم طلع حیوۃ است و
ارادہ تابع علم است و قدرت نیز ثابت شد چہ ارادت تخصیص احد المقدورین است این

اعتبارات در ذات آب اثبات کرده شود بمنزله شیونات است اگر با وجود این عتبارات
صفات زائده در ذات آب اثبات کرده شود بمنزله صفات موجوده است بوجود زائد
آب را با عتبارات اولی حی و عالم و قادر و مرید نمیتوان گفت از برای این اسامی ثبوت
صفات زائده درکار است پس در صورت اتحاد و انطباق حقیقت محمدی با حقیقت احمدی
و حقیقت کعبه مظهر ذات احد گردد و در صورت عدم اتحاد و انطباق مظهر شان احد باشد
و هذا ظاهر **جواب امر چهارم** وجه عروج حقیقت عیسوی بمقام حقیقت محمدی
بکمال بسط در مکتوب مذکور است فلا احتیاج الی اعادته و برزخیت را مدخلی در ایراد
نیست و همچنین تعین علمی اجمالی را و آنچه صورت سوال زیر محمد نعمان مذکور شد غلط است
و آنچه گفته که هرگاه حقیقت کعبه و حقیقت احمدی یکی است حقیقت کعبه مسجود حقیقت محمدی
از ینجا لازم می آید که تن مبارک را و بر روح مطهر خود سجده میکرد و خدا را سبحانه همراهش
هذیان است و محمول بر نافهمی محو حیرتم که تن مبارک و روح مطهر از کدام عبارت مراد
داشته اگر حقیقت محمدی را تن مبارک و حقیقت احمدی را روح مطهر فهمیده پس اعجوبه
است بهر حال این اعتراض عائد بر فهم معترض است افسوس که عبارت منقوله کنز الهدایه را
هم نفهمیده هرگاه تعین اول حقیقت محمدی باشد پس تن مبارک چگونه مراد خواهد بود
سهوا کنز الهدایه از تصانیف حضرت مجدد رح نیست این انتساب از اوهامات فاسده
برزخی است **جواب امر پنجم** این چه ضرور است که اگر حقیقت احمدی یکی نباشد
حقیقت کعبه و حقیقت احمدی چگونه یکی باشد و آنچه دعوی خلاف اجماع نموده شد پس اولاً
اجماع یا اتفاق بر نفی از کتب قوم نقل نموده شود و نه فخر طلا التقتاد منشار غلط فهمی
این است که معنی حقیقت نه فهمیده و به اصطلاح متصوفین بیخبر بوده می گوید که چنانکه از اسم

مبارک احمد ذات بابرکات خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراد است ہمچنان از اسم مبارک
محمد ذات بابرکات آن خلاصہ موجودات مراد است انتہی ای باو جیقیقت محمدی حقیقت
احمدی مراد از اسم مبارک نیست ہرگاہ معنی حقیقت و حقیقت محمدی و حقیقت احمدی
بہ تفصیل بیان کردہ شد پس این قول از معترض محمول بر کمال نافہمی و بلادت است بدا ابعجب
کل العجب کہ حقیقت کعبہ را پرتو نور وی صلی اللہ علیہ وسلم می گوید ہرگاہ حقیقت کعبہ مبدء
شان علیم باشد پس آنرا پرتو نور وی صلی اللہ علیہ وسلم گفتن بعید از عقل و حیا است آنچہ
انگاشتہ کہ چون حقیقت بانی کعبہ ربانی از پرتو نور اوباشد چہ حقیقت کعبہ ربانی از پرتو نور او بناشد الخ
محض سفسطہ است ندانم کہ مراد از حقیقت بانی کعبہ بانی چیست کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ
مراد داشتہ شوند پس اگر از ان لازم خواہد آمد ہمین کہ کعبہ ربانی از پرتو نور او باشد نہ آنکہ
مبدء شان علیم نعوذ باللہ من تلک الخرافات والھذیانات
پس ہرگاہ میان کعبہ و رب کعبہ فرقہا است حضرت ابراہیم علیہ السلام بانی کعبہ باشد
نہ معاذ اللہ خالق رب کعبہ پس اگر کعبہ از پرتو نور مصطفوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام
باشد رب کعبہ پرتو نور وی نخواہد بود و چون حقیقت کعبہ از تحقیق سابق مبدء شان
علیم بود پس ہرگز نہ مسجود نخواہد بود فان ذات اللہ تعالی مسجود الیہ البتہ
جواب امر ششم در کعبہ و حقیقت کعبہ فرقہا است چنانکہ میان کعبہ و رب کعبہ
پس اگر بقعہ کہ وجود شریف خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دران مدفون است بر کعبہ
عرش و کرسی تفضیل و شرف دارد یا موجب افضل بر کعبہ باشد دران سخن نیست بحث در حقیقت
کعبہ است کہ معنی مبدء شان علیم است بر آن ہیچ چیز را مزیتی نیست این اعتراض نیز مبنی است
بر نافہمی از معنی حقیقت **جواب امر ہفتم** آنکہ معنی حقیقت کہ انگاشتہ شد خلاف

مصطلح است ثانیاً درین شک نیست که حقیقت کعبه اصل و مسجود حقیقت محمدی است
مگر حقیقت کعبه را ظل و ساجد را زینهٔ اول قرار دادن محض نافهمی است عبارت حضرت
مجدد رح ازین پاک و صاف است عبارت حضرت مجدد رح این است زینهٔ اول
مرعروج حقیقت محمدی را بر مرتبه تنزیه حقیقت کعبه است معترض این عبارت را
مطلقاً نه فهمیده پس اعتراضش راجع بر فهم وے خواهد بود ثالثاً دریوزه نمودن
حقیقت کعبه امریست عجیب افسوس است که معترض میان کعبه و حقیقت کعبه فرقی نمیکند
و چون یکی را بجائی دیگری استعمال میکند در تحیر می افتد منشاء غلط این است که اولاً
دریوزه نمودن حقیقت کعبه نگاشته درین مقام کعبه تحریر کردنی بود پس بر آن تفریع
کرده که چون حقیقت کعبه و حقیقت احمدی یکی باشد پس بطواف اولیاء راست آمدن و
از ایشان دریوزه نمودن و بطواف آمدن چسان راست آمد دریوزگی کعبه مسلّم
جواز دریوزگی حقیقت کعبه نیست که مساوی حقیقت احمدی است **جواب امر هشتم**
حقیقت محمدی را جسد مبارک و حقیقت احمدی را روح طیب قرار دادن از هذیانست

جواب امر نهم اعتراض بے سروپا است

زبانِ شوخِ من ترکی و من ترکی نمیدانم ✤ چه خوش بودی اگر بودی زبانش در دهان من
بر معترض لازم بود نشاندهی عبارتیکه برو اعتراض عائد کرده میشود **جواب امر دهم**
در نقل غلطی واقع شده تصحیح نقل مطلوب است لاکن درین شبه نیست که آیت
الناس و ربّ الناس حقیقت کعبه بطواف اولیاء الله می آید تکرار خطا محمول
بر غشاوت بصری معترض است **جواب امر یازدهم** نمیدانم که عبارت
منقوله کجا است و از ما نحن فیه کدام تعلق دارد و حقیقت کعبه را زینهٔ اول حقیقت

محمدی گفتن محمول بر نافهمی است کما بیناه سابقا چه ازان ظاهر است که زینهٔ اول مرتبهٔ
تنزیه حقیقت کعبه است با این غلط فهمی دراز نفسی معترض محل شکایت است

بعد ازین مرا عمر بده جو خواهد بود ✤ همه را از همه رو دوری بد و خواهد بود
چه کند خاطر من صبر و تحمل دارد ✤ تا ترا جور و جفا عادت و خو خواهد بود

تحقیق مقام و توضیح مرام این است که مراد از حقیقت ذات شئی و ما به الشئی هو هو نیست
بلکه حقیقت الشئی بطور این طائفه علیه عبارت از اسم الٰهی است که مبدء تعین وجود آن
بوده است و آن شئی کالظل و العکس آن اسم است و واسطه فیوض از حضرت قدسیه
برای آن شئی باشد و همچنانکه شان ذاتی واسطه میان آن اسم مقدس و ذات منزه جل شانه
تعالی و عم برهانه است ازانکه توسط وسائط و رعایات مناسبات درمیان مفیض و
مستفیض عادة الله جاری است چون این دانستی اکنون بدان که پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم را
کمالات و مقامات اند که استقصاء و احاطت آن مستحیل می نماید و مر آنحضرت را صلی الله علیه
وسلم دو اسم اند و هر کدام را ولایت علاحده پس باعتبار وجود عنصری او و مدار ارشاد او در این
عالم ظلمانی را اسم مقدس او محمد است صلی الله علیه وسلم و ولایت این اسم مبارک ناشی است
از اسم الٰهی که مناسب به تربیت این عالم سفلی بوارد و مسمّی است بحقیقت محمدی باعتبار
وجود روحانی او که مربی عالم ملکوت و روحانیات عالم علوی است و پیش از وجود عنصری این
وجود نبی بود نام پاک او احمد است و ولایت این نام ناشی است از شان جامع که مبدء
و اصل است مر حقیقت محمدیه را و مناسب است مر تربیت آن عالم نورانی را که مسمی به
حقیقت احمدیه است و نیز معبر بحقیقت کعبه ربانیه است و مر آنحضرت را صلی الله علیه وسلم
ورای این هر دو تعین که بمنزله مکان طبعی او است باعتبار هر دو اسم مبارک او

عروجات لا تعد ولا تحصی اند که نهایت آنرا علام الغیوب داند چنانچه در قول آنحضرت صلی الله
علیه وسلم به آن اشارت رفته لِی مَعَ اللهِ وَقتٌ لا یَسَعُنِی فِیهِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلا نَبِیٌّ
مُرسَلٌ و بآن رمزی است قول الله تبارک وتعالی فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَو
اَدنٰی و این است ثمره سر اصطفائی و محبوبیت صرفه و این است مناط فضل و مدار تفوق
ازین تحقیق لائح گشت که این تفوق فی الحقیقت تفوق بعض کمالات آن سرور است
صلی الله علیه وسلم بر بعض دیگر او و نیز حقیقت کعبه جزوی است از حقیقت جامعه او صلی الله
علیه وسلم که جامع است مر کمالات جسمانیه و روحانیه خلق را امر او را صلی الله علیه وسلم پس
توهم تفوق باطل شد و حدیث افضلیت مضمحل گشت معلوم باید کرد که فضیلت حقیقتی بر حقیقتی
دیگر موجب فضیلت صورتی بر صورتی نمیشود چه جائز است که صورت را با حقیقت او که رب او
است قرب اتصال باشد که آن قرب اتصال بصورت دیگر با حقیقت دیگر که رب او است
نباشد و این در ما نحن فیه اظهر است و در آن خفائی نبوده است زیرا که کمال قرب نیست
مگر بفنا و بقا و عروج مخصوص به بشر و غیر انسان کامل را مقامی است معلوم حضرت خواجه معصوم
قدس سره میفرمایند تفوق یک حقیقت بر حقیقت دیگر موجب افضلیت صاحب حقیقت
اولی بر صاحب حقیقت ثانیه نیست چه می تواند که صاحب حقیقت تحتانی را عروجات
بحقیقت فوقانی شود و مراتب قرب رو دهد و صاحب حقیقت فوقانی محبوس حقیقت خویش بود
عروج از حقیقت خود نه نماید و مراتب قرب که مدار فضل بر آنست حاصل نکند نمی بینی که
ولایت ملاء اعلی فوق ولایت خواص بشر است و فضل بر خواص بشر را است باعتبار
عروج از حقائق بلکه ملک را عروج از حقائق خود ها نیست وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَعلُومٌ
در شرح مواقف مذکور است اِنَّ المَلائِکَةَ وَاِن کَانُوا فَوقَ البَشَرِ فِی بَعضِ الکَمَالِ

لٰکِنِ الْاَفْضَلِیَّۃُ بمعنے کثرۃ الثَّوَابِ لِلْبَشَرِ ونیز عالم امر فوق عالم خلق است وافضل از عالم خلق را است چہ قرب عالم خلق اصلی است وقرب عالم امر ظلی عنصر خاک پائین تر لطائف عالم خلق وعالم امر است وپستی او سبب رفعت او گشتہ است وقربی کہ خاکیان راست قدسیان نرانہ ؎

زمین زادہ بر آسمان تاختہ ٭ زمین وزمان را پس انداختہ

انتہی باید دانست کہ لفظ حقیقت محمدی در عبارت حضرت امام ربانی قدس سرہ بمعانی مختلفہ وانحاء شتی وارد شدہ چون بحقیقت احمدیہ وبا حقیقت کعبہ تقابل شود مراد ازان اسم الٰہی جامع باشد کہ مناسبت بہ تربیت این عالم سفلی دارد وچون تقابل بحقیقت الٰہی شود مراد ازان شان ذاتی جامع باشد کہ متولی تربیت عالم علوی گردد واین جامع جمیع شیونات ذاتیہ واصل مبدء اسم جامع باشد کہ متضمن جمیع اسما است این شان ذکل بود برای سائر حقائق این شان کہ حقیقت کعبہ ربانی ہست نیز دران حقیقت جامعہ داخل وجزء او باشد وہمین است معبر بحقیقت الحقائق وتدافع مندفع بود چنانچہ در اخیر مکتوب دفتر ثالث بہ آن ذکر رفتہ کہ حقیقت محمدیہ فوق جمیع حقائق است تا تذییل حضرت امام ربانی در مکتوبیکہ مذکور شد میفرماید حقیقت محمدی نہایت مقامات نزول محمدی است از اوج تنزیہ تقدیس وحقیقت کعبہ نہایت مقامات عروج کعبہ است زینۂ اول در عروج حقیقۃ محمدی را مرتبۂ تنزیہ حقیقۃ کعبہ است ونہایت عروجات او را علیہ السلام غیر از حق سبحانہ اطلاع ندارد وچون کمل اولیاء امت آن سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام از عروجات او علیہ السلام نصیب تام است اگر کعبہ از برکات این بزرگواران دریوزہ نماید چہ عجب انتہی ودرین مقام مراد از حقیقت کعبہ اسم الٰہی است کہ حقیقۃ احمدی ہم ہمان است تا مخالف عبارت سابق لازم آید

بلکه مراد روحانیت کعبه است نه احجار و اخشاب حضرت مجدد در مکتوب صدم از جلد ثالث
که به شیخ نور الحق ابن شیخ عبد الحق دهلوی که یکی از مقتبسان انوار افادت حضرت مجدد که
بود تحریر میفرمایند غایت ما فی الباب منشاء ظهور قرآنی از صفات حقیقیه است و منشاء
ظهور محمدی از صفات اضافیه ناچار آنرا قدیم و غیر مخلوق گفتند و این را حادث و مخلوق
و معامله کعبه ربانی ازین در ظهور اسمی هم عجیب تر است که آنجا ظهور معنی تنزیهی است
بی کسوت صور و اشکال چه کعبه که مسجود الیه خلائق است از سنگ و کلوخ نیست و همچنین
جدران و سقف نیست چه اگر اینها نباشند کعبه کعبه است و مسجود الیه است پس آنجا ظهور
هست اما هیچ صورت نیست این از عجیب عجائب است انتهی حضرت عروة الوثقی در
مکتوب بست و چهارم فرماید که حقیقت کعبه برزخیست میان حقائق مخلوقات و حقیقت
واجبی جل سلطانه که مرتبه احدیت ذاتست تعالی چه کعبه مسجود الیه خلائق است حقیقت آن
از حقائق سائر خلائق البته باید که ممتاز باشد چه مسجود ذات حق است سبحانه کعبه باید که
ناشی ازاین مرتبه مقدسه بود حضرت ایشان ما قدسنا الله سبحانه بسره الاقدس
در مکتوبیکه داخل سه جلد مکتوبات نیست نوشته اند که حقیقت کعبه ذات واجبی است
تعالی چه مسجود فی الحقیقت همان مرتبه مقدسه است تنها باید و نیست که مسجود هر چند ذات
بیچون است لیکن باعتبار مسجودیت باو ملحوظ گشته است لاجرم از مرتبه احدیت ذات
که مبرا از نسب و اعتبارات متنزل باشد و در دیده دانش گرفتاری تمیز بود و در مکتوب
صد و هشتاد و سوم میفرماید که اگر از بعضی عبارات آنحضرت مستفاد میشود که حقیقت
کعبه فوق اعتبار شیون و صفات است و از ما سبق خلاف آن مفهوم گشت **جواب**
مراد از صفات و شیون که حقیقت کعبه را از آن تفوق است صور علمیه صفات است

که در مرتبهٔ تعین علمی ثبوت دارند چه در اصطلاح قوم مقام صفات و شیون عبارت
از همین صور علمیه تفصیلیه است چنانچه اجمال این مرتبه را مرتبه ذات میگویند و تجلی که از تجلی
ذات میدانند و نیز مراد از آن صفات حقیقی تفصیل مرتبهٔ تعین وجودی است که حضرت
ایشان با ثبات این تعین ممتاز اند و نزد حضرت شیخ محی الدین عربی و تابعان او قدس
اسرارهم این مرتبه مرتبهٔ لاتعین و مرتبه اطلاق ذات است تعالی چه فوق تعین علمی جلی که
تعین اول است نزد ایشان مرتبهٔ لاتعین است و وجود بحت و نزد ما این مرتبه که مرتبهٔ
وجود بحت است بتعین موصوف است و تعینات صفات نیز درین مرتبه ثابت است
که از جملهٔ آن تعینات تعین علمی است لیکن چون علم اجمع صفات است در انجا نیز در رنگ
وجود صفات و شیونات ذاتیه کائن است و آن را نیز در رنگ وجود دو مرتبه است
مرتبهٔ اجمال که از او دیگران تعین اول و حقیقت محمدی میدانند و مرتبهٔ تفصیل از این تحقیق
لائح گشت که تعین علمی جلی تعین اول صفت علم است که از صفات حقیقیه زائده است
نه تعین اول حضرت ذات تعالی بلکه در تعین اول بودن آن هم صفت علم را نیز سخن است
چه فوق تعین وجودی و در آن مکتوب اخیر تعین حبی اثبات کرده اند که در انجا نیز اجمال
و تفصیل هست بر سر اصل سخن رویم حقیقت کعبهٔ ربانی چنانچه فوق صور علمیه و احدیت است
که نزد قوم مقام شیون و صفات است و فوق اجمال علم که نزد ایشان مقام وحدت و
تجلی ذات است همچنین فوق تفصیل کمالات مرتبهٔ حضرت وجود است که نزد حضرت ایشان
با هر حصهٔ از آن کمالیست از کمالات حضرت ذات منتهی است از صفات او تعالی و
نیز فوق اجمال حضرت وجود است که تعین اول و حقیقت محمدی است بقول قدیم آنحضرت
و در قول اخیر آنحضرت تعین اول حقیقت محمدی تعین حبی است که فوق تعین وجودیست

چہ حب است کہ سلسلہ وجود و ایجاد را جنبانیدہ است چنانچہ فاحببت ان اعرف رمزیست ازان اگر گویند کعبہ ہر چند بیت اللہ است اما قلب مومن بحکم لیسعنی الحدیث نیز حکم آن دارد پس تفوق آن برین از کدام رو بود گوئیم وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰے در عالم مجاز سلاطین را ہر چند امکنہ و نشستگاہ بسیار ہست لیکن محبت خانہ است کہ از مزاحمت اغیار بیگانہ است و آرام گاہ جانانہ است نشستگاہ دیگر را با خانہ چہ نسبت و کدام مساوات ہذا آنکہ صفات حقیقت زائدہ کہ اصلا انفکاک شان از ذات تعالی جائز نیست اگر از بیت اللہ فرق بوند گنجائش دارد واعلم عند اللہ سبحانہ فاندفع المنافاتُ وَزَالَ الاشتباہُ **تنبیہ** از بیان سابق لائح گشت کہ حقیقت کعبہ ربانی فوق حقیقت محمدی است چہ حقیقت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ و السلام والتحیۃ ناشی از مراتب تعینات است و حقیقت کعبہ فوق مراتب تعینات است مانند حقیقت قرآن مجید سبحانی کہ بحقیقت کعبہ ربانی چہ نسبت دارد و در رسالہ مبداء و معاد کہ از مصنفات حضرت ایشان است آنست کہ حقیقت قرآنی و حقیقت کعبہ ربانی فوق حقیقت محمدیست حقیقت کعبہ ربانی فوق حقیقت قرآنی و در مکتوبی از مکتوبات جلد ثالث بر نگاشتہ اند کہ حقیقت قرآنی فوق حقیقت کعبہ است وانچہ در ماسبق از انحضرت منقول شد نیز مشعر ہمین معنی است تطبیق میان این دو تحقیق انچہ بخاطر فاتر راہ مید ہد ناشی است از تحقیق سابق کہ در شیون و صفات واجبی تعالی مشروح ساختہ چہ قرآن مجید ناشی از صفت یا شان اوست سبحانہ و در شیون و صفات دو اعتبار مبین گشتہ اعتبار تعین و اعتبار اطلاق و لاتعین پس نظر بایں دو اعتبار حکم بہ سبقت ہر کدام از حقیقتین بر دیگری میتواند کہ بودہ باشد نیکسا حکم بیک اعتبار

بود و حکم دیگر یا نمازه اعتبار دیگر فلا تخالف فی الحقیقة و آنچه در مکتوب صدم از جلد ثالث اندراج یافته است که معامله کعبه ربانی ازین دو ظهور اسمی یعنی ظهور قرآنی و ظهور محمدی هم عجیب تر است که آنجا ظهور معنی تنزیهی است بی کسوت صور و اشکال چه کعبه که مسجود الیه خلائق است عبارت از سنگ و کلوخ نیست و همچنین جدران و سقف نیست چه اگر اینها نباشد کعبه کعبه است و مسجود الیه ست پس آنجا ظهور هست اما هیچ صورت نیست این از اعجب عجائب است انتهی بدلالت بر تفوق این حقیقت بر حقیقت قرآنی ندارد چه معنی تنزیهی یا هر چه در آنحضرت جل سلطانه اعتبار نموده آید از الوهیت و ربوبیت و وجوب و وجود و غیرها از صفات حقیقت که بشرافت وجود خارجی پیوسته اند از متنزل است چنانچه در مکتوب ثالث از جلد ثانی این معنی مبین مشروح است آری ظهور این حقیقت بی کسوت صورت است بخلاف ظهور کلام مجید و ظهور محمدی که بکسوت حرف و صوت و صورت انسانی ست و این از غرائب است و حقیقت محمدی چون اسمای اضافیه است ناچار از هر دو حقیقت متنزل بود **سوال** ازین بیان لازم آمد که کعبه حسنای از حضرت پیغمبر ما صلی الله تعالی وسلم افضل باشد **جواب** گویم ممنوع است زیرا که تفوق یک حقیقت بر حقیقت دیگر موجب افضلیت صاحب حقیقت اولی بر صاحب حقیقت ثانیه نیست چه میتواند که صاحب حقیقت تحتانی را عروجات بر حقیقت فوقانی شود و مراتب قرب دید و صاحب حقیقت فوقانی بمرتبه حقیقت خویش بود عروج از حقیقت خود ننماید و کثرت مراتب قرب که مدار فضل بر آنست حاصل نکند نمی بینی که ولایت ملاء اعلی فوق ولایت خواص بشر است و فضل مر خواص بشر راست باعتبار عروج از حقائق ملک که ملک را عروج از حقائق خود نیست و ما منا الا له مقام معلوم و در ما نحن فیه نیز این معنی ظاهر است و نیز عالم امر فوق عالم

خلق ست و افضل از عالم خلق را ست چه قرب عالم خلق اصلی است و قرب عالم امر ظلی عنصر خاکی با این از لطائف عالم خلق و عالم امر ست و پستی او سبب رفعت او گشته و قربی که خاکیان را ست قدسیان را نه

زمین زاده بر آسمان تاخته ✦ زمین و زمان را پس انداخته

فافهم ولا تکن من القاصرین اگر گویند که آنحضرت قدس سره الله تعالی سره الاقدس در مکتوبی که به شیخ طاهر جونپوری نوشته اند و آن مکتوب داخل جلدهای مکتوبات قدسی آیات نشده برنگاشته اند که حقیقت کعبه عبارت از ذات بیچون واجب الوجود ست جل سلطانه که گردی از ظلیت و ظهور بروی راه نیافته است و شایان مسجودیت و معبودیت است ازین عبارت تفوق این حقیقت از صفات حقیقیه و حقیقت قرآنی مطلقا لازم می آید که خلاف تحقیق سابق است گویم اولا چون مقرر قوم است که فوق مراتب تعینات که مراتب ظلال و ظهور است مرتبه اطلاق ذات تعالی بنا بر آن آنحضرت نیز ازین مرتبه تعبیر بذات بیچون نموده باشند و این تحقیق تفصیل را که فوق تعین علمی و وجودی اجمالی است بعد از آن افاده فرموده و ثانیا آنکه میتواند که آن حقیقت را ذات بیچون مجاز باعتبار علاقه که مناسبت را با بیت است فرموده باشند چه فی الحقیقت مسجود ذات بیچون است تعالی و بیت واسطه هست و آن حقیقت که درینجا سخن از آن میرود معنی بیت ست و آن ملحوظ هست و ثالثا آنکه تواند بود که مراد از ذات بیچون ذات مقید باعتبار معبودیت و مسجودیت و مانند آن بود نه ذات مطلق معرا از نسب و اعتبارات چنانچه لفظ سلطان در خانه نیست که در اول کتاب مسطور شد شعر باین معنی ست یعنی سلطان را قطع نظر از آنکه نسبت بخانه دارد باید جست

و بیرون ازین اعتبارات باید طلبید و صفات حقیقیه را و همچنین شیونات را که کالاصول اند
مر این صفات را از سائر اعتبارات ذات تعالی تفوق هست چه ذات مقید باعتبار نحو
در اینجا همان اعتبار است نه ذات چنانچه ارباب معقول در علم شی بوجه گفته اند که معلوم
همان وجه هست نه شئ و حقیقت قرآن جامع جمیع کمالات ذاتیه هست که اولا در مرتبه
صفت ملک شان کلام فائض می شوند ثانیا از انجا بعالم افاده می آیند و آن حقیقت
بتوسط این شان صورت لفظی گرفته جلوه گر گشته است چنانچه حضرت ایشان نوشته اند
که در مرتبه شیونات که زائد بر ذات نیستند الا بالاعتبار شان کلام باینمعنی مخصوص گشته و
هر چه از کمالات در مرتبه ذات و شیونات متحقق بود تمام در شان کلام فائض گشت حاصل
تمام حقیقت آن شان همین قرآنست و بس به همین عبارت عربی و ترتیب معهود و مکتوب
در مصاحف و هر کتابی که بر نبی منزل شده است جزو یست از اجزای این قرآن که
از بعض عبارات و بعض وجوه مستفاد است و تخلیق جمیع مکنونات من الاول
الی الآخر هم مستفاد از ان إِنَّمَا قَوْلُنَا إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ
مصداق این قول است حاشا و کلا که کعبه سنگین را افضل گفته باشند اگر گفته اند کعبه حقیقی را
افضل گفته باشند که آن سر اول شان ربانیست و منشاء معبودیت و قابلیت مسجودیت
است این بنا جمادی را افضل نگفته اند و این قول در مجلدات ثلثه مکتوبات و آخر هنوز
البته در رساله مبدء و معاد نوشته اند که حقیقت کعبه فوق حقیقت محمدیت فوقیت مستلزم
افضلیت نیست بلکه میان این عموم و خصوص هست فکل افضل فوق و لیس فوقه و معنی
وَلَيْسَ كُلُّ فَوْقٍ أَفْضَلُ بنگرند که عالم ملائکه فوق عالم انسان هست ولیکن بشر افضل ست
از ملک و عالم امر فوق عالم خلق ست اما عالم خلق افضل ست از عالم امر پس بقول اول

حضرت ایشان حقیقت احمدی و حقیقتہ کعبہ فوق حقیقت محمدی است اما حقیقت محمدی
افضل است از حقیقت احمدی و کعبہ پس ثابت شد کہ فوقیت مستلزم افضلیت نیست و بقول
آخر ایشان حقیقت محمدی مطلقاً افضل است بر کعبہ و غیر او چرا کہ او حقیقۃ الحقائق است
حضرت مجدد دو اصطلاح دارند و بہر دو اصطلاح حقیقت محمدی افضل است از کعبہ اہل حرمین
چند ملحظ دارند نظر بجانب خانہ مومن را افضل میگویند و نظر بر رعایت کعبہ انبیا و
اولیا را افضل میگویند و نظر بشان مسجودیت و اسرار الوہیت و منشار معبودیت حقیقت
کعبہ را افضل می گویند ہر کہ کعبہ را افضل گفتہ است مراد کعبہ حقیقی است کہ آن سرا و ل شان
ربانی است و منشار معبودیت و قابل مسجودیت است و ہر کہ مومن را افضل گفتہ است مراد
او کعبہ جمادی است اینجا مراد ملحظ است ہر کس بہ نظر خود حکمی فرمودہ است کہ باعتبار ہر وجہ
صحیح است

وار دکجا بودم و از کجا بکجا رسیدم

ہمسایہ شنید نالہ ام گفت ✤ خاقانی را دگر شب آمد

امید دارم کہ بسمع قبول در آید و شاہد مقصودم در بر آید

خو شم بہ سنگدلیہائی او کہ درد مرا ✤ دل او ز سنگ بود طاقت شنیدن نیست

قال انچہ در مکتوب نود و ششم از جلد ثالث می نویسد کہ خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
بدو اسم مسمی است الخ ہم از عندیات او است کہ خلاف علوم علما و ورائی معارف اولیا است
و ہر دو اسم مبارک محمد احمد در قرآن مجید است و بعضی مفسران بر آنند کہ طٰہٰ نیز اسم مبارک
او است و در حدیث دیگر آمدہ انا المسمی علی الارض بمحمد و فی السماء باحمد
و فی الثری بمحمود و علی العرش باحمد و در حدیث دیگر است
انا احمد بلا میم ازین ہر دو حدیث معلوم شد کہ احد ہم نام مبارک او است کہ از احمد ہم

نزدیک تر است و مقصود از هر دو نام همان ذات مبارک او است صلی الله علیه وسلم پس آنچه صاحب
مکتوب حقیقت محمدی را بجسد مبارک نسبت کرده و حقیقت احمدی را بروح مطهر قرار داده
خلاف همه است و آنچه گفته که از تعین جسدی آن حضرت صلی الله علیه وسلم بعد از هزار
سال هیچ اثر نماند غلط محض است و خلاف اجماع و حدیث و اتفاق همه بزرگان است که جسد
شریف انبیاء علیهم الصلوات والتسلیمات در قبر بوسیده و ریزیده نشود و تعین جسدی خواجه
عالم صلی الله علیه وسلم همیشه بحال خود است و محمد احمد نام ذات مبارک او است و تن
آنحضرت صلی الله علیه وسلم صفت روح گرفته است **اقول** درینمقام اولا عبارت
مکتوب نود و ششم از جلد ثالث که بخواجه هاشم کشمی شرف صدور یافته نقل میکنیم حضرت
پیغمبر ما علیه و علی آله الصلوة والسلام مسمی بدو اسم است که هر دو اسم مبارک او در قرآن مجید
مسطور است فرمود محمد رسول الله و نیز فرمود در حکایت بشارت روح الله اسمه احمد و هر
کدام این دو اسم مبارک را ولایت علیحده است ولایت محمدی هر چند ناشی از مقام
محبوبیت او است علیه الصلوة والسلام اما آنجا محبوبیت صرف کائن نیست مزجی از نشأه
محبیت نیز دارد و اگرچه آن مزج بالاصالت او را ثابت نباشد اما آن مقام محبوبیت صرف
است و ولایت احمدی ناشی از محبوبیت صرف است که شائبه محبیت ندارد و این ولایت
از ولایت سابق پیش قدم است و یک مرحله بمطلوب نزدیک تر است و به محبیت مرغوب تر
چه محبوب هر چند در محبوبیت تمام تر بود استغنا و بی نیازی او را کامل تر باشد و در نظر محب
زیبا تر در آید و رعنا تر نماید و بیشتر محب را بخود مجذوب سازد و شیفته و واله تر گرداند

ز تنها آفتم زیبائی او است ✦ بلای من ز نا پروای او است

مراد از بلا الم عشق است که مطلوب عاشق است سبحان الله احمد عجب اسمی است

که مرکب از کلمهٔ مقدسهٔ احد است و از حلقهٔ حرف میم که از غوامض اسرار الهی جل شانه در عالم بیچون گنجایش ندارد که در عالم چون تعبیر از آن سر مکنون بغیر از حلقهٔ میم تواند اگر گنجایش پیدا نشت حضرت حق سبحانه و تعالی به آن تعبیر میفرمود و احد احد است که لاشریک است و حلقهٔ میم طوق عبودیت است که بنده را از مولی متمیز گردانیده است پس بنده همان حلقهٔ میم است و لفظ احد از برای تعظیم او آمده است و اظهار اختصاص او کرده است علیه و علی آله الصلوة والسلام

چو نام اینست نام آور چه باشد * مکرم تر بود از هر چه باشد

بعد از هزار سال که آنرا تاثیری بخاده اند در تغیر امور عظام معامله آن ولایت باین ولایت کشید و ولایت محمدی بولایت احمدی انجامید و کار و بار انه دو طوق عبودیت بیک طوق رسید و بجای طوق تحسین حرف الف که رمزی از رب او است متمکن گشت تا محمد احمد شد علیه و علی آله الصلوة والسلام بیانش آن که دو طوق عبودیت عبارت از دو حلقهٔ میم است که در اسم مبارک محمد صلی الله تعالی علیه و آله و صحبه و سلم و بارک اندراج یافته است تواند بود که آن دو طوق اشارت بدو تعین او باشد علیه و علی آله الصلوة والسلام یکی از آن دو تعین جسدی بشری است و دوم تعین روحی ملکی و در تعین جسدی هر چند بواسطه عروض موت فتور رفته بود و تعین روحی قوت گرفته اما اثر آن تعین باقیمانده بود و هزار سال بایست تا آن اثر نیز زائل شود و نشانی از آن تعین نماند چون هزار سال آخر آمد و اثری از آن تعین نماند و یک طوق عبودیت از آن دو طوق گسسته شد و زوالی و فنای به آن طاری گشت الف الوهیت که از اودر رنگ بقای بالله توان گفت بجای آن نشست ناچار

محمد احمد گشت ولایت محمدی بولایت احمدی انتقال فرمود پس محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم عبارت از دو تعین آمد و احمد کنایت از یک تعین باشد پس این اسم بحضرت اطلاق اقرب باشد و از عالم دور تر بود سوال فنا و بقا که مشائخ قرار داده اند و ولایت را بآن مربوط ساختہ بچہ معنی است و این فنا و بقا که در تعین محمدی گفته شد بکدام معنی جواب فنا و بقا که ولایت بہ آن مربوط است فنا و بقا شهودی است اگر فنا و زوال است باعتبار نظر است و اگر بقا و ثبات است ہم باعتبار نظر آنجا صفات بشری را استتار است نہ زوال و فنای این تعین اینچنین است بلکہ اینجا صفات بشری را زوال وجودی متحقق است وانخلاع از جسدی بروجی کائن در جانب بقا اینجا نیز ہر چند بنده حق نشود و از بندگی بر آید اما بحق نزدیکتر می افتد و معیت بیشتر پیدا میکند و از خود دور تر گشته احکام بشری از وی مسلوب تر میگردد باید دانست کہ این عروج محمدی کہ مربوط بانتفای صفات بشریست ہر چند کار دیار او علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بالاتر برد و بذروۂ علیا رسانید و از کشاکش غیر و غیریت وا رہانید اما معاملہ بامتیان او علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام تنگ تر گشت و نور ہدایت او کہ بواسطۂ مناسبت بشریت بود کمتر شد و ترجی کہ بحال این در پس ماندگان داشت تغافت پیدا کرد و بکلیت بہ محبوبیت خود متوجہ شد و از ینجا است کہ بعد از ہزار سال ظلمات کفر و بدعت مستولی گشته است و نور اسلام و سنت نقصان پیدا کرده انتہی از عبارت معترض دو شبہ مفہوم میشود و ہر دو شبہ مثل اعتراضہای سابق ناشی است از عدم معرفت فن تصوف ؎

ہر عضو تنت سادہ تر از عضو دگر بود * موی کہ بر اندام تو دیدیم کمر بود

شبہ اول محمد و احمد نام ذات مبارک ست پس آنچہ حقیقت محمدی را

بجسد مبارک نسبت کردہ وحقیقت احمدی را بروح مطہر قرار دادہ خلاف ہمہ است جوابش
این است کہ این شبہہ ناشی از نافہمی معترض است مسلمًا کہ محمد و احمد نام ذات مبارک است
صلی اللہ علیہ وسلم لکن حقیقت محمدی را بجسد مبارک نسبت کردن وحقیقت احمدی را بروح
مطہر یعنی چہ مضمون عبارت را نافہمیدہ شبہہ بیان کردن باعث کمال تعجب است

شبہہ دوم وجود شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم در قبر پوسیدہ نہ شود
جوابش ادا این است کہ این انتساب مبنی بر فہم معترض است حاشا کہ حضرت مجدد رح
قائل بآن بودہ باشند بلکہ بضمن سوال وجواب تقریری در توضیح معنی فنا وبقا بیان
فرمودہ تا معنی تعین جسدی وروحی ظاہر گردد وتہذا لب باعتراض کشادن محمول
برنادانستگی است از معارف ؎

صالح بزہد وتوبہ وتقوی مزین است ❊ چون نیست نیست نشئہ او بغرور نیست

حضرت مجدد رح در رسالہ معارف لدنیہ فرماید فنا عبارت از نسیان ما دون حق است
سبحانہ بواسطہ استیلاء شہود ہستی او جل ذکرہ بیانش آنست کہ روح انسانی مع ما یتضمنہ
من المراتب من السر والخفی والاخفی پیش از تعلق بہ بدن بصانع خود جل سلطانہ
علمی داشت ونحوی از توجہ بہ اجناب قدس او را متحقق بود وچون در نہاد او استعداد ترقیات
نہادہ بودند وظہور آن استعدادات منوط بود بتعلق بہ بدن عنصری لاجرم اولا او را صفت
تعشق ومحبت عطا فرمودند وروی او را تانیا باین ہیکل ہیولانی گردانیدند وارتباط جی بوجہ
کمال در اینہا پیدا آمد وپس روح بواسطہ این تعلق حبی بسبب کمال لطافت خویش خود را
درین محبوب ظلمانی گم ساخت ووجود خود را با توابع آن دوری فانی گردانید لہذا بسیارے
از عقلا خود را غیر از جسد نمی انگارند وورای جسد امری دیگر اثبات نمیکنند وحضرت

حق سبحانہ کہ ارحم الراحمین ہست از کمال رحمت خویش السنہ انبیا کہ رحمتہای عوالمند صلوٰۃ اللہ تعالی وتسلیماتہ علی جمیعہم عموماً وعلی افضلہم وخاتمہم خصوصاً ایشان از جناب قدس خود دعوت فرمود وازان تعلق ظلمانی منع نمود قال اللہ سبحانہ قل اللہ ثم ذرھم ہر کسی را کہ سعادت ازلی درکار گشت رجوع قہقری نمود وداع مودت عالم سفلی کرد وروی بعالم علوی آورد وساعت فساعت محبت قدیم غلبہ کرد دوستی حادث روئے بزوال آورد تا آنکہ نسیان تام نسبت این محبوب ظلمانی میسر شد واثری از محبت او نماند این زمان فنای جسدی متحقق گشت وازو خلوہ کہ درین راہ اعتبار نمودہ اند کہ خطوتان وقد وصلت یک خطوہ بانجام رسانید بعدازان اگر بمحض فضل ایزدی جل سلطانہ ترقی ازان مقام واقع شود شروع می افتد در نسیان وجود نفس وروح وتوابع وجودی تا آنکہ تاماً این نسیان ازیادی پیدا کند تا آنکہ خود را تمام نسی منسی میگرداند وخبر ظہور حضرت ذاتیہ جل جلالہ ہیچ نیماند این نسیان معبر بفنا روحی ست کہ خلوہ دومی ہست ازان دو خلوہ مقصود از فرو د آمدن او بعالم سفلی تحصیل این قسم اخیر فنا بود وبدون آن این دولت میسر نمیشد السر الغامض فی ذلک غیر مخفی علی کل اھل اللہ وذلک السر ھو ان الروح لا بد لہ بنسیان نفسہ من شدۃ المحبۃ وکمال المودۃ مع الغیر والمحبۃ کما تکون غلبتھا فی الشھادۃ لا تکون فی الغیب مثلھا فاکتسب فی الشھادۃ کمال المحبۃ المفنی نفس الروح اولاً ثم اعملہ فی الغیب بفناء نفسہ ثانیاً وھذا سر غامض لا یعرفہ الا الاکابر من العرفاء انتہی

پس این اعتراض واین دعاوی نفسی محمول بر بے خبری ست از علم تصوف

از خود ای بے خبر اکنون که شدی پیر برآ * جمع کن خاطر چون روغن ازین شیر برآ
خود نمائی است گزشتن زلیبا سیکه تراست * از ته پیرهن خویش چو تصویر برآ

قال در مکتوب دویست وشصتم از جلد اول مینویسد باید دانست که منصب نبوت ختم بر حضرت خاتم الرسل صلعم شده است اما از کمالات آن منصب طریق تبعیت نصیب متابعان او را صلی الله علیه وسلم نصیب کامل است این کمالات در طبقهٔ صحابه بیشتر است ودر تابعین نیز این دولت بر سبیل قلت سرایت کرده بعده رو باستتار آورده و غلبهٔ کمالات ولایت ظلی جلوه گرگشته اما امید است که بعد از مضی الف این دولت از سر نو تازه گردد و غلبه شیوع پیدا کند و کمالات اصلی رو بظهور آورد وظلی استتار پیدا کند و حضرت مهدی علیه الرضوان بظاهر و باطن مروج این نسبت علیه باشند وجه آن چیست که تبعیت همیشه باقی است و بعد از آنکه رو باستتار آورده و غلبه کمالات ظلی جلوه گرگشته چه نقص پیش آمد و غلبه کردن ولایت ظلی چه معنی دارد و بعد از مضی الف کمالات اصلی در سر تازه گردد وظلی استتار پیدا کند وجهش چیست از این عبارت همسری او با انبیا پیدا می شود **اقول** در حدیث است خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ بعد خیر القرون انواع انواع بدعات شیوع یافتند چون در الف ثانی انشاء الله تعالی ظهور امام مهدی علیه السلام گردد دین از سر نو رونق یابد از شرک و کفر و بدعات دنیا پاک صاف گردد و از شعاع اسلام و اتباع سنت چار دانگ عالم منور گردد این را بر همسری محمول کرده یاوه گو بهانه شاید

زشوخی پشت بر من کرده بر روئی آرم * کنی گر جانب من یا دراز آن نیز دارم
با بزرگان دین اینچنین بد بودن و بد گفتن چه حاصل

نمیدانم چه بد کردم که برخود کرده لازم * که من از بزم تو هر بار نا خوشنود برخیزم
تسلیم کردم که بیعت همیشه باقی است مگر این معنی را باور ندارم که بیعت در هر زمانه یکسان
باقی است چه بیعتی که در خیر القرون بود در ازمنهٔ ما بعد آن بنا شد بلکه در هر ازمنه ما بعد رو
به انتقاص دارد تا آنکه درین ازمنهٔ متاخره چها چها بدعات شائع و ذائع گشته اند این منقضی ماست
عظیمه و ولایت ظلی عبارت از نهایت عروج ولایت صغری است چنانچه در مکتوب افاده
میفرماید که چون سالک رشید محمدی المشرب پنجگانه عالم امر را به ترتیب طی کرده سیر در اصول
اینها که در عالم کبیر است فرماید و به بلند فطرتی بلکه بمحض فضل ایزدی جل سلطانه آنهمه را به ترتیب
و تفصیل طی کرده به نقطهٔ آخر آن برسد هر آئینه دائرهٔ امکان را سیر الی الله تمام کرده باشد و
اطلاق اسم فنا بر خود حاصل کرده شروع در ولایت صغری که ولایت اولیا است نموده بود
و بعد از آن اگر سیر در ظلال اسماء وجوبی تعالت و تقدست که فی الحقیقت آن ظلال اصول
این پنجگانه عالم کبیر است و شائبهٔ علم انجا راه نیافته واقع میشود و آنهمه را بفضل خداوندی
جل سلطانه بطریق سیر فی الله طی کرده به نهایت آن برسد دائرهٔ ظلال اسماء وجوبی را
نیز تمام کرده باشد و وصول بمرتبهٔ اسماء و صفات واجبی جل سلطانه حاصل نموده بود و نهایت
عروج ولایت صغری تا اینجا است درین موطن شروعی در حقیقة فنا متحقق میگردد و قدمی
در بدایت ولایت کبری که ولایت انبیا است علیهم الصلوة والتسلیمات نهاده می آید
انتهی در خاتمه کتاب بگراتی اسماء چند علماء که بر حضرت مجدد علیه الرحمة کلام بیهوده اند تحریر
نموده از انجمله شیخ عبد الحق دهلوی و شیخ احمد قشاشی و شیخ ابراهیم کردی و سید محمد برزنجی
از مشاهیر وقت بودند و دیگر مردمان از مجاهیل و مناکیر بجوابش همین قدر گذارش کافی است
که این حضرات از علم تصوف بهره نمیداشتند ۵

یک نالہ مستانہ زجای نہ شنیدیم ✤ ویران شود آن شہر کہ میخانہ ندارد
و ہر کسی کہ صوفی بناشد کلام صوفی کے فہمد تہذا اینقدر میگویم کہ جواب برسالہ شیخ عبد الحق
بہ ہدیہ مجددیہ ورد برزنجی در الکلام المنجی بر دایرادات البرزنجی پرداختنام وتحریر کردی
درفقہ بودہ است برای جوابش تحریرات فقیر کہ بمقابلہ وابیان است کافل است ؎
زمن مپرس کہ از دست او دلم چون است ✤ از و بپرس کہ انگشتہاش پر خون است
رسالہ اسرار المناسک قشاشی از نظر فقیر نگذشتہ فاما وجہ خصوصیت قشاشی مذکور
میشود کہ خالی از لطف نیست ؎
خوبان ہزار سنگ جفا بر دلم زدند ✤ این شیشہ شکستہ ہنوز از وفا پرست
قصہ اش چنان است کہ چون حضرت سید آدم بنوری علیہ الرحمۃ در کعبہ رسیدند شش ماہ
اقامت نمودند در ینمدت کشفیاتیکہ از کعبہ مکرمہ ظاہر میشد گاہی بیان میکردند روزے
فرمودند کہ چنین می بینیم کہ این بیت طواف میکند حقیقت خود را و نورانیت او غالب است
بر نورانیت طائفان درین اثنا بعضی پرسیدند کہ انسان افضل است یا کعبہ فرمودند
کہ بر انسان ہیچ چیز افضل نیست و درین ایام چیزی در معرفت افضلیت حقیقۃ و ماہیۃ
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بر حقیقت و ماہیۃ کعبہ بر ایشان ظاہر شدہ بود و در ورقی نوشتہ
بودند و اصول حقائق محمدی و سائر انبیاء بر کعبہ بیان میکردند علیہم الصلوۃ والسلام چنانچہ
تفصیل این مطالب در تفسیر فاتحہ مشروحا مبین نمودہ اند چون بمدینہ منورہ رسیدند اکثر
در درون مسجد مخصوص با یاران می نشستند گاہے نزدیک حجرہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام
حلقہ نمودہ در مراقبہ میرفتند گاہے کلام میکردند و از کشفیات و ملہمات و معارف خود بیان
میکردند اکثر اہل مدینہ بایشان مخلص شدند و جمعی از طالبان مرید گشتند و طالبان و یاران

ایشان واقعات خوب و احوالات نیک مشاهده میکردند بعضی از علمای ترک و سندی اول
با ایشان مناظره کرده آخر در خواب بشارت یافتند و داخل طریقه شدند روز بروز شهرت
و جمعیت بسیار میشد چندی از خادمان مریدان شیخ قشاشی نیز اخلاص ورزیده بعضی
مرید شدند ازین شهرت و تفرقه خادمانش قشاشی را حسد زیاده شد همیشه پیش حاضران
مجلس خود تاسف نموده پیچ و تاب میخورد و میگفت که ببینید این شیخ هندی را که نزدیک
حجره حضرت پیغمبر علیه الصلوة والسلام بی ادبی نموده همیشه با مردم سخن میکند و گاهی برپا نموده
به حلقه مراقبه می نشیند و تکبر او را ببینید که با ما ملاقات هم نکرده و دعا گفته نفرستاد آخر از فرط
حسد در فکر آن بود که اهانتی با ایشان رساند تا شهرت ایشان را کم کند هیچ علاجی نیافت
الا آنکه کتابتها پر از سوالات مشکل نوشته می فرستاد به نیت آنکه اگر جواب بگوید شاید نکته
یابد که بهر آن استخفاف کند و اگر جواب نگوید باسم جهالت و نادانی مشهور سازد روزی از
توحید و مسئله همه اوست سوالی نوشته فرستاد به نیت آنکه اگر جواب بحسب ظاهر گوید او را
باصطلاح اهل باطن رد کنم و اگر موافق صوفیه پاسخ دهد او را باصطلاح شرعیه جواب دهم حضرت
شیخ این نیت های خبیثه و داعیهای شیطانیه وی مطلع گردیده هیچ یکی را جواب مفصل نگفتند
و عذر نمودند که من عربی نمیدانم تا جواب شافی بنویسم جواب این مسئلها با قیل و قال
در کتابها نوشته اند بجواب ما حاجت نیست ازین اعتذار ایشان بهانه یافته در
مجلسها شهرت داد که فلان شیخ هندی مردی جاهل است هیچ یکی سوالهای ما را جواب
نتوانست گفت باز سوالی نوشت که ما شنیده ایم که شیخ شما کعبه را بر انبیا افضل گفته است
شما چه میگوئید ایشان جواب نوشتند حاشا و کلا شیخ ما قدس سره کعبه دیوار را بر احدی
افضل نگفته است بلکه شیخ محی الدین عربی در کشف خود همین دیوار را بر غیر انبیا افضل

یافته است واین قصه در فتوحات مکیه مکتوب ست اما عقیدهٔ ما آنست که بر انبیا علیهم
الصلوات والتسلیمات هیچ چیز افضل نیست بلکه ایشان افضل اند بر کعبه غیرها و مسوده که در کنه
حقیقت محمدی و حقیقت کعبه نوشته بودند و افضلیت حقیقت محمدی و حقائق انبیاء
دیگر را بر حقیقت کعبه ثابت نموده بودند طلبیدند پیش ایشان خواندند رسولان رفتند و
باز رسولان آمدند همان مسوده را نقل نموده بردند چون شیخ قشاشی هیچ موقع طعن نیافت
چند شاقی چند در عبارت برآورده بمجالس تسخر نمود و بجهالت شهرت میداد و
حضرت شیخ جیو درهمین ایام که قرب رمضان بود نیت اعتکاف اربعین کردند از شیخ الحرم
حجرهٔ از حجرها مسجد طلبیدند اتفاقاً همان حجرهٔ قشاشی را که گاه گاه در وی می نشست و کتابها
او نیز همان جا بود بایشان دادند ایشان درون حجره در آمدند اما پیش دروازه قناتی
کشیده با فقرا اعتکاف نشستند چون این خبر بقشاشی رسانیدند که حجرهٔ ترا شیخ فلانی
گرفته است و در مقام تو نشسته است آتش حسد در سینه اش در گرفت یکبار آمد قناتها را
بینداخت فقرا را میخواست که براند نتوانست پس طعن و تشنیع نمود بشیخ الحرم کس فرستاد
او جواب گفت مسجد ملک کسی نیست بلکه جای مصلیان معتکفانست ازین جواب نتوانست
که ایشان را دور کند پس بحث و مجادله را پیش کرد تا بیزار شوند و ازینجا بروند همان نقل مسودهٔ
ایشان را برآورد و گفت که چرا از مومنان سکوت کرده و حال آنکه ایشان بر کعبه افضل اند ایشان
گفتند درین محل سکوت اولی است او گفت لا غلط کرده این حدیث صحیح ست که مومن افضل است
از کعبه یا کعبة الله ما اطیبک واطیب ریحک وما اعظم حرمتک المؤمن اعظم حرمة
منک قشاشی گفت که در عبارت خود نویس که هر مومن افضل ست بر کعبه ایشان گفتند
من نمی نویسم تا همه علما را اتفاق نکنند حدیث و کلام ایشان را پیش علما و مفتی فرستادند

سفتی شافعی شیخ عبدالرحمان حنباری کراهت کرد وهیچ جواب نگفت وگفت شیخ قشاشی
غوا انگیز ست همیشه فتنه وشر میخواهد درین مسئله مباحثه چه حاجت هست درینباب سکوت
لازم است پیش مفتی روم حنفی المذهب که ابایزید افندی بوده است بروند او نیز در جواب
گفت درینباب سکوت اولی است اما این حدیث صحیح نیست بر تقدیر ثبوت مراد از
مومن اعظم مومن کامل ست که انبیاء اند علیهم الصلوات والتسلیمات زیراکه لام
عهد از برای کمال می باشد پیش ملا رسان بروند از پیشان ملا نافع که از علماء بزرگ بود
جواب خوب داد که من خود را از سنگ افضل نمیدانم چه گونه بر کعبه که قبله عالمیانست افضل
دانیم وحال آنکه تعظیم واحترام او بر انبیاء روا و لیا فرض ست وتعظیم هر مومن فرض نیست
بلکه مستحب است اگر مومن صالح باشد حدیث را نمودند گفت این حدیث منقول از
صحیحین نیست تا معتبر باشد و بر تقدیر ثبوتش مراد از مومن مومن کامل ست که انبیاء
باشند هر مومن افضل نخواهد بود بعضی از مومنان از گاو و خر بدتر اند و دیگر آنکه بر ما لازم نیست
بهر حدیث عمل کردن و عقیده گرفتن تا ثابت شود و علما قبول کنند خصوصا درین مسئله
که باب عقائد ست تا حدیث صحیح نباشد اعتماد نباید کرد اما طالب علمان رومی و شامی
با مدرس بحث کردند که مومن چرا افضل باشد از کعبه ما قبول نداریم جمیع علماء وصلحا جانب
کعبه شب و روز سجده می کنند و بزاری و ناله طواف میکنند و روهای خود را بر خاک حرم
می مالند تا از طفیل او بخشیده شوند با این همه خواری و عاجزی گوئیم که هم افضل از کعبه ایم این چه
عقل ست و چه انصاف ست مدرس گفت لا مومن کامل افضل است ما و تو افضل نیستیم
هر که بر کعبه افضل است سجده و طواف را لامر الله میکند اگر امر میکرد جانب این گنبد هم
طرف سجده می کردیم سجده لامر الله ست نه از جهت افضلیت طالب علم گفت پس سجده

ملائکه حضرت آدم را لامر الله باشد و مسجود الیه افضل نباشد برین تقدیر حضرت آدم بر ملائکه
افضل نباشد بلکه ساجد بر مسجود الیه افضل باشد ازین لازم می آید که ملائکه بر انبیا افضل باشند
واین مذهب معتزله است مذهب سنی آنست که مسجود الیه افضل است بر ساجد درین همین
قدر گفت شاید که این قاعده کلیه نباشد و سکوت کرد غرض آنکه میان طالب علمان
و علما بحثها پیدا شد و گفتگو در شهر منتشر گشت آخر چون علما و مفتیان تقویت
قول حضرت جیو را کردند شیخ قشاشی ترسیدند که ترک کرد اما تعصب و عداوت کی می گذارد
که سخن او پس ماند شیخ قشاشی از خجالت و تعجب سرخ و زرد میشد حضرت جیو هم تبسم می نمودند
و میگفتند اگر مراد تو از کعبه همین بنا و احجار است هیچ کس توقف نمیکند که مومن از سنگ
افضل نباشد و اگر مراد تو از کعبه و قبله اصل کعبه و حقیقت اوست ناچار در فضیلتش منان
سکوت میکنم قشاشی گفت کعبه نیست الا همین بنا و دیوار دیگر را نمیدانم ما و تو و همه اهل
مجلس از کعبه افضل ایم حضرت جیو تبسم نموده فرمودند یا شیخ غلاف کعبه را تبرکی می برند
جامه شما را کسی تبرک نمیبرد ازین تبسم و تنابه در قهر و غضب شد و درون حجره رفت
الغرض چون علما و مفتیان تقویت کلام حضرت جیو کردند بلکه بر سکوت ایشان تحسین
نمودند و شیخ الحرم و اعوان و خادمان حرم اکثر اهل مسجد مخلص بودند هیچ علاجی نتوانست کرد
الا اگر حکمی بدست او بود فتنه را بیشتر میکرد و اهانت میرسانید همان مثل که خدای تعالی
نگهبان عزیزان است هیچ یک سر مو اهانت نتوانست کرد بلکه خودش شرمنده و مطعون
اهل مدینه شد حسد و عداوت او مین الخاص و العام ظاهر گشت بعد ازین یک نیم ماه حضرت
جیو در قید حیات بودند از جانب قشاشی آوازی و حرکتی و سوالی هیچ ظاهر نشد زیرا که
بعداوت مشهور شد هیچ کس سخن او را قبول نمیکرد و بعد وفات حضرت جیو قشاشی رساله نوشته

دررد کلام حضرت جیو کہ حاصل مدعا یک ورق اوست باقی ہمہ مکرر وعبث و کذب و افترا
و کج فہمی ہست لیکن رسالۂ خود را اہل مدینہ نہ نمود زیرا کہ ایشان حسد و عداوت او را و حقیقت
کلام جیو را میدانستند اما رسالہ را بہ پنہانی بہندیان می نمود و نوشتہ می داد و اعانت
خرچی میکرد و بسبب لباس غلبیت جری می نمود بدین وجہ بعضی ہندیان انمعنی را وسیلہ
یافتند و باسم عداوت شیخ با او ملاقات می کردند و حجرہ و طعام می یافتند و رسالہ او را نوشتہ
منتشر میکردند در سال منتہم از وفات حضرت ایشان شیخ سہ ورق شطاریہ مقابلہ از دشمنان
طریقہ نمود و رسالہ خود را بعاینہ علماء در آورد و حقیقت ایجال او ظاہر ساخت ملا نافع کہ از
علماء مدینہ منورہ بود رسالہ را دید و مضمون رسالہ را بحاضران تقریر کرد در مسجد جمعی از
مخلصان قشاشی نشستہ بودند ہمہ بتعظیم ملا برخاستند ملا نافع افندی ایستادہ ماند و
ایشان را مخاطب نمود کہ فلانی رسالہ بر رد رسالہ شیخ شما نوشتہ ہست از انجملہ لا عنایت اللہ
جواب نادیلی در کلام ایشان تحقیق کردہ ام حق جانب حضرت جیو ہست شیخ قشاشی ہیچ
کردہ است و اعتراضہای بی محل نمودہ اکنون تقریر را با نجام رسانم و سمند قلم را
در پی ہوا تشش نہ دوانم ؎

گر ہست در جفا دل او ہمچنان ز من ❊ شرمندہ ام کہ حوصلہ محنتم نماند
دست بہ دعا بر دارم کہ او تعالیٰ او را بجزای این یاوہ گوئیہا ش و طعن و
تشنیع بزرگان دین ہر انچہ مقتضای عدل ست فرماید ؎
آن کشتہ ہیچ حق محبت ادا نکرد + کز بہر دست و بازوی قاتل دعا نکرد

مناجات بدرگاه واہب العطیات بتوسل بزرگان نقشبند علیہم التسلیمات

خداوندا بحسن بے مثالت — برآتے کرے تابد جمالت
بحق سرور ارض وسموات — بچشم نور بین جلوهٔ ذات
بصدق جانی صدیق اکبر — بسلمان حقیقت یاب داور
بنور قاسم نیکو سرشتہ — بصدق جعفر ذات خجستہ
بحق بایزید پیر بسطام — بحق بوالحسن نیکو سرانجام
بخواجہ بوعلی پیر کامل — بہ یوسف داشت کو آئینہ ساں دل
بہ عبدالخالق ارشاد ایجاد — بخواجہ عارف توحید بنیاد
بمحمود کہ از اسرار بادی — شدہ در دہر بحر فیض جاری
بحق فیض آن خواجہ عزیزان — زبان او ز وحدت نکتہ ریزان
بہ آن بابا سماسی پیر حق بین — دلش جوہر کش آئینہ دین
بہ آن سید امیر پیر عارف — کہ بود از نکتہ ای راز واقف
الٰہی از فیوض پیر پیران — کہ ہست او دستگیر دستگیران
بہاء الدین چو باب فیض کشاد — درون عالمی شد وحدت ایجاد
ازو سر حقیقت را پناہے — وزو توحید حق را دستگاہے
بعالم تافت ز خورشید اسرار — نماید سینہ ہا سر مشق انوار
بہ او زیبد خطاب نقشبندی — کہ میدارد بعرفان ارجمندی
کشد بر لوحہ دل نقش اسرار — بہر سو جلوہ آرا گشت انوار

بدل تا نقش بند راز گردید	زبانِ من ز وحدت باز گردید
بہ آن خواجہ علاء[16] الدین عطار	کہ در عالم فشاند او عطرِ اسرار
بہ آن یعقوب[17] چرخی پیرِ عارف	کہ دستش بود از اسرار کاشف
بہ آن خواجہ عبید[19] اللہ احرار	کہ چشمش بود دائم محو انوار
از و زیبا طریقِ نقشبندی	و زو والا مقامِ ارجمندی
دلش دریای انوارِ حقیقت	لبش گویای اسرارِ طریقت
محمد زاہد[20] آن پیرِ صفا خیز	دلش از نورِ عرفانی جلا خیز
بہ درویش[21] محمد کز معارف	حقائق راز بانش بود کاشف
بہ آن خواجہ محمد[22] کز ہدایت	عیان میکرد اسرارِ ولایت
بہ آن سرمستِ نشۂ خم ساقی	حقیقت کیش عالم عبد[23] باقی
دلش شناح دریائے حقیقت	تنش سیاح صحرائے طریقت
بہ انوارِ مجدد[24] الف ثانی	کہ بود او عارفِ راہ [illegible]
بہ اسرارِ ولایت راز گوئی	[illegible] آبِ حقیقت نکتہ [illegible]
دلش از لوحۂ آفاق و انفس	تماشا بین انوار تقدس
باد را کات جانِ خواجہ معصوم[25]	کہ بود او حافظ اسرار مکتوم
بہ سیف[26] الدین و آن نور محمد[27]	کز ایشان قصر ایمان شد مشید
بہ آن مظہر[28] کہ بودہ جانجانان	بچرخ زہد و تقوے ماہِ تابان
بہ عبد اللہ[29] آن بحر ہدایت	کزو سرسبز شد باغ ولایت
بہ سعد اللہ[30] آن پیرِ نکو خو	کہ جانش بود محو معنئ ہو

بر آن اشرف علی پیر طریقت — دلش جوهر کش راز حقیقت
دل او مخزن انوار سبحان — زبانش مطلع اسرار سبحان
بحق این وفا کیشان جانباز — دل و جانم ز عشق خویش بگداز
به این مستان بزم شاهدیت — به این گلهای باغ زاهدیت
الهی سینه ام آئینه زا کن — درون از نور خود جوهر نما کن
الهی من بغفلت آشنایم — ز لطف مکر شیطان مبتلایم
دل من از می غفلت چو نوشید — بصد خواری بروی خاک غلطید
ز عصیان در دل خود شرمسارم — ز آه و ریخ درد دل ناله کارم
شررهای خجالت سینه ام سوخت — بن مویم هزاران برق افروخت
بهر اشکی که از چشمم چکیده — شرر بر خاک چون برق طپیده
گناهانی که من دانسته کردم — ز خجلت ها نموده رنگ زردم
ز حیرانی پریشان کارم امروز — نگاهی بر غزالان دارم امروز
ز من جز خفتن و خوردن نیامد — ز من کاری نکو کردن نیامد
تمنایم ز لطفت بیکرانست — ازین دستم به سوی آسمانست
بلطفت احتیاجی دارم اینک — ز فضل تست یارب کارم اینک
خدایا عاجزم از دست عصیان — خدایا بوده ام سرمست عصیان
مبین کردار عصیان خیز من — مبین کار هوس انگیز من
مراد غفلت و عصیان مپسند — کشا از دست و پای من غل و بند
به این عاجز بده دستی که خیزد — ز دیده اشک سوزان تا بریزد

به آید سوے تو افتان و خیزان   ز دام مکر شیطانی گریزان
امیدم باشد از فیضت هزاران   بمن ز ابر عنایت قطره باران
طپان چون برق از سوزش دلم را   چراغ طور گردان جا بسلم را
ز عشق این و آن جانم تهی ساز   سرم تن کن به عشق خود جنون تاز
دلم محو رموز ناز گردان   زبانم ترجمانِ راز گردان
چراغِ معرفت بر سینه بر کن   بهر مویم تجلّی پر شرر کن
ضمیرم کن تهی از ماسوایت   دلم پر کن ز سر نکته زایت
مرا در عشق خود مخمور گردان   دلم دریاد خود مسرور گردان
خیالِ ماسوی باشد نه ما را   زبالم کن تجلّے آشکارا
خدایا بر دلم بکشای راهی   نگاهی آرزو دارم نگاهی
خدایا کن نگاهِ لطف بر من   ازین ما و منی مگذار در من
دماغم را نه باشد جز خیالت   حدیثِ نفس من باشد وصالت
دلِ عاجز برنگِ شرق بکشا   رگ عرفانِ من چون برق بکشا
طپان بر جان عاجز برق تنویر   دلش را کن بدامِ قدس تسخیر

تمت

الحمد لله و المنة که کتاب انوار احمدیه از تصنیفات سرآمد فضلا مولانا وکیل احمد صاحب سلمه الله تعالے
باهتمام جناب مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید. فقط
ماه رمضان المبارک سنه ۱۳۰۱ ھ

فہرست انوار احمدیہ تصنیف مولوی وکیل احمد سکندرپوری نقشبندی مجددی

الله یجتبی الیه من یشاء و یهدی الیه من ینیب
الحمد لله والمنة که کتاب واجب الانتساب از تصانیف فاضل اکمل منبع سنت سنیه مهبط انوار اکابر نقشبندیه مجددیه
مولانا وکمل احمد سکندر پوری صانه الله عن شر المعنوی والصوری است
برد ایراد البرزنجی
الکلام المنجی
۱۳۱۲
بتصحیح تام و سعی مالا کلام از اهتمام احقر الانام خاکپای اولیای کرام محمد عبد الاحد
عفا عنه الله الصمد بماه رمضان المبارک سنه ۱۳۱۲ هجری نبوی صلی الله علیه وسلم
مطبع مجتبائی واقع دهلی مطبوع شد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل التصوف لب المكتوم فلو جشت لتقطع بذا الحلقوم فالمتصوفون اولياؤه ومخالفوهم اعداؤه من
جاء عليهم بالمكابرة فاذلهم او اذاهم او اهانهم فقد بارزه بالمحاربة افيظن الذي يبارزه ان يعجزه او يسبقه او يفوته او
يعاديه كلا انه ثائرهم في الدنيا والآخرة وله الكبرياء والسلطنة القاهرة الظاهرة الباهرة والصلوة على رسوله
محمد صاحب المقام المحمود والورد والمورود الذي هو شافع مشفع مفضل مبجل له مع مولاه وقت لا يسع فيه ملك مقرب
ولا نبي مرسل صلى الله عليه وعلى آله الاصفياء الاتقياء واصحابه الذين هم نجوم سماء الاهتداء اما بعد فيقول العبد
المسكين المتمسك بحبل المتين **وكيل احمد السكندر فوري** النقشبندي المجددي عفا عنه ربه بلطفه الازلي
السرمدي انه في هذا الزمان توجه الناس الى قدح الرشد وقدح المرشد في رد جهالات اهل الهند للبرزنجي
فكثر فيه القيل والقال فالعقلاء يعرفون الرجال بالحق والحمقاء يعرفون الحق بالرجال فرقص جواسيس
العيوب وطرب بطون القلوب ولم يعرفوا انه اوهن من بيت العنكبوت واسقط من ورق التوت والعبث
بين النطق والسكوت كالضفدع والحوت لا كل سوداء تمرة ولا كل بيضاء شحمة لا ينحط بالتكفير شان الاولياء
فانه لا يزول من وجاء الخفاش سناء الذكاء وسنا الشمس يستعز الابصار حتى تهابها فالذنب للعين
لا للشمس في الصغير فيسر الدليل الى دفع اللبس وتبيين الصبح لذي عينين حتى يرتفع الفساد وينقطع
الايراد مع ان المؤمن لا يكون طعانا والمسلم لا يكون لعانا وهو قائل بالتكفير وذلك امر عسير على اكابر العلماء
غير يسير فزلة الرجل عظيم يجبر وزلة اللسان لا تبقي ولا تذر فكل يحصد ما زرع ويجزي ما صنع انه ليس عند اولي
الالباب من العجب ان من يزرع الشوك لم يحصد له العنب الا ترى انه لم يرد الله تعالى بالنمامة صلاح

من اثبت لها جاءها فاذا اخرجت الحية من جحر فلبثت بالجحر ذلك فقد تحقق التقوى في اتمه ثم كما ان الحديد
بالحك يلمع فيلمع الكلام بالكلام تفصيله لكن سلكت في طريق الاختصار فان طلب الاكثر فيه قليل من المنتار فاذا
خلع التسهيل قطع السبيل وسميته **بالكلام المنجي برد ايرادات البرزنجي** ورتبته على المقدمة والمقالات
الخمسة والخاتمة راجيا من الله عز وجل التجنب من الخاطرة **المقدمة** اعلم ان الشيخ الاجل الامام العارف
بحر الحقائق والاسرار والمعارف محي السنة النبوية آمر الشريعة البيضاء والسنية الذي لم يسطر مثله بنانه في كتاب
الزمان ولم يات بالنفس من جواهر امهات قد قال اقسم برب المشارق والمغارب انه شمس طالعة في سماء
المناقب حتى انه شمس الفضل بالتجلي النفوس قبل سمعت بيده وشمس من انوار الشموس وقد كانت متجاذب الاخيار
شمائل فضائله وتبتز الاغصان اذ اهب نسمات شمائله طويل النجاد رفيع العماد قطب الاقطاب في زمانه
الغوث الاعظم في اوانه مشيد مباني الطريقة مجدد معالم الحقيقة برهان العرفاء المحققين حجة الاولياء المتقين
شيخ الاسلام والمسلمين كهف الحق والملة والدين المجدد للالف الثاني البرهان الساطع على اسرار فيه البدع
الانساني السحاب الهاطل الذي روى العرب والعجم سطاره والنير الاعظم الذي طلع المشارق والمغارب
انواره جامع العلوم الظاهرة والباطنة خازن كنوز البارزة والكامنة **الشيخ احمد** بن عبد الاحد بن زين العابدين
الفاروقي **السهرندي** ولد في سنة ٩٧١ وهو في صغر سنه حفظ القرآن وانعم بتيسر صوته سواطع البستان
وتلمذ في الابتداء على ابيه الاوحد مولانا الشيخ عبد الاحد واستفاد منه جملة من العلوم ثم ارتحل الى سيالكوت
وقرء على مولانا كمال الدين الكشميري بعض كتب المعقولات في نهاية التدقيق والتحقيق واخذ الحديث عن مولانا يعقوب
الكشميري المحدث وكان من كبار المحدثين بالحرمين الشريفين وتناول الحديث المسلسل بالاولية وهو الراحمون
يرحمهم الرحمن ارحموا من في الارض يرحمكم من في السماء من القاضي بهلول البدخشاني عن الشيخ عبد الرحمن
بن فهد الذي كان من كبراء المحدثين بالهند وتعاطى منه اجازة كتب التفسير والصحاح الست وسائر مقروآته وفي
عمر سبعة عشر سنة فرغ من تحصيل العلوم الرسمية واشتغل بالتدريس والتصنيف فصنف في تلك الايام رسالة
في اثبات النبوة واخرى في الرد على الرافضة وغير ذلك مما اثنى عليه العلماء والتبسه ابو حزقة الخلافة فلما توفي
ابوه عام سبعة والف ارتحل الى دهلي فقاده توفيق من الله عز وجل الى الشيخ الاجل العارف سراج العارفين رضي الملة
والدين خواجه **محمد الباقي** النقشبندي رضي الله عنه فاخذ عنه الطريق واشتغل به وتدرج في ايام معدودات
الى اوج القطبية والفردية ثم الى ما شاء الله تعالى حتى بشره الشيخ بحصول مرتبة التكميل والترقي الى معارج القرب
والنهاية ثم اجازه له بارشاد الطالبين والبسه خرقة خلافته ولم يزل يكرمه ويجله ويفتخر به ويثني عليه بالابلغ وصنف
منها الكتب في اوائل ملازمته له الى بعض الاكابر بالفارسية بما تعريبه هذا الشيخ احمد رجل من سهرند كثير العلم

ترى السيل جالسه الفقير عدة ايام وشاهد عجائب كثيرة في اوقاته وتبترأى انه سيصير شمسا منورا بها العوالم
استتبع ولقد ابلغه الله تعالى من الولاية منزلة لا يرام فوقها وهدى به بهديه ثم باصحابه من بعده خلقا لا يحصى عددهم
فلا ترى ناحية من نواحي المسلمين من بلاد الهند وخراسان وما وراء النهر ومن بلاد الترك والتتر الى اقصى ثغر
بالمشرق ثم ارض العراق والجزيرة وبلاد الحجاز والشام وقسطنطينية وما والاها الا وقد نمى فيها طريقته وجرت على
السنة اهلها ذكره واليه ينتمون وبه يتبركون بل قد دخلت طريقته الى اقصى المغرب مثل فاس وغيرها وفي هذا
حجة واضحة على جليل شأنه عند الله وفسيح مكانه في اولياء الله حيث اشاع طريقته في مشارق ارضه ومغاربها
وعمم هذه الامة بعجائب فيوضه وغرائبها ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم فالبلاد والقرى
قد امتلأت من اصحابه الخاصة وارتفعت بسعيهم اعلام السنة السنية واندرست معالم البدعة القبيحة وتنورت
الاكوان بطلوعهم عجما وعربا واشرقت بنورهم شرقا وغربا فينبغي ان يقاس بحالهم حاله وبكمالهم كماله
فان الامواج تخبر عما في البحر اخبارا والافواج تشعر عن الامير اشعارا قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم المرء على دين خليله
رواه احمد والترمذي منهم الشيخ حميد البنگالي والشيخ عبد الحي والشيخ نور محمد الفتني والشيخ نزل النوبتي والشيخ نور محمد البهاري
والشيخ حامد البهاري ومولانا فرخ حسين والسيد باقر السارنگفوري والسيد محب الله المانكفوري والسيد حسين المانكفوري
ومولانا الشيخ عبد الهادي البدايوني والشيخ طاهر اللاهوري ومولانا امان الله اللاهوري والشيخ طاهر البدخشي
والحاج خضر افغان ومولانا صادق الكابلي ومولانا محمد هاشم خادم والخواجه محمد هاشم البرهانفوري مرشد
مير زمان بيگ والشيخ فضل الله البرهانفوري ومولانا حميد الدين الاحمدابادي وحاجي حسين والشيخ داود السائكي ومولانا
فارسي نور الكراني ومير محمد نعمان الاكبرآبادي والخواجه محمد صديق الكشمي الدهلوي والشيخ بديع الدين السهارنفوري والشيخ
احمد الديبني والشيخ عبد القادر الانبالگي والشيخ محمد حري والشيخ سليم البنوري والشيخ آدم البنوري ومولانا بدر الدين السهرندي
والشيخ خضر البهلول فوري ومولانا محمد يوسف السمرقندي ومولانا عبد الغفور السمرقندي ومولانا محمد صالح الكولابي والشيخ
كريم الدين بابا حسن ابدالي والحاج محمد فركتي ومولانا يار محمد القديم الطالقاني ومولانا يار محمد الجديد والصوفي قربان القديم
والصوفي قربان الجديد الكنجي ومولانا قاسم علي والشيخ حسن البركي والشيخ يوسف البركي والشيخ عبد الرحيم البركي
ومولانا صغير احمد الرومي الحنفي والشيخ عبد العزيز النحوي المغربي المالكي ثم الحنبلي والشيخ على المحقق المالكي المدني والشيخ
زين العابدين والشيخ على الطبري الشافعي المكي والشيخ احمد الاستنبولي الحنفي والفقيه عثمان اليمني الشافعي
والسيد مبارك شاه البخاري ومولانا حسن البخاري والقاضي توكل البخاري والشيخ المحدث عيسى المغربي
والشيخ محمد المدني وكان ثمرة فؤاده وروح كبده واولاده الشيخ محمد صادق والشيخ محمد سعيد والشيخ محمد معصوم والشيخ
محمد فرخ والشيخ محمد يحيى قدس الله اسرارهم صاحب مقامات عليا ونجوم سماء الهدى فهم كانوا محط الركبان من الاطراف

وكان يبيح الماء مسجز الاشراف تحلى بذكرهم الافواه وتفوح نشر الطيب خالطة الا [illegible] يعذب ما مجهم افواه الرواة من سائر الاوصاف واقوال الثقات من سائر الاطراف فهم اندى من الاكباد [illegible] وانفى باقوام الاجفان من الجبل الكرى وبالجملة فان مادحهم كمن قال للاسد ما اشد شجاعتك وللبحر المحيط ما اوسع ساحتك وان اهل العلم والعمل وارباب الطريقة والحقيقة فى عصره ومن بعده اعترفوا بكماله وجلاله وتلقوا بحسن القبول مقالة واثنوا فى خلواتهم وجلواتهم على حاله وحرضوا الناس الى طريقة السنية وسلسلة العلية وهل هذا الا اول دليل على كماله واجلى برهان على ارشاده واكماله ولو ذكرت عدد هؤلاء لطال الكلام وخفى المرام لكن لا بد من ذكر بعض منهم منهم سيد العلماء وافضل الفضلاء مولانا عبد الحكيم السيالكوتى حيث كتب اليه كتبا واثبت فيها كمن التعظيم والتكريم اشياء وخاطبه بمالك مجدد الالف الثانى خطابا وبالقطب الربانى خطابا صوابا وقد كتب بخط الشريف فى رد بعض شبهات المخالفين على كلامه قدس سره هذه العبارة قدح كردن در سخن بزرگان بى مراد ايشان جهالت ونتيجه نيك ندارد بس رد كلام مشيخت پناه عرفان دستگاه شيخ احمد از جهل ونافهميدگى است كتبه الفقير عبد الحكيم وكان ذلك التحرير زمانا كثيرا عند امام عصره الشيخ محمد نقشبند خلف قدوة الاولياء الشيخ محمد معصوم قدس الله سره ومنهم الفاضل الكامل الشيخ جمال العلوى ذكر صاحب المقامات انه رحمه الله كان يزوره قدس سره بكمال التواضع والتذلل حتى انه اخذ نعليه ووضعها بين قدميه فقيل له فى ذلك فقال انا فى ذلك معذور بل ماجور ومنهم الشيخ عبد اللطيف الكجراتى يظهر ذلك من شرحه على الطريقة ومنهم مولانا محمد تهتى الذى كان يقول فى حقه مولانا عبد الحكيم السيالكوتى لا ينبغى لاحد ان ينظر فى حضرته من العلم والحكمة وقت اظهر عند خليفة الاكبر الشيخ محمد سعيد قدس سره المجيد عقيدته واسترشد منه شوقا الى الطريقة ومنهم العالم العامل مولانا حاجى محمد لاهورى حيث دخل فى طريقة ولازم صحبته واخذ من بركاته ومنهم الفاضل الشهير الشيخ محمود المرتفورى حيث جاء على فراء السلطان غير مرة متبركا

ـه العلامة الحكيم السيالكوتى رحمه الله تعالى هو سيد العلماء الفخامية والبدر التم فى الشهب الثاقبة والفاخرة جميع الفضائل نسبته الى الفنجاب بموحب بنجاب بالباء الفارسية وذلك سمى فى الجانب الغربى من دهلى وهو من مرتين لاهور ملتان من بلاد الهندوستان سيالكوت بكسر السين المهملة والتحتانية والالف وسكون اللام وضم الكاف وسكون الواو وآخرها فوقانية بلدة من توابع لاهور [illegible] فى عنفوان من التحصيل على طلب العلم وتلمذ على الملا الكامل كمال الدين الكشميرى نزيل سيالكوت الذى كان استاذ المجدد المشهور وفى مدة قليلة بعد بلاده بلغ النصاب بلده وكان فى عهد السلطان جهانكير مشتغلا بافادة العلوم فى سعة تنبيها بمدة الجمهور من العصر ولما كبر السلطان شاه جهان ابن جهانكير على السرير وتصدى لترويج العلم العلماء [illegible] سلطنة [illegible] السلطان بالكرامات والانعامات الجلى ووزنه مرتين فى الميزان [illegible] فى الحلال [illegible] كل مرة ستة آلاف من الرابى [illegible] ثم [illegible] وكان [illegible] فى العلوم [illegible] فى التدريس [illegible] العالية حتى توفى فى الثامن عشر من شهر ربيع الاول سنة سبع وستين بعد الالف ودفن بسيالكوت وله تصانيف [illegible] فى العلوم [illegible] حاشية [illegible] وحاشية على [illegible] التلويح وحاشية على المطول وحاشية شرح المواقف وحاشية شرح العقائد للتفتازانى وحاشية شرح العقائد الدوانى ورد على حاشية الخيالى وحاشية شرح الشمسية وحاشية على [illegible] على النور [illegible] وحاشية شرح المطالع والدرة الثمينة فى اثبات الواجب وحاشية الحواشى على حواشى شرح حكمة العين والحواشى على حواشى شرح هداية الحكمة للميبذى

وهو ابن ستين سنة وكان يلي الخلافة الكرام قدس الله اسرارهم مودة ومحبة منهم علامة عصره الشيخ عبد السلام الدربكي حيث كان
يزوره ويستمع معارفه ويستفيد منه فتح الله قدس سره وكان في اللاهور فدخل عليه ذلك الشيخ وقال يا مولانا انا ان قلنا
ان العلماء على الحق فلا بد لنا ان نقول ان الصوفية على الباطل ولو قلنا ان الصوفية على الحق فلا جرم ان نعتقد ان العلماء
على الباطل وذكر وجوها فقال قدس سره كلاهما على الحق وليس منهم نزاع الاصحاب ثم كشف عن مراد الصوفية ومرامهم
وذكر اقوالهم واحوالهم حتى لم يبق بين الفريقين الا نزاع لفظي واندفعت شبهات المخالفين فسكت الشيخ وسلم تحقيقه واستحسنه
واثنى عليه اثنى الله عليه ومن مصنفاته المشهورة بين اصحاب الاسفار الثلثة من مكاتيبه بحر من العلم والحقائق وكنز
من الرموز والدقائق وهي من اجلى كراماته تحكي من مقاماته لم يتكلم احد بهذا اللسان فهي عليته شان ورسائل مفردة
كالمبدء والمعاد والمعارف اللدنية والمكاشفات الغيبية وشرح رباعيات العارف بالله الخواجه محمد باقي بالله سره والرسالة
التهليلية ورد الروافض والرسالة في اثبات النبوة ورسالة في الحديث وغير ذلك وله رضي الله عنه في بيان العقائد
على مذهب الماتريدية وتهذيب طريقة الصوفية النقشبندية لسان اي لسان ومن اياديه على رقاب كثير من الناس
انه اوضح الفرق بين وحدة الوجود وبين وحدة الشهود وبين ان وحدة الوجود شيء يعتري السالك في اثناء سلوكه ثم
يترقى من مقاماتها الى اعلى من ذلك فيتجلى له حقيقة وحدة الشهود فسد بذلك طريق الالحاد على كثير ممن كان يتستر بزي الصوفية
ويتأول كلامه على اهوائه الزائغة ومنها انه باحث الملاحدة الذين كانوا في زمانه وجادلهم جدالا حسنا بقلمه ولسانه وكذلك
رد على الروافض ونقض بدعاتهم ورد عن الضعفاء مكائدهم فحمى بذلك حمى الدين وحرس بيضة المسلمين ومنها انه
حقق الفرق بين البدعة والسنة ومنها انه كان يأمر بما يراه معروفا وينهى عن ضده ولا يخشى في الله لومة لائم ولا
يخاف من ذي سطوة في سلطانه فكان ينكر على الامراء ويرشدهم الى مراشدهم وينفرهم من صحبة الروافض ومن
شاكلهم من اعداء الدين ويبين لهم النصيحة فنفع الله كثيرا منهم بذلك وتسلطت بصلاحهم الرعية فكسر الله به شوكة الكفر واظهر الدين
كما يشهد به الخارق بالمنة وذلك لانه كان فقيها اثريا ذكي النفس حريصا على اتباع السنن مجتهدا فيه شديد النصح لابناء زمانه
تجار لذلك والله اعلم طريقته وعلومه وشمائله محمودة عند المحققين واهل الانصاف ورغب فيها الناس توفي الشيخ احمد رحمه الله
في سنة ١٠٣٤ه وهو ابن ثلث وستين سنة وقبره هناك معروف يزار ويتبرك به وقد تشرفت بزيارته طاب ثراه قلت ع يا ايها الامام لقد
سافر الامام ۝ من كان ذيل رافته جرة الهيولى ۝ قطب الذي تعوض رب السماء له ۝ حال التي تحير في شانها العقول ۝
الموت كان مبد كمال قد انطلق ۝ من مشرق الظهور الى المغرب الاولى ۝ لما اصاب ارث رسول بحقه ۝
الكتب بعالم وصلته وارث الرسول ۝ واعلم انه ما كان كبير في عصر قسطا الا وكان له حسد من السفلة اذ الاشراف
لم تزل تبلى بالاطراف فالكمل من الاولياء تبتلى بجملة من الاشياء شماتة الاعداء وملامة الاصدقاء وطعن الجهلاء
وحسد العلماء والاذى من ايدي الملوك والامراء حتى انهم من غاية الجهل رموا اولياء الله بالتكفير وذلك عند بعد تعالى

سل وقد تشرفت بمطالعة المكاتيب والرسائل كلها فالحمد لله على ذلك منه سل تفصيله في رسالتي اصلاح الرأي الحبري من الحكم الحديث الحسن والتصحيح سل انظر الكتب ... منه

ايذار المسفهة الكافين

اثر عشر عمر يسير لتاترى انهم اخرجوا سهل بن عبد الله التستري رح من تستر الى البصرة ونسبوه الى قبائح وكفروه
مع امامته وجلالته علم ولم يزل بالبصرة الى ان مات بها ورموا ابا سعيد الخراز رح بالعظائم وافتوا بكفره وشهدوا على الجنيد
البغدادي رح مرارا حين كان يتكلم في علم التوحيد على رؤس الاشهاد فصار يقرره في قعر بيته الى ان مات وكان من
اشد المنكرين عليه وعلى مشائخ عراق ابن داينال كان يحط عليهم اشد الحط وكان اذا سمع احدا يذكرهم يغتاظ ويتغير لونه
ورموا الشيخ ابا مدين رح بالزندقة واخرجوه من بجاية الى تلمسان فمات بها واخرجوا ابا الحسن الشاذلي رح من المغرب
الى مصر وشهدوا عليه بالزندقة ورموا الشيخ عز الدين بن عبد السلام رح والشيخ تاج الدين رح السبكي بالكفر وكفروا
وشنعوا الشيخ محي الدين بن عربي فتابعهم في الايذاء من لا يميز الغث من السمين ولا الشمال من اليمين ولا الصندل
من الحطب وتوالعتاب من العنب محمد صالح الاورنقابادي ام الفجراني وتابعه محمد عارف وعبد الله السعدي فضربوا
بعض مكاتيب الشيخ وغيرها منحرفين من طريق الانصاف سالكين مسلك الاعتساف فحرفوا الكلم عن مواضعها وحملوا من
مواقعها وارسلوها الى السيد محمد البرزنجي مدها معدود ولم يجب على حسب خيالاتهم غير محمودة فحرر رسالة
مشحونة بترديدات مشتملة على اعتراضات سخيفة ومموهة من تمويهات زخيفة وتعليلات ضعيفة مع عدم ادراكه
مسائل المتصوفين وعدم فهمه عن دقائق العارفين سلك فيها الى التكفير والتفسيق الذي هو اره والاقوال داهيه
الطريق تستريح بها ارواح السالكين وتبتهج بها طبائع الطالبين فاعرضوا جهابذة العلماء بمهرة علماء الكملاء
المكبار وفسال من حضار المدينة ليسطروا عليها على حسب ما اقتضت قريحته من تسطيرات فردوا على وجه لان
المنكرين كانوا الناقصين المارقين غير الكاملين العارفين ونعم ما قيل ؎ ومن عجب ان يكون شاعرا
وليس له في الناس بيت يعرف ﴿ ثم اتى الى مكة فالتجأ من الاعلام ان يعلقوا عليها حسب منشأه
من تعليقات فلما نظروا اليها تنفروا به نفرة شديدة وشنعوا عليه شنعة مزيدة ونصحوا بالنصيحة مفيدة بتقريبات
صديدة قال الله تعالى والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا
وقال الله تعالى واخفض جناحك للمؤمنين وقال تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا
وكانوا يتقون لهم البشرى في الحيات الدنيا وفي الآخرة قال الامام الهمام الحافظ محي السنة ابو محمد الحسين
الفراء البغوي عن انس بن مالك رض عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن جبرئيل عن الله عز وجل قال
يقول الله عز وجل من اهان لي وليا فقد بارزني بالمحاربة واني لاغضب لاوليائي كما يغضب الليث
الحرد وما تقرب الى عبدي المؤمن بمثل اداء ما افترضت عليه وما يزال عبدي المؤمن يتقرب الي بالنوافل
حتى احبه فاذا احببته كنت له سمعا وبصرا ولسانا ويدا ومؤيدا ان دعاني اجبته وان سالني اعطيته الحديث قال
الحافظ السيوطي في القول الجلي في حديث الولي هذا الحديث اخرجه ابن ابي الدنيا في كتاب الاولياء

واخرجه ابو نعيم في الحلية واخرج الطبراني في الاوسط مختصر اخرم ان وصل الحديث شواهد منها ما اخرج البخاري في صحيحه
عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله عز وجل من عادى لي وليا فقد اذنته بالحرب الحديث
وتفرد باخراجه البخاري واورده الذهبي في الميزان **ومنها** ما اخرجه الامام احمد في مسنده عن عائشة رضي الله
عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال الله تعالى من اذى لي وليا فقد استحل محاربتي الحديث
ومنها ما اخرجه الطبراني في الاوسط عن عائشة رضي الله تعالى عنها عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ان الله
تعالى يقول من اهان لي وليا فقد استحل محاربتي وما تقرب الي عبدي من عبادي بمثل اداء فرائضي وانه عبدي
يتقرب الي بالنوافل حتى احبه كنت عينه الذي يبصر بها واذنه التي يسمع بها ويده التي يبطش بها ورجله التي
يمشي بها وان دعاني اجبته وان يسالني اعطيته وما ترددت عن شيء انا فاعله ترددي عن موته وذلك انه
يكره الموت وانا اكره مساءته **ومنها** ما رواه ابو يعلى في مسنده عن ميمونة ام المومنين رضي الله عنها ان رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم قال قال الله عز وجل من اذى لي وليا فقد استحل محاربتي وما تقرب الي عبدي بمثل
اداء فرائضي وانه يتقرب الي بالنوافل حتى احبه فاذا احببته كنت رجله التي يمشي بها ويده التي يبطش بها و
لسانه الذي ينطق به وقلبه الذي يعقل به ان سالني اعطيته وان دعاني اجبته وما ترددت عن شيء انا فاعله
كترددي عن موته وذلك انه يكره الموت وانا اكره مساءته **ومنها** ما رواه الطبراني في الكبير عن ابي امامة رضي الله
عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله تعالى يقول من اهان لي وليا فقد بارزني بالعداوة الحديث
ومنها ما اخرجه الطبراني عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله تعالى
من عادى لي وليا فقد ناصبني بالمحاربة الحديث انتهى مختصرا فما رواه الائمة البخاري وغيره من طرق كثيرة تزيد على
خمسة عشر طريقا عن جماعة من الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ان الله تعالى
قال من عادى او اذى او اهان روايات لي وليا في رواية ولي المومنين فقد اذنته اي اعلمته بالحرب
وفي رواية فقد استحل محاربتي وفي اخرى فقد بارزني بالمحاربة وقوله لي ظرف لغو ويجوز ان يكون مستقرا لانه حال
قدمت على صاحبها التنكير والمحاربة فيه من باب يخادعون الله وعاقبت اللص وحكمه اشارة المخاطبة بما يفهم
اذ الحرب ينشا من العداوة الناشئة عن المخالفة وغايتها اللازمة لها الهلاك اي من كره من احببته عاداني
وعاندني ومن عاندني فقد تعرض لابلائي اياه واشد الهلاك وقطعه واطلق الحرب واريد لازمها واذ قد علمت
هذا علمت ان فيه من الوعيد الشديد والزجر الاكيد والمنع البليغ ما يحمل من له ادنى مسكة من عقل فضلا عن
دين على ان يجتنب الخوض في شيء مما ينقص به احدا من ائمة الاسلام ومصابيح الظلام وان يبالغ في البعد
عن ايذائهم من وجوه فانه يوذي الاموات ما يوذي الاحياء قال ابن حجر المكي في الزواجر عن اقتراف الكبائر

ثم هذا كبيرة وهو ما صرح به بعضهم وهو صريح هذا الوعيد الذي لا اشد منه اذ محاربة الله تعالى للعبد لم يذكر الا في آكل
الربا ومعاداة الاولياء ومن عاداه الله لا يفلح ابدا بل لا بد والعياذ بالله تعالى من ان يموت على الكفر عافانا الله
من ذلك بمنه وكرمه ثم رأيت الزركشي في الخادم اشار الى ذلك حيث قال بعد الحديث وناهيك بهذا الوعيد وهو نظير
وذكل الربا في قوله تعالى فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله وفي فتاوى البديعي من الحنفية من استخف بالعالم طلقت
امرأته وكأنه جعله ردة انتهى فهذه احاديث وآثار فيها مقنع لذوي الابصار ومن كلام الحكماء ونصوص العلماء قال الامام ابو القاسم
للبيدي في كتاب الدلالة على ان الله تعالى لم تخل الارض من قائم يقوم له بالحجة في دينه رضيه لولايته واختاره لمعاملته
فيبين به دلالته ويوضح به طريقه ومن عدوه له مفتون يضل الناس عن سبيله ويفتنهم في دينه وقال ابى الله تعالى ان
يفتح قلب عبد بالحقيقة والمعرفة او الفهم كتابه وهو يؤذي باوليائه كصاحب البدعة عن اصابة السنة ما دام متبعا
لآرائه واهوائه وان الله تعالى ليغضب لاوليائه من اذاهم ويعاقب من لم ينصرهم واياك واياهم فانهم حمى الله تعالى
في ارضه وخزي الله تعالى واقع بمن عاداهم وان الله تعالى ليغضب لغضبهم ويرضى لرضاهم وان الله تعالى
اذا اراد بقوم خيرا وفقهم للسنة وحبب اليهم اولياءه اذا اراد بقوم شرا اوقعهم في طريق البدعة وحبب اليهم وقال
ان الله تعالى ختم على نفسه لاوليائه ان ينتصر بهم فمن اذاهم اذاهم بثلاث عقوبات او واحدة منهن اما
بتفريق الهموم في الدنيا بمحبة الفقر والتكاثر او عمى القلب عن التصديق بمواهب اهل خاصة الله او موالاة اعداء
الله وقال ان الله اكرم بني اسرائيل في كل زمان بنبي يوحى اليه وخص هذه الامة في كل اوان بولي يوفقه
ويلهمه اصابة المعنى في الدين والحقيقة في الاحوال رشدا وتسديدا من الله يوضح به طريقه ويرحم به عباده
ويزيد هداية للمطيع فاذا رأيتم الارض قد خلت منهم فاعلموا ان الداهية قد عظمت وان الآزفة قد اقتربت
وهو علم من اشراط الساعة وقال تبقى في آخر الزمان طائفة من اولياء الله يدفع بهم البلاء ويصرف بهم المكاره
فاذا عظمت فتنة اهل الارض وكثر الفساد واشتد غضب الله انصار العامة من اوليائه وغرف قلوبهم من محبتهم
فعند ذلك تحل بهم السخط قال الحافظ الامام ابن عساكر في كتابه تبيين كذب المفتري فيما نسب للامام ابي الحسن
الاشعري ان لحوم العلماء مسمومة وعادة الله في هتك استار منتقصيهم معلومة وقال لحوم العلماء سم من شمها مرض ومن ذاقها
مات ومن اطلق لسانه في العلماء بالثلب بلاه الله تعالى قبل موته بموت القلب فليحذر الذين يخالفون عن امره
ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقال الامام المجمع على جلالته وامامته ابو تراب النخشبي رضي الله عنه
اذا الف القلب الاعراض عن الله تعالى صحبته الوقيعة في اولياء الله تعالى لان محبتهم دليل على
محبة الله عز وجل ٥ اتى كتاب ام باية سنية * ترى جسم عار املي وتحسب * كيف و
ان المجددين من الاولياء الكاملين والعلماء العاملين صحت عنه كمالات باهرة للعقول واحوال

وكرامات لا يثبت الا لانبيائه المجبول فهو من الاولياء على الحقيقة والجامع بين الحقيقة والطريقة فمنتقصه ممن حقت
عليه كلمة الطرد والمقت كيف هو قد ادخل نفسه فيما لا طاقة له به من محاربة الله ورسوله ومن حارب الله هلك هلاكا ابديا
نعوذ بالله من ذلك فلما كان ايذاء الاولياء والله محذورا وتكفيرهم وسبهم في الشرع محظورا قشمر الذيل الى جواب
الايرادات الواهية الفاضل النبيل والنحرير الشاهم الجليل الشيخ نور الدين محمد بيك الذي ما نطق به لسان
قلم وما ادوعه من نقود معاينة في كلم كلمة الاسرى يسري الارواح في الاجساد وجري مجرى الدم من الاكباد فطلعت
شموس التحقيق من افق افكاره وتفجرت ينابيعها من خلال آثاره وتمري فلمع منه سيد انام الصيل اليه الكميت ونفي الفاظه
وذهب معانيه لم تقل فيه لولا ليت فوائده ثم والله فغواصته في ظلمات ليس فيها مبين الحياة فجعل التحقيق لزوم فضله
سياحا وانارته في سماء الكمال سراجا وهاجا فقر به قلوب القبول وعيون العقول بما تساقط الطل البستان على
رؤس القضيب وورف الريحان فصححه عبد الله الافندي والشيخ الاحمد الشبشي والسيد الاسعد المفتي المدني الحلقي والامام
العلي الطبري المفتي الشافعي وعبد الرحمن بن محمد بن صالح الامام المالكي ومحمد بن القاضي الحنفي والشيخ الحسن الحنفي مرشد الدين
ابن احمد المرشدي والشيخ الاعلم والبحر المعلم الشيخ المحترم السيد المحمد الافندي وكفاك تحريره ما صورته فقد
توقفت على السوال الذي صوره الشيخ صالح الاورنگ آبادي ومحمد عارف وعبد الله السورتي من توابع شيخ
صالح المذكور وذكروا اقوالا وزعموا انهم استخرجوا من مكتوبات الشيخ الاجل الهمام الكامل في طريق النقشبندية
بل امام منبع العلوم والمعارف ومنشأ الاسرار واللطائف العارف بالله تعالى الشيخ احمد الفاروقي الحنفي النقشبندي
رحمه الله تعالى واعلى درجاته وحيث كان مكتوب الشيخ رح بالفارسية عربوها الى الالفاظ العربية لعدم معرفتهم و
مقتضى مرادهم نعوذ بالله من اتباع النفس وهواها وارسلوها الى السيد محمد البرزنجي احد مجاوري المدينة المنورة ثم
بعد وصول ذلك السوال اليه علق رسالة بتكفير الشيخ الاحمد المذكور بسبب الاقوال المكتوبة في السوال لملائمة خاطر المرسل
اليه وتصدى باثبات كفره بها وسأل من قاضي المدينة المنورة ومفتيها وعلمائها ان يكتبوا على تلك السوال
على وفق مراده فامتنعوا عن ذلك وردوا عليه كلاما واجوبة تليق بالعلماء العاملين بعلمهم ثم بعد ذلك اتى الى مكة وارفع
فسأل الكتابة على السوال المذكور من قاضيها ومفتيها وعلمائها ايضا فما احد وافقه على ذلك فاجابوه بقولهم
هذا الامر الذي ارتكبه عظيم فلما رأوا افكك في تكفير مسلم الاكل ما كتب لا وافقه بالكتابة من العلماء على ذلك الا جماعة
من الناس ممن لا معرفة له بالطريقة وبعضهم وافقه لملائمة هواه وبعضهم لا علم له رأسا ولا حقيقة فحصل ما حصل من
القيل والقال بسبب هذا الضلال وهو فعل ذلك تبع هوى من ارسل اليه السوال اذ ما علموا قوله صلى الله تعالى
عليه وآله وسلم لا طاعة للمخلوق في معصية الخالق فما بالك بحقوق العباد لا سيما فيمن اراد تكفير ولي وهو عالم العباد فيا ويل
من يجتري وان ركب لبالمرصاد فبموجب افتروا على الشيخ احمد النقشبندي قدس سره ومكتوباته احتاج الى منع

الكلام الحقي في رد ايرادات اقبز نكيا

لمكتوبات المرحوم الشيخ المذكور وتعريب الفاظه من الفارسية الى العربية على وجه تشنيع الحق على عالم له علم
بالعربية والفارسية وحيث كان الامر كذلك امرت الشيخ الاجل العالم الفاضل الشيخ محمد بيك همته العلية بطلب
جميع مكتوبات الشيخ احمد رحمه الله وقابل الاقوال التي في ورقة السؤال مع مكتوبات المرحوم فوجد بعضها غير موافق بسبب
التحريف وترك بعض الالفاظ وزيادة اخرى الذي ارتكبها هذا الطريف فكتب رسالة وبين فيها اصطلاحات السادة
النقشبندية ومقاصد الشيخ احمد رحمه الله واراد بذلك اظهار الحق لان اتباع الحق احق وليحل الاشكال ويرتفع القيل
والقال واعرب الفاظه الفارسية الى العربية واحسن واهتم واتقن واتفق من اهل الحق سوء الظن بل رجع الكفر على
من يجترئ بتكفير المسلم وندم كثير ممن كتب على السؤال المذكور ووافق على الندم رجاء ان يدخل تحت قوله عليه السلام
التوبة الندم لما ظهر لهم ان مبنى الامر على الهواء والغرض والبهتان الذي فهم من الزيادة والنقصان والتجري
الذي لا يليق للمسلم فعله بل لا القول به فان قال النبي صلى الله عليه وسلم في الحديث الشريف من اذى
مسلما فقد اذاني فكيف يكون حال من يجترئ للتحريف وقال عليه الصلوة والسلام من حسن اسلام المرء تركه
ما لا يعنيه وقال عليه الصلوة والسلام اذكروا محاسن موتاكم وكفوا عن مساويهم فظهر الحق وزهق الباطل ان الباطل كان
زهوقا فينبغي لحاكم تلك البلدان يحجر من مثل [illegible] الجسر لكن بل يجب ان يؤدبهم بحسب ما يقتضي احوالهم وافعالهم
نسأل الله العظيم رب العرش الكريم ان يمنعنا والمسلمين من تعدي حدود الله باتباع هوى النفس والشيطان وعن
ان نقع في عرض مسلم بظلم وعدوان انتهى والله درشيخ الاسلام والمسلمين مفتي مكة المشرفة في مذهب الحنفيين
الشيخ عبد الله افندي عتاقي زاده قدس سره حيث افاده اما بعد فقد اخبرني الجم الغفير الثقات الثقات
والبالغون حد التواتر مقبولوا الروايات بان اولاد الشيخ احمد الفاروقي السرهندي النقشبندي ومريديهم الموجودين
الآن سالكون مناهج الشريعة المستقيمة ملازموا الطاعة والجماعة على الطريق الحنيفة السهلة القويمة و
انهم اخذوا الطريقة المذكورة عن والدهم المذكور وليس فيها ما يخالف الشريعة الغراء وليوقع في محذور و
هذا ما لا مرية فيه ولا ريب لاني حصلت علما باداب الطريقة النقشبندية واخذتها عن جماعة زهاد اجلاء عظماء
واذا تقرر هذا فليعلم ان للشيخ احمد مكتوبات واقعة باللغات الفارسية مبنية على قواعد السادة الصوفية
باصطلاحاتهم المرضية اذ لهم رضي الله تعالى عنه اصطلاحات خاصة بينهم ولا مشاحة فيها وقد تصدى بعض
منتقصي الطريقة النقشبندية والشيخ المذكور وعرب بعض مواضع من المكتوبات وحرف وبدل بما يوجب القيل
والقال وصدره في السؤال وطلب مني الكتابة عليه قبل كل فامتنعت تدينا وقد الح علي مرارا كثيرا فاجبته
بالحديث السابق وهو قوله صلى الله عليه واله وسلم من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنيه ثم زاد في الالحاح وقال
نسئل عمن سب ونقص وذكر كلاما الاستطاع ذكره على لسان مسلم ولو حكاية فجبنه اجبته شفاها باللسان كما هو
شي يجب على كل مسلم

مقررٌ عند ذوی الطلبة وفی جمیع الکتب فی باب الردة وطلب الکتابة ایضاً من جماعة علماء واتقیاء حنفیة
وشافعیة فلم یوافقوه علی ذالک بل اجابوه بالحق المخالف لهواه وکتب علیه شخص من الفضلاء بالله ماخذ الخطاب بالفاظ التعریب
المحرف مع امکان التاویل ووافقه جماعة ممن لایعبأ بهم وزاد بعض جهال فی الهند به وطنی وبعضهم نقش باسم له
فی اکاره کالتعبینا ولیته لن کتب فهم ولیتهم وزاد بکتابة الموافق الجاهل المنتسب لاجری علیه مقتضی لفظه شرعاً
ان لم ینکره لانه عرض بالعلماء الاجلاء الذین لایصلح ان یکون تلمیذ الیم فلیه من الله ما یستحقه وقد اعتذر عنهما بعض العلماء
الاجلاء فی تعریضه لقوله ولواعته وجهل الاول وجهل الثانی ممکنا بجفرهما ولکن لاکان لهما نوع عذر باعتبار ان العوام
لایکلفون الا بمعرفة المسائل الخفیة التی تخفی علی مثلهما من العوام اعرضنا عن الحکم بذالک ولکن مثل هذین الکاذبین
ینبغی تادیبهما وزجرهما عن الخوض فیما لایصلان الیه انتهی فما احسن هذا الاعتذار الدال علی جهلهما واین
لهما والکاتب من الاعتذار فلیتدبره ومع هذا القدر محوا کتابته وانکره بجناية الزلة والاستغفار ویکفیهما
ذالک خزیاً وتعزیراً فی سائر الاعصار قال علماؤنا انکار الکفر توبة وقد رد بعض الافاضل علی هذا المعرب المستبیح
لهواه المحرف الکلام الشیخ بالتعریب وخرجه بالرسائل وزیف کلامه وکلام من تبعه فاضلاً وشرح کلام الشیخ المذکور بلفظ
الفارسی وعربه بالواقع فاطال وحسن الطاویل والمقال وقرظ علیه جماعة علماء اجلاء والاحری ترک التعریب المحتاج
الی التاویل لان لبعض الالفاظ اذا وقعت فارسیة حکماً واذا وقعت عربیة حکماً اخر قاله علماؤنا فی اماکن متعددة
من کتب الفتاوی کما ذکر علامة المذهب قاضی خان فی فتاواه المشهورة فی الشروط المفسدة للبیع
رجل اشتری شیئاً علی ان یحمله البائع الی منزل المشتری ان قال ذالک بالعربیة لایجوز وان قاله بالفارسیة
جاز لان العربیة تفرق بین الحمل والایفاء والفارسیة لاتفرق ویکون الحمل بمنزلة الایفاء انتهی والحاصل ان
الفاظ المکتوبات الصادرة من الشیخ باللغة الفارسیة باصطلاح القوم ولسانهم حیث کانت سالمة عما یوجب
وصمة فالمباشر جاز ولامحذور فیها ولو بوجه ضعیف لایلتفت الی التعریب المحتمل المحتاج الی التاویل بل یترک
کلام المتکلم بلفظه عربیاً او فارسیاً الخالی عن التعریب لموافقته الشرع الشریف کما اخبرنی من تقدم ولایتکلف
تعریبها وان لم یتغیر معناها ومدلولها فکیف مع التغیر الموقع فی محذور لو فرض ولا القدح فی الشیخ تعریب ذالک
المعنت مع براءته کما ذکر ولیت شعری ای حاجة داعیة الی التعریب لتکفیر مسلم ما هذا الاجرأة وافتراء
بلا مراء فان تکفیر المسلم امر عظیم قال فی البحر ناقلاً عن الفتاوی الصغری الکفر شئ عظیم فلا اجعل المؤمن کافراً
متی وجدت روایة انه لایکفر انتهی ثم قال فیه قال فی الخلاصة اذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر و
وجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم انتهی ثم قال والذی
تحرر ان لایفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره اختلاف ولو روایة ضعیفة وبهذا الذی

[illegible] ۱۲

او دين الله واعتقده ثم ان الفقير في شغل شاغل عن مثل هذه الخرافات والكتابة عليها والتعرض لها والموافقة

الواقعات اليومية المتعين على بيانها بامر الدولة العلية ادامها الله تعالى وادام احسانها على سائر البرية العثمانية الاحمدية

وانما اخبرني من تقدم ذكره ان ما وقع من التعريب ما تحريف والكتابة عليه والموافقة لو ظهر واصغى اليه سمع

اهل العناد لاقام الفتنة النائمة الداعية الى الفساد وتخريب البلاد واضرار المسلمين والعارفين والعباد والعلماء

والزهاد والمشائخ الامجاد وطلب مني كتابة ما تيسر لرفع هذه المضار العديدة بالفاظ وجيزة مفيدة فوجبت على

وسطرت ما ذكر لحقن الدماء والانتصار للعلماء والصلحاء والمشائخ الاتقياء قال ذلك الفقير الى الله تعالى

عبد الله عتاقي زاده الحنفي القائم بخدمة الفتوى بام القرى مكة المشرفة عفي عنهما بمنه وكرمه وقد تصدى

لشرح كلماته الطيبات في اثناء سنة اثنا عشر ومائة والف صاحب القرب الانسي والمقام القدسي

الشيخ عبد الغني النابلسي الحنفي الدمشقي نفعنا الله تعالى ببركاته وامدنا بصالح دعواته في رسالة

نتيجة العلوم ونصيحة علماء الروم فاجاد في التحقيق وازال الاشتباه عن الطريق كيف لا فان الله خص

هذه الامة بما لم يعطه امة قبلها وامطر عليها من سحائب كرمه وبل غيثه وطلها وجعل فيها على مر الايام طائفة

بخصوص ولايته فانهم صفوته من الخلق ومحل رعايته هم خير الامة والانوار التي تنفي الظلمة وبهم تنفرج كل شدة

وتزاح كل ملمة شعر نهاهم حبه لما سقاهم ؏ خيال الوصل عن حور الحسان ؏ الم يعبدوا من خوف

نار ؏ ولا شوقا لما وفي الجنان ؏ لهم شغل لمولاهم بذكر ؏ وسكر والتهجد في القران ؏ بحور العلم او

شمس السموات ؏ ملوك الارض اقمار الزمان ؏ هم الكاشفون بلطائف المعارف والمطلعون

بنظر الف العوارف وردت بذكرهم الاخبار ورويت في ماثرهم الاثار عن الاخيار وجاءت الاحاديث

بانهم السابقون والاحبار وذلك ما رواه رواة الحديث الصادقون لكل قرن من امتي سابقون بهم يغاث

الناس وبهم ينصرون وبهم يرزقون وبهم يمطرون وبهم يجارون وبهم يرفع عن اهل الارض ما يخشاه

بهم يحيي الله ويميت ويبقي عباده ويقيت بهم ينزل الغيث وبهم يصلح العيث وبهم تنبت للخليقة

نباتها وبهم تخرج الارض بركتها وبهم ينتصر على الاعداء وتدفع انواع البلاء ويصرف العذاب والابتلاء

شعر بهم اضاءت بقاع الارض وابتهجت ؏ فهم شموس سرت فيها واقمار ؏ يحيى بهم كل ارض ينزلون بها ؏

كانهم لبقاع الارض امطار ؏ هم الخواص وقد خصوا بمنزلة ؏ جهرا وكم لهم في الله اسرار ؏ لو اقسم احدهم

على الله لابر قسمه ولو ساله ان يزيل جبلا من مكانه لهده ولن تقوم الساعة حتى ينقضوا كلهم وتنفقد من

بينهم امكنتهم ومجالسهم ويعاذ من كل الارض ظلمهم وظلمهم وظلمهم قد قول الله تعالى نصرتهم ووعد على امداهم واذاهم وكرهم

وتوعد من اذاهم بحرب ليعلم امرهم هل اتاك حديث الغاشية الراجفة الراشية الثلاثية الذي

فبحث تنقيص اولياء الله عاشية ولكن من عذاب الله غاشية انما مثلها مثل الغاشية فرق الله منها
الحاشية والاشرار منها غاشية هل اتاك حديث الفجرة والطغام المنكرة والحمر المستنفرة والكذبة المزورة الذين
لا يخشون من نزره ولا تنفع فيهم الذكرى بل اتاك نبأ الشاتم المكفر السفسطي الذي ليس له الشرف ولا حظ له الا انه سعت
ولا نصيب له الا التلبث وهو كالمباري في مجاري التكلف المتخلف من ادراك التصوف وما ادراك ما التصوف
فانه علم يعرف به كيفية ترقي اهل الكمال من النوع الانساني في مدارج سعاداتهم والامور العارضة لهم في درجاتهم
بقدر الطاقة البشرية واما التعبير عن هذه الدرجات والمقامات كما هو حقه فغير ممكن لان العبارات انما وضعت
للمعاني التي وصل اليها فهم اهل اللغات واما المعاني التي لا يصل اليها الا غائب عن ذاته فضلا من قوى بدنه فليس
يمكن ان يوضع لها الفاظ فضلا عن ان يعبر عنها بالالفاظ فكما ان المعقولات لا تدرك بالاوهام والموهومات
لا تدرك بالخيالات والتخيلات لا تدرك بالحواس كذلك ما من شانه ان يعاين بعين اليقين لا يمكن ان
يدرك بعلم اليقين فالواجب على من يريد ذلك ان يجتهد في الوصول اليه بالعيان دون ان يطلبه
بالبيان فانه طور وراء طور العقل شعر علم التصوف علم ليس يعرفه * الا اخو فطنة بالحق معروف *
وليس يعرفه من ليس يشهده * وكيف يشهد ضوء الشمس مكفوف * قال ابو بكر الواسطي الراسخون في العلم
الذي رسخوا بارواحهم في غيب الغيب وفي سر السر فعرفهم ما عرفهم واراد منهم من مقتضى الايات ما لم يرد من
غيرهم وخاضوا بحر العلم بالفهم لطلب الزيادات فانكشف لهم من خزائن المخزون تحت كل حرف وآية من الفهم وعجائب
النص فاستخرجوا الدرر والجواهر ونطقوا بالحكمة وقد ورد في الخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما رواه سفيان
بن عيينة عن جريج عن عطاء عن ابي هريرة انه قال ان من العلم كهيئة المكنون لا يعلمه الا العلماء بالله فاذا
نطقوا به لا ينكره الا اهل الغرة بالله اخبرنا ابو زرعة اجازة قال اخبرنا ابو بكر بن خلف اجازة قال اخبرنا ابو
عبد الرحمن قال سمعت النصرآباذي يقول سمعت ابن عائشة يقول سمعت القرشي يقول هي اسرار الله تعالى
يبديها الى اوليائه وسادات النبلاء من غير سماع ولا دراسة وهي من الاسرار التي لم يطلع عليها الا الخواص
وقال ابو سعيد الخراز للعارفين خزائن اودعوها علوما غريبة وانباء عجيبة يتكلمون فيها بلسان الابدية ويخبرون
عنها بعبارة الازلية وهي من العلم المجهول فقول بلسان الابدية وعبارة الازلية اشارة الى انهم بالله ينطقون
وقد قال بعد فاني على لسان نبيه في ينطق وهو العلم اللدني الذي قال الله تعالى في الخضر وعلمناه
من لدنا علما فان قلت كيف يصح دعوى القول بان علم الباطن لا ينال بالكسب وقد شوهد حصوله لكل
اهل الظاهر قلت لا شك ان علوم الانبياء والرسل عليهم السلام انما كان حصولها بالوحي غالبا وبالنفث
الالهي الذي قذفه الله في بواطن قلوبهم وابرزه لهم في قالب الكشف عن الحقائق الربانية ومعلوم ان

لیس بکسب وهو واضح ایضا لخلفائهم من القوم حیث افصحوا عنه بعبارات الازل التی یقصر عنها نطاق نطق اہل الظاہر
فی الابد قال الشیخ تاج الدین بن السبکی فی الطبقات الکبری القصة وذکر ان الشیخ عز الدین بن عبد السلام کان یقرر بین
یدیه رسالة القشیری فحضر مرة الشیخ ابو العباس المرسی لما قدم من الاسکندریة الی القاهرة فقال الشیخ عز الدین تکلم
علی ہذا الفصل فاخذ المرسی یتکلم والشیخ عز الدین یرجف فی الحلقة ویقول اسمعوا ہذا الکلام الذی ہو حدیث عہد بربه وقال
الشیخ تاج الدین بن عطاء الله فی لطائف المنن اخبرنی الشیخ مکین الدین الاسمر قال حضرت بالمنصورة فی خیمة فیها
الشیخ عز الدین بن عبد السلام والشیخ مجد الدین علی بن وہب القشیری والشیخ محی الدین بن سراقة والشیخ
مجد الدین الاخمیمی والشیخ ابا الحسن الشاذلی ورسالة القشیری تقرء علیهم وہم یتکلمون والشیخ ابو الحسن صامت الی ان
فرغ کلامهم فقالوا یا سیدی نرید ان نسمع منک فقال انتم سادات الوقت وکبرائه وقد تکلمتم فقالوا لا بد ان نسمع
منک فسکت الشیخ ساعة ثم تکلم بالاسرار العجیبة والعلوم الجلیلة فقال الشیخ عز الدین وقد خرج من صدر الخیمة وفارق موضعه
اسمعوا ہذا الکلام الغریب القریب العہد من الله **قلت** وفی روایة ساقها الحافظ ابن کثیر کان الشیخ عز الدین یحضر مجلس
الاستاذ ابی الحسن الشاذلی فیسمع تقریره فی علوم الحقایق ویشاہد حسن افصاحه عن العلم اللدنی فعند ذلک یحصل له
وارد من جناب الحق ویرقص علی قدمیه طربا مع المریدین وہو یقول تاملوا ہذا التقریر فانه قریب العہد من ربه فہذا
ہو العلم الباطن الحاصل لهم من الفیض الالٰہی من غیر اکتساب واما حصوله لاہل الظاہر بالتلقی عن الاستاذین
فصار ملحقا بالعلوم العادیة الکسبیة التی توخذ بالتقلید ولیس ہذا الآن من العلم الطری القریب العہد بربه لکونه
یخرج من مقتضی العلم اللدنی بسبب تلقیه من الخلق دون الحق قال الشیخ عبد السلام المقدسی فی کتابه حل الرموز
ومفاتیح الکنوز **اعلم** ان العلم علمان علم الظاہر وہو الشریعة وعلم الباطن وہو الحقیقة قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم العلم علمان علم باللسان وعلم بالقلب فاما علم اللسان وہو حجة الله علی العباد واما علم
القلب فہو العلم الاعلی الذی لا یخشی الله العباد الا به فعلم القلب ہو العلم اللدنی الذی لم یسطر فی السطور
ولم یحفظ بالدرس وانما ہو تلقین من الله بغیر واسطة ملک ولا سفارة رسول کما ان الخضر علیه السلام علم بالعلم
اللدنی ما لم یعلمه موسی علیه السلام بالعلم الوحی فقتل تلک النفس الزکیة بغیر نفس ہذا علی ظاہر الشرع عمد وان
محض لکن ظہر تحقیق فعله بعلم آخر لدنی لم ینقل من الکتب والاوراق وانما جاء وحی من الملک الخلاق
فوجب علی موسی علیه السلام انکار ذلک واستقباحه قیاما بالحدود وعملا بالشریعة اذ ہو مشرع
ومقتدی بها فلو سکت عن الانکار لما قام به غیره ولذلک تادب الخضر علیه السلام معه بقوله انک لن
تستطیع معی صبرا وہذا غایة الادب من الخضر علیه السلام لانه علم انه یری منه ما لا یقره الشرع فقال
انک لن تستطیع معی صبرا علی ما یخالف الشریعة ثم لما اعلمه الخضر علیه السلام بما لم یدخل فی علم الشریعة

له ای رجب بن رجبان ۱۲ ... له ای القی علی المرسی الآن بالکشف ۱۲

علم موسى عليه السلام ان الشريعة جسد والحقيقة روحها وقال في موضع آخر اعلم ان العلم مقدمة نتيجتها
العمل والعمل مقدمة نتيجتها الحال فالعلم والعمل كسبي والحال وهبي قال الله تعالى والذين جاهدوا فينا
لنهدينهم سبلنا فالمجاهدة للعبد بالعلم والعمل والهداية مواهب الله تعالى في الاحوال وهذا معنى قوله صلى الله
عليه وسلم من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم يكن يعلم فالذي ورثه الله لعبده لم يكن من كسبه بل فضل اتيه
وبرحمته نبهك من الله تعالى على نبيه فقال وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما وقال الهروي
في منازل السائرين الدرجة الثالثة علم لدني اسناده وجوده وادراكه عيانه ونعته حكمه ليس بينه وبين الغيب
حجاب قال شارحه العالم بالله كمال الدين القاشاني اي علم لا يكون الا من لدنه رحمة وموهبة كقوله تعالى
في حق الخضر عليه السلام آتيناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما ولا يثبت بالاسناد كسائر العلوم المنقولة
بل اسناده وجوده وادراكه عيانه اي لا يحصل بالادراك العقلي والفهم كسائر العلوم المنقولة بل ادراكه شهوده
ولما كان العيان الذي هو الادراك البصري اجل الادراكات اطلق على كل ادراك يكون في غاية الجلاء
فاطلق على الشهود الحقاني ونعته حكمه اي لا يمكن نعته بعبارة تفهم معناه ولا يمكن نعته ووصفه لمن لم يبلغ
ذلك ولا يمكن تعريفه للغير فلا يعرفه الا هو نفسه لمن ظهر عليه ليس بينه وبين الغيب حجاب المراد بالغيب
غيب الغيوب الذي هو علم الحق اي ليس هو الا علم الحق بعينه وهو التجلي الذاتي وتفصيل في الكواكب
الزاهرة في اجتماع الاولياء يقظة بسيد الدنيا والآخرة للشيخ ابي الفضل عبد القادر بن حسين بن علي الشاذلي
رحمه الله تعالى فافضل العلماء هم العلماء بالله الذين كشف لهم الغطاء فشاهدوا الجمال الاسنى وسكروا بمحبة المولى وعرفوه
باسمائه الحسنى وصفاته العلى وتحلوا من صفاته بمحاسن العلا وشاهدوا عجائب ملكوته وغرائب حكمته وعظائم آياته
الكبرى وقربهم في حضرة قدسه واجلسهم على بساط انسه وتقلبهم بصفات الجمال والجلال تجلي وجعلها مطالع انواره
وخزائن اسراره ومعادن المعارف والحكم وهم مصابيح الهدى ووفقهم لصالح الاعمال وحفظهم في الافعال
والاقوال وصفاكهم الاحوال وقلوبهم بذكره احياء ومن الارجاس والاكدار طهرها وجلاها ونشر لهم اعلام الولاية
واهتدى بهم القوم بحسن هدايته وعرفهم في المملكة وتولى وشوقهم الى النظر الى وجهه الكريم فزهدوا في الدنيا
والاخرى واحيا بهم الدين ونفع بهم المريدين وجلا بهم عين القلوب العمياء واغاث بهم العباد واصلح
البلاد وكشف بهم البلاء فهم الناطقون بالحق عن الحقيقة والمرشدون الى سلوك الطريقة نطقوا بالحكم
من بحور تلاطمت امواجها وتلاطم عجاجها فاستقرت درر التوحيد في جوفها ولاحت الانوار على ساحاتها
وانبثت في الاقطار وتشعشعت في الامصار فاستخرج منها اللآلي الكبار او جواهر العلوم اللدنية
جواهر الاسرار وخرقت لهم الحجب العلوية فانتهوا الى معادن الانوار واستقروا على بساط الانس

وكشفوا من سر الازلية بالاخبار قلت هم اسلاك المرآت العلوية والعلوم الالهية والانفاس الروحانية فانفتح لهم العلم المصون وانكشف لهم السر المكنون شربت ارواحهم راح المحبة في حضرة القدس فسكرت عنه مشاهدة الجمال على بساط الانس وجالت في بحار معارف الاسرار وتنزهت في رياض مطالع الانوار فهم الاصفياء المحبون والجلساء المقربون ولا يخفى ان العلماء انما يشرفون على قدر شرف علومهم وشرف العلوم على قدر شرف متعلقاتها فعلوم المعارف المتعلقة بالله وسمائه وصفاته اشرف العلوم واصحابها اشرف العلماء وهي علوم لا يتناول بالكسب وانما تنال بالوهب وهي افضل العلوم واصحابها افضل العلماء والدليل عليه ان العلوم والمعارف اللدنية يختص بها الولي والصديق والعلوم الظاهرة ينالها الصالح والزنديق وان فضل العالم على قدر ارتفاع صاحبه ونفعه الخير ولا شك ان العارفين بالله هم الذين انتفعوا ونفعوا حقا وصدقا قال بعضهم العالم به يقتدى والعارف به يهتدى وعن ابي هريرة قال حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم وعائين فاما احدهما فبثثته فيكم واما الآخر فلو بثثته لقطع هذا البلعوم رواه البخاري قيل المراد من الوعاء الذي لم يبثه الاحاديث التي بين فيها اسماء امراء الجور كقوله اعوذ بالله من راس الستين وامارة الصبيان مشيرا الى امارة يزيد بن معاوية قلت اطلاق الوعاء على علم بجزئيات معدودة غير مستحسن ولا يتصور جعله قسما ونظير العلوم الشرعية بل المراد به العلم اللدني فان قيل فما معنى قوله فلو بثثته لقطع هذا البلعوم قلت معناه انه لو بثثته باللسان لقطع هذا البلعوم لان تلك العلوم والمعارف لا يمكن تعليمها وتعلمها بلسان المقال بل انما تدرك بالانعكاس ولسان الحال كيف والتعلم باللسان يتوقف على امور منها كون المعلوم مما يدرك بالعلم الحصولي ومنها كون اللفظ موضوعا بازائه ومنها كون الوضع معلوما للسامع وليس شيء منها متحققا في المعارف اللدنية فان ادراكها تكون بالعلم الحضوري الذي لا يمكن ذهولها بل سبيل ذلك وراء العلم الحصولي والحضوري واني هناك وضع الالفاظ وهيهات هيهات للسامعين العلم بوضعها ومن اراد ان ينطق بتلك المعارف فلا بد له من ايراد مجازات واستعارات لا يهتدي الى مرادها العوام فيتخبط به عقولهم ويفهمون غير مراد المتكلم فيفسقونه ويكفرونه كما ترى العوام ينكرون على اولياء الله تعالى من غير سبيل الى درك مرادهم وذلك يفضي الى قطع البلعوم فان قيل اذا كان ذلك العلم بحيث لا يمكن اخذه ولا اعطائه بالبيان ويفضي الى تلك المفسدة وقطع البلعوم بالنطق باللسان فاية ضرورة في التكلم بها وما بال القوم يصنفون فيها مجلدات كالفصوص والفتوحات واي فائدة في تلك التصنيفات قلت ليس الغرض من تلك التصنيفات اعطاء تلك العلوم ولا تحصيل بمطالعة تلك الكتاب شيء من القرب والولاية بل الغرض منها تنبيه العارفين المحصلين تلك العلوم بالجذب والسلوك على بعض تفاصيلها وتطبيق احوال المريدين ومواجيدهم على احوال الاكابر ومواجيدهم كي يظهر

يزيد عليه ما عليه ١٢

احوالهم وتلفظن به قلوبهم وكثيرا ما يتكلمون بتلك المعارف في غلبة الحال فالطريق السوي للعوام عند مطالعة كتبهم وسماع كلامهم عدم الانكار وحمله على ظاهر الشريعة مهما امكن بالتاويلات فان كلامهم رموز واشارات اذ هو بطن علم الى علام الغيوب كما هو شان المتشابهات فان في كلامهم مجازات واستعارات مصروفة عن الظاهر وليس شئ منها مخالفا للشرع بل هي لب الكتاب والسنة رزقنا الله سبحانه بفضله ومنه فعلماء الباطن الذين اطلعهم الله على الحقائق والمعارف والحكم تارة يصنفون كتبا واضحة في هذا الشان لينتفع بها اهل الظاهر والباطن كبعض مصنفات الغزالي ومصنفات القشيري والشهاب السهروردي والشيخ تاج الدين عطاء الله الشاذلي وخواجه محمد پارسا وغيرهم من الائمة الاعلام وتارة يصنفون كتبا لا يفهمها الا اهل الباطن فعلماء الظاهر لا يفهمونه لما في ظاهر عباراتها من الاشكالات والرموز المقفلة التي لا يفتحها الا العلماء بالله وذلك كمصنفات الشيخ محي الدين بن عربي وابن سبعين وابن الفارض وابن جلاء وابن دوسكين وعفيف التلمساني والايكي العجمي والاسود الاقطع وابي اسحق ومواضع من الاحياء للغزالي جلها في المهلكات منه والنفخ والتسوية والمضنون به على غير اهله ومعراج السالكين والمنقذ ومواضع من قوت القلوب لابي طالب المكي وكتاب ابي نجيب السهروردي وتصنيفات خواجه محمد پارسا ومجلدات مكاتيب الامام الرباني خاصة المجلد الثالث منها ورسالة المبدء والمعاد والمكاشفات الغيبية والمعارف اللدنية فهذه علوم لا يعلمها علماء السير الموقوف ولا يكتبها كتب المنكر والمعروف ولا تدل عليها الحروف برزت من غيابة الغيب الذي لا يشعر به الغير ولا ينتهي اليه نهاية السير وانما هي اشارات وتلويح لا عبارات وتصريح فمن كان صديقا الله فانا بها خبير العيبا الاواه فليدخل من باب جنابها ويتخضر في خطائر حضراتها فيري ما لا عين رات ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر ومن كان متوطنا في دركات الاوضاع جامدا على عوائد الطباع متقيدا في القول والسماع ولا تحليل يداني كشف القناع فليرد العلم لاهله وليتبرء من سوء ظنه فان الحقائق من وراء وهبه ومدارك العلوم اللدنية فوق فهمه فمن لم يعلم التصوف اقدامه على تكفير المتصوف بعيد جدا فان التكفير امر عظيم الخطر من كفر انسانا فكانه اخبر عن ذلك الانسان بانه في الآخرة في العقوبة الدائمة ابد الابدين وانه في الدنيا مباح الدم والمال لا يمكن من نكاح مسلمة ولا تجري عليه في حياته ولا بعد مماته احكام المسلمين قال العلامة السيوطي في المعارض في نصرة ابن الفارض وافاد اليافعي في الارشاد وما ذلك الا ان الكلام قد يكون ظاهره في الشرع منكرا وصاحبه منزه عن اعتقاده مورداً ومصدرا وانما مراده به معنى خلاف الظاهر ولا يتاول حين يا بهر قال الغزالي رضي الله عنه وعنا به كلام القوم يشبه ما في القرآن والسنة من المتشابه وقد سال بعض علماء الكلام بعض كبار الصوفية من هذا الذي يلبح عليهم

فشرح له بأبين جواب وأبان له صوب الصواب فقال له ما حملكم على ان اصطلحتم على هذه الالفاظ التي ظاهرها
يستشنع فقال غيرة منا على طريقنا ان يدعيه من لا يحسنه ويدخل فيه من ليس من اهله ثم يرفع نعيها على الناس انهم
من سلك لا يحسن التصرف واولع قلبه بان يشهر عنه علم التصوف بآية من حكم المبين الذي ما يكلف بعد ولا يستهل
ولا يمشي ولا ينام ولا يشرب ولا يأكل فيسأله عن شيء من هذه العبارات المشكلة فيخوض معه في شرحها وهو جاهل لا يحسن
منها من قد جاء فيخرج هذا ما في استراقه رافعا احاقه كأنما حل قبضة الفلك اذ نزل عليه يتجلى لولاية الملك ما لهذا الا من يدير
عليه حجر الطاحون ويفر من مخالفة النفس بما هو احد من الطاعون ويأخذه بالجوع وترك الهجوع ويلزمه الذكر والصوم ويحرسه
لذيذ الطعام والنوم ويذوب كبده ويتقطر ويسيل بهمه ويتقطر وان سأله عن شيء من ذلك ادام الخوض في هذه المسالك
انكر عليه باللسان والقلب وقال اقعد مزاجرا او الكلب ثم زاد عليه وزبره واغلظ عليه وزجره وقال ولهذا اسلك طريقها
يكون لك ملاذا والزم حديثا يكون لك معاذا قد يعلم الله الذين يتسللون منكم لواذا لو دخل معه ذلك لكان ممن النصح
في حقه وكان به ابعد من عقله واقرب الى هلك رقه باحسن قول ابي عبد الله القرشي امه الله التحقيق من طلب
الغايات في المبادي فقد اخطأ الطريق نعوذ بالله من سوء الظن ما احوجنا الى هذا الكلام الا بيان ان انصرين من
تشبه باهل الفن انما كان يتجارى بهذا الكلام من اهل الحضرة وشهود المقام فينبذا كردن ما هم عارفون ويتجاوزون
في ما هم به يشتغلون ولا يضعون كل قرين مع قرينه فكل ليث مع اهل عرينه رضي الله عن استاذنا الشيخ كمال الدين
بن الهمام وهطل على مضجعه ابل الغمام سأله رجل عن شيء من كلام القوم بين الماء فقال حتى تصحح اسلامنا ولانهي
ثم ان تلك المسائل التي يحكم فيها بالتكفير في غاية الدقة والغموض بكثرة شعبها ودقة مداركها واختلاف احوالها وتفاوت
معاني الفاظها فيحتاج في معرفة الخطاء السائر صنوف وجوهه والى الاطلاع على حقائق التاويل وشرائطه في الالفا
ومعرفة الالفاظ المحتملة للتاويل وغير المحتملة وذلك يستدعي معرفة جميع طرق اهل اللسان من سائر قبائل العرب
في حقائقها ومجازاتها واستعاراتها ومعرفة دقائق الامور في علم التوحيد الى غير ذلك مما هو متعذر جدا
على غالب العلماء فضلا من غيرهم مع ان تكفيرهم يحتاج لامرين عزيزين احدهما درك المصطلح فيهم
وهو صعب من جهة عدم الاطلاع على اصطلاح على الصوفية الا من كان صوفيا ثانيهما ان الحكم بان ذلك كفر صعب
من جهة صعوبة فن التصوف فانه لا يحصل الا من يرتاض ويجلس في خلقتهم حتى يخرج من الهوا ويشهب
بالكلية مع امتلائه من العلوم الشرعية والاطلاع على اسرارها ومنازع الائمة المجتهدين فيها وهذا قل ان
يوجد الآن عند شخص قال العلامة تاج الدين السبكي في معيد النعم ومبيد النقم ان الواجب تسليم احوال القوم اليهم
وانا لا نواخذهم الا بحجة ظاهرة ومتى امكننا تاويل كلامهم وحمله على محمل حسن لا نعدل عن ذلك لاسيما
من عرفناه منهم بالخير ولزوم الطريقة ثم بدرت منه لفظة من غلطة او سقطة فانها عندنا لا تهدم ما مضى ويذره

الطائفة من الفقهاء التي تنكر على الصوفية مثلها مثل الطائفة من الترك التي تنكر على الفقهاء وقد
جربنا فلم نجد فقيها ينكر على الصوفية الا ويهلكه الله تعالى وتكون عاقبته وخيمة ولا وجدنا تركيا
يهزأ بالفقهاء الا ويهلكه الله تعالى وتكون عاقبته شديدة فسبيل هذه الطائفة التوبة الى الله تعالى وحسن
الظن بخلق الله تعالى لا سيما من انقطع الى الله تعالى ورفض الدنيا وراء ظهره وهذا اصلاح هذه الطائفة ثم
قال فهؤلاء القوم لا يعاملون بالظواهر ولا يفيد معهم الا الباطن ومحض الصفاء بين اهل الله تعالى وخاصة الفقهاء الله
بهم واكثر من يقع فيهم لا يفلح انتهى اعلم ان حسن الظن وعدم الوقيعة هو الذي دلت عليه الاخبار
والآثار ففي الحديث لأن يخطئ الامام في العفو خير من ان يخطئ في العقوبة اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث
ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا وقال سيدنا عمر لا تظن بكلمة خرجت
من اخيك سوءا وانت تجد لها في الخير محملا وقال بعض العلماء لو عاش الانسان عمره كله لم يلعن ابليس
لم يسأله الله عن ذلك وقال الشيخ تقي الدين السبكي في فتاواه اعلم انما يستصعب القول بالتكفير لانه يحتاج
الى تحرير المعتقد وهو صعب من جهة الاطلاع على ما في القلب ويكاد الشخص يصعب عليه تحرير
اعتقاده لنفسه فضلا عن غيره واعتراف الشخص به هيهات ان يحصل وقال الامام الشافعي في نشر المحاسن
بانقصه وانما قلنا لا يستعجل بالتكفير لان المبادرة الى دون ذلك غير محمودة وما جهبار اكب بمتن الخطر
فكيف بالمبادرة الى تكفير المسلمين مع عدم الاطلاع على قلوب الخلق واحتمال ارادة التخصيص وغيره
وعظم حرمة المؤمن الذي قتله بغير حق اعظم عند الله من زوال الدنيا لا يخفى عليك انه اذا صدر من
المؤمن الكفر صريحا متعمدا وارتد عن الاسلام والعياذ بالله لا يبادر الى قتله بل يستتاب وجوبا او
استحبابا على خلاف في ذلك فكيف بمن لم يعلم انه تعمد الكفر ولفظه يحتمل ارادة التخصيص والسهو و
سبق اللسان وغير ذلك فينبغي التثبت والتأني في التكفير وسفك دماء المسلمين فليس ذلك بهين
وينبغي اذا نقل عن احد لفظ ظاهره الكفر ان يتأمل ويمعن النظر فيه فان احتمل ما يخرج اللفظ
عن ظاهره من ارادة التخصيص او المجاز وغير ذلك مما قد عرف في القاعدة الاصولية
يسأل اللافظ عن مراده وان كان الاصل في الكلام هو الحقيقة والعموم وعدم الاضمار وغير ذلك
لان الضرورة ماسة الى الاحتياط في هذا الامر واللفظ محتمل فان ذكر ما ينفي عنه الكفر مما يحتمله
اللفظ ترك فان لم يحتمل اللفظ غير ظاهره او ذكر غير ما يحتمل او لم يذكر شيئا استتيب فان تاب قبلت توبته وان
لم يتب واصر على ذلك فان كان مدلول ذلك اللفظ كفرا مجمعا عليه حكم بكفره وقتل مرتدا
ويترتب عليه احكام المرتدين وان كان في محل الخلاف نظر في الراجح من الادلة فان لم يكن في الكلام

البتة التطرق في الادلة نظر في الراجح عند اكثر المحققين من اهل النظر فان كان الراجح عندهم عدم التكفير
ترك وان تساوى الخلاف اخذ بالاحوط وهو عدم التكفير وينبغي ان يستتاب وينبه وان لم يتب
وان رجحوا التكفير فالحكم ما حكم به الجسم التغيير اخرج البخاري عن ابي ذر انه سمع النبي صلى الله عليه وآله
وسلم يقول لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق ولا يرميه بالكفر الا ارتدت عليه ان لم يكن صاحبه كذلك قال
النووي معناه فقد رجع تكفيره عليه فليس الراجع عليه حقيقة الكفر بل التكفير لكونه جعل اخاه المومن كافرا فكانه
كفر نفسه اما لكونه كفر من هو مثله واما لانه كفر من لا يكفره الا كافر يعتقد بطلان دين الاسلام
وقال اليافعي في كتاب الارشاد ما لفظه ونسب الى المشائخ رضي الله عنهم مما يخالف العلم الظاهر
فله محامل الاول ان لا نسلم نسبته اليهم حتى يصح عنهم الثاني بعد الصحة يلتمس له تاويل فان لم
يوجد له تاويل قيل لعل له تاويلا عند اهل العلم الباطن العارفين بالله تعالى الثالث صدور ذلك منهم في حال السكر ان
السكران بها غير مواخذ لانه غير مكلف في ذلك الحال فسوء الظن بهم بعد هذه المخارج من عدم التوفيق نعوذ
بالله من الخذلان وسوء القضاء ومن جميع انواع البلاء وقال بعض العلماء ان دقائق علم التصوف لو عرضت
معانيها على الفقهاء بالعبارات التي الفوها في علومهم لاستحسنوها كل الاستحسان وكانوا اول القائلين بها
وانما ينفرهم منها ايرادها بعبارة مستغربة لم يالفوها قال الحافظ السيوطي في تنبيه الغبي بتنزيه ابن عربي وذكر
البرهان البقاعي في معجمه حكى لي الشيخ تقي الدين ابو بكر بن ابي الوفا المقدسي الشافعي قال وهو شيخ
التصوف في زماننا قال كان بعض الاصحاب قد يشير علي بقراءة كتب ابن عربي ونحوها من انظارها وبعضهم
يمنع من ذلك فاستشرت الشيخ يوسف الامام الصفدي في ذلك فقال اعلم يا ولدي وفقك الله
ان هذا العلم المنسوب لابن عربي ليس بمخترع له وانما هو كان ماهرا فيه وقد ادعى اهل طريقه انه لا يمكن
معرفته الا بالكشف فاذا صح مدعاهم فلا فائدة في تقريره ان كان المقرر والمقرر له مطلعين فالتقرير تحصيل الحاصل
وان كان المطلع احدهما فتقريره لا ينفع الآخر والا فهما يخبطان خبط عشواء فسبيل العارف عدم البحث عن هذا
العلم وعليه التعويل والسلوك فيما يوصل الى الكشف عن الحقائق قال ثم استشرت الشيخ زين الدين الخافي
بعمان فذكرت له كلام الشيخ يوسف فقال كلام الشيخ يوسف حسن واذ بيك ان العبد اذا تخلق ثم تحقق ثم جذب
اضمحلت ذاته وذهبت صفاته وتخلصت من السوى فعند ذلك تلوح له بروق الحق بالحق فيطلع على كل شيء فيرى
الله عند كل شيء فيغيب بالله عن كل شيء ولا يرى شيئا سواه فيظن ان الله عين كل شيء وهذا اول المقامات
فاذا ترقى عن هذا المقام اشرف عليه من مقام هو اعلى منه وعضده التائيد الالهي براى ان الاشياء كلها
فيض وجوده تعالى لا عين وجوده فالناطق حينئذ بما عنده في اول مقام الاتحاد ومحو ساقط وانا دم ثابت لثابت

ه اي البرزنجي المعروف بالكردي ١٢ ه ... البكري ١٢

دررنگ تعلیق باشد و بختار لتنبیہ ہہنا اشکالان قویان الاشکال الاول ان الجرح مقدم
علی التعدیل فالتعدیل لا طائل تحتہ جوابہ علی ما قال العلامۃ ابن عابدین صاحب رد المحتار والتعقیبات نعم الکبار
فی تکمل السیف الہندی علی اعدائہ خالد النقشبندی ان ہذا فی غیر من اشتہرت عدالتہ وظہرت دیانتہ وفی غیرہم

ان ما تكلم فيه ناشئ من عداوة او جبانة او غباوة فقد قال الحافظ الباجي الصواب عندنا ان من ثبتت امامته
وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحه وكانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي او غيره فانا
لا نلتفت الى الجرح فيه ونعمل فيه العدالة والا فلو فتحنا هذا الباب واخذنا تقديم الجرح على اطلاقه لما سلم لنا
احد من الائمة اذ ما من امام الا وقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه هالكون وقد عقد الحافظ ابو عمر بن عبد البر في
كتاب العلم بابا في حكم قول العلماء بعضهم في بعض وروى بسنده عن ابن عباس رضي الله عنهما انه قال استمعوا
علم العلماء ولا تصدقوا بعضهم على بعض فوالذي نفسي بيده لهم اشد تغايرا من التيوس في زروبها وعن
مالك بن دينار يؤخذ بقول العلماء والقراء في كل شيء الا قول بعضهم في بعض وقال الامام المحقق الشيخ تاج الدين السبكي
في طبقاته الكبرى بعد نقله لكثير من كلام الامام ابن عبد البر المذكور الحذر كل الحذر ان تفهم من قاعدتهم ان الجرح مقدم على
التعديل على اطلاقها بل الصواب ان من ثبتت امامته وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحه وكانت هناك
قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي او غيره لم يلتفت الى جرحه ثم قال بعد كلام طويل قد عرفناك ان
الجارح لا يقبل منه الجرح وان فسره في حق من غلبت طاعاته على معصيته ومادحوه على ذاميه ومزكوه على جارحيه
اذا كانت هناك قرينة يشهد العقل بان مثلها حامل على الوقيعة فيه من تعصب مذهبي او منافسة دنيوية كما يكون
بين النظراء وغير ذلك فحينئذ لا يلتفت الى كلام ابن ابي ذئب في مالك وابن معين في الشافعي والنسائي في
احمد بن صالح لان هؤلاء ائمة مشهورون قال ولو اطلقنا تقديم الجرح لما سلم لنا احد من الائمة اذ ما من امام
الا وقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه هالكون قال ابن عبد البر هذا باب غلط فيه كثيرون وضلت فيه فرقة
جاهلية لا تدري ما عليها في ذلك ثم قال والدليل على انه لا يقبل في حق من اتخذه جمهور الناس اماما في الدين
قول احد من الطاعنين لان السلف قد سبق من بعضهم في بعض كلام كثير في حال الغضب ومنه ما حمل
على الحسد ومنه ما حمل على التأويل مما لا يلزم المقول فيه شيء منه وذكر من كلام الصحابة والتابعين وتابعيهم
من النظراء بعضهم في بعض شيئا كثيرا لم يلتفت اليه احد من العلماء ولا عولوا عليه لانهم بشر يغضبون
ويرضون والقول في الرضى غير القول في الغضب فمن اراد ان يقبل قول العلماء بعضهم في بعض فليقبل
قول من ذكرنا من الصحابة بعضهم في بعض وقول ما ذكرنا في التابعين وائمة المسلمين بعضهم في بعض فان
فعل ذلك فقد ضل ضلالا بعيدا وخسر خسرانا مبينا وان لم يفعل ولن يفعل ان هداه الله والهمه رشده
فليقف عند ما شرطناه فانه الحق الذي لا يصح غيره ان شاء الله تعالى على انه مما ينبغي ان يتفقد عند الجرح
حال العقائد واختلافها بالنسبة الى الجارح والمجروح فربما خالف الجارح المجروح في العقيدة فجرحه لذلك
واليه اشار الرافعي بقوله وينبغي ان يكون المزكون برآء من العصبية في المذهب خوفا من ان يحملهم

ذلك على جرح عدل وتزكية فاسق وقد وقع هذا لكثير من الائمة جرحوا ابناء زمانهم لمخالفة معتقدهم وهم المخطئون والمجروح مصيب انتهى **الاشكال الثاني** ان الشيخ ولي الدين العراقي قد قال في فتاواه انه قد بلغني عن الشيخ الامام علاء الدين القونوي انه قال في مثل ذلك انما يؤول كلام المعصومين جوابه من وجهين **الاول** ما قال الحافظ السيوطي في تنبيه الغبي بتبرئة ابن عربي ان هذا منقوض بامرين احدهما ان القونوي قد فعل خلاف ذلك في كتابه شرح التعرف فنقل كثيرا من كلام ابن عربي وغيره وكلمات ظاهرها المنافاة للشرع ثم تأولها وخرجها على احسن المحامل فهذا منه اما دليل على بطلان ما نقل عنه من عدم التأويل او رجوع عنه وثانيهما ان كلام القونوي لو ثبت انه قاله ولم ينقل خلافه في شرح التعرف معارض بقول من هو اجل منه وهو شيخ الاسلام ولي الله تعالى محي الدين النووي فانه نص في كتابه بستان العارفين على خلاف قول القونوي فقال بعد ان حكى عن ابي الخير التيناتي حكاية ظاهرها الانكار ما نصه قلت قد يتوهم من يتشبه بالفقهاء ولا فقه عنده ان ينكر على ابي الخير هذا وهذه جهالة وغباوة ممن يتوهم ذلك وجسارة منه على ارسال الظنون في افعال اولياء الرحمن فليحذر العاقل من التعرض لشيء من ذلك بل اذا لم يفهم حكمهم المستفادة ولطائفهم المستجادة ان يتفهمها من يعرفها وكل شيء رأيته من هذا النوع مما يتوهم من لا تحقيق عنده انه مخالف ليس مخالفا بل يجب تأويل افعال اولياء الله تعالى انتهى كلام النووي بحروفه الى ههنا **الثالث** ما قال العلامة عبد الغني النابلسي في رسالة نتيجة العلوم **اعلموا** يا اخواني اولا ان كلام اهل هذه الطريقة الالهية والسيرة المحمدية المرضية لا تأويل له عندهم اصلا ولا تحريف له عن معاني مفرداته ومركباته بل كلامهم كله محمول على مقتضى معانيه في اللغة التي تكلموا بها ان كان كلامهم عربيا او عجميا بل لا يجوز عندهم تأويل كلامهم الى غير معانيه اصلا فلا يحتاج الامر الى ان يقال في كلامهم انه مؤول او محمول على المحامل الحسنة اذ لا يؤول كلام غير المعصوم او غير ذلك ومن قال ان كلامهم مبني على اصطلاحهم وارادوا ان لهم اصطلاحا خاصا مثل اصطلاح غيرهم من علماء الرسوم في الكلمات والالفاظ كاصطلاح النحاة في الاسم والفعل والحرف مثلا يريدون به معاني غير المعاني اللغوية لهذه الالفاظ وكاصطلاح البيانيين في المسند والمسند اليه مثلا يريدون بذلك غير المعنى اللغوي فهو مخطئ في معرفة كلامهم وانما كلامهم كله مبني عندهم على ادراك لهم خصوصي بهم في معرفة الاشياء المحسوسة والاشياء المعقولة لا يشاركهم في ذلك الادراك المخصوص بهم غيرهم من جميع علماء الاسلام او غير الاسلام من بقية الاديان والمذاهب كلها وهذا الادراك المخصوص بهم الذي لهم يسمى عندهم الفتح الالهي في الرحمة الالهية الوجودية الوجدانية المشار اليه بقوله تعالى ما يفتح الله للناس من رحمة فلا ممسك لها وما يمسك فلا مرسل له من بعده وقد لا يصلون الى هذا الادراك المخصوص الا بالتقوى

في القلوب المنتجة للتقوى في الظواهر وهذا الامر ظاهر محسوس فان جميع اهل الاديان من المسلمين وغيرهم
لهم تقوى على زعمهم في اديانهم المختلفة للمراض منهم لكن تلك التقوى ليست هي تقوى القلوب المنتجة
لتقوى الظواهر فلا تنتج ذلك الادراك المخصوص باهل هذه الطريقة اصلا اما غير اهل الاسلام فانما في قلوبهم
الشرك والكفر فجميع تقواهم الظاهرة على زعمهم باطلة عبث كالزهد والصبر والتوكل والصدقة ونحو ذلك واما اهل الاسلام
فان الايمان في قلوبهم لكن لم يكمل باستيفاء شعبه وشغلهم حب الدنيا فاستولت الغفلة عليهم والغرور وجميع
اهل الاديان المذكورون كلهم مسلمون وغيرهم متفقون على ادراك واحد للمحسوسات والمعقولات لا يختلفون
فيها اصلا غير الادراك الذي عند اهل هذه الطريقة المذكورة فترى اهل الاديان كلهم يردون على بعضهم بعضا
ويكفرون بعضهم بعضا باعتبار اشتراكهم في الادراك الواحد للمحسوسات والمعقولات بسبب اعتبارات مختلفة
في وجوه تلك المحسوسات والمعقولات واهل هذه الطريقة المذكورة ينظرون اليهم ويعرفون ما هم فيه من الخطأ
والوهم والغفلة عن معرفة الاشياء المحسوسات والمعقولات ولا يرون فيهم الاستعداد لزوال ذلك الوهم
وتلك الغفلة عنهم الا بمعونة الله تعالى والفتح المذكور ولا شك ان معرفة المحسوسات والمعقولات جميعها هي الاصل
في معرفة الله تعالى المعرفة الصحيحة الواردة في الشريعة المحمدية فان الله تعالى انما يعرفه العارفون بمعرفة
مخلوقاته وهي جميع المحسوسات والمعقولات فاذا لم تعرف مخلوقاته لا يعرف هو اصلا ولهذا مهد علماء الكلام مباحثهم
بمسائل الجسم والعرض وتركيب الجسم من الجزء الذي لا يتجزى وذكر الفلاسفة الهيولى والصورة ونحو ذلك وكل
ذلك بعيد من المقصود في معرفة الاشياء فانه صح في الحديث ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اقترن بنبوته اسرافيل
اولا يعلمه الكلمة والشيء ثلاث سنين بعد بلوغه اربعين سنة من عمره ثم نزل عليه جبريل بالقرآن عشرين سنة
عشر سنين بمكة وعشر سنين في المدينة وتعليم اسرافيل له الشيء لم يكن تعليما بانه ينقسم الى جسم وعرض او الى هيولى
وصورة ونحو ذلك من مباحث علم الكلام ولو كان لورد عنه صلى الله عليه وسلم ذكر ذلك وبيانه لارشاد الامة
فاذا قلت لي من لنا بهذا الادراك المخصوص الذي يختص به اهل هذه الطريقة وكيف معرفتهم بمخلوقات الله
تعالى المحسوسات والمعقولات التي عرفوا بها ربهم سبحانه وتعالى اقول لك قد كلفتني بما لا اقدر عليه الا بالكلام
او بايصال ذلك اليك بحيث ترى انت ذلك كما اني اراه الا بمعونة الله تعالى لك فان اردت بيانه بالعبارة
فافهم مني هذه الاشارة وهي ان الجميع متفقون ان الله تعالى موجود وحده قبل وجود العوالم كلها المحسوسات
منها والمعقولات ووجوده هو الحق القديم الازلي الابدي المنزه عن مشابهة كل محسوس وكل معقول ازلا
وابدا ثم انه تعالى موصوف بالصفات العلية ومسمى بالاسماء الحسنى فاقتضت صفاته واسماؤه في الازل
ان تظهر عنه المخلوقات التي هي مفصلة في علمه القديم والمخلوقات كلها المحسوسات والمعقولات مخترعات له

على غير مثال سابق ولا وجود لها في انفسها اصلا بل هي معلومات في علمه القديم مفصلة مجملة في العلم على حسب هذا الترتيب الظاهر وهو تعالى متوجه بها عليها وهو كلامه القديم الذي ليس بحرف ولا صوت فسمي كونه بهذا الاعتبار وجها من قوله سبحانه كل شيء هالك الا وجهه اي الا ذاته كما قالوا وقوله سبحانه فاينما تولوا فثم وجه الله اي ذاته وقوله سبحانه كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام وقوله صلى الله عليه وآله وسلم كان الله ولا شيء معه وهو الآن على ما عليه كان فجميع العوالم المحسوسات والمعقولات معلومات الله تعالى اولا في علمه القديم متوجه بها لاظهارها بكلامه القديم كما قال سبحانه انما امره لشيء اذا اردناه ان نقول له كن فيكون فقوله سبحانه هو القول الحق وامره هو الامر الحق والعوالم كلها المحسوسات والمعقولات في انفسها باطلة من قوله تعالى لنبيه صلى الله عليه وآله وسلم العارف به المدرك هذا الادراك المخصوص بهذه الطائفة لانه امامهم ومتبوعهم عليه الصلوة والسلام قل جاء الحق اي ظهر لي وتبين عندي وزهق الباطل اي انكشف لي بطلان الباطل الذي هو كل محسوس وكل معقول ان الباطل المذكور كان زهوقا من قبل ان ينكشف لي انه زاهق وقال صلى الله عليه وآله وسلم فيما ورد عنه في الحديث الصحيح اصدق كلمة قالها الشاعر كلمة لبيد ۔ الا كل شيء ما خلا الله باطل ۞ فاذا تقرر لك هذا الكلام وتيقنت بانه حق القي عليك بل تقدر ان تجده كما تقرر لك وتدركه على طبق ما ادركه نبيك صلى الله عليه وآله وسلم وادركته هذه الطائفة المذكورة ببركة متابعتهم له صلى الله عليه وسلم في تقوى القلوب المنتجة لتقوى الظواهر كما ذكرنا لا اظن انك تقدر على ادراك ذلك اصلا فكيف تجد نفسك انك تقدر ان تفهم كلام اهل هذا الادراك المخصوص بل كيف تجد نفسك انك تعترض عليهم بفهمك في معاني كلامهم ما لم يريدوه من كلامهم على مقتضى ادراكك الوهمي وغفلتك التي هي حجابك عن ربك ما هذا الا اعتداء منك وافتراء وجراءة على خاصة عباد الله المكرمين كما خاطب صلى الله عليه وآله وسلم عامة الصحابة بقوله كما اخرجه السيوطي في الجامع الصغير لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا يعني على انفسكم في عدم ادراككم هذا الادراك المخصوص لجميع المحسوسات والمعقولات وليس ذلك الادراك المخصوص له صلى الله عليه وآله وسلم وحده بل للخواص من كبار الصحابة ايضا كابي بكر الصديق وعلي ابن ابي طالب وغيرهما وذلك باق الى يوم القيامة في اهل القرب من الاولياء والصديقين وقال تعالى في حق من لم يدرك هذا الادراك المخصوص مع التكذيب وتراهم ينظرون اليك وهم لا يبصرون وقال تعالى صم بكم عمي فهم لا يعقلون وقال تعالى لهم قلوب لا يعقلون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم آذان لا يسمعون بها مع انهم يدركون مثل ادراك غيرهم من الناس لكن المؤمن الغافل ليس كالكافر الغافل والحاصل اني ما اشرت لك في كلامي هذا الى الادراك المخصوص باهل هذه الطائفة المذكورة الذين انفردوا به في جميع المحسوسات والمعقولات دون غيرهم

من جمیع اہل الادیان والمذاہب فان ادرکتہ وجدتہ وذقتہ فہمت معانی کلماتہم المبنیۃ علیہ عندہم من غیر تاویل ولا تحریف والقیت بانہ حق لا شبہۃ فیہ وان لم تقدر علی ہذا الادراک فالذی ینصحک بہ انک تترک کلامہم ولا امثالہم ولا تدخل فی تحریفہ ولا تبدیلہ کما قال القائل ؎ اذا لم تستطع شیئا فدعہ * وجاوزہ الی ما تستطیع وایاک ان تعتمد علی ادراک الوہمی وخیالک المستولیۃ علیک ولیس فی وسعک الا انکار کلامی واعتمادک علی ما انت فیہ من الادراک فتعیش حیوانا وتموت حیوانا ولا حظ لک من النور المحمدی سوی القال والقیل والتعبد علی المنقول وکیل انتہی قال الامام الغزالی فی التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ ان حقیقۃ الکفر والایمان وحدہما والحق والضلال وسرہما لا یتجلی للقلوب المدنسۃ بطلب الجاہ والمال وحبہما بل انما ینکشف ذلک لقلوب طہرت عن اوضار الدنیا اولا ثم صقلت بالریاضۃ الکاملۃ ثانیا ثم نورت بالذکر الصافی ثالثا ثم غذیت بالفکر الصائب رابعا ثم زینت بملازمۃ حدود الشرع خامسا حتی فاض علیہا النور من مشکوۃ النبوۃ وصارت کانہا مرآۃ مجلوۃ وصار مصباح الایمان فی زجاجۃ قلبہ مشرق الانوار یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار وانی تتجلی اسرار الملکوت لقوم الٰہہم ہواہم ومعبودہم سلاطینہم وقبلتہم دراہمہم ودنانیرہم وشریعتہم رعونتہم وارادتہم جاہہم وعبادتہم خدمتہم اغنیاءہم وذکرہم وسواسہم وفکرہم استنباط الحیل لما یقتضیہ حشمتہم فہؤلاء من این تتمیز لہم ظلمۃ الکفر من ضیاء الایمان ابالہام الٰہی ولم یفرغوا القلوب عن کدورات الدنیا لقبولہا ام بکمال علمی وانما بضاعتہم فی العلم مسئلۃ النجاسۃ وماء الزعفران وامثالہما ہیہات ہیہات ہذا المطلب انفس واعز من ان یدرک بالمنی او ینال بالہوینا فاشتغل انت بشانک ولا تضیع فیہم بقیۃ زمانک فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا ذلک مبلغہم من العلم ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وہو اعلم بمن اہتدی انتہی والعجب کل العجب انہ قال السید البرزنجی ان السلطان العادل اورنگ زیب آمر باستتابۃ اولاد الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ ومریدیہ المعتقدین لہم وہو لا یعرف انہ البسہ خرقۃ الخلافۃ العروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم صاحب المکاتیب المشہورۃ فلما کان السلطان مریدا للشیخ المجدد رحمہ اللہ فکیف زجر اولادہ ومریدیہ فان ہذا الاہتمام صریح وافتراء فضیح لما عرفت ہذا فالآن ألقی بین یدیک ان السید البرزنجی رتب فی رسالتہ املا خمس مقدمات صحیحۃ فی انفسہا مکانۃ المسلمین لا ریب فیہا وبنی علیہا خدشات وخدشات مع انہا خدشۃ من خدشات لا مبنی علی واحد منہا فی نفس الامر بل کلہا مبنیۃ علی زعمہ الفاسد وفہمہ الکاسد فالمقدمۃ الاولی منہا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الکائنات واشرف المخلوقات واکرم الخلق علی اللہ تعالی من الجن والانس والملائکۃ فضلا عن الجمادات وقد حکی الاجماع علی ذلک غیر واحد من الحفاظ والمقدمۃ الثانیۃ ان نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب اللہ الاعظم الوصیل الی اللہ تعالی لا احد الا بواسطتہ سواء کان تقدم فی العصر او تاخر عنہ والمقدمۃ الثالثۃ

ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم لم يخرج من الدنيا الا وقد استكمل واستوفى الكمال الممكن في حق البشر وانه لم يبق شيء من وجوه الكمال الممكن حصوله له الا وقد تصف به في حياته صلى الله عليه وسلم والمقدمة الرابعة ان الانبياء كلهم لا تبلى اجسادهم ولا تفنى وانهم احياء في قبورهم وانهم يعبدون الله تعالى في البرزخ ولا تتعلق اعمالهم بهيئة البرزخ وان صورتهم البشرية لا تنهدم وان نبينا صلى الله عليه وآله وسلم باق على رسالته متصف بها الى يوم القيامة قال الله تعالى في حق الشهداء ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون الآية واذا كان الشهداء احياء بنص القرآن فما بالك بالانبياء الذين هم فوق الشهداء بمراتب ومراحل والمقدمة الخامسة ان هذه الامة افضل الامم بنص قوله تعالى كنتم خير امة اخرجت للناس وان افضل هذه الامة الصحابة رضوان الله تعالى عليهم وانا اكشف الحجب عن وجوه الايرادات متمسكا باذيال عطية الوهاب واقوال بعض اولي الالباب والله الموفق للصواب اليه المرجع والمآب المقالة الاولى فيما بناه على المقدمة الاولى قال فنبني على المقدمة الاولى بطلان قوله بتفضيل الكعبة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم لانها خلق من المخلوقات بل جزء من الارض وهي جزء من الدنيا التي خلقت لاجله صلى الله عليه وسلم وقد مر انه صلى الله عليه وسلم افضل المخلوقات واكرمها وقد دلت الاحاديث الصحيحة الصريحة الكثيرة على بطلان هذا القول بل نقول مطلقا ان المؤمن افضل من الكعبة والاحاديث دلت بنصوصها على اكرمية المؤمن وافضليته على الكعبة فضلا عن سيد المؤمنين في الدنيا والآخرة وان موضع قبره صلى الله عليه وآله وسلم الذي ضم اعضائه الشريفة افضل بقاع الارض حتى من الكعبة والقبر انما تشرف به صلى الله عليه وسلم فكيف تكون الكعبة افضل منه اقول بناء هذا الاعتراض ليس على المقدمة الاولى ولا على كلام المجدد بل على فهم المعترض المعري عن فن التصوف ومذاق اهل الصلاح بل تبعض الباري بغير جناح وهو لا يعرف ان نصرة الحق شرف ونصرة الباطل سرف فاعلم ان المجدد رحمه الله لا يفضل الكعبة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم بل لا على احد من المؤمنين وهو بصدد بيان تفوق حقيقة الكعبة والحقيقة الاحمدية على الحقيقة المحمدية حسب مذاق المتصوفين وقد بينها في مواضع عديدة بتقريرات مفيدة قد خفيت على البرزنجي لعدم ما هيئ في فن التصوف فاطال الكلام لفقدان التعرف ثم قد صحت اتم الخيار دعي على ذوبنا كله لم يصح فلنذكر اماما في الباب والمراد ان حقيقة الكعبة الربانية فوق الحقيقة المحمدية على مظهرها الصلوة والسلام والتحية وقد فصل المجدد هذا الامر في مكتوب تسع مائتين من المجلد الاول فكان له الرجوع الى هذا المكتوب فتلقى في روعك انه انما نشأ ذلك التوهم من حمل لفظ الفوق على معنى الافضلية مع انه ليس كذلك فان الافضلية بمعنى كثرة الثواب وهو لا يتصور منافي شرح المواقف ان الملائكة وان كانوا فوق البشر يعني في بعض الامور

لكن بالافضلية بمعنى كثرة المثوبة لا البشرية وحمل لفظ الحقيقة على ذات الشي وتشخصه ليس عند الصوفيين فان
حقيقة الشي عندهم هو اسم الهي هو مبدء تعين ذلك الشي ومبدء وجوده وذلك الشي كالظل وانعكاس لذلك الاسم والاسم
واسطة الفيوض بين الحضرة المقدسة وذلك الشي كما ان الشان الذاتية واسطة بين ذلك الاسم المقدس وبين
الذات المنزه بعد ما جرت عليه العادة الالهية من توسيط الوسائط ورعاية المناسبات بين المفيض
والمستفيض قال الشيخ محي الدين بن عربي قدس سره في رسالة النقش ان الاكوان ظلال اسماء الالهي و
الاسماء ظلال الشيون الذاتية وعند المجدد رحمة الله تعالى عليه باعتبار الظهور لله تعالى مراتب **الاول** مرتبة
اللاتعين وهو مرتبة الذات البحت وعند الصوفية يطلق عليه هذه الاسماء الاحدية الذاتية والاحدية المطلقة
والاحدية الصرف والعالم اللاهوت والانى بالازل وخفاء الخفاء وبطون البطون وغيب الهوية **والثاني**
مرتبة التعين الوجودي المسمى **والثالث** مرتبة الحيوة **والرابع** مرتبة العلم الاجمالي وهي مرتبة الوحدة والشان
التفصيلي وهي الواحدية والاعيان الثابتة وهي مرتبة الاسماء عند القوم وعالم الجبروت والحقيقة المحمدية عنده
عبارة عن الاسم العليم وحده ومرتبة الاسماء ومرتبة الوحدة والعلم الاجمالي ايضا وهذه المراتب كلها قديمة ازلية تقديم
بعضها على بعض بالذات لا بالزمان وللعالم مراتب **الاول** مرتبة الارواح وهو عالم الامر والملكوت **والثاني**
مرتبة عالم المثال **والثالث** مرتبة عالم الشهادة وهو عالم الخلق والناسوت ومحمد صلى الله عليه وآله وسلم مركب
من عالم الامر والخلق واسمه صلى الله عليه وآله وسلم احمد باعتبار عالم امره ومحمد باعتبار عالم خلقه واسم الله تعالى
الذي هو مربي عالم امره وهو مظهره يقال له الحقيقة الاحمدية وهي المعبر بحقيقة الكعبة واسمه تعالى الذي هو مربي
عالم خلقه يقال له الحقيقة المحمدية والمراد بالحقيقة المحمدية التي فوقها حقيقة الكعبة التعين الامكاني النوري لحقيقة
الكعبة التعين الوجوبي قد افاد في المكتوب التاسع والمائتين من المجلد الاول بما نصه ينبغي ان يعلم ان حقيقة
الشخص عبارة عن التعين الوجوبي الذي كان التعين الامكاني ظل ذلك التعين الوجوبي وهو اسم من اسماء الله تعالى
كالعليم والقدير دون حقيقة الشخص كما يكون التعين الوجوبي كذلك يكون التعين الامكاني الذي هو ظله انتهى
ملخصا ولفظ الحقيقة لا يطلق على الله تعالى بل على اسم من اسماء الله تعالى الذي هو مبدء تعين ذلك الشي
وحقيقتها الوجوبية فلا يرد عليه ان اسماء الله تعالى توقيفية اذا عرفت مصطلحاته فاعرف ان لنبينا صلى الله عليه
وآله وسلم في الولاية والنبوة كمالات لا تحصى ومقامات لا تستقصى فله عليه الصلوة والسلام باعتبار هذا الوجود العنصري
والشهادة لهذا العالم الظلماني اسم مبارك هو محمد صلى الله عليه وآله وسلم ناش من حقيقته فاسمه الهي يناسب
مرتبة هذا العالم السفلي وهو المسمى بالحقيقة المحمدية وله عليه الصلوة والسلام باعتبار وجوده الروحاني المربي
بعالم الملكوت النوراني اسم آخر وهو احمد ناش من اسم فيضان الهي هو مبدءه واصل للحقيقة المحمدية يناسب

مرتبة ذلك العالم العلوي المسمى بالحقيقة الاحمدية والمعبرة بحقيقة الكعبة الربانية اي مرتبي الكعبة ومشبهاوله عليه
الصلوة والسلام ومدار هذين التعينين الذين هما كالاخبار الطبيعية عروجات لا تعد واسرار لا تنفد واليهما يشير
قوله عليه الصلوة والسلام لي مع الله وقت لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل واليهما يومي قوله تعالى فكان
قاب قوسين او ادنى وهو مورد اسرار الاصطفائية المحبوبية الصرفة وهو مناط الفضل ومدار التفوق فثبت
ان التفوق انما هي لبعض كمالاته ومراتبه عليه الصلوة والسلام على بعض وان حقيقة الكعبة الربانية بعض من
حقائقه العالية وجزء من حقيقته الجامعة الشاملة فظهر انه ليس هنا ذكر تفضيل الكعبة على نبينا صلى الله عليه وسلم
كما فهم البرزنجي بل ههنا ذكر مسئلة كشفية للصوفية فالاعتراض سفسطة ومغلطة وينبغي ان تعلم ان فضل الحقيقة
على الحقيقة لا يوجب فضل الصورة على الصورة لجواز ان يحصل للصورة مع حقيقتها التي هي ربها قرب
واتصال لم يتيسر للصورة الاخرى وهذا فيما نحن فيه اظهر من ان يخفى لان كمال القرب انما هو بالفناء والبقاء والعروج
المخصوص بالبشر والانسان الكامل له مقام معلوم ثم اعلم ان لفظ الحقيقة المحمدية في عبارات المجدد عليه الرحمة
يطلق على معان مختلفة فمتى قورنت بالحقيقة الاحمدية والكعبة الربانية يراد بها ما ذكرناه سابقا ومتى ذكرت
مطلقا القصد بها الحقيقة الجامعة للحقيقة المحمدية والاحمدية والكعبة الربانية وهي المعبرة بحقيقة الحقائق وهي
الحقيقة التي لا واسطة بينها وبين الذات المقدسة كما ذكره في آخر مكتوب له قبيل وصاله بايام قليلة ان الحقيقة
المحمدية فوق جميع الحقائق انتهى قال عروة الوثقى محمد معصوم رحمه الله في المجلد الثاني من مكاتيبه بما تعريبه
ان حقيقة الكعبة ناشئة من مقام المعبودية والمسجودية التي هي ذات الله تعالى باعتبار شان من شيوناته
واعتبار من الاعتبارات للذات المبرأة من النسب والاعتبارات حاصله ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم
مركب من عالم الامر والخلق وله اسمان احمد ومحمد الاول يطلق عليه صلى الله عليه وآله وسلم باعتبار الاول
والثاني باعتبار الثاني والحقيقة الشيونية الاجمالية هي باصطلاح القوم التعين الاول والحقيقة التفصيلية
هي التعين الثاني باصطلاحاتهم فظل التعين الاول اسماء الله تعالى وظلها عالم امره عليه الصلوة والسلام
وظل التعين الثاني عالم امره مع خلقه عليه الصلوة والسلام والتحية فعنده رح في التعين الاول مراتب الشيونات
وفيه شان الاحمدية والكعبة وشان فوق شان واعلم ان عند المجدد رح الصفات الزائدة على الذات
موجودة بوجود زائد وهو مذهب جمهور المتكلمين في شرح العقائد لمولانا جلال الدواني ولكن هم مخالفون في
كون الصفات عين ذاته او غير ذاته او لا هو ولا غيره فذهب المعتزلة والفلاسفة الى الاول وجمهور المتكلمين
الى الثاني والاشعرية الى الثالث انتهى ومتعلقها ومدار الصور العلمية التي هي في مراتب العلمي والتعين العلمي
الجملي تعين اول صفة العلم الذي من الصفات الحقيقية الزائدة ولا التعين الاول لذاته تعالى كما هو عند القوم

لان الصفات عندهم عين الذات فالحقيقة المحمدية اي التعين الامكاني فوقها حقيقة الكعبة لاشك فيها وهي الشان
الوجوبي في التعين الاول ويتوجه اليها في الصلوة فصح قوله في المبدأ والمعاد وبما تقرر به ان الحقيقة القرآنية وحقيقة الكعبة
الربانية فوق الحقيقة المحمدية على مظهرها الصلوة والسلام انتهى وليس في المبدء والمعاد لفظ التفضيل ولا لفظ الافضل
بل لفظ الفوق قال العلامة النابلسي الدمشقي في نتيجة العلوم قوله ان حقيقة الكعبة افضل من محمد صلى الله عليه و
آله وسلم وهذا معلوم من حيث هذا اللفظ المذكور عند اهل الادراك الخاص فان حقيقة الكعبة بيت الله الجامع لجميع الاسماء
والصفات ويشير اليه اخباره صلى الله عليه وآله وسلم بان الحجر الاسود يمين الله في الارض وبيت الله الجامع
المذكور هو الذات الالهية وهو حقيقة محمد صلى الله عليه وآله وسلم في غيب الغيب والمراد بالحقيقة الخالق البارئ
المصور للكعبة ولمحمد صلى الله عليه وآله وسلم ولاشك ان معنى حقيقة الشئ ما به الشئ هو هو على المعنى الذي عند اهل
الادراك الخاص المذكور لا عند غيرهم من اهل الرسوم الظاهرة والخالق البارئ المصور هو الذي به كل شئ هو ذلك الشئ
فان الشئ ليس شيئا بنفسه بل بخالقه البارئ المصور له فما دام الخالق البارئ المصور قائما على الشئ حافظا له
بآثاره مصورا له فذلك الشئ هو ذلك الشئ فالحق تعالى هو حقيقة الكعبة عند اهل الادراك المخصوص وحقيقة الحق
تعالى لاشك انها افضل من محمد صلى الله عليه وآله وسلم لانه صلى الله عليه وسلم مخلوق لا انها افضل من حقيقة
محمد صلى الله عليه وآله وسلم وهو لم يقل افضل من حقيقة محمد صلى الله عليه وآله وسلم واما انت يا مسكين فلا تعرف
الحق تعالى القيوم على كل شئ الذي كل شئ هالك الا وجهه فان الاوجه الا ذاته الا حقيقة جل وعلا وتنزه وتقدس عن
مشابهة كل ما صدر عنه من الاشياء انتهى قال (البرزنجي) وقد علمت ان المسجودية اليها من حيث القبلية لا تقتضي تفضيلها
على احاد المؤمنين فضلا عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ولما اوردوا عليه في قوله كما ان صورة الكعبة مسجود اليها
للصورة المحمدية كذلك حقيقة الكعبة مسجود اليها للحقيقة المحمدية انه يلزم افضلية صورة الكعبة على صورة محمد صلى الله
عليه وسلم بعين ما زعمتم ان حقيقة الكعبة افضل من حقيقة محمد صلى الله عليه وسلم والحال ان من المقرر المعلوم
من الدين انه المقصود من خلق العالمين ولولاه لما خلق الافلاك قال في الجواب ينبغي ان يعلم ان صورة
الكعبة ليست عبارة عن الحجر والمدر اذ لو فرض عدمها كانت الكعبة كعبة ومسجودة للخلائق انتهى فكانه التزم
افضلية صورة الكعبة على الصورة المحمدية فمن هرب من الحجر والمدر ان لا يكون فضلهما على جسم محمد صلى الله عليه
وسلم وقال في المكتوب المومى انه الكعبة المسجود اليها للخلق ليست هي الحجر والطين ولا السقف والجدران بل ان تلك
لو زالت كانت الكعبة كعبة مكانها وانما الكعبة لها ظهور ولا صورة لها وهذا من اعجب العجائب انتهى ولا يخفى ان
هذا انكار الضروري من الدين ويلزم ان ابراهيم واسمعيل لم يبنيا هذا البيت وان الطواف لم يلزم به وانه لا
يكفر باهانته وتلطيخه بالقاذورات ولا يندب ان يكسى الى غير ذلك من المفاسد ثم ان هذا ليس بجواب فان الكعبة

هی البیت الحرام بالنص وحیث هو المبنی من الحجر والطین المرکب من الجدران والسقف ولهذا اوجبوا الطواف خارجها وکفروا من استقبل بحضرتها غیر بنائها وکفروا من لوثها بالقاذورات والعیاذ بالله الی غیر ذلک واما القبلة فلا تنحصر فی الکعبة بل البیت وما یسامتها من علو وسفل جهة الکعبة لمن یکون بعیدا عنها وبیت المقدس کان قبلة ولیس هی الکعبة فالقبلة اعم من الکعبة ولا یلزم من عدم الاخص عدم الاعم وانما وجود الاخص یستلزم وجود الاعم

اقول هذا التقریر لیس له مساس ولا فصل فان مجدد رحمه الله لا یبحث عنها والحقیقة الکعبیة اصطلاح خاص کما ان الحقیقة المحمدیة والحقیقة الاحمدیة والحقیقة القرآنیة وحقیقة الکلمة وحقیقة الصلوة معان خاصة وقد ذکر معنی حقیقة الکعبة ولا یرد علیه انه کما ان صورة الکعبة مسجود الیها للصورة المحمدیة کذلک حقیقة الکعبة مسجود الیها للحقیقة المحمدیة لانه لیس المراد بالحقیقة معناها المتعارف الذی زعمه البرزنجی حتی تحمل الصورة علی الصورة کما حملت الحقیقة علی الحقیقة فما الحاجة الی رفع الاعتراض بل هذا مبنی علی سوء الفهم وما قیل ان صورة الکعبة لیست عبارة عن الحجر والمدر فعلی تقدیر التسلیم بیان للواقع ولکن البرزنجی انه التزم فضلیة صورة الکعبة علی الصورة المحمدیة لکن سرب من الحجر والمدر لا یکون فضلها علی جسم محمد صلی الله علیه وسلم ولکن فانشد ومثلک کما شد ولیس هذا بانکار الضروری فان الکعبة لیست عبارة عن الاحجار وما بنی العمارة الموجودة فی العیان بل هی عبارة من الفضاء من تحت الثری الی الفلک الاعلی وما یدل علی ان الکعبة غیر هذا البناء ما روی عن مجاهد ان الله تعالی خلق موضع البیت قبل ان یخلق شیئا من الارض بالفی عام وان قواعده فی الارض السابعة قال ابن کثیر فی تفسیره لم یرد عن معصوم ان البیت کان مبنیا قبل الخلیل وما روی الطبرانی فی الاوسط عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الکعبة لها لسان وشفتان ولقد اشتکت فقالت یا رب قل عوادی او قل زواری فاوحی الله الیها انی خالق البشر خشعا سجدا یحنون الیک کما یحن الحمامة الی بیضها وما روی الفاکهی عن علی رض قال خلق الله تعالی البیت قبل الارض بعد السموات باربعین سنة وکان غثاء علی الماء وما روی الفاکهی ایضا عن ابی هریرة رض انه قال الکعبة خلقت قبل الارض بالفی عام قیل وکیف خلقت قبل الارض وهی من الارض قال لانه کان علیها ملکان یسبحان الله تعالی باللیل والنهار الفی سنة فلما اراد الله ان یخلق الارض دحاها من تحت الکعبة فی وسط الارض کذا فی الاعلام تاریخ بلد الله الحرام وما فی الخزائن آدم لما قضی مناسکه لقیته الملائکة فقالوا بر حجک یا آدم لقد حججنا هذا البیت قبلک بالفی عام وما اخرج الجندی عن الزهری قال اذا کان یوم القیامة رفع الله تعالی الکعبة الی بیت المقدس فتمر بقبر النبی علیه الصلوة والسلام فتقول السلام علیک یا رسول الله ورحمة الله وبرکاته فیقول النبی صلعم یا کعبة الله ما حال امتی فتقول یا محمد اما من وفد الی فانا القائم بشانه واما من لم یفد الی من امتک فانت قائم بشانه کذا فی تفسیر الدر المنثور وما روی عن جابر انه قال قال علیه الصلوة

والسلام زفت الكعبة الى قبري فتقول السلام عليك يا محمد فاقول وعليك السلام يا بيت الله ما صنع
بك امتي بعدي فتقول من اتاني فانا اكفيه واكون له شفيعا ومن لم ياتني فانت تكفيه وتكون له شفيعا وما قال
وهب بن الورد كنت في الطواف انا وسفيان الثوري بالبيت فانقلب سفيان وبقيت في الطواف فدخلت
الحجر فصليت تحت الميزاب فبينا انا ساجد اذ سمعت كلاما بين استار الكعبة والحجارة وهو يقول يا جبريل اشكو
الى الله ثم اليك ما يصنع هؤلاء الطائفون حولي من تفكههم في الحديث ولغطهم وسهوهم قال وهب فعرفت ان
البيت شكا الى جبريل عليه السلام وما قال علي بن موفق دخلت في الحجر سمعت البيت يقول لئن لم ينته
الطائفون حولي عن معاصي الله لاصرخن صرخة ارجع الى المكان الذي جئت منه وما قال الشيخ محي الدين
بن عربي في الفتوحات المكية وكان بيني وبينها في زمان مجاورتي بها مراسلات وتوسلات ومعاتبة دائمة
وقد ذكرت بعض ما كان بيني وبينها من المخاطبات في جزء سميناه تاج الرسائل ومنهاج الوسائل يحتوي فيما
اظن على سبع رسائل او ثمان من اجل السبعة الاشواط لكل شوط رسالة مني الى الصفة الالهية التي تجلت لي
في ذلك الشوط ولكن ما عملت تلك الرسائل ولا خاطبتها بها الا بسبب حادث وذلك اني كنت افضل عليها
نشاتي واجعل مكانتها في محل الحقائق دون مكانتي واذكرها من حيث ما هي نشاة جمادية في اول درجة
من المولدات واعرض عما خصها الله تعالى به من علو الدرجات وذلك لارقي همتها ولا تحجب لطواف الرسل
والاكابر بها اهتمادا نقبيل حجرها فاني على بينة من ترقي العالم علوه وسفله مع الانفاس لاستحالة ثبوت
الاعيان على حالة واحدة فان الاصل الذي يرجع اليه جميع الموجودات وهو الله وصف نفسه انه كل يوم
هو في شان فمن المحال ان يبقى شيء من العالم على حالة واحدة زمانين فتختلف الاحوال عليه لاختلاف
التجليات بالشئون الالهية وكان ذلك مني في حقها لغلبة حال غلب علي فلا شك ان الحق اراد ان ينبهني
على ما انا فيه من سكر الحال فاقامني من مضجعي في ليلة باردة مقمرة فيها رش مطر فتوضات وخرجت الى
الطواف بانزعاج شديد وليس في الطواف احد سوى شخص واحد فيما اظن والله اعلم فقبلت الحجر وشرعت
في الطواف فلما كنت في مقابلة الميزاب من وراء الحجر نظرت الى الكعبة فرايتها فيما يخيل لي قد شمرت
اذيالها واستعدت مرتفعة عن قواعدها وفي نفسها اذا وصلت بالطواف الى الركن الشامي ان تدفعني
بنفسها وترميني عن الطواف بها وهي تتوعدني بالكلام اسمعه باذني فجزعت جزعا شديدا واظهر الله سبحانه
لي منها حرجا وغيظا بحيث لم اقدر على ان ابرح من موضعي ذلك وتسترت بالحجر ليقع الضرب منها عليه وجعلته
كالمجن الحائل بيني وبينها واسمعها والله تعالى وهي تقول لي تقدم حتى ترى ما اصنع بك كم تضع من قدري
وترفع من قدر بني ادم وتفضل العارفين علي وعزة من له العزة لا تركتك تطوف فرجعت مع نفسي وعلمت

ان الله تعالى يريد تاديبي فشكرت الله على ذلك وزال جزعي الذي كنت اجده وهي والله فيما اتخيل لي قد ارتفعت
عن الارض بقواعدها مشمرة الاذيال كما يشمر الانسان اذا اراد ان يثب من مكانه يجمع عليه ثيابه هكذا خيلت
لي ثم جمعت ستورها تتشبث علي وهي في صورة جارية لم ار صورة احسن منها ولا اتخيل احسن منها فارتجلت ابياتا
في الحال اخاطبها بها واعتذر لها عن ذلك الجرح الذي عاينته منها فما زلت اثني عليها في تلك الابيات وهي
تتسع وتنزل بقواعدها على مكانها وتظهر السرور بما اسمعها الى ان عادت الى حالها كما كانت واومت به واشارت
الي بالطواف فرميت بنفسي على المستجار وما في مفصل الا وهو يضطرب من قوة الحال الى ان سري عني و
صالحتها واودعتها شهادة التوحيد عند تقبيل الحجر فخرجت الشهادة عند تلفظي بها وانا انظر اليها بعيني في صورة
سلك وانفتح في الحجر الاسود مثل الطاق حتى نظرت الى قعر طول الحجر فرايته نحو ذراع فسالت عنه بعد
ذلك من رآه من المجاورين حين احترق البيت فعمل بالفضة واصلح شانه فقال لي رايته كما ذكرت في طول
ذراع الانسان ورايت الشهادة قد صارت مثل الكرة واستقرت في قعر الحجر وانطبق الحجر عليها وانسد ذلك
الطاق وانا انظر اليه فقالت لي هذه امانة عندي ارفعها لك الى يوم القيمة فشكرت الكعبة على ذلك ومن
ذلك وقع الصلح بيني وبينها فخاطبتها بتلك الرسائل السبع فزادت لي فرحا وابتهاجا حتى جاءتني بشرى
على لسان رجل صالح قال لي رايت البارحة في النوم الكعبة وهي تقول سبحان الله ما في هذا الحرم من
يطوف بي الا فلان وسمتك لي باسمك عادي اين انت من الناس ثم انها لي في النوم وانت ما لقيت
بها وحدك قال الراوي فقالت لي انظر اليه هل ترى طائفا آخر فقلت لا والله ولا اراه انا فشكرت الله
على هذه البشرى من مثل ذلك الرجل فتذكرت قول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في الرؤيا الصالحة انه يراه
الرجل المسلم او ترى له انتهى فقد ظهر الآن ان الكعبة ليست عبارة من الحجر والمدر والجدران والسقف فقط
بل هي غيرها كما بينت فبطل القول بان الكعبة منحصرة في الطين والحجر والمدر والجدران والسقف فلو كانت الكعبة
السقف والجدران والطين والآجر والاحجار والهيئة المخصوصة العارضة بالبناء بتركيب السقف والجدران فيلزم
محذورات اولها انه على هذا التقدير يلزم انه لو انهدمت الكعبة والعياذ به بالله وارتفعت لا تجوز السجدة
الى الفضاء وليس كذلك وثانيها لا تجوز البناء وتبديل صورتها بل يحرم لانه بالتغير يتغير الكعبة مع انها
قد بنيت الكعبة كرات ومرات كما ثبت بدلالة التاريخ وثالثها على هذا التقدير لا يجوز الصلوة في قعر البير
وعلى شاهق الجبال والاتلال المرتفعة بل على سطح الكعبة لانه لا يحاذي الكعبة على هذه التقادير وما قيل
انه يلزم ان ابراهيم واسمعيل لم يبنيا هذا البيت وان الطواف لم يلزم به وانه لا يكفر باهانته وتلطيخه بالقاذورات
ولا يذهب ان تمسي لبطلانه فاحش فانه كيف يلزم من كون الكعبة الفضاء هذه المحذورات فعليه بيان

وجه اللزوم فانه كما كان البيت في حيز من ذلك الفضاء المعبر بالكعبة اجرى عليه الاحكام المذكورة فلذا لاريب ان
البيت واقع في ذلك الفضاء فيعظم ويبجل ويجري عليه حكم الكعبة بهذا الاعتبار وان كان في الحقيقة الكعبة مسجودا اليها
كما مر سابقا والكعبة ليست هي البيت بالنص بل اطلاق البيت على الكعبة بالغلبة كالنجم على الثريا والبيت الحرام المبني
من الحجر والطين المركب من الجدران والسقف واقع في الفضاء المعبر بالكعبة فلهذا يجوز اطلاق احدهما على الآخر ويجري احكام
الكعبة على البيت فلا يلزم منه الاتحاد في المفهوم ونظيره المصاحف الموجودة في ايدينا فان اهانة في العادة توجب
كفرا مع ان كلام الله تعالى حقيقة وبالذات هو الكلام النفسي القديم والقبلة الجهة لغة وعرفا ما يصلى اليه نحوها من الارض
السابعة الى السماء السابعة مما يحاذي البيت فالقبلة لغة وان كانت اعم من الكعبة لكن بحسب العرف كانت مبنيا
الصلوات قال العيني في شرح الهداية وفي التعليم الكعبة قبلة من في المسجد الحرام والمسجد قبلة من بمكة ومكة
قبلة الحرم والحرم قبلة العالم وبه قال مالك قيل هذا على التقريب فاما على التحقيق فالكعبة قبلة العالم ولا تجزيه
بنيته بناء الكعبة ولا فيه الحجر الاسود لان القبلة العرصة الى عنان السماء لا البناء لان البناء لو وضع في مكان
آخر فصلى اليه لا تجزيه والى العرصة تجزيه وكذا لو صلى على ابي قبيس يجوز وان لم يقابل البناء في نتيجة العلوم وقوله
وانها اي الكعبة مع كونها من عالم الخلق فليست هي الحجر والطين والسقف والجدران يعني ليست هي ذلك
فقط كما ان الانسان ليس هو الجسم الظاهر فقط بل حقيقة الانسان باطن ذلك ايضا ومراده باعتبار عالم الملكوت
الاعلى والحضرة الروحانية وقوله بل لا صورة لها اي الكعبة يعني في عالم الملكوت لانها الروح الاعظم المخلوق الذي
هو من امر الله تعالى تطوف بها الارواح كلها الناشية عنها وقوله وحقيقتها اي الكعبة هو المعنى اي المقصود
الذي صار مبدء لشان الاسم العليم والذي صار مبدء الشان للاسم العليم هو الذات الالهية وانما اختصت
الكعبة بالاشارة اليها بان حقيقتها هي الذات العلية مع ان حقيقة كل شيء كذلك كما ذكرنا لما ورد في الشرائع
من الاهتمام بشانها في استقبالها في الصلوات والطواف بها دون غيرها من جميع الاشياء وان قال تعالى
اينما تولوا فثم وجه الله ان الله واسع عليم فللكعبة حينئذ ثلاث اعتبارات الاول من حيث كونها هي الحجر والطين
والسقف والجدران وهذا محل نظر اهل الرسوم وحكمها وجوب الاستقبال في الصلاة ووجوب الطواف بها في الحج
والعمرة وهنا مأخذ الاجسام الثاني كونها امرا روحانيا شريفا قائما بامر الله تعالى لا صورة له وهذا محل نظر العارفين
في استجلاء الانوار الالهية والاستمداد الرباني وهنا مأخذ الارواح الثالث حقيقتها الاصلية التي نشأ عنها
كلا المعنيين المذكورين وهي الحقيقة الالهية والذات الربانية من تجلي الاسم العليم بكل شيء وهو المراد هاهنا بالاصطلاح
المذكورة انتهى قال فان قلت قد صرح فقهاء الحنفية كما في شرح الطحاوي والهداية والبزازية وغيرها ان الكعبة
هي العرصة والهواء الى عنان السماء دون البناء لانه ينقل وهذا خلاف ما ذكرتم قلت هذا مع كونه خلاف

ما ذکرہ ہذا الجلی حتیٰ ان الکعبۃ لہا ظہور ولیس لہا صورۃ وحتیٰ ان صورۃ الکعبۃ یعجز العقل عن تشخیصہا کما یاتی
قریبا الا ان کلا من العرصۃ والہواء تشخصہا العقل والعرصۃ لہا صورۃ فہو ایضا خلاف اللغۃ وخلاف مصطلح الشرع
فان اللہ تعالیٰ یقول جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام فجعل البیت الحرام عطف بیان للکعبۃ والاحادیث مصرحۃ بل ان ابراہیم
واسمعیل تا الا امرنا ببناء ہذہ الکعبۃ ویخرب الکعبۃ ذو السویقتین من الحبشۃ ویرفع اللہ الکعبۃ البیت الحرام الی البیت المعمور
وحتیٰ تزف الکعبۃ الی غیر ذلک مما یطول ذکرہا وحتیٰ ثم اعترض صاحب الغایۃ بان الکعبۃ ہی البناء المربع الماخوذ
من الارتفاع والنتو ومنہ الکاعب فکیف یقال الکعبۃ ای العرصۃ والصواب ان القبلۃ ہی العرصۃ کما ذکرہ
صاحب المحیط انتہی من البحر الرائق وقد تنبہ لما قال صاحب المحیط المتاخرون کالزیلعی وصدر الشریعۃ وابن الہمام
وغیرہم فعبروا بالقبلۃ دون الکعبۃ فتعبیر اولئک محمول علی انہم تجوزوا من القبلۃ بالکعبۃ وہو لا ینافی ان الکعبۃ
حقیقۃ ہی البناء **اقول اما اولاً** فبان ہذا الشیٔ اذا خلا من مقصود لنا فی ہذا المقام اعترف البرزنجی لعدم الیقال
والقیل بان مسالک قدماء الحنفیۃ ان الکعبۃ ہی العرصۃ والہواء فالآن اظہر الحق الواضح والصدق اللائح فلم
یبق مجال لمعاند قادح ومجادل غیر ناصح فاعتراض البرزنجی وتکفیرہ یرجع الی قدماء الحنفیۃ نعوذ باللہ منہ ٥
یا ایہا الجبل العالی للتکلیف اشفق علی الراس لا تشفق علی الجبل ﴿ قال فقہاء الحنفیۃ والمالکیۃ ان الکعبۃ ان القبلۃ
عندنا ہی البقعۃ المحدودۃ الی السماء دون البناء والبناء تبع وعلامۃ لمعرفۃ القبلۃ حتی لو وضع ہذا البناء
فی موضع آخر لا یجوز تعظیمہ ولو انہدم البناء والعیاذ باللہ کانت الکعبۃ باقیۃ بدلیل ان الانبیاء والاولیاء استقبلوا
وطافوا لہذہ البقعۃ بعد الطوفان مدۃ الفین ومائتین واربعین سنۃ ولم یکن ہناک بناء وعند الشافعیۃ کذلک
الا فی حق من یصلی فی الکعبۃ او علی سطحہا فانہ فرض علیہ ان یستقبل الی البناء واقلہ قدر ثلثی اذرع حتی لو صلی
داخل الکعبۃ موجہا الی الباب المفتوح لا یجوز عندہم الا اذا کانت العتبۃ مرتفعۃ قدر شبر او زیادۃ بدلیل ان النبی
علیہ الصلوۃ والسلام صلی داخل البیت موجہا الی الباب وامر برقہ الیہ ولو لا ان الکعبۃ بناء او شاخص لما
امر برد الباب وقال بعضہم قبلۃ الداخل البناء وقبلۃ الخارج ایضا البناء فاذا لم یکن البناء ولا الشاخص
یصلی الی البقعۃ ضرورۃ والقبلۃ اسم للبقعۃ والعرصۃ قالوا ہو الصواب کما ہو فی الجواہر انتہی **واما ثانیا**
فانی قد ذکرت اصطلاح المجدد رحمۃ اللہ علیہ فذکر الخلاف کرات ومرات لا طائل تحتہ ومن یتامل فی اصطلاحہ
یعرف ان حقیقۃ الکعبۃ شیٔ یعجز العقل عن تشخیصہا واین حقیقۃ الکعبۃ والعرصۃ والہواء والبیت الحرام الموجود
فی العیان الواقع فی فضاء الکعبۃ فقال عز من قائل جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام وان کان الکعبۃ ہی
البیت الحرام حقیقۃ وذاتا متحدا فکیف یتعلق الجعل بینہما اذ الجعل یقتضی نسبۃ الامکان بین المجعول والمجعول الیہ
والشیٔ لا ینفک عن ذاتہ فجعل الذات عین ذلک الشیٔ بالضم لا تری ان النسبۃ بین الذات والذات ہی

للضرورة والوجوب فكيف يجوز النقل كون احدهما مجعولا والآخر مجعولا اليه فجعل الكعبة هو جعل البيت الحرام
فان جعل الذات هو جعل منها فان الجعل لا يتخلل بين الشيء ونفسه **واما ثالثًا** فبان الامر ببناء الكعبة
لا يدل على انها البيت الكعبة لفضاء فان الكعبة يطلق في العرف على البيت الواقع في الفضاء الفضاء كما
انها هي العرصة والفضاء حقيقة **واما رابعًا** فبان الكعبة لم يسمها سميت بها وان سلم انها سميت للارتفاع
والماخوذة منه فلا يلزم منه ان لا تكون هي العرصة واللازم منها انه لو زال الارتفاع والعياذ منه بالله لا يكون الكعبة
على الارض ولا يصح الصلوة الى العرصة وهذا باطل مع ان ارتفاع الفضاء في الخارج من تحت الثرى الى العرش
فهو اعظم من ارتفاع البيت **واما خامسًا** فبان تعبير الطحطاوي وصدر الشريعة وابن الهمام وغيرهم بالقبلة ليس على
ما فهمه البرزنجي بل لانها لما كانت الكعبة جهة العبادة عبروا بالقبلة والكعبة قبلة بهذه الجهة فاظهر الحق في كمال الوضوح
والعيان ودمر على تلبيسات اهل العدوان وهو وجيه طويل الباع وكثير الاطلاع **قال** ثم قال بل صورة الكعبة
مع انها من عالم الخلق هي في لون الحقائق الامرية والمجردة يعجز الخلق عن تشخيصها الى ان قال نعم ان لم تكن
تلك لم تكن مستحقة لان تكون مسجودًا اليها لافضل الموجودات انتهى ولا شك ان المسجود اليها البيت وما يلي اليها
من الهواء او جهته او صوب المقصد كما مر والكل من عالم الخلق فما معنى كونها في لون الحقائق الامرية والمجردة
يعجز الخلق عن تشخيصها فان اشار الى ما ذهب اليه من انها صورة التعين الاول فذلك يستلزم الغاء البنية للصورة
البنائية وهو هدم للشرع وذهاب الى مذهب الباطنية والعياذ بالله ويستلزم ايضا كون الكعبة على الصورة
المستلزمة لجامعيتها وقد اعترف بانه لا جامعية الا للانسان الكامل وهو الكامل الحق فلا يكون غيره مخلوقا
على الصورة فلا يكون شيئا من الكائنات غير الانسان الكامل مظهر التعين الاول فلا تكون حقيقة الكعبة
مسجودة للحقيقة المحمدية من حيث الامداد والاستمداد واما من حيث العبودية وامر الله تعالى بذلك فلا يستلزم ذلك
ايضا ولم يقع الامر الا بالسجود الى صورة البيت لا الى حقيقته وقد صلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم ستة عشر
شهرا نحو بيت المقدس وصلى في نافلة السفر الى حيث توجهت به راحلته والحال انه ليس لبيت المقدس ولا لما
توجه اليه من اجزاء الارض فضلية على الصورة المحمدية قطعا وبالاتفاق فالمسجودية اليها لو استلزمت الافضلية
لاستلزمت جامعية المستلزمة لكون المتوجه اليها مستحقة للخلافة على الصورة واللازم باطل فالملزوم
مثله **اقول** هذا الكلام كله من قبيل بناء الفاسد على الفاسد فان بناءه على عدم فهم معنى حقيقة الكعبة
وقد مر معناها المصطلح عند المجدد رحمه الله فتذكره والعجب ان المجدد رح يتكلم في حقيقة الكعبة المصطلحة والبرزنجي
يعترض بالكعبة المعروفة واين هذا من ذاك فالاعتراض يرد على وجه كلامه لا على اصطلاح المجدد رح ولما
كان كلامه في حقيقة الكعبة فكيف يلزم هدم الشريعة والذهاب الى مذهب الباطنية ولا يرد عليه باختصاص الجامع

بالانسان وهذا ظاهر جدا لما ذكرنا قال ثم نقول ما معنى مجدد الالف الثاني وهل بقي من مدة هذه الامة الف ثان حتى
يكون مجدده ليس قد اجمع العلماء وذكره الحافظ السيوطي في رسالة الكشف ان ما بعد الالف لا يبلغ خمس مائة سنة
وان القيمة تقوم في اربع مائة وشيء وقد بينا ذلك في كتابنا الاشاعة في اشراط الساعة اتم بيان وقال بعض
اتباعه في توجيه هذا القول ذكر الحسين بن معين الدين الميبذي ان الصوفية يقولون كل زمان نوبة ظهور سلطنة
اسم فاذا انقضت نوبة الهيئة وقد وصل نوبتها سلطنة الى اسم آخر وهو المشار اليه بقوله كل يوم هو في شان وان يوما
عند ربك كالف سنة مما تعدون ولهذا العبث اكثر اولو العزم على راس الف سنة من مضي من قبله انتهى بحروفه
وكانه اخذه من قول شيخه ان بعد كل الف تتغير الملل فنقول هذا اثبات لما فهمناه فان انقضاء نوبة سلطنة الاسم
ابطال لحكمه ومحمد صلى الله عليه وسلم حكمه وشرعه باق الى يوم القيمة فيدل على عدم انقضاء حكم هذا الاسم الذي هو مظهره فاذا لم
يبطل حكمه لم يحتج الى مجدد آخر فان قلت لم لا يجوز ان يكون بطل حكمه منفردا ولكن ظهر اسم آخر معه هو احمد بانضمام الحكم
مشتركا كما قال في بعض مكاتيبه انه شريك محمد صلى الله عليه وسلم في دولته الخاصة يعني ختم النبوة وانه خلق من
طينته قلنا قد ذكرتم ان لكل اسم الف سنة لا ازيد ولا انقص فلا يجوز المشاركة في الالف بين الاسمين وايضا
فان بعد مضي الالف من البعثة صلى الله عليه وآله وسلم الى زوال الدنيا لم يبق الا اربع مائة وشيء فلا يكون
تمام حصة اسم فيجب ان ينضم اليه تمام الالف من البرزخ ويلزم ان تكون القيمة لا تقوم على امة محمد صلى الله
عليه وآله وسلم وهو من ضروريات الدين انه صلى الله عليه وسلم نبي الساعة وانها على امته تقوم وانه خاتم النبيين
لا نبي بعده واذ قد حكمتم بمقتضى ما نقلتم عن الميبذي وانتم التجديد بعد الالف فقد لزمكم الاعتراف بما فهمناه
اذ التجديد المتعلق بالالف بهذا المعنى هو ابطال نبوة وشريعة واحداث الاخرى والا كان كفاه ان ينفي
مجدد المائة الحادي عشرة اذ تجديد المائة لا يستلزم ذلك فقد قال صلى الله عليه وآله وسلم ان الله تعالى
يبعث لهذه الامة على راس كل مائة من يجدد لها امر دينها فاشار بقوله هذه الامة وبقوله يجدد لها الى ان
هذا التجديد للشيء هو مؤيد للدين ومقوله بخلاف التجديد الالفي فانه ابطال الدين ورفع له فانظر الفرق بين التجديدين
فان قولكم مجدد الالف الثاني مع كونه كذبا اذ لا الف ثان وكونه مخالفا للشرع اذ لم يرد به الشرع ففيه ايهام
لبطلان شرعه صلى الله عليه وآله وسلم وفي ضمن ذلك دعوى نبوة بعض الجهال عند العارف بالمعاني على ان
الالوف المذكورة ليست قمرية بل شمسية ولا يلزم توافقهما بل لا يتوافقان ولو سلم فالنبي صلى الله عليه وسلم
لم يبعث في راس الالف السابع بل بعث في اواخر الالف السادس كما هو مصرح به في الاحاديث وان اول
البعثة ليس اول الهجرة ولا وقت ارتحاله وعلى هذا فالنبي صلى الله عليه وسلم اخذ من الالف قدرا يكون
راس الالف الخامس عند خروج المهدي فانه احق بوصف التجديد وقد ذكرنا في رسالتنا [illegible] البرزنجي ان شرط المجدد

التي ليست موجودة في هذا الرجل ولا يصلح ان يكون مجددا اصلا وبالجملة فهذا اللغو ما كان ينبغي ان نشتغل بجواب
لكن لخرج الامر الى ذكره اقول ههنا ابحاث البحث الاول ان علم الساعة من المغيبات التي لا يعرفها الا هو تبارك و
تعالى فالقول بانها تقوم في سنة كذا امر عسير جدا فانه لم ينقل من الشارع تصريح بانها تقوم في سنة كذا
والمظنونات لا تفيد اليقين وما قال السيوطي في رسالة الكشف يكذبه ما قاله البرزنجي في الاشاعة وانا ابين بطلان
قول البرزنجي ان شاء الله تعالى فاعلم انه قال البرزنجي في الاشاعة قال الامام الحافظ الحجة جلال الدين بن عبد الرحمن
السيوطي في رسالته المسماة بالكشف في مجاوزة هذه الامة عن الالف الذي دلت عليه الآثار ان مدة هذه الامة
تزيد على الف سنة ولا تبلغ الزيادة عليها خمس مائة سنة وذلك لانه ورد من طرق ان مدة الدنيا اي من
لدن آدم عليه السلام الى قيام الساعة سبعة آلاف سنة وان النبي صلى الله عليه وسلم بعث في آخر الالف
السادس قال وورد ان الدجال يخرج على رأس مائة سنة وينزل عيسى عليه السلام فيقتله فيمكث في
الارض اربعين سنة وان الناس يمكثون بعد طلوع الشمس من مغربها مائة وعشرين سنة وان بين النفختين
اربعين سنة فهذه مائتا سنة لا بد منها قال ولا يمكن ان تكون المدة الفا وخمس مائة سنة اصلا ثم ساق
بسنده الاحاديث الدالة على ما ذكره مستوفيا لطرقه اقول الذي فهم مما مر من الاحاديث التي ذكرناها في القسم
الثالث ان المهدي يمكث في الارض اربعين سنة وان عيسى يمكث بعد الدجال اربعين سنة كما رواه الحاكم
في المستدرك عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه ان عيسى ينزل فيقتل الدجال فيتمتعون اربعين سنة لا يموت
احد ولا يمرض احد ويقول الرجل لغنمه ولدابته اذهبوا فارعوا وتمر الماشية بين الزرعين لا تاكل منه سنبلة والحيات
والعقارب لا تؤذي احدا والسبع على ابواب الدور ويأخذ الرجل المد من القمح فيبذره بلا حرث فيجيء منه سبع
مائة مد الحديث فانه ظاهر في ان الاربعين بعد الدجال وان بعد عيسى يتولى امرهم القحطاني يتولى احدى وعشرين
سنة ولنفرض بقيتهم الى طلوع الشمس من المغرب عشرين سنة ايضا ان لم تكن اكثر فهذه مائة وعشرون
سنة ومر ان الدجال يمكث اربعين سنة فان لم يكن سنين فلا اقل من مقدار سنتين لان ايامه طوال
وان بعد طلوع الشمس من مغربها يمكث الناس مائة وعشرين سنة وفي رواية ان الشرار بعد الخيار عشرون
ومائة سنة ومر ايضا ان المومنين يتمتعون بعد طلوعها اربعين سنة ثم يشرع فيهم الموت فهذه ثلث
مائة وعشرون سنة وقد مضى بعد الالف قريب من ثمانين فهذه اربع مائة والى تمام هذه المائة تبلغ اربع
مائة وثلثين وقد مر عن السيوطي انه لا تبلغ خمس مائة بل اخذ بعضهم من قوله تعالى فهل ينظرون الا ان تأتيهم الساعة
بغتة وقوله تعالى ولا تأتيهم الا بغتة ان الساعة تقوم سنة سبع بعد اربع مائة فان عدد حروف بغتة الف
واربع مائة وسبع والعلم عند الله تعالى فيحتمل خروج المهدي على رأس هذه المائة احتمالا قويا بل قبل المائة

اذ الدجال يخرج في خلافته وهو كما مر يخرج على رأس المائة ويحتمل ان يتأخر المائة الثانية ولا يفوتها قطعاً واذا
تأخر فلا بد ان يبعث الله على رأس هذه المائة من يحيي للامة امر دينها كما ورد في حديث مشهور قال الحافظ السيوطي
في منظومته ٥ وبشر ما في ذلك ان يمضي المائة * وهو على حبر بين الفئة * يشار بالعلم الى مقامه * وينصر
السنة في كلامه * وان يكون في حديث قد روي * من اهل بيت المصطفى وهو قوي * ويرجح الاحتمال الثاني
ما اخرج نعيم بن حماد عن محمد بن الحنفية رضي الله عنه قال يقوم المهدي سنة مائتين واخرج عن جعفر الصادق
قال يقوم المهدي سنة مائتين واخرج ايضا عن ابي قبيل رضي الله عنه قال اجتماع الناس على المهدي سنة
اربع ومائتين تنبيه وجه الجمع بين الروايات ان كمال ظهوره وذلك انما يكون بعد فتح القسطنطينية وذلك
يكون سنة مائتين ويجمع عليه الناس اجمعون سنة اربع ومائتين وذلك بعد فتح الرومية والقاطع وهذا
لا ينافي خروج الدجال على رأس مائة لانه اما باعتبار اول خروجه بالمشرق او ادعائه الخلافة او لان الاربع
والخمس بل والعشر من اول المائة يعد من رأس المائة عرفا وعلى هذا فيكون خروج المهدي بسبع او تسع او
بثلاثين او باربعين قبل المائة لا يخرجه عن كونه يخرجه على رأس المائة وكذلك تأخر آخر مدته عن رأس المائة
وهذه كلها مظنونات وردت باخبار الآحاد بعضها صحاح وبعضها حسان وبعضها ضعاف مع شواهد وبعضها
بغير شواهد وغاية ما ثبت بالاخبار الصحيحة الصريحة الكثيرة الشهيرة التي بلغت التواتر المعنوي وجود الآيات العظام
التي منها بل اولها خروج المهدي وانه يأتي في آخر الزمان من ولد فاطمة يملأ الارض عدلا كما ملئت ظلما و
جورا وانه يقاتل الروم في الملحمة ويفتح القسطنطينية ويخرج الدجال في زمنه وينزل عيسى ويصلي خلفه و
ما سوى ذلك كله امور مظنونة او مشكوكة انتهى فيظهر من هذه العبارة ان ما قال السيوطي في الكشف ان
قيام الساعة لا يتجاوز على الف وخمسمائة سنة لا يستقيم لانه كان وفات السيوطي في سنة ٩١١ وقد حاسب
السيوطي من زمانه والآن سنة ١٣٠٢ من الهجرة النبوية على صاحبها الصلوة والتحية فقد شرع في سنة اربع
مائة بعد الالف وما ظهر علامة من علامات الساعة ولو كان يقوم المهدي عليه السلام في سنة مائتين فاين
عليه السلام وقد شرع في اربعمائة سنة مع انه قيل ان اجتماع الناس على المهدي سنة اربع ومائتين
فلما ظهر مهدي عليه السلام ما وقع الاجتماع وما قيل بان كمال ظهوره يكون بعد فتح قسطنطينية يكون سنة مائتين
فيجمع عليه الناس اجمعون سنة اربع ومائتين يكذبه الوجدان فبحمد الله وقوته ان قسطنطينية تحت حكومة الاسلام
في هذا الزمان والسلطان عبد الحميد خان نصره الله على اعدائه صاحب الافواج القاهرة والسلطنة الزاهرة
وعساكره البرية والبحرية سبع مائة الاف بل ازيد منها وقوتها تقتضي ان لا يغلب عليها اعدائه مدة مديدة وان
كان زوال قوته فظاهر الحال يقتضي ان يبقى قوته في سنة اربعمائة بل ازيد لانه ما يشاهد فيه وهن فعلى

تقدير كل الاحوال تقوم الساعة بعد الف وسبع مائة والله اعلم بحقيقته فيكون قيام الساعة بعد مضي اكثر ازمنة الالف
الثاني وللاكثر حكم الكل وايضا هذا حساب لغته بحساب الجمل امر ذهني لا شرعي يا ماهو احوال الزمان وامور الساعة توقيفية
لا يذعن بالامور التخيلية الذهنية التي من شعار الشعراء **البحث الثاني** لما كانت الشريعة المحمدية صلعم باقية
الى يوم القيامة فاقتضت الحكمة الالٰهية المجدد ليجدد امور الدين ومهماته والعجب انه تصور مجدد الالف ابطال النبوة
فلما كان مجدد الالف مبطل النبوة فيكون مجدد المائة ايضا مبطل النبوة وكون المجدد للالف امر كشفيا الهاميا
يتعلق لارباب هذه المعاملة وكل من كان عارفا لعلاماته ومدركا لاثاره يقبل آثار اهل الله تعالى ويلورد موارد الفيوض
والبركات في خدماتهم وكل من كان جاهلا لاحوالهم لا يدرك اسرارهم ولا يقبل اقوالهم ولا يستحصل فيضانهم وبركتهم
قال المجدد رح في المكتوب الرابع من المجلد الثاني بما تعريبه انه يكون على راس كل مائة من مجدد فشتان بين مجدد
المائة والالف كما بين المائة والالف فرق فكذا بين المجددين والمجدد من يصل الفيوض والبركات منه الى الامة
وان كانوا الاقطاب والاوتاد انتهى فهذا امر كشفي لا يخالف العرف والشرع اما العرف فبانه فرق بين المائة
والالف فيكون بين مجدد المائة والالف فرقا ويكون مجدد الالف اقوى واعلى رتبة ليصل فيوضه الى منتهى
الالف بخلاف مجدد المائة فانه يكفي فيه قوة ليجدد امر الدين الى منتهى المائة اما الشرع فبان الكل قد يكون
مجموعيا وقد يكون افراديا فان كان المراد من كل المائة كلا افراديا يجوز وجود المجدد لكل المائة وان كان المراد
من الكل كلا مجموعيا يراد به الالف لجواز ان يكون مجموع المائة والعشر الفا وان القول بالالوف الشمسية والقمرية
سخيف لا عبرة فيه ولما كانت الشريعة المحمدية باعتبار حساب الشهور القمرية فالمعتبر هو الحساب القمري لا الشمسي
روى الواقدي كان بين آدم ونوح عليهما السلام عشر قرون والقرن مائة سنة وبين نوح وابراهيم عليهما السلام
عشر قرن وبين ابراهيم وموسى عشر قرن قال عبد الوهاب الشعراني في لطائف المنن والاخلاق في بيان
وجوب التحدث بنعمة الله على الاطلاق ان الدعاة الى طريق الله من الائمة على اقدام الرسل فكما كان
كل رسول ياتي بعد فترة ناسخا لشرع من قبله او مؤيدا له فكذلك طائفة الدعاة الى الله تعالى من الاولياء
وعلى هذا القدم جماعة من اهل عصرنا بحمد الله تعالى احيوا الدين واقاموا معالمه وان لم يسم لهم كالشيخ سليمان الخضيري
وسيدي محمد البكري والشيخ نجم الدين الغيطي والشيخ شمس الدين الخطيب الشربيني والشيخ زين الجزيري والشيخ
نور الدين الطندتائي والشيخ سراج الدين الحانوتي والشيخ بدر الدين الشهادي والشيخ شمس الدين البرهتوشي
فهولاء من اعظم الذابين عن الدين في عصرنا هذا وفيهم الخير والبركة والعلم فالله تعالى ينفعنا ببركاتهم فلو ان
الامة كلها اجتمعت عليهم واطاعوهم لهدوهم باذن الله تعالى الى الصراط المستقيم لكثرة ما اعطاهم الله تعالى من العلوم
والاسرار والسياسات رضي الله تعالى عنهم وفسح في اجلهم الاسلام والمسلمين فالعضاح ما قلنا من الفقرات الحاصلة

بین کل واعٍ وداعٍ من الاولیاء رانہ لماتات الائمۃ المجتہدون حدث بعدہم اہواءٌ وبدعٌ وحجبٌ علی القلوب حتی صار الناس کانہم فی فترۃ بالنسبۃ الی ماسلف فاتی اللہ تعالیٰ بالمشائخ المذکورین فی رسالۃ القشیری فاحیوا معالم الطریق واظہروا ما اندرس فیہا کالسری والجنید وابی سلیمان الدارانی واشباہہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم من کمل العارفین والعلماء العاملین الذین کانوا فی عصرہم فلما ماتوا وقعت الفترۃ مرۃ حتی اتی اللہ تعالیٰ بالطبقۃ الثانیۃ کالشیخ عبد القادر الجیلی والشیخ احمد بن الرفاعی والشیخ ابی مدین المغربی والشیخ ابی عبد اللہ القرشی وابی یعزی وابی النجار واضرابہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم فلما ماتوا حصلت الفترۃ العظیمۃ حتی اتی اللہ تعالیٰ بالسادۃ الشاذلیۃ والرفاعیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین واول الطبقۃ ابو الحسن بن الصباغ وابو الحسن الحضری وابو الفتح الواسطی وکانت سلسلۃ القوم وانقطعت من مصر حتی جاء سیدی یوسف العجمی رحمہ اللہ تعالیٰ فتسلسلت منہ الطریق فی مصر وقرأہا الی عصرنا ہذا فکانت الفترۃ الحاصلۃ بعد ہولاء فی الدیار المصریۃ انما ہی بعد موت سیدی علی المرصفی والشیخ محمد الشناوی والشیخ تاج الدین الذاکر والشیخ ابی السعود الجارحی واضرابہم رحمہم اللہ اجمعین فاتی اللہ تعالیٰ بعدہم بالجماعۃ الذین تہ منا بہم فاحیوا الدین والطریقۃ بعد موت ہولاء فالحمد للہ الذی جعلنا منہم فیعلم ان الفترۃ موجودۃ برہۃ من الزمان بعد کل داعٍ الی اللہ تعالیٰ حتی یظہر من یظہرہ اللہ بعدہ ہذا مع استمرار وجود الاولیاء اصحاب الدوائر الکبری من القطب والاقطاب والاوتاد والابدال والامامین وادلی الامر اذ لو خلا الوجود من ہولاء لخرب الوجود کلہ دفعۃ واحدۃ حتی ان الوقت الذی تقوم فیہ القیامۃ لایکون فیہ احدٌ یقول اللہ اللہ ثم انہ لما کانت الاصنام تعبد بین فترات الرسل علیہم الصلوۃ والسلام وترفض فیہا الشرائع وترتکب فیہا المحارم ویستحلون الدماء ویحکمون بالہوی ویتولاہم الشیطان ویزعمون مع ذلک انہم ماعبدوا الاصنام الا لیقربوہم الی اللہ زلفی فکذلک الحکم فی فترات الاولیاء فانہا مقابلۃ لفترات الرسل علیہم الصلوۃ والسلام بل ربما یقع فی فترات الاولیاء ماہو اقبح من عبادۃ الاصنام فان عبادہا ماتفوا فقط الالہ وانما قالوا مانعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی علی زعمہم واہل فترات الاولیاء قد استحکم فی غالبہم الضلال والفساد واستوی علی خیالہم وطبائعہم المحال حتی عکسوا الاحوال فی الافعال والاقوال وحکموا علی المستحیل بالواجب وبالعکس والحقوا الموجود بالمعدوم والحادث بالقدیم وبعضہم رای ان کل شیء فی الموجود ہو الالہ وان عین ہذا الوجود الحادث ہی عین اللہ من الجماد والنبات والعقارب والحیات والجان والانسان والملک والشیطان ویجعلون الخالق ہو عین المخلوق من خسیس ونفیس ومرحوم وملعون وسائس ومسوس حتی الابالیس وہذا کلام لایرضاہ اہل الجنون ولامن کان فی جبہ مجنون وقد نقلت ہذہ الامور فی زمننا ہذا من جماعۃ بالصعید فیعتقدون ہذہ الامور فیما بینہم وبین اصحابہم

من الملاحدة وينكرون ذلك في الظاهر خوف القتل بل الذي اقوله ان ابليس لعنه لو ظهر ونسب اليه هذا
المعتقد لتبرأ منه واستحيي من الله تعالى وان كان هو الذي يلقي الى نفوسهم ذلك وقد حكيت لسيدي علي الخواص
بعض صفات هؤلاء فقال هؤلاء زنادقة وهم اخس الطوائف لانهم لا يرون حسابا ولا عقابا ولا جنة ولا نارا ولا حلالا
ولا حراما ولا آخرة ولا لهم دين يرجعون اليه ولا معتقد يجتمعون عليه وهم اخس من ان يذكروا الا انهم خالفوا المعقولات
والمنقولات والمعاني وسائر الاديان التي جاءت بها الرسل عن الله تعالى ولا نعلم احدا من طوائف الكفار
اعتقد اعتقاد هؤلاء فان طائفة من النصارى قالت المسيح ابن الله وكفرهم القوم الآخرون وطائفة من اليهود
قالت العزير ابن الله وكفرهم القوم الآخرون فلم يجعلوا الوجود عين الله تعالى وقد شنع الشيخ الكامل الراسخ
الشيخ محي الدين العربي رضي الله تعالى عنه الكلام في الرد على اهل الحلول والاتحاد ومن كلامه رضي الله تعالى
ما قال بالاتحاد الا اهل الالحاد وما قال بالحلول الا من دينه معلول وقد بسطنا القول رضي الله تعالى عنه
في كتابنا المسمى باليواقيت والجواهر في بيان عقائد الاكابر ونقلت ذلك من النسخة المقابلة على خطه
دون التي دس فيها الاعداء والحسدة ما دسوا ولعل الشيطان انما دس هؤلاء الاعداء بدس العقائد الزائغة
في كتب الشيخ ليوقع فيها من اراد الله اضلاله من جهلة المتصوفة فان الشيخ محي الدين كان من اكابر الاولياء
الراسخين فربما دل لهم ابليس ان ما في كتبه ليس مدسوسا عليه وانما ذلك كان اعتقاده ويكفيكم في الدليل
اتباع هذا الرجل الجليل فعظمه في اعينهم حتى لا يتوقفوا في اعتقاد ما يجدونه في كتبه من المدسوس ومن كلامه
رضي الله تعالى عنه في الفتوحات المكية من اراد ان لا يضل فلا يرمي ميزان الشريعة من يده طرفة
عين وليعتمد ما عليه الائمة المجتهدون ومقلدوهم ولو نقض ما عداه انتهى فانظر يا اخي في هذا الكلام المشحون بالنور فلعلك
السليم تجد الشيخ بريئا من سوء المعتقد الذي تشبث به هؤلاء الجهلة وكان اخي الشيخ افضل الدين رحمه الله تعالى
يقول لو كنت حاكما لضربت عنق كل من قال لا موجود الا الله ونحو ذلك من الالفاظ لانه لم يأت بذلك شريعة
واعلم الناس بالحقائق ارباب الاذواق والمكاشفات والمعارف والمخاطبات وذوو البصائر والكرامات وخرق العادات
ولم ينقل لنا عن احد منهم انه كان يعتقد قط خلاف ما جاءت به الرسل بل لو اعتقد احد منهم خلاف ما جاءت به الرسل
ما وقع لاحد منهم كرامة ولا خرق عادة وانما الكرامات لاهل السنة والجماعة واطال في ذلك رحمه الله تعالى في رسالته
فاياك يا اخي ومخالطة اهل البدع الا لقصد هدايتهم الى طريق الحق والله يرشدك والحمد لله رب العالمين انتهى
تأمل في هذا الكلام فانه يثبت المجددية للالف ويدفع جميع الخدشات الواردة في هذا المقام والشعراني
امام تعطرت بفوائح مدائحه اسفار الكبار واطبقت على اكرامه وتبجيله وتفخيمه وتعظيمه كلمة الاخيار فابان الحق
للناقد البصير واوضح الصدق للمتدبب الخبير واستأصل بنيان كل تحرير وتقرير وهدم اساس كل صغير وكبير

ولله على ذلك تقديره وما حكى انكار وجود شرط المجدد عن اضابرة النبراس فهو من وساوس الخناس الذي
يوسوس في صدور الناس ؎ ولو ولدت قفيرة جرو كلب ٭ لسب بذلك الجرو الكلابا ٭ وما رأيت ضياء
النبراس الى الآن واظن انها على ديدن تحريرات البرزنجي مشحونة بالسب والبهتان ؎ ومن ذا الذي
ينجو من الناس سالما ٭ وللناس قال بالظنون وقيل ٭ اعوذ بالله من جحد الجحود وحسد الحسود من العنود ؎
حسدوا الفتى اذ لم ينالوا سعيه ٭ فالقوم اعداء له وخصوم ٭ كيف وان المجدد رح غاية زاهر بل مشكوة نوره تعلق قلبه
بالمساجد فاضاء به مصابيح الانوار وذاته مشكوة العلوم والاسرار ولكل عصر يوشع يرد شمس الفضل بعد الافول
ويشرق شمس العصر على القصر والطلول فبالمجدد يحيى الدين وتنقطع اعناق المبتدعين وشتان بين المجدد والمتنبي
المشرع المعدد **قال** واما ما ذكره في المكتوب التاسع والمائتين جوابا عن السؤال المذكور فلا جواب فيه ايضا لانه
قال ما يحصله ينبغي ان تعلم ان حقيقة كل شيء عبارة عن التعين الوجوبي لذلك الشيء وهو اسم من الاسماء الالهية
كالعليم والقدير والمريد والمتكلم وذلك الاسم رب ذلك الشخص ومبدء الفيوض الوجودية له وتوابعها الى ان قال
فاذا تمهد هذا فنقول ان محمدا صلى الله عليه وآله وسلم مركب من عالم الخلق والامر والاسم الالهي الذي هو ربه
شان العليم والذي ربي عالم امره هو المعنى الذي صاحب لذلك الشان وحقيقة الكعبة ايضا ذلك المعنى واذا
كانت حقائق الاشياء الاسماء الالهية وحقيقة الكعبة فوق تلك الاسماء كانت متبوعة لحقائق الاشياء فلزم
ان تكون مسجودة للمحمدية انتهى الغرض منه وانما قلنا انه لا جواب فيه اذ ليس فيه نفي فضلية الكعبة على الصورة
المحمدية بل فيه اثبات متبوعيتها للحقائق وهو اثبات لافضليتها **اقول** هذا اخس من قلامة لان البرزنجي ما فهم
عبارة المكتوب وقد غلط في التعريب بالمكذوب فاعلم اسعدني الله تعالى واياك للسلوك في الصراط السوي
والورود على المنهل الروي انه افاد المجدد رح في رسالة المبدء والمعاد ان بعد مضي الف سنة وبضع سنين
من رحلته سيدنا عليه التحية يجيء زمان يعرج فيه الحقيقة المحمدية من مقامها وتتحد بحقيقة الكعبة وتسمى حقيقة احمدية وتصير
مظهر ذات الاحد جل سلطانه وتتحقق الاسمان بمسماهما وتخلو المقام السابق عن الحقيقة المحمدية الى ان ينزل عيسى
عليه السلام ويعمل بالشريعة المحمدية عليهم الصلوة والتسليمات فتعرج الحقيقة المحمدية عن مقامها وتستقر بمقام
الحقيقة المحمدية كان خاليا فاعلم ان حقيقة الشخص عبارة عن التعين الوجوبي الذي التعين الامكاني له ظل
ذلك التعين وهو اسم من اسماء الله تعالى جل شانه كالعليم والقدير والمريد والمتكلم وامثالها وهو ربه ومبدء
فيوضه الوجودي وتوابعه الوجودي ولذلك الاسم بالنسبة الى ذاته تعالى مراتب شتى وهو يطلق عليه في مرتبة
شان العلم وفي مرتبة الشان وشتان بين الصفة والشان على ما فصله المجدد رح في موضع آخر وان الشان
مجرد اعتبار انه مبدء وجود اعتباري وفوقه هذا الاعتبار بارد ايضا لكن القوة البشرية عاجزة عن ضبط التجدد

قد ارتقى اليه لكن فوقه ليس الا الاستهلاك والاضمحلال وفوق كل ذي علم عليم ٥ هنيئا لارباب النعيم
نعيمها • وللعاشق المسكين ما يتجرع • وتفاضل شتى بين اقدام اولياء الله باعتبار طي هذه المراتب فهو على
تفاوت الاستعداد والقابليات والواصلون الى الاسم قليلون من الاولياء فان اكثرهم واصلون الى
ظل من ظلال ذلك الاسم بعد ان عرجوا من المراتب الامكانية باسرها بطريق السلوك والسير التفصيلي
وقد توهم الوصول الى ذلك الاسم في طريق الجذبة الصرفة ايضا لكنه غير معتبر ولا يعتد به والذين عرجوا من
ذلك الاسم وقطعوا مراتبه المتفاوتة قلت او كثرت فهؤلاء اقل قليل منهم فحقيقة الشيء كما يطلق على التعين
الوجوبي كذلك يطلق على التعين الامكاني اذا القيت هذه المقدمات في روعك فاعلم ان محمدا صلى الله عليه وسلم
في كونه كانه الانام مركب من عالم الخلق وعالم الامر ورب عالم خلقه شان العليم ورب عالم امره ومبدئه فالحقيقة
المحمدية عبارة عن شان العليم والحقيقة الاحمدية كناية عن مبدئه وهي حقيقة الكعبة فنبوته صلى الله عليه وسلم
قبل خلق آدم عليه السلام باعتبار الحقيقة الاحمدية قال النبي صلى الله عليه وسلم كنت نبيا وآدم بين الماء
والطين ونبوته بعد النشأة العنصرية ليس باعتبار الحقيقة المحمدية بل باعتبار الحقيقتين فربهما الشان ومبدئه ولذا تم
وكمل باعتبار السابق لان في الاول دعوته مخصوص لعالم الامر وتربيته مقصور بالروحانيات وفي الثاني
شامل للخلق والامر وتربيته مشتمل بالاجساد والارواح غاية ما في الباب ان النشأة العنصري غالب فيه
على النشأة الملكي لمناسبة الافادة والاستفادة قال الله تعالى قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي فبعد ارتحاله
صلى الله عليه وسلم غلب عليه جانب الروحانية وانتقص المناسبة البشرية فبعد مرور الف سنة غلبة الروحانية
لون جانب البشرية بلونه وانصبغ عالم الخلق بعالم الامر فعرج الحقيقة المحمدية والتحق بالحقيقة الاحمدية والمراد
منها في هذا المقام التعين الامكاني للخلق والامر له صلى الله عليه وآله وسلم لا التعين الوجوبي الذي التعين
الامكاني ظل له لان عروج التعين الوجوبي لا معنى له ولا يعقل اتحاد التعين الامكاني بالتعين الوجودي فظهر
من هذا التحقيق ان حقيقة الكعبة بعينها الحقيقة الاحمدية والحقيقة المحمدية ظل لها فتكون مسجودة للحقيقة المحمدية فاتضح
ما افاد في رسالة المبدء والمعاد انتهى ملخصا فما قال البرزنجي انه ليس فيه نفي فضيلة الكعبة على الصورة المحمدية
كله هذيان او محمول على عدم فهم المعنى المراد والله الهادي الى الطريق السداد **قال** لا يقال ان حاصل الجواب
ان مبدء عالم امره متبوع لعالم خلقه فلا تفضيل للكعبة لانا نقول صورة الكعبة هي التي يطوف بها الطائفون
بمقتضى الامر وهي ليست صورة روح النبي صلى الله عليه وآله وسلم والمسجود نحوها هي الكعبة لا روح النبي
صلى الله عليه وسلم فكون مبدء روحه متبوعا لمبدء جسده لا دخل له في الجواب **اقول** كله هذيان فانه لا بحث
في تفضيل الكعبة بل البحث في حقيقة الكعبة وصورة الكعبة التي تطوف بها الطائفون بمقتضى الامر ان لم تكن

روح النبي صلى الله عليه وسلم فلا باس بها بل صورة الكعبة ليست صورة روح النبي صلى الله عليه وآله وسلم في الحقيقة والبشر المسجود اليها الكانت الكعبة لا روح النبي صلى الله عليه وسلم فلا حرج فيها وما قال باحثه بهذا القول لا كون مسجوده روحه متبوعا لمسجوده جسده كما لا دخل له في الجواب لا دخل له في الدخل بل لا معنى له فانه ما قال باحثه ان مسجود روحه متبوع لمسجود جسده فهذا التقرير مضحكة الثكلى **قال** ثم قال سوال ان قيل الكعبة تطوف باولياء الله تعالى من هذه الامة وتلتمس بركاتهم فاذا كانت حقيقتها فوق الحقيقة المحمدية فما وجه جواز هذا المعنى فاجاب بان الحقيقة المحمدية نهاية مقامات نزول محمد من اوج التنزيه والتقديس وحقيقة الكعبة نهاية عروج الكعبة فالدرجة الاولى لعروج الحقيقة المحمدية الى التنزيه والتقديس هي حقيقة الكعبة ونهاية عروجاتها لا يطلع عليها غير الحق سبحانه تعالى ولما كان لكمل اولياء امته نصيب تام من عروجاته لم يبعد ان تلتمس الكعبة من بركات هولاء الاكابر لا تضح الجواب من العبارة الاخرى في الرسالة وهي كما ان صورة الكعبة مسجودة لصورة الاشياء كذلك حقيقتها مسجودة لحقائق الاشياء لما علم من ان الحقيقة الكعبة متبوعة للحقائق انتهى الغرض منه وهذا صريح من ان المراد بصورة الكعبة صورة البيت الحرام المبني بالطين والحجر وليس دليل على ان حقيقتها ليست الحقيقة الاحمدية بعينها لان صورة الاحمدية عبارة عن عالم الامر من محمد صلى الله عليه وسلم عنده والطواف بالبيت الحرام لا بروح النبي صلى الله عليه وآله وسلم وكذا روحه ليس هو الطائف لكمل الاولياء لالتماس بركاتهم بل الاولياء يلتمسون من بركاته صلى الله عليه وسلم بل الانبياء كلهم من رسل الله يلتمسون غرفا من اليم فلم يحصل من هذا الكلام الجواب عن السوال اذ ليس فيه نفي تفضيل صورة الكعبة على صورة محمد صلى الله عليه وسلم ولا نفي تفضيل حقيقتها على حقيقته بل مقتضى كون حقيقتها متبوعة للحقائق تفضيلها صورة ومعنى وقع ذلك في كلامه التهافت والتناقض حيث لا يستقر كلامه على معنى واحد في بيان المراد بالحقيقة ولا بالصورة فتارة يقول حقيقة الكعبة اسم الله وتارة يقول الحقيقة الاحمدية وتارة يقول فوق الحقائق وتارة يقول اعلى عروجاتها او في عروجات الحقيقة المحمدية وتارة يقول ما يلزم منه ان صورة الكعبة هي هذه وتارة يقول شيء في لون الحقائق الامرية واعجوبة يعجز العقل عن تشخيصها وكل هذا يدل على انه ليس على بصيرة في امره **اقول** كله لغو لا طائل تحته فان البرزنجي قد ترك العبارة التي افادها المجدد التي تدفع الايرادات كما تركوا وانتم سكارى من قوله لا تقربوا الصلوة فانه افاد في حل العبارة ان حقائق الاشياء عبارة عن الاسماء الالهية جل سلطانه وهي مبادي فيوض وجودهم وتوابعه وحقيقة الكعبة فوقها فتكون حقيقة الكعبة متبوعة لحقائق الاشياء نعم ان سائر كمل الاولياء فوق حقيقة الكعبة فيلتمس الكعبة من بركاتهم انتهى فحل منه الاشكال الذي قد ذكر وليس فيه اشارة فضلا عن صراحة بان المراد من صورة الكعبة صورة البيت الحرام المبني بالطين والحجر وليس فيه دليل على ان حقيقتها ليست الحقيقة المحمدية فالدليل الذي ذكر من

فسبيل البديهيان فلا يلتفت بامثاله ورده وما ادعى من المنافاة بين مراد الحقيقة والصورة فعجيب جدا فانه
ان قال احد ان زيدا انسان وعمرا انسان والحجر انسان والانسان يكون كاتبا والانسان يكون ضاحكا
فالقول بالمنافاة يكون مضحكة البتة فان حقيقة الكعبة هي الحقيقة المحمدية وهي الحقيقة الاحمدية وهي ذات الله تعالى
وهي فوق الحقائق وعروجاتها لا متناهي فانها يعجز العقل من تشخيصها وما نقل ان اعلى عروجاتها انتهى عروجات
الحقيقة المحمدية وان صورة الكعبة هي هذه فهو افتراء عليه ع زيادة القول بحكى النقص في النقل، قال ثم
ان تصريحه بان حقيقة الكعبة هي لم يشتمل بعروجها وان كمل الانبياء والاولياء يقع لهم العروج فوق حقائقهم ودليل
على ان الحقيقة المحمدية افضل ودل على ان حقيقة الكعبة ليست هي الاحمدية بعينها ولا صورة الكعبة صورتها والا لم
عروجها فوق حقيقتها كما صح للانبياء اقول هذا الفهم مبني على فهمه فانه عروج حقيقة الكعبة والانبياء والاولياء
لا يستلزم ان الحقيقة المحمدية افضل ولا ان حقيقة الكعبة ليست هي الحقيقة الاحمدية بعينها ولا صورة الكعبة
صورتها بل لا يحصل لقوله ولا صورة الكعبة بصورتها وما قال والا لم يصح عروجها فوق حقيقتها لعدم اطلاعه على التحقيق
انه قدم سابقا انه تفاضل شتى بين اقدام اهل الله باعتبار المراتب فلا باس ان سار كمل الاولياء
فوق حقيقة الكعبة فيلتمس الكعبة من بركاتهم فتامل فان فوق حقيقة الكعبة الربانية الصفات الحقيقية
وفوقها الشيون الذاتية وفوقها الذات البحت فان وقع العروج على حقيقة الكعبة فكيف يعد التماس الكعبة
من بركاتهم قال ثم رأينا في الجزء الاول من مكتوبات والده الاوسط قد ذكر عن ابيه انه اثبت التعين
(المعروف بعروة الوثقى خواجه محمد معصوم قدس سره)
الحبي فوق التعين الوجودي في بعض مكاتيبه ومنع الترقي عنه ونقل عنه انه اراد بالتعين الحبي التعين الاول الذي
ليس فوقه الا اللاتعين وانه لا قدم لاحد في اللاتعين وعده من المحالات الترقي عنه ثم نقل عنه انه قال بعد
ما عرج به الى حيث قيل سلطان ليس في الدار وانه ظهر له ان هذا المقام مقام حقيقة الكعبة الربانية عرج الى
ما وراءه حتى وصل الى مقام الصفات الحقيقية الزائدة على الذات وهو فوق مقام الصور العلمية للصفات و
وراء صور الصفات الكائنة في مرتبة التعين الوجودي والتعين الحبي ثم عرج الى اصول تلك الصفات
التي هي الشيون الذاتية ثم منها الى الذات البحت المجرد من النسب والاعتبارات انتهى فاثبت بعد
مقام حقيقة الكعبة مقام الصفات الحقيقية ثم مقام اصولها ثم الذات البحت وجعل التعين الحبي المراد به التعين
الاول دون مقام حقيقة الكعبة مع انه منع الترقي عنه كما مر واجاب ولده المذكور عن هذا التناقض بان الترقي
الممنوع الوصول القدمي والمثبت الوصول النظري انتهى ولا يخفى انه لا يحصل منه جواب لانه مصرح
بان التعين الحبي ليس فوقه الا اللاتعين فكيف يصح ان يكون فوقها تعينات الصفات الحقيقية ثم تعينات اصولها
وكل تعين فهو دون اللاتعين وكيف يصح الوصول الشهودي ولا شهود للاتعين مستحيل ولا تعين

حيث لا تعين فلا وصول شهودياً فهذا ان اراد بقوله النظر الشهودي وان اراد نظر العقل فهو بمعزل عن ذلك
وان تكن حقيقة الكعبة التي فوق التعين الحبي هي اللاتعين وفوق تعينات اصولها وفوقها الذات البحت لم
يصح ان تكون فوق التعين الحبي الذي هو التعين الاول **اقول** كله لغو لا طائل تحته فاحسن بالكلام كلام صحيح
من لسان فصيح في وجه صبيح **فاعلم** ان المراد بالتعين الحبي الحقيقة المحمدية والعروج فوقها لا يمكن الا ان يراد
بالحقيقة ظلها وهي عبارة عن اجمال حضرة العلم ح يشتبه الظل بالاصل ولما تخلص عن الظل فالترقي يكون محالا
لان فوقه الوجوب كما هو مفصل في المكتوب المائة والثانية والعشرين من المجلد الثالث فظل التعين الحبي يكون
فوقه تعينات الصفات الحقيقية والتعين الحبي نفسه ليس فوقه الا اللاتعين لا يمكن العروج اليه الا بالوصول النظري
لا القدمي والمراد بالنظري الشهودي وبالتعين القدمي لا الشهودي فارتفع المنافات وما قال بعده لغو لا طائل
تحته فانها ان تكن حقيقة الكعبة التي فوق التعين الحبي هي اللاتعين وفوق تعينات اصولها وفوقها الذات البحت
فلم لا يصح ان يكون فوق التعين الذي هو التعين الاول قال عروة الوثقى رح فان قيل الحب فرع الوجود اذ الحب
بدون الوجود لا يتصور فكيف يكون الحب اصلا للوجود قلنا قد سبق ان الحق جل سلطانه موجود بنفسه وصفاته الثمانية
تعالت موجودة بذات الحق ولا مدخل للوجود ولا للوجوب ثمة بل الوجود والوجوب من الاعتبارات المتنزلة
عن تلك الحضرة فاول اعتبار ظهر لايجاد العالم الحب ثم الوجود الذي هو مقدمة الايجاد ولان لتلك المرتبة
المقدسة بدون هذين الاعتبارين غناء ذاتيا عن ايجاد العالم ان الله لغني عن العالمين وان شئت
تفصيل الكلام في هذا المقام وتحقيق المرام على التمام وان تعرف حقيقة مقام الخلة والحب والوجود فعليك
بكلام الامام غوث الانام شيخنا وقبلتنا جزاه الله سبحانه عنا خير الجزاء واعلم ان التعين العلمي الجملي المذكور
سابقا هو الذي يسميه الشيخ واتباعه قدس اسرارهم بالوحدة والتعين الاول والحقيقة المحمدية ويقولون انه اوسع
التعينات وهو مشهود الكل وهو التجلي الذاتي وله مقام التوحيد الاعلى ومبدأه هو منشأ الاعتبارات ومنبع النسب
والاضافات الظاهرة في الوجود والباطنة في حرمة التعقلات والاذهان والمعقول فيه انه وجود مطلق
واحد واجب ويقولون اطلاق اسم الذات على الحق تعالى لا يصدق الا باعتبار هذا التعين وورائه
مرتبة اللاتعين والوجود المطلق فاقول ليت شعري كيف حكموا بكون صفة من صفاته تعينا للذات المعراة
عن النسب والاضافات بل الاظهر ان يقال ان هذا التعين تعين صفة العلم وظهورها في مرتبة الذات
والصفة في الحقيقة غير الموصوف ولا ينبغي ان يقال انه تعين الذات بهذه الصفة لان الذات لا تعين
بالصفة وارباب المعقول قالوا في علم الشيء بالوجه ان المعلوم هو الوجه فبالنسبة الى ذات الشيء تحقق الجهل
وقد تحقق بما تقرر ان هذا التعين حصة من حصص الوجود والتي تمتاز وتتعين في تحصيل الوجود لكنها جمع الحصص و

وهو مسبوق بصفة الحيوة والحيوة مسبوق بمرتبتي الوجود الاجمالي والتفصيلي والوجود مسبوق بالخلة والخلة مسبوقة بالحب والحب تعين اول واعتباره اسبق فالتعين العلمي الجملي متنزل عن التعين الاول بستة مراتب وعما فوقه بسبع مراتب ومما ينبغي ان تعلم ان ليس معنى التعين عندنا ان الحق عز وجل تنزل فصار حبا ادوجودا بل معنى التعين الصدور لانه اليق بالتنزيه والانسب بلسان الانبياء على جميعهم عموما وعلى خاتمهم خصوصا الصلوة والتسليمات والتحيات والبركات **قال** ثم قال ولده ويفهم من بعض عباراته ان حقيقة الكعبة فوق اعتبار الشيون والصفات ويفهم مما سبق من انه عرج من مقام حقيقة الكعبة الى الصفات الزائدة ثم الى اصولها ثم الى الذات خلاف ذلك فاجاب عن هذا التناقض بان المراد من الصفات والشيون التي تكون حقيقة الكعبة فوقها هي الصور العلمية للصفات في مرتبة التعين العلمي التي هي دون حقيقة الكعبة فلا ينافي ان يكون فوقها الصفات الحقيقية ثم قال لاح من هذا البيان السابق ان حقيقة الكعبة الربانية فوق الحقيقة المحمدية لان الحقيقة المحمدية ثابتة من مراتب التعينات وحقيقة الكعبة فوق مراتب التعينات انتهى وهذا جواب تناقض آخر لانه اجاب عن التناقض الاول بان حقيقة الكعبة فوقها تعينات الصفات الحقيقية وفوقها تعينات اصولها ودونها الصور العلمية وههنا قال حقيقة الكعبة فوق مراتب التعينات ثم انه لا جواب فيه عن التناقض الاول من قوله ليس فوق التعين الحبي الا لاتعين وقوله ان حقيقة الكعبة فوق التعين الحبي **اقول** هذا مبني على عدم فهم المعنى المراد لان الصفات التي حقيقة الكعبة فوقها الصور العلمية للصفات التي هي في مرتبة التعين العلمي فان في اصطلاح القوم مقام الصفات والشيون عبارة عن الصور العلمية التفصيلية كما انهم يقولون ان اجمال هذا المرتبة هي مرتبة الذات وتجليها تجلي الذات وايضا المراد من الصفات تفصيل مرتبة التعين الوجودي والواجب تعالى موجود بذاته لا بالوجود وكذا الصفات الثمانية موجودة بذاته لا بالوجود بل ليس للوجوب ايضا في هذا المقام دخل بالان للوجود والوجوب اعتبارات وذاته تعالى غني عن الاعتبار فيكون الصفات فوق حقيقة الكعبة فلا تناقض وحقيقة الكعبة هي التعين الحبي كما مر فارتفع الاشتباه بحذافيره واذا القيت جلباب الحياء فعل ما شئت **قال** ثم قال ولده فان قيل انه قال في بعض مكاتيبه ان حقيقة الكعبة عبارة عن كنه ذات الحق الذي سلب عنه الكيف ولم يجد غبار الظلية والظهور اليه سبيلا المستحق للمسجودية والمعبودية ويلزم منه تفوق حقيقة الكعبة على الصفات الحقيقية مطلقا وهو خلاف ما سبق من ان فوقها ليس الا على الصورة العلمية للصفات قلنا اولا من المقرر عند القوم ان مرتبة اطلاق الذات فوق مراتب التعينات فلهذا عبر عنها بالذات المسلوب عنها الكيف انتهى وانت تعلم ان هذا انما هو توجيه لاطلاق الذات المسلوب عنها الكيف على حقيقة الكعبة لكونها فوق مراتب التعينات عنده واما التناقض بين كونها دون الصفات الحقيقية واصولها وبين كونها فوق

جميع التعينات فهو باق على ان المناسب انما هو توجيه اطلاق الكعبة على الذات لا بالعكس لانه قال الكعبة عبارة عن حق
واجب الوجود ولم يقل الذات عبارة عن حقيقة الكعبة مع انه مناقض لقوله فيما مر ان حقائق الاشياء اسماء
الله تعالى لان الذات المطلق غيره باعتبار اسم من الاسماء **اقول** لا تناقض بين كونها دون الصفات
الحقيقية واصولها وبين كونها فوق جميع التعينات لان الصفات الحقيقية موجودة بالذات البحت كما مر فتكون
حقيقة الكعبة فوق جميع التعينات ودون الصفات الحقيقية فان حقيقة الكعبة برزخ بين حقائق المخلوقات
وحقيقة الواجب تعالى جل سلطانه وهي مرتبة احدية الذات تعالى فان الكعبة مسجودة اليها للخلائق فلا بد ان
تكون حقيقتها ممتازة عن سائر حقائق الخلائق لان المسجود ذاته تعالى فلا بد للكعبة ان تكون ناشئة عن المرتبة
المقدسة فحقيقة الكعبة وان كانت ذات الله تعالى لكن اعتبار المسجودية التي من الصفات الاضافية الملحوظة فيها فلا
جرم ان تتنزل عن الذات البحت فتكون الصفات الحقيقية فوق حقيقة الكعبة واطلاق الذات على الحقيقة وعلى
العكس سيان لا غبار عليه وتقرير التناقض بان حقائق الاشياء اسماء الله تعالى لا طائل تحته هذا اظهر من الشمس وابين
من الامس **قال** قال وثانيا يحتمل انه سمى تلك الحقيقة ذاتا لا بلا كيف مجازا باعتبار ملابسة تكون بين البيت
وصاحب البيت اذ هو المسجود بالحقيقة والبيت واسطة انتهى وفيه انه سمى الذات حقيقة الكعبة لا بالعكس وقد مر انفا
ما فيه ثم هذا ان صح هذا المجاز فانما هو توجيه للاطلاق ولا دفع للتناقض فيه على انه لا قرينة على هذا المجاز
او ذات الواجب المسلوب عنه الكيف المنعوت بان غبار الظلمة والظهور لم يجد اليه سبيلا لا ملابسة منه وبين
البيت فان الملابسة انما هو للتعين المتجلي في البيت بوجه لائق مجامع للتنزيه وما لا سبيل للظهور اليه لا ظهور
له في البيت واي سامع من المؤمنين يفهم ذات الواجب المسلوب عنها الكيف الذي لا سبيل للظهور اليه من
اطلاق لفظ حقيقة الكعبة او بالعكس اذ من المعلوم بالضرورة ان الكعبة اذا اطلقت لا يفهم منها المؤمنون الا البيت
الحرام لا رب البيت الحرام ثم كيف يناسب هذا التاويل قوله المار انه قيل له السلطان ليس في الدار فاذا كانت
حقيقة الكعبة نفس السلطان وذاته كيف يقال ليس السلطان في البيت نسال الله تعالى العافية **اقول** هذا
باطل وان الباطل كان زهوقا **اما اولا** فبان اطلاق الذات وعلى العكس سيان **واما ثانيا** فبان
الاعتراض المذكور في المكتوب بنا به على قوله ذات بيچون فتوجيه الجواب الثاني ان اطلاق حقيقة الكعبة عليه
مجاز بالملابسة فبالحقيقة اطلاق الحقيقة على الذات باعتبار المسجودية فلا تكون فوق الصفات الحقيقية والحقيقة
القرانية **واما ثالثا** فبانه بين وجه الملابسة ان المسجود في الحقيقة ذات الواحد والبيت واسطة وهو معتبر في
حقيقة الكعبة وهذا القدر من الملابسة يكفي **واما رابعا** فبان حقيقة الكعبة ليست نفس السلطان وذاته بل باعتبار
المسجودية فيصح الجواب بان السلطان ليس في الدار لان البيت واسطة كما مر في نتيجة العلوم قوله لم يزل

داعي الوصال ينادي في سري احبب السلطان فانه يدعوك كني بالسلطان عن الحضرة الالهية العظيمة الشان
ومراده انه ما سلك في طريق الله تعالى الا ابتغاء حصول المطلب له من جهة الله تعالى باشارات كان يجدها في نفسه
وهذا نظير قول بعض العارفين من قصيدة له ؎ والله ما طلبوا الوقوف ببابه ❊ حتى دعوا واتاهم المفتاح ❊
قوله فطار طير همتي الى باب القدس فوصلت الى سرادق حال تقبيل يد السلطان ليس في البيت مراده
حكاية حاله في كيفية سلوكه في طريق المعرفة الالهية والسلطان كني به عن الحق تعالى من حيث ظهوره بالجلال و
الهيبة كما ذكرنا وقوله السلطان ليس في البيت اي ليس هو في شيء من الاكوان اصلا وجملة الاكوان خالية
منه فجملة الاكوان بيته وهي ملكه نافذ فيها امره ونهيه وقد ورد في الكعبة انها بيت الله فيجوز في حقه اطلاق البيت
باعتبار ظهوره في الاكوان وهي خالية عنه قائمة به متعلقة به وهو لازم لها بالقيومية وهي ليست لازمة له لاستغنائه
عنها انتهى قال قال وثالثا يحتمل ان يكون المراد بالذات بلا كيف الذات المقيدة باعتبار المعبودية والمسجودية
ونحو ذلك لا مطلق الذات المعراة عن النسب والاعتبارات انتهى وفيه ان الذات بلا كيف بمعنى الذات المطلق ضد
الذات المقيد بشيء من القيود فهو من باب ارادة الشيء من ضده بل من نقيضه وتعرض تمامه انما يصح الاطلاق
ولا يدفع التناقض على انه صرح في المبدأ والمعاد بان حقيقة الكعبة فوق جميع مراتب التعينات وليس في ذلك
الموطن شيون واعتبارات فتاويل الذات التي هي عبارة عنها بما يقيدها من القيود والاعتبارات مناقض
للوجه المصحح للاطلاق وبعد ذلك كله فهذه العبارات كلها مخالفة بحكمة لصراح الشرع القويم اذ لا معنى لجعل الكعبة صورة
ذات الله ولا لاطلاق الكعبة على ذات الله وفرق بين المسجودين فان الذات مسجود له والكعبة مسجود اليها وكل
هذه اباطيل اقول هذا مبني على عدم فهم معنى الكلام فان للصفات الحقيقية والشيونات التي هي كاصولها
تفوق على سائر الاعتبارات والذات مع الصفات الحقيقية والشيونات كالمطلق والذات مع الاعتبار مقيد
فيلحظ فيه الاعتبار كما في علم الشيء بوجه في علم المعقول فالمعلوم هنا ذلك الوجه فافترقا ولا تناقض اصلا واما
الاستشهاد بما افاده في رسالة المبدء والمعاد فجوابه ان الشيون لو خلصت كانها اصول للصفات فلا
تمايز اصلا ويكون الذات مع الصفات الحقيقية والشيون واحدة فوق حقيقة الكعبة وما قيل انه مخالف للشرع
فهو والقول بانه جعل الكعبة صورة الذات واطلق الكعبة على الذات افتراء بلا امتراء والفرق بين المسجودين
خارج عن البحث لا طائل تحته فاظهر الحق في كمال الوضوح والعيان ورد على تلبيسات اهل العدوان فانشط
به كل ماهر وكامل وقصم ظهر كل مكابر مجادل اللهم هل البرزنجي لم يستعد لمطالعة كتب التصوف والحديث
والآثار فتفوه بما تفوه من الجحود والانكار فان كان نجا فقد صادفت الاعصار والله العاصم من زلل
الاقدام وعثار الافكار ؎ ليس في هذا الكلام شيء ❊ يقتضي التكذيب والبهتان ▪ ولا ما خالف العقل

والنقل * كما اوضحت لك بالبيان * وعلى ما ادعاه نتيجة البحث * ويأتي بالدليل والبرهان * بخلاف
الشانيء عنه ولكن * وليس يخلو من حاسد انسان * المقالة الثانية فيما بناه [البرزنجي] على المقدمة الثانية
قال وينبني على المقدمة الثانية بطلان دعواه سقوط وساطة النبي صلى الله عليه وسلم فقد قال
في المكتوب الثامن والثمانين من المجلد الثالث من مكتوباته ان امة كل نبي انما يصلون الى الله
بوسيلته ووسائط وفيه حائل بينه وبين الله الا فرد من افراد هذه الامة يعني نفسه فان نصيبه من الله تعالى
بالاصالة من الذات العلية اقول اما اولا فبانه ليس في المكتوب المذكور الا فرد من افراد هذه الامة فان
هذا الا افتراء عبارة المكتوب بهذا مگر آنکه فردے از افراد است را بالاصالت از حضرت تعالی نصیب بود تعریب [ان]
الفرد من افراد الامة نصيبه بالاصالة من الله تعالى فما نقل من افراد هذه الامة افتراء بلا امتراء بتغيير وخلاف
فحواه وبنأ الاعتراض عليه بناء الفاسد على الفاسد واما ثانيا فبانه افاد العلامة الدمشقي في نتيجة العلوم بيانه ان ذلك
الفرد والواحد هو مظهر الاسم الالهي الفرد وهو الحقيقة المحمدية التي خلق الله تعالى منها كل مخلوق كما ورد في الحديث
الطويل على ما صرح به العلماء فان نصيبه اي ذلك الفرد من الله تعالى بالاصالة لا بواسطة احد كما قال صلى الله
عليه وسلم لي وقت مع الله لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل اي لا يسعني في ذلك الوقت الذي لي مع الله
تعالى جبرئيل ولا انا من حيث اني نبي مرسل كما اشار الى هذا المعنى ابن كمال باشا في رسالته في الروح فهو
صلى الله عليه وسلم من حيث انه نبي مرسل له رتبة ومن حيث انه في مقام الفردية من تجلي الاسم الفرد له
رتبة اخرى اعلى من الرتبة الاولى ثم انه صلى الله عليه وسلم من حيث رتبة الفردية المذكورة يظهر في كل
وقت الى يوم القيمة في الصور المختلفة التي هي مخلوقة منه صلى الله عليه وسلم اي من نوره الاصلي الذي
هو اول ما خلقه الله من غير واسطة كما ورد اول ما خلق الله نور نبيك يا جابر ثم خلق الله كذا وكذا الى آخره
ولا يظهر صلى الله عليه وسلم في كل وقت من حيث انه نبي مرسل اعني من هذه الرتبة فاذا ظهر في صورة
انسان وعرف الانسان نفسه وانكشف له انه مخلوق من ذلك النور المحمدي كان هو ذلك الفرد المحمدي
كما ان تلك الصورة الانسانية التي كان ظاهرا بها صلى الله عليه وسلم في مكة وهاجر بها الى المدينة هي صورة
رتبة النبي المرسل لا يكون مثلها صورة اخرى يظهر بها بعد ذلك الا انها يقال لها بانها في مقام الفردية
وهو الفرد والمستمد من الله تعالى بلا واسطة ولا بد من ادراك معنى هذا الكلام ولا اظن انك تجد معنى ذلك ابدا
ولا تقدر ان تدركه كشفا الا بمعونة الله تعالى فان جميع المحسوسات والمعقولات مراتب علمية لا غير في حضرة
الوجود الواحد الحق والوجود الواحد الحق ظاهر بها كلها على السواء ولكن من ظهر بها على التمام في مرتبة علم
الالهي ليس كمن لم يظهر بها كذلك قال الله تعالى قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون

انما يتذكر اولوا الالباب والمنتسب الى السلطان مثل من حيث ما هو عليه في نفسه مثل المنتسب الى الكناس او الوقاد ولا تختلف الصورة ولا الهيئة ولكن من حيث ما في النفس كل واحد منهما من قوة الحال باعتبار شرف ما انتسب اليه ليسا سواء وكذلك من عرف ان نفسه وصورته منتسبة الى الحقيقة المحمدية الفردية الناشي هو عنها وليس له استقلال لخروجه عنها ليس مثل غيره الذي لا يعرف الا نفسه وهو مستقل بنفسه في الظهور انما يتذكر اولوا الالباب ويشير الى مقام الفردية العام في جميع الامة الخاص به صلى الله عليه وآله وسلم كما ذكرنا قوله صلى الله عليه وسلم في الحديث الصحيح الذي رواه مسلم وغيره عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما عنه عليه الصلاة والسلام اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فانه من صلى علي صلاة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي الا لعبد من عباد الله وارجو ان اكون انا هو فمن سال لي الوسيلة حلت له الشفاعة فان تلك المنزلة التي في الجنة المسماة بالوسيلة هي رتبة الفردية التي اشار اليها العارف البرندي رضي الله عنه وقدس سره وهي حاصلة لرتبة النبي المرسل محمد صلى الله عليه وسلم في حياته وهو صلى الله عليه وسلم يعلم انها تنتقل بعد موته صلى الله عليه وسلم الى افراد امته الذين هم رتب ظهوراته الى يوم القيمة فقال صلى الله عليه وسلم وارجو ان اكون انا هو اي برجوع صاحب رتبة النبوة والرسالة وهو العبد النبي المرسل محمد صلى الله عليه وسلم ان يكون ذلك العبد لعلمه صلى الله عليه وسلم انها من مراتب العباد الذين تغلب عليهم صفة العبودية في الكمال العرفاني والتحقيق الرباني دون غيرهم فمن غلبت عليهم حيوانيتهم وضعف فيهم الانسانية من الغافلين الجاهلين بانفسهم وبكيفية خلق الله تعالى الاشياء من جميع الامة ما عدا اهل هذه الطريقة والله اعلم بحقائق الاحوال وقوله ان ذلك الفرد ليس تبعه اي ما هو بتابع المرتبة النبي المرسل الذي هو محمد صلى الله عليه وسلم من حيث رتبة نبوته ورسالته التي لا تسع في ذلك الوقت الذي اخبر الله تعالى كما ورد في الحديث السابق فان رتبة الفردية لا يكون معها شئ غيرها اصلا بل هي قائمة بمحض كرم الله تعالى وليس ذلك الفرد غير الحقيقة المحمدية الظاهرة في تلك الصورة الكونية المخلوقة منها ولا بد لك من المرتبة الالهية حتى تعرف هذا الكلام وتكشف عن معناه الذي عند اهله فذلك اذا تحول ادراكك الاول للمحسوسات والمعقولات فلم تشهدها مغايرة للنور الاصلي الايجادي الرتبة الامكانية والله على كل شئ قدير من جاهد فانما يجاهد لنفسه لمعرفة نفسه وانتفاعها ان الله لغني عن العالمين فهو غني عن كل رتبة ظهر بها من كل من يسمى شيئا لان كل شئ هالك اي فان مضمحل الا وجهه اي الا ذاته كما لا يخفى واما ثالثا فبان السالك اذا فرغ من السير الى الله وشرع في السير في الله بمتابعة النبي صلى الله عليه وسلم ورسالته فاذا جذبه الله تعالى اليه بكمال فضله وكرمه ارتفع الوسائط كلها بينه تعالى وبين هذا المجذوب السالك حتى سمعه وبصره ورجله وجميع القوى وهي وسائط

وآلات ظاهرة ومع هذا يرفع الله تعالى منه هذه القوى الظاهرة فاذا وصل العارف الى هذه المعرفة يأخذ العلم من الله تعالى بلا واسطة وهو العلم اللدني كما كان للخضر ونصيب لبعض العارف بانه قال تعالى وعلمناه من لدنا علما ويقال لهذه المرتبة في اصطلاحاتهم قرب النوافل كما دل عليه ما اخرجه البخاري عن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الله تعالى ولا يزال عبدي المؤمن يتقرب الي بالنوافل حتى احببته فاذا احببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها الحديث وقوله عليه الصلوة والسلام لي مع الله وقت لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل فمن وصل الى هذه المرتبة بجذبه تعالى اليه وبفضله يأخذ المعارف والاسرار بلا واسطة من الله تعالى ولا يلزم الكفر لقوله اخذت العلم من الله تعالى بلا واسطة فمن ينكر هذه المرتبة فهو ينكر الحديث الصحيح وقال مولانا عبد الرحمن الجامي قدس سره في خطبة شرح الفصوص اما بعد فاعلم ان الحكم الفائضة من الحق سبحانه على قلوب كمل عباده وخلص عبيده على انواع منها ما يفيض عليهم بواسطة الملائكة المقربين بالفاظ وعبارات محفوظة من التغيير والتبديل مرادة تلاوتها وهو القرآن المنزل على نبينا صلى الله عليه وسلم بواسطة الروح الامين ومنها ما يفيض عليهم بواسطة او غير واسطة معاني صرفة او معبرة بعبارات غير متلوة ومن هذا القبيل الاحاديث القدسية فهي اما مما افاضت عليهم معاني صرفة لكنه كساها كسوة عباراته الخاصة او بعبارات مخصوصة غير مراد ضبطها وتلاوتها وهذا النوع ليس مخصوصا بالانبياء بل يعم الاولياء وصالحي المؤمنين ومنها ما يفيض من بعض الكمل على بعض انتهى ونقصوا من كلام الشيخ المجدد رح لفظ تبعيته بعد قوله من الذات العلية فيصير الكلام معها هكذا فان نصيبه من الله تعالى بالاصالة من الذات العلية بالتبعية اي تبعية النبي صلعم توضيحا لا تحريفا فافهم هذا الكلام فانه اسرع من الغيث واقطع من السيف

قال وقال ان المطلوب من الدعوة هو المحبوب يعني النبي صم والباقون مطلوبون بتبعيته وطفيله الا افراد من افراد امته فانه ليس بتبعيته بل بمحض كرم الله تعالى فهذا اقرار بخروجه عن متابعة النبي صم واصالته فيما له من الله تعالى وليس هو طفيليا له صم بخلاف غيره اقول هذا النقل ايضا على وزان المعترض لا يطابق المنقول بل هو افتراء فانه غير قول المجدد رح بالزيادة والنقصان فيه وهو في الاصل هكذا التبعية في فرد الامة باعتبار التشريع فان لم يتبع لشريعة النبي صلى الله عليه وسلم لم يصل المطلوب وتبعية الانبياء لنبينا باعتبار ان النبي المتبوع يعني محمدا صم وصوله الى تلك الدرجة العالية اولا وبالذات ووصول الانبياء سواه اليها ثانيا وبالعرض لان المطلوب من الدعوة والضيافة المحبوب ويطلب غيره بطفيله وتبعيته لكن كلهم جالسون على سفرة واحدة في مجلس واحد على تفاوت الدرجات ويستوفون التلذذات والتنعمات عليها وانهم يحصلون المنزلة التي تبقى بعد اكلهم على السفرة ولا يجلسون مع الانبياء على السفرة الا فرد من افراد امتهم وهو مخصوص بجلوس

مجلس الاكابر كما مر ومع ذلك الامة امته والنبي نبي وان وصل ذلك الفرد العلو والعز وهو الدرجة التي يصل بها الرجل بالنبي وقال الله تبارك وتعالى ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين الاية انتهى وقوله الافرد من افراد امتهم مستثنى من قوله وامهم يحيلون الزلة لا من قوله والباقون مطلوبون بتبعيته وبطفيله كما فهم المعترض بسبب تحريفهم عبارة الشيخ وليست هذه العبارة في مكتوبه **قال** فان قلت جعله نفسه من الامة اقرار بالتبعية قلت كلا لجواز ان يريد امة الدعوة وبهذا المعنى جميع الناس في امته حتى الكفار فكونه من الامة محتمل والاستثناء صريح فلا يكون من امة الاجابة بنص دعواه واصرح من ذلك ما قاله في المكتوب السابع والثمانين من المجلد الثالث من ان الله تعالى لم يجعل في حقي من اسباب التربية غير السعادات ولم يجعل العلة الفاعلية في تربيتي غير فضله ومن كمال كرمه واهتمامه بي وغيرته علي لم يجوز في حقي ان يكون لفعل الغير مدخل في تربيتي او ان التوجه فيه الى غيره تعالى اني مربّاه جل شانه ومجتبى كرمه الذي لا يتناهى فهذا اوكد واصرح لفظا في نفيه الواسطة بينه وبين الله تعالى وهو عين دعوى خروجه من اتباع النبي صلى الله عليه وسلم **اقول** هذا هذيان صريح وبهتان قبيح فان كان الكذب ينجي فالصدق انجى

٥ كل العداوة قد ترجى ازالتها الا عداوة من عاداك من حسد
نعوذ بالله من هذا البهتان ولنعم ما يضرب من سل سيف العداوة على الشيخ من غير بلاد غمد فيه راسه الكان المجذوب من امة الدعوة فهل المعترض من امة الاجابة حاشا فلله در

٥ الصبر محمود في المواطن كلها الا عليك فانه مذموم
والمراد من الغير غير النبي صلى الله عليه وآله وسلم لانه صرح بقوله فان من لم يتبع لشريعة النبي صلى الله عليه وآله وسلم لم يصل الى المطلوب كما صرح في المكتوب الاثنين والعشرين والمائة من المجلد الثالث بما تعريبه ان وصول المطلوب بدون توسطه عليه الصلوة والسلام محال فهو نبي الانبياء والمرسلين ورسالته رحمة للعالمين **قال** قال في آخر المكتوب اني مريد الله ومراده وسلسلة ارادتي متصلة بالله من غير توسط احد يدي نائب مناب يد الله مرة واشارة الى دعوى كونه نبيا بعد الف سنة **اقول** هذا مبني على عدم علم معنى المريد والمراد المصطلح عند المتصوفين قال صاحب بهجة الاسرار في بيان الارادة والمريد والمراد اما الارادة فترك ما عليه العادة وتحقيقها نهوض القلب في طلب الحق وترك ما سواه فاذا ترك العبد العادة التي هي حظوظ الدنيا والآخرة فتجردت ارادته فالارادة مقدمة كل امر يعقبها القصد ثم الفعل فهو بدء طريق كل سالك واسم اول منزلة كل قاصد قال الله عز وجل لنبيه صلى الله عليه وسلم ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه فنهى نبيه صلى الله عليه وسلم عن طردهم وابعادهم وقال في آية اخرى واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة الحيوة الدنيا فامره بالصبر معهم وملازمتهم وتصبير النفس في صحبتهم ووصفهم بانهم يريدون وجهه عز وجل ثم قال ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة الحيوة الدنيا فبان بذلك ان حقيقة الارادة وجه الله عز وجل فحسب دون زينة الدنيا

وزينته للاخرى فاما المريد والمراد فالمريد هو من كان فيه هذه الجملة واتصف بهذه الصفة فهو اذا مقبل على الله
عز وجل وطاعته مولى عن غيره واجابته يسمع من ربه عز وجل فيعمل بما في الكتاب والسنة ويتصمم عما سوى
ذلك ويبصر بنور الله سبحانه فلا يرى الا فعله فيه وفي غيره من سائر الخلائق ويعمى عن غيره فلا يرى فاعلا
على الحقيقة غيره جل وعز بل يرى آلة وسببا مسخرا كما مر اذا استحرا قال النبي صلعم حبك الشيء يعمي ويصم
اي يعميك عن غير محبوبك ويصمك عنه لاشتغالك بمحبوبك فما احب حتى اراد وما اراد حتى تجردت ارادته
حتى قذفت في قلبه جمرة الخشية فاحرقت كل ما هناك قال الله عز وجل ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها و
جعلوا اعزة اهلها اذلة فنومه غلبة الحجة واكله فاقة وكلامه ضرورة تصيح انفه فلا يحبها ابدا الى محبوبها ولذا انها فيصبح
عباد الله ويانس بالخلوة مع الله ويصبر عن معاصي الله ويرضى بقضاء الله ويختار امر الله ويستحيي من نظر الله
ويبذل مجهوده في محاب الله ويعرض ابدا لكل سبب يوصله الى الله ويقنع بالخمول والاختفاء ولا يختار حمد عباد الله
ويتحبب الى ربه عز وجل بكثرة النوافل مخلصا لله عز وجل حتى يصل الى الله سبحانه فيصل في زمرة احباب الله
ومراديه فحينئذ يسمى مراد الله فيحط عنه اثقال سالكي طريق الله سبحانه ويغتسل بمار رحمة الله ورافته ولطفه فيبنى له
بيت في جوار الله فيخلع عليه انواع الخلع وهي المعرفة بالله والانس به والسكون والطمانينة الى الله فينطلق
بحكمة الله واسرار الله بعد الاذن الصريح بل الخبر من الله عز وجل ويلقب بالقاب يتميز بين احباب الله
فيدخل في خواص الله ويسمى باسماء لا يعلمها الا الله ويطلع على اسرار الخفية فلا يبوح بها عنه غير الله
فيسمع من الله ويبصر بالله وينطق ويبطش بقوة الله ويسعى في طاعة الله ويسكن الى الله وينام مع طاعة الله
وذكر الله في كلام الله وحزب الله فيكون من امناء الله وشهدائه واوتاد ارضه ويحسن عبادته وطاعته ومحبته
واخلاصه قال النبي صلى الله عليه وسلم حاكيا عن الله عز وجل لا يزال عبدي المومن يتقرب الي بالنوافل
حتى احبه فاذا احببته كنت سمعه وبصره ولسانه ويده ورجله وفواده فبي يسمع وبي يبصر وبي ينطق وبي
يعقل وبي يبطش فهذا عبد حل عقله بعقل الاكبر وسكنت حركاته الشهوانية بقبضة الحق عز وجل فصار
قلبه خزانة اسرار الله عز وجل فهذا مراد الله عز وجل وان اردت ان تعرفه يا عبد الله المريد المبتدي والمراد
المنتهي المريد الذي نصب بعين التعب والتي في مقاساة المشاق والمراد الذي كفي الامر من غير مشقة
المريد متعب والمراد مرفوق به من ربه فالاغلب في حق القاصدين المبتدئين في سنة الله ما قد تم
وجرى من توفيق الله عز وجل المجاهدات ثم هيا لهم اليه وحط الاثقال عنهم والتخفيف عنهم في كثير من النوافل
وترك الشبهات والاقتصار على القيام بالفرائض والسنن في جميع العبادات وحفظ القلوب ومحافظة
الحدود والمقام والانقطاع عما سوى الحق عز وجل بالقلوب فتكون ظواهرهم مع خلق الله وبواطنهم

وما تجردت ارادته

نح لله عز وجل وما ستنبهم لحكم الله وظهورهم لعلم الله وسنبهم لنصح عباد الله واسرارهم لحفظ ودائع الله فعليهم سلام الله
وتحياته وبركاته ورحمته ما دامت ارضه وسماؤه وقام للعباد بطاعته وحفظ حقه وحدوده المريد تولاه سياسة العلم والمراد
تولاه رعاية الحق لان المريد يسير والمراد يطير فمتى يلحق السائر الطائر وينكشف لك ذلك بموسى ونبينا محمد صلوات الله
عليهما كان موسى مريدا ونبينا مرادا انتهى سير موسى الى جبل طور سيناء وطار نبينا محمد الى العرش واللوح
المسطور فالمريد طالب والمراد مطلوب وعبادة المريد مجاهدة وعبادة المراد موهبة المريد موجود والمراد فان المريد يعمل
للعوض والمراد لا يرى العمل بل يرى التوفيق والمنة المريد بعيد وفي سلوك السبيل والمراد قائم على مجمع كل السبيل
المريد ينظر بنور الله والمراد ينظر بالله عز وجل المريد قائم بامر الله والمراد قائم بفعل الله المريد يخالف هواه والمراد تبرا
من ارادته ومناه المريد يتقرب والمراد يتقرب به المريد يحمي والمراد يدلل وينعم ويغذي ويحمى المريد يحفظ والمراد يحفظ
به المريد في الترقي والمراد قد وصل وبلغ الى الرب الذي هو المرقي ونال عنده كل طريف انتهى لما كان معنى المريد
والمراد هذا فالاستشباه ماذا فان المرادية تقتضي عدم الوساطة قال العلامة الدمشقي في نتيجة العلوم قال سبحانه الرحمن
علم القران خلق الانسان علمه البيان وقال تعالى اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك
الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم وهذا في مطلق الانسان وقال تعالى في حق النبي صلى الله عليه وسلم
وعلمك ما لم تكن تعلم فاشرك تعالى بينه وبين غيره في التعليم فالتعليم كله من الله تعالى وحده والاخذ كله عن الله
تعالى وحده عند من يعرف ومن لا يعرف والعبد الشاكر هو الذي يرى التعليم منه تعالى وحده وكافر النعمة هو ابن غفل
عن ذلك قال ابو يزيد البسطامي قدس الله سره اخذتم علمكم ميتا عن ميت واخذنا علمنا عن الحي الذي لا يموت
انتهى قال ان طريقي سبحاني فان طريقي التنزيه منه دخلت على الذات الاقدس لم التفت باسم
وصفة لكن قول سبحاني مني ليس كقوله من ابي يزيد البسطامي فانه لا مساس لقوله بقولنا فان قوله خرج من
دائرة الانفس وقولنا وراء الآفاق والانفس وقوله تشبيه اكتسى لباس التنزيه وقولنا تنزيه لم يمسه غبار التشبيه
وقوله صدر عن سكر وقولنا صدر من عين الصحو فانظر الى هذا الضال المضل كيف تفوق على اكابر الامة
بدعواه وكيف خرج عن اتباع محمد صلعم بصريح قوله وفحواه وكيف سجل على نفسه اتباع الشيطان وهواه اقول
ان المخاطب خلط الحابل والنابل فهو احرى من لقيته في حقه ع شلت يمينك ان قتلت لمسلما
وجبت عليك عقوبة المتعمد * اعلم ان قول الشيخ رح ان طريقي سبحاني اي منسوب الى السبحان اي
تنزيه الله تعالى والياء فيه للنسبة لا ياء المتكلم فانه قد صرح بنسبة التقابل والتباين بين لفظ سبحاني
الذي صدر من ابي يزيد البسطامي رح وبين لفظ سبحاني الذي في مكتوبه ففي الاول ياء النسبة وفي الثاني
ياء المتكلم وهذا من قبيل تجنيس التلفيف ويظهر من ادنى تامل ان عبارته تدل على ياء النسبة وتجانه قال

سلسلتي سلسلة الرحمانية وانا عبد الرحمن منزل الرحمة الراحمين وطريقي الطريق السبحاني وذهبت من سبيل التنزيه وما اردت من الاسم والصفة الا الذات الاقدس تعالى هذا سبحاني ليس سبحاني الذي قال ابو يزيد البسطامي لانه لا اساس له بهذا السبحاني لانه خرج من دائرة الانفس وهذا ماوراء الانفس والافاق وسبحاني ابي يزيد تشبيه لبس لباس التنزيه وهذا السبحاني تنزيه محض ما وصله غبار التشبيه وذلك سبحاني تفور من منبع السكر وهذا السبحاني ينبع من عين الصحو **قال** في المكتوب الموفي مائة من المجلد الثالث وان كان محمد صلى الله عليه وآله وسلم ليس له شريك في دولة الخاصة ولكن ينبغي ان تعلم انه بعد تخليقه وتكميله بقيت من طينته بقية جعلت خميرة طينتي فجعلوني بتبعيته ووراثته شريك دولة الخاصة وهذا ايضا دعوى النبوة وان نبوته في مرتبة نبوته صلى الله عليه وسلم ودولته في قوة دولته وهذا افحش في افساد الدين واصرح في الحاده وزندقته **اقول** كله مبني على سوء الفهم فلا يخلو عن الخلل فمثله كمثل النخامة لا طير ولا جمل اما تعرف انه ما وقع جعلوني سبب التكلم في مكتوبه وهي محرفة بل في مكتوبه هذه العبارة وان لم يكن احد شريكه في هذه الدولة الخاصة المحمدية لكن هذا القدر يدرك ان من دولته الخاصة له صلى الله عليه وسلم بعد تخليقه وتكميله بقيت لبقية لان من لوازم اهل الكرم ان يبقى بقية في سفرتهم بعد اكلهم وهو نصيب الخدم وتلك البقية اعطيت لاحد اصحاب الدولة من امته صلى الله عليه وآله وسلم وجعلها خميرة طينته فجعل شريك دولته الخاصة عليه وعلى آله وصحبه الصلوة والتسليمات انتهى والمراد بالطينة اما الدولة الخاصة اعني مرتبة الفناء الاتم وهو مختص بالنبي صلى الله عليه وآله وسلم عند الصوفية ويكون لبعض امته بتبعيته ووراثته فيكون متخلقا باخلاقه فلما تم هذا المرتبة يعطي له الوجود الموهبي ويكون مع النبي صلى الله عليه وسلم في الجنة بموجب قوله تعالى ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا ذلك الفضل من الله الآية وحديث المرء مع من احب او الاخلاق الحميدة الاصلية الحقيقية للنبي صلى الله عليه وسلم او المعنى الاصلي قاله المجدد رحمه الله باعتبار جده لان سيدنا عمر رضي الله عنه كان جبلته من بقية طينة النبي عليه الصلوة والسلام والشيخ من اولاده ولا يستلزم المساوات اخرج البخاري في تاريخه وغيره اكرموا عمتكم النخلة فانها خلقت من طينة آدم فكما ان خلقة النخلة التي لا تساوي بني آدم في الفضل والكرامة من طينة سيدنا آدم ع لا يلزم النقص في سيدنا آدم ع فكذا في النبي م وكيف لا تشرف فرد من بني آدم بهذه الفضيلة وهو اشرف من النخلة قال الشيخ محي الدين بن عربي في الباب الثامن من الفتوحات المكية ان الله تعالى لما خلق آدم عليه السلام الذي هو اول جسم انساني تكون وجعله اصلا لجميع الاجسام الانسانية فضلت من خميرة طينته فضلة خلق منها النخلة فهي اخت لآدم عليه السلام وهي عمة لنا وقد سماها الشرع لنا عمة وشبهها

بالروس ولها اسرار عجيبة دون سائر النبات وفضل من الطينة بعد خلق النخلة قدر السمسمة في الخفاء فمد الله
من تلك الفضلة ارضا واسعة الفضا ساوا حبل العرش والماء والكرسي والسموات والارضون وما تحت الثرى
والجنات كلها والنار في هذه الارض كان الجميع فيها كحلقة ملقاة في فلاة من الارض وفيها من العجائب
والغرائب ما لا يقدر قدره ويبهر العقول امره وفي كل نفس يخلق الله فيها عوالم يسبحون الليل والنهار لا يفترون
وفي هذه الارض ظهرت عظمة الله وعظمت عند المشاهد لها قدرته وكثير من المحالات العقلية التي قام الدليل الصحيح
العقلي على احالتها موجود في هذه الارض وهي مسرح عيون العارفين العلماء بالله وفيها يجولون وخلق الله
من جملة عوالمها عالما على صورنا اذا ابصره العارف يشاهد نفسه فيهم وقد اشار الى مثل ذلك ابن عباس
فيما روي في هذه حديث الكعبة بيت واحد من اربعة عشر بيتا وان في كل ارض من السبع الارضين خلقا مثلنا
حتى ان فيهم ابن عباس مثلي وصدقت هذه الرواية عند اهل الكشف قال العلامة الدمشقي في نتيجة العلوم وقوله
هذه الدولة المحمدية الخاصة به صلى الله عليه وسلم وان لم يكن له احد يشركه فيها الا انه بعد تحقيق بدنه
بالصورة الانسانية في احسن تقويم وتكميله بالاخلاق الفاضلة الكريمة بقيت بقية من طينته وهي بضعته الى صلى الله
عليه وسلم فاطمة الزهراء فاعطيت تلك البقية لواحد من امته وذلك الواحد هو ولد فاطمة الحسن بن علي رضي الله
عنهما انتقلت اليه تلك البضعة وهي البقية الطينية المحمدية فكان الامام الحسن رضي الله عنه اشبه الناس برسول الله
صلى الله عليه وسلم كما ورد في الاحاديث وجعلوها اي تلك البقية خميرة طينته اي طينة ذلك الواحد من امته والتخمير
في جعلها للملائكة الموكلين بالارحام فالطينة من علي رضي الله عنه وهي نطفته وخميرتها من فاطمة الزهراء رضي الله
عنها وهي نطفتها فعملت الخميرة من البقية النطفة من اولاده واولاد اولاده واولاد اخيه الحسين رضي الله عنه الى يوم القيمة وسرت
تلك الخميرة في اولاد صلب اولاد احمد شمس الدين في عقد بيعة المشايخ النقشبندية وغيرهم من اصحاب العهود
في صدق الوفاء وتمكين الحب والصفاء والتخمير المذكور من قوله تعالى من قبل ان تمسوهن وقوله مخلقة وغير مخلقة
وذلك في المريدين الآخذين عن المشايخ وجعلوه اي ذلك الواحد شريك دولته الخاصة به صلى الله عليه وسلم
وسبب ذلك ظهوره رتبة فردانيته من تجلي الاسم الفرداني بمظاهر فردية مقام الذي هو مقام الفردية فيظهر من الفرد
في كل زمان ما كان منه صلى الله عليه وسلم من حيث باطن ولايته الخاصة لا من حيث رتبة نبوته ورسالته فان
تلك الرتبة ختمت بنبوته صلى الله عليه وسلم وذلك قوله عليه السلام العلماء ورثة الانبياء يحبهم اهل السماء وتستغفر
لهم الحيتان في البحر اذا ماتوا الى يوم القيمة وقوله عليه السلام العلماء مصابيح الارض وخلفاء الانبياء وورثتي
وورثة الانبياء وقوله عليه السلام العلم ميراثي وميراث الانبياء قبلي الاحاديث الثلاث اخرجها السيوطي في
جامعه الصغير فالعلماء هنا هم ورثة النبي صلى الله عليه وسلم وورثة بقية الانبياء عليهم السلام في مقام فردية

صلى الله عليه وآله وسلم وهي العلم الباطن فالمشاركة انما تضر لو كانت في زمان واحد واما اذا كانت بطريق تجديد
الدولة في صورة باختيار الله تعالى لذلك المقام فخلعها من ذلك النور لذلك النور فلا ضرر ولا ضرار انما يتذكر اولو الالباب
ثم ان الشيخ احمد السرهندي العارف الكامل قدس الله سره اعاد الكلام ليخبر عن نفسه بحصول ذلك المقام فقال
وان كان محمد صلى الله عليه وسلم ليس له شريك في الدولة الخاصة به لكن ينبغي ان يعلم انه بعد تخليقه وتشكيله
صلى الله عليه وآله وسلم بقيت من طينته بقية جعلت خميرة طينتي اي وصلت تلك البقية التي ذكرناها الى طينته اي
نطفته من ابيه او امه قبل الولادة اذ كان له نسب في قريش او بعد الولادة بمصافحة ذي النسب او صدق العهد
من المشايخ وهو المشهور مخلقة وغير مخلقة كما ذكرناه فان المصافحة تلقيح في اهل الاستعداد فتسري الخميرة
في عجين الطينة فتميل العجين كله خميرا انتهى قال في المكتوب الثالث والسبعين ومائة من المجلد الاول
ان كل ما يصح ان يرى او يعلم نفي ذلك بكلمة لا ضرورية فالمطلوب المثبت ما وراء ذلك ويلزم منه ان كل ما
هو مشهود محمد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مستحقا للنفي فان محمدا مع علو شانه كان بشرا والبشر متسمت
الحدوث والامكان ماذا عسى ان يدرك البشر من خالق البشر والممكن من الواجب والحادث من القديم
جلت عظمته وكيف يحيط به لا يحيطون به علما نص قاطع انتهى فانظر الى عبارته لم يجوز للنبي صلى الله عليه وسلم
ان يكون مشهوده الا ما ينفى من الممكنات **اقول** ان هذا القول في الاصل يوافق قول سيدنا ومولانا
الشيخ بهاء الدين رضي الله عنه والفاظه الفارسية هرچه ديده وشنيده ودانسته شد همه غير حق است بكلمهٔ لا نفي بايد كرد
انتهى وفي المكتوب في بيان كلمة لا اله الا الله ان كل ما يجيئ في العلم والبصر نفيه بكلمة لا ضروري لان المقصود
المثبت ما وراء البصر والعلم فيلزم منه ان مشهود محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ايضا لائق للنفي والمطلوب المثبت
وراء ذلك متحقق يا اخي محمد صلى الله عليه وآله وسلم مع ذلك الشان العلو بشر وبعلاقة الحدوث والامكان
متسم والبشر من خالق البشر اي شيء يدرك والممكن من الواجب ما يدرك والحادث لا يحيط الله كنه ذاته لا يحيطون
به علما نص قاطع في حق جميع الخلائق نبيا كان او غيره انتهى فالمعنى ان كل ما يصح ان يرى في البصيرة واحد
من البشر او يسمع او يعلم من المكاشفات والمشاهدات نفي ذلك بكلمة لا ضروري فالمطلوب المثبت وهو ذاته
تعالى وراء الوراء الذي خطر في بال البشر لا تعرف احد كنه فانه تعالى الا هو لان ذات الله تعالى وكمالاته غير
متناهية والسير في الله لا نهاية له ولهذا قيل سبحانك ما عرفناك حق معرفتك والمعنى الثاني ان كل ما يرى في
بصيرة السالك او يعلم من الحوادث الكونية نفي الوجود الاصلي والحقيقي منه بكلمة لا اله ضروري ويثبت هذا
الوجود الاصلي الحقيقي لما وراء ذلك الكون وهو الله تعالى بالا الله وكذا وقع في فصل الخطاب لخواجه محمد پارسا
بعد الكاسين من اوله في بيان ذكر لا اله الا الله انه مركب من النفي والاثبات فالذاكر في طرف النفي ينفي وجود

جميع المحدثات الاصلية وفي طرف الاثبات يثبت وجود القديم جل وعلا انتهى بل هذا الامر منصوص عليه في الاخبار الالهية والنبوية قال الله تعالى فاعلم انه لا اله الا الله اى لا موجود بحق الا الله قال الله تعالى كل شيء هالك الا وجهه اى الا ذاته قال الله تعالى اينما تولوا فثم وجه الله تعالى اي ذاته تفسيره قوله صلى الله عليه وآله وسلم اصدق كلمة قالها الشاعر كلمة لبيد ؏ الا كل شيء ما خلا الله باطل ٭ والباطل خلاف الحق وقوله عليه السلام كان الله ولا شيء معه وهو الآن على ما عليه كان فالباطل معناه ولا شيء مع الحق اذ الاشياء كلها بالحق تعالى لا مع الحق تعالى فان الشيء من المشية فلولا المشية الالهية لما كان شيء اصلا اذ اصل الشيء المشيؤ فهو شيء بياء من فعيل بمعنى مفعول كقتيل بمعنى مقتول وجريح بمعنى مجروح فالاشياء كلها منفية في الشهود المحمدي بدليل كان الله ولا شيء معه وهذا امر لا يعرفه الا اهله من اصحاب الادراك الخاص كما افاد العارف الدمشقي في نتيجة العلوم فيما ثبت بالآيات والاحاديث فانكاره جسارة على جسارة فان هذا اعمى من عين الصيني **قال** في المكتوب التاسع والاربعين من المجلد الثالث لا يخفى انه لما حصلت لي النسبة الحضورية بذات الواجب جل سلطانه لزم ان ينكشف لي كنه ذاته جل سلطانه وان يعلم بكنه ذاته كما هو وهذا وان كان مخالفا لما هو مقرر عند العلماء لكنه علم حضوري متعلق بذات الواجب تعالى فهو كالرؤية بالنسبة الى ذاته تعالى فالانكشاف موجود والدرك مفقود انتهى فانظر الى عبارته اجاز لنفسه انكشاف حقيقة كنه الذات وهذا هو اثبات للفوقية على النبي عليه افضل الصلوة واكمل التحيات المباركات الطيبات بل وادعى ذالك لولديه ايضا **اقول** هذا افتراء بلا امتراء تام في الاستقامة وانت متوجهين انظر ذالك المكتوب وقل اين هذه العبارة فيه ؏ فاياك اياك الكذوب فانها ٭ الى الشر دعاؤ وللشر جالبه ٭ بل مسلك المجدد صريح ان معرفة ذاته وصفاته بالكنه والوجه ممتنع افاد المجدد رحمه الله في المعارف اللدنية ما تعريبه ان معرفة الله تعالى واجب باتفاق الصوفية واكثر المتكلمين شكر الله تعالى سعيهم لكنهم مختلفون فيما بينهم في الطريق الموصل الى المعرفة فالصوفية قائلون ان المعرفة بالرياضة وتصفية الباطن والمتكلمون من الاشاعرة والمعتزلة يقولون انها بالنظر والاستدلال بل النزاع منهم نزاع لفظي مبني على تفسير لفظ المعرفة فالصوفية يقولون ان المعرفة هو علم بسيط وجداني وغير مغاير للصورة التصديقية الايمانية والمتكلمون قائلون بانها صورة تصديقية ايمانية ولا شك ان طريق تحصيل المعرفة بالمعنى الاول هي الرياضة وتصفية الباطن وبالمعنى الثاني هو النظر والاستدلال وما يقولون ان اول ما يجب على المكلف معرفة الله تعالى المراد بها المعرفة بالمعنى الثاني لا الاول لان حصول المعرفة في المعنى الاول يكون في حق اليقين وهو نهاية مراتب كمال اهل التصوف والفرق بين المعرفتين بتقرير آخر ان المعرفة عند الصوفية عبارة من علم حضوري بالحق تعالى يكون بعد الفناء والبقاء يعبر عنه به شناختن وبافتن

وعند المتكلمين عبارة عن علم حصولي سبحانه تعالى الذي هو نتيجة النظر والاستدلال بيانه ان العلم الحصولي
حصول الصورة او الصورة الحاصلة في المدركة فهو يحصل من الخارج والعلم الحضوري ما يتعلق بذات العالم فيكون
خلافه فالعارف بعد فناء الذات والصفات يبقى ببقاء الله تعالى فعلمه علم حضوري ولا يكون هذا من
قبيل الحلول والاتحاد نعوذ بالله منهما فطور الولاية وراء طور العقل وطريقها الكشف الصحيح ليس هنا دخل
للنظر والاستدلال وما قال الحكماء والغزالي من ان معرفة ذات الله تعالى ممنوع فالمراد بها الصورة
التصديقية الايمانية كما يشهد به الادلة حيث قالوا ان معرفة ذات الله تعالى اما بالبداهة او بالنظر
وكل منهما باطل على ما هو مذكور في الكلامية وايضا امتنعوا معرفة كنه الله تعالى لا المعرفة بوجه لان المعرفة
بوجه حاصل لكل احد فانهم يعرفون الذات بالوصف الخالقية ام الرازقية وفرق بين معرفة الشيء بالوجه
وبوجه وفيما نحن فيه يكون الثاني لا الاول فان قلت هذا مسلم في الخلق والرزق لان وصف الخلق معلوم
هنا الذات بوصف الخلق لكن لا نسلم في الخالقية لان المراد منها ذات له الخلق فيعرف الذات بهذا الوصف
قلت ان المراد من الذات اما مفهومه او مصداقه ان كان الاول فالمعلوم الوجه وان كان الثاني فهو مستلزم
علم كنه الذات لان كنه الشيء عبارة عن نفسه والذات ليس بمتجز لانه بسيط حقيقي فبفرض تعلق العلم به يكون
العلم بالكنه وفي علم المخلوقات العلم بالوجه لا يستلزم العلم الكنهي لان الحقيقة متجزئة فكلما كانت الحقيقة متجزئة فالعلم
بالوجه لا يستلزم العلم بالكنه وان كانت بسيطة حقيقة لا تقتضي التجزي يكون علمه بالكنه كما في الواجب تعالى
فمعرفة كنهه نحو ان محال المعرفة تعالى بالمعنى المذكور مطلقا سواء بالكنه كان او بالوجه بل صفاته تعالى ايضا كذا
فانها غير معلومة بوجه مثلا علمه تعالى ليس كمثل علم المخلوقات لانه ليس له في انكشاف المعلوم دخل والله تعالى
يعطي الانكشاف عقيبه جريا للعادة ولو سلم ان له تاثيرا في الانكشاف ولو في الجملة كما عند بعض المتكلمين
نقول ان التاثير خلق فيه وليس هو بمؤثر حقيقة بل لا دخل للمؤثرية فيه فليس بين علم الخالق والمخلوق
مناسبة فالاشتراك في الاطلاق اسمي وكذا حال القدرة والارادة فيهما فان قدرته وارادته تعالى
مبدء صدور الافعال ومنشاء وجود المخلوقات بخلاف قدرة العبد وارادته فانهما ليس كذلك فان الله سبحانه
وتعالى يخلق الاشياء بطور جري العادة عقيبهما وليس لقدرة العبد في الايجاد دخل ما وهكذا سائر الصفات
فكل معلوم لا يناسب العالم لا يعلمه فانه لا يدرك الشيء الا باضداده ونظائره فلا يدرك صفاته تعالى كما لا يدرك
ذاته تعالى وتقدس ههنا اشكال قوي وجوابه لما كان الذات والصفات ممتنعا المعلومية فمعرفتهما تكون
محالا فما معنى وجوب المعرفة قلنا معرفة الذات هنا مثلا انه ليس بجسم ولا جوهر ولا عرض ومعرفة الصفات
انه ليس بجاهل او عاجز او اصم او ابكم غاية ما في الباب يعرف بهذا ذاته وصفاته قال بعض المتكلمين المعرفة

عبارة عن التمييز بين المحدث والقديم ومن هنا قال ابو حنيفة رضي الله عنه سبحانك ما عبدناك حق عبادتك ولكن عرفناك حق معرفتك فسبحان من لم يجعل للخلق اليه سبيلا الا بالعجز عن معرفته والمعرفة الخاصة باهل الله تكون حسب استعداد الطالب قال العارف بهاء الدين النقشبند قدس سره ان اهل الله بعد الفناء والبقاء ما ينظرون في ذاته وما يعرفون في ذاته حيرتهم في ذاتهم وفي انفسهم افلا يبصرون وهذه المعرفة نفس الحيرة قال ذو النون المصري رح المعرفة في ذات الله حيرة قال بعض العرفاء اعرفهم بالله اشدهم تحيرا فيه قال المجدد رح وان كان اكثر المشائخ صرحوا بهذا في معرفة الذات اما عندنا معرفة الصفات ايضا عبارة عن الحيرة انتهى **قال** قال في كنز الهداية التاسعة عشر مخاطبا لولديه لم يزل داعي الوصال ينادي في سري اجب السلطان فانه يدعوك فطار طير همتي الى باب القدس فوصلت الى سرادق عال فقيل لي السلطان ليس في البيت فعلمت ان ذلك مقام حقيقة الكعبة الربانية فاسرعت الى ما وراء ذلك وعرجت الى مقامات الصفات الحقيقية الموجودة بوجود زائد وهذا وراء الصور العلمية الصفات في مرتبة التعين العلمي ووراء ذلك صور الصفات التي في مرتبة التعين الوجودي والتعين الحسي فعرجت عنه ايضا الى اصول تلك الصفات وهي الشيون الذاتية والاعتبارات المحضة في ذاته تعالى ثم الى الذات البحت المجرد عن النسب والاعتبارات وانتما ايها الاخوان لعيني ولدي كنتما معي في كل مقام من تلك المقامات فانظر الى هذه الخرافات والدعاوي الباطلة والاكاذيب المحضة تتعجب منه **اقول** عند الجدال يظهر فضل الرجال اما تعرف ان كنز الهداية ليس من مصنفات المجدد رح وعلى تقدير التسليم لا يلزم من هذا القول على قائله شيء اذ كثيرا ما يظهر للسالك في السير الى الله المشاهدات والمكاشفات وهي وراء طور العقل فيعجز الناس من فهمها وهو ذكر لمريديه ومحبيه بموجب اما بنعمة ربك فحدث او لتعليمهم وكثير من الاولياء ذكروها فلا محذور فيه كما قال الغوث الصمداني شيخ عبد القادر جيلاني رض في بعض قصائده شعر

وامري بامر الله ان قلت كن يكن … وكل بامر الله حكمي مقدر في
وطافت بي الاكوان من كل جانب … فصرت لها الا مجيش نسبتي
فلا علم الا من بحار وردتها … ولا قول الا من صحيح روايتي
وعاينت اسرافيل واللوح والسما … وشاهدت انوار الجلال بنظرتي
وكل بلاد الله ملكي حقيقة … واقطابها من تحت حكمي وطاعتي
وشاهدت معنى لو بدا كشف سره … لصم الجبال الراسيات لدكت
انا قطب اقطاب الوجود حقيقة … على سائر الاقطاب قولي وحرمتي

فاصبحت بالواد المقدس جالسا … على طور سيناء قد سموت بخلوتي
ولي علم في ذروة المجد قائم … رفيع البنا نادى لكل امة
على الذروة البيضاء كان اجتماعنا … وفي قاب قوسين اجتماع الاحبة
وشاهدت ما فوق السموات كلها … كذا العرش والكرسي في طي قبضتي
فلاحت لي الانوار من كل جانب … وبانت لي الانوار من كل وجهة
وطالع شمس الافق ثم مغيبها … وقطع ارض الشرق في حال خطوتي

قال في المكتوب الخامس والتسعين من المجلد الثاني ولايتي وان كانت مرآة للولاية المحمدية والموسوية ومتعلقة على ولايتهما لكنها جامعة لعلوم كثيرة من نسبة المحبوبية

والمحبية فان محمدا رئيس المحبوبين وموسى راس المحبين لكن في ولايتي امر آخر ومعاملتے علے حدتها بذلک الامر بولدته
حيث ان اصلها من الولاية المحمدية الناشئة بالاصالة من المحبوبية الصرفة وانضمت اليها ولاية موسى الناشئة
عن المحبية الصرفة وانصبغت بلونها ايضا صارت وجودا آخر وحقيقة اخرى واثمرت ثمرة اخرى وانتجت نتيجة اخرى
فيقال لهذا الضال المضل المغرور المكور ما معنى كون ولاية محمد من المحبوبية الصرفة وولاية موسى من المحبية الصرفة ان
كان المراد ان محمدا صلے الله عليه وسلم ما كان يحب الله وموسى ما كان الله يحبه والعياذ بالله فقد ضللت ضلالا
مبينا وهلكت هلاک الابد بل محمد صلے الله عليه وسلم كما انه رئيس المحبوبين فهو راس المحبين وموسى كما انه
راس المحبين من المحبوبين البتة بل لا تكون محبة العبد ربه ما لم تتقدمها محبة الله عبده قال الله تعالى يحبهم ويحبونه
وقال الله تعالى رضي الله عنهم ورضوا عنه ثم ان في كون ولايته حقيقة اخرى وثمرة ثمرة اخرى اعترافا
بانه ليس على شريعة احد المرسلين الا ان شرع كل نبي لا يتم الا ولاية ذلک النبي وشرع محمد صلے الله عليه وسلم
لما كان جامعا لجميع الشرائع حيث امر صلے الله عليه وآله وسلم بالاقتداء بارباب تلک الشرائع كلهم شمر ولاية
جميع تلک الانبياء فلا يخرج ولاية من ولاية صلے الله عليه وسلم فاذا وجدت ولاية بغير ولاية صلے الله عليه وسلم
واثمرت ثمرة غير ثمرتها كانت تلک الولاية ولاية ابليس نعوذ بالله من مكر الله **اقول** هذا كذب طريف وبهتان
سخيف لو تاملت في عبارة المكتوب فلم تكن تجترئ على هذا المكذوب ولكن التعصب الفاحش وحب الباطل
المداهش غطى على سريرتک وغشي ضعيف بصيرتک الا ترى انه ليس في قوله لفظ اجمع اسم التفضيل
حیران کردن
ليلزم منه ان ولايته اجمع من دائرة ولاية محمد وموسى عليهما الصلوة والسلام بل فيه ان ولايتي مربوبة
ولاية محمد صلعم وولاية موسى عليه السلام وبطفيلها ولايتي مركبة من نسبتي المحبي والمحبوبي ورئيس المحبوبين سيدنا
ومولانا محمد صلعم وراس المحبين سيدنا موسى عليه السلام والا بوسيلة متابعة خاتم الرسل عليه الصلوة والسلام
مع ولايتي امر آخر ومعاملة علاحدة بها مربوطة وان كان اصل هذه الولاية ولايته صلعم وهو الولاية المحمدية و
منشاءها بالاصالة نسبة محبوبية صرفة لكن نشاء ولاية موسى ناش من المحبية الصرفة وهي منضمة مع هذه
الولاية ومنصبغة بلونها ايضا وصارت وجودا آخر بل حقيقة اخرى وثمرة اخرى يعني لولاية مناسبة بها
وخرج بوجه بها ونشارت منها وبها اصلها وهي فرعها ولا محذور فيه قال العلامة الدمشقي رح في نتيجة العلوم
قوله ولايتي وان كانت مربوبة للولاية المحمدية اي ربتها الولاية المحمدية ونقلتني في اطوارها من السير من نفسي
الى حضرة ربي ومن حضرة ربي الى حضرة ربي ثانيا ومن حضرة ربي الى نفسي بمدارج التحقيق في العرفان
وهو معنى التبعية في الظاهر والباطن على وجه الكمال والموسوية اي مربوبة ايضا للولاية الموسوية باسم
الباطني في اشرعها المخصوص على مقتضى قلب موسى عليه السلام في العرفان الالهي ومستطفة يعني لادى

تلک علی ولایتهما ای تابعة بولایتهما بطریق التطفل فی المقام لان ولایة النبی اصل وولایة الولی فرع
لان حصولها بسبب الارث فالورثة لما استعدوا بالمتابعة للمورثین فی الاعمال والاحوال کان لهم مناسبة
بهم وقرب معنوی فورثوهم عند موتهم والانبیاء علیهم السلام لا یورثون الا العلم لاغیر وهی الولایة لکنها ای
ولایتی جامعة لهما ای هی من المشربین المشرب المحمدی والمشرب الموسوی فحصل لی مقام الرؤیة المحمدیة
البصریة فی التجلی بالصور بعد فناء الصور علی حد مایعرفه اهل المعرفة من الادراک الخاص باهل هذه الطریقة کما
قدمناه ولها ایضا مقام المناجاة والمکالمة الموسویة السمعیة بعد فناء الحرف والصوت علی حد معرفة اهل الادراک
الخاص المذکور ولا اظن انک تقدر ان تفهم شیئا من ذلک بعقلک فضلا عن التحقق به وعن ذوقه ووجدانه الا
بمعونة الله تعالی لک والله علی کل شیء قدیر فصارت ای ولایتی المذکورة وجودا آخر وان کان الوجود واحدا
لا تعدد اصلا لکن خصوص المرتبة المعنویة التی تظهر عنه تقتضی مغایرته کما اقتضت تعدده حقیقة اخری اعنی باعتبار
تلک المرتبة المذکورة واثمرت ثمرة اخری باعتبار مایناسب المکان والزمان کما قال تعالی لکل جعلنا منکم شرعة
ومنهاجا وان کان الشرع والمنهاج واحدا لکن اختلاف الاشخاص بحسب الاحوال والازمان یقتضی اختلاف
الاحکام وانتجت نتیجة اخری کما ان ثمرة الشجرة تکون حلوة او حامضة والشجرة نفسها الحاملة لتلک الثمرة تکون
مرة وقد تخالفها فی طعمها ومزاجها وهی منها متفرعة عنها وللشجرة الفضل التام علی الثمرة ولا یصل الامداد
للثمرة الا من الشجرة قال تعالی وتلک الامثال نضربها للناس وما یعقلها الا العالمون وهم اصحاب الادراک
الخاص الذی قدمناه وفیها ای فی ولایتی المذکورة امر آخر ومعلوم ان ذلک الامر الآخر انما استفید من
الاصل فان الفرع لا یاتیه الامداد الا من اصله ومعاملتی یعنی التی بینی وبین الله تعالی وبینی وبین
غیری علی حدتها ای منفردة الآن عن المتابعة وذلک لظهور النور المحمدی بعینه فی صورتی المخلوقة
منه له بذلک الامر المذکور المستقل لانه ای حینئذ لم یظهر بعد فی الاکوان لعدم تکرر التجلی وهو خصوص النشو
الذی مربوطة ای دائرة معاملتی کلها علی حکم ذلک الامر الخاص بی الذی ظهر بظهوری لذلک النور المحمدی
الذی انا متحقق بتبعی نفسی علی حسب ذلک الادراک الخاص الذی قدمناه انتهی اذا عرفت هذا فاعلم ان
ولایة الاولیاء ظلال لولایات الانبیاء علیهم الصلوة والسلام فلفظ المرئی فی هذا المقام ینادی باعلی ندا
علی اثبات هذا اللهم والمراد لا یکون غیر ما یربی به الا تری انک لو اخذت جرعة من ماء وماء من بحرین فی
کوز فتترکب ذلک الماء بحصیل کیفیته بالامتزاج لکنه یکون فرع ماء البحرین ولا یکون حقیقة ماء الکوز علیحدة
وما قیل ان محمدا صلی الله علیه وسلم ما کان یحب لعبده موسی ما کان الله یحبه فبناه علی فهم المعترض لان الشیخ رحمه
افاد فی المکتوب الخامس والخمسین من المجلد الثالث ان الاسم محمد واحمد من اسماء النبی صلی الله علیه وسلم

ولايتين فالتسمين الولاية المحمدية وان كانت ناشئة من المقام المحبوبية لكن ليست فيها المحبوبية الصرفة بل ممتزجة من شائبة المحبية وولاية
الاحمدية ناشئة عن المحبوبية الصرفة ليس فيها شائبة المحبية وهذا مقام النبي صلى الله عليه وسلم فكما انه لا يقال انه
لما كان موسى كليم الله لا يكون محمد صلى الله عليه وسلم غير كليم الله فكذا هنا لا يقال بانه لما كان محمد رسول الله محبوب
الله لا يكون موسى على نبينا وعليه السلام محبوب الله وهذا بين جدا وما قيل ان شريعة المجدد رح غير شرائع رسولنا وموسى
عليهما الصلوة والسلام خيال فاسد ومتاع كاسد فان المجدد رح ليس بصدد بيان الشريعة بل هو بذكر الاحوال
والمواجيد والمقامات واين هذا من ذلك فالسبب والمنشأ كله يرجع الى فهمه الباطل **قال** واصرح من ذلك
ما قاله في المكتوب الثالث والتسعين بعد ما ذكر نحوا من ذلك ان مركز دائرة المحبوبية الصرفة يتصور بصورة
دائرة مركزها المحبوبية الصرفة ومحيطها المحبوبية الممتزجة بالمحبية وهي نصيب فرد من افراد الامة يسمى بنفسه **اقول**
ان في هذه العبارة والمحبوبية الممتزجة بالمحبية نصيب فرد من افراد امته تبعية له صلعم وتبعية لموسى ايضا انتهى
فلا قبح فيه وترك المعترض لفظ تبعية له صلى الله عليه وسلم فمثل المعترض مثل البرغوث دماغه دمه **قال**
ويعلم ان المحيط بهذه الدائرة تقدم كثيرا على الدائرتين وهما اقرب الى من الله الاقرب ثم اورد سؤالا فقال ان
قلت كل كمال يتيسر للجزء فهو ايضا يتيسر للكل لان الكل عبارة عن ذلك الجزء مع بقية الاجزاء فما وجه سبق
الجزء الكل **الجواب** الكمال الذي يظهر في الجزء بطريق الاصالة فهو في الكل تبعية للجزء ووساطته لا بطريق
الاصالة ولا شك ان الاصالة سابقة على التبعية وللاصل قرب ليس في الفرع فعلى هذا اذا تقدم مركز الدائرة
في الكمالات المخصوصة به فهو واسع ممكن **والتحقيق في الجواب** ان كمال الجزء انما يسري في الكل اذا
كان ذلك الكمال ناشئا من ماهية الاصلية ولا يلزم سريانه في الكل مثلا اذا انقلب جزء من الفضة قبل الاكسير
منه ذهبا لا يمكن ان يقال ان كمالات هذا الجزء المستقل ذهبا تسري في الكل لانه بعد الانقلاب خرج عن الجزئية
انتهى وهذا يعني قوله المار ان ولايتي صارت حقيقة اخرى فانظر الى هذا كيف انقلب على العقب بانقلابه الى
حقيقة الذهب وخرج عن اتباع سيد العرب ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا ودينه قد ذهب
بهذه الدعوى حيث جعل لنفسه اصلا في الكمال والنبي تابعا له فيه وان الكمال تسري منه اليه ثم نفى السراية
ايضا فجعل لنفسه استقلالا وشبه نفسه بالذهب والنبي صلى الله عليه وسلم بالفضة فقد ادعى التقدم على موسى
ومحمد عليهما الصلوة والسلام ثم ترقى وادعى التفوق على جميع الانبياء **اقول** هذا التقرير مبني على عدم
فهم المعنى المراد من المكتوب الثالث والتسعين من المجلد الثالث فاعلم **اولا** ان العبارة المنقولة ليست
في المكتوب المذكور بل فيه ان بمركزية الثالثة تقدم كثيرا وهي اقرب الى الله من كل اقربها ومركزية الثالث الولاية المحمدية صلى الله عليه وآله وسلم
فالدائرة الاولى دائرة الحلم والثانية دائرة الخلة والثالثة دائرة المحبوبية وهي اقرب الى ذاته ولا محذور فيه

وثانيًا۔ ان محصل المكتوب ان التعين الاول الوجودی رب خليل الرحمن على نبينا وعليه الصلوة والسلام
وسيد تعينه وتعين خلته ومركز تعينه رب حضرة حبيب الله وسيد تعينه وتعين محبته عليه الصلوة والسلام فاورد
عليه ايرادات واجاب عنها منها انه كان التعين الاول رب الخليل فكيف التوفيق بينه وبين قوله عليه الصلوة
والسلام اول ما خلق الله نوری فاجاب بان المركز اسبق اجزاء الدائرة والجزء مقدم على الكل فيكون
سيد تعين حبيب الله صلى الله عليه وسلم اسبق منها الكمال الحاصل للجزء يسرى في الكل لان الكل عبارة
من ذلك الجزء وجزء آخر فما وجه حصول السبق والقرب في الجزء لا الكل فاجاب عن هذا الايراد بجوابين
الاول تسليم التسرى والفرق بينهما بالاصالة والتبعية فان الكمال في الجزء بالاصالة وفي الكل بتبعيته الثاني
بعدم تسليم التسرى بان كمال الجزء في وقت يسرى في الكل ان كان الكمال ناشيا من ذلك الجزء
وان كان الكمال في الجزء ناشيا بعد انقلاب ماهية الجزء فلا يلزم ان يسرى فيه لان الجزء بعد انقلاب ماهيته
لا يكون جزء للكل مثلا الفضة التي تصير طلاء بعمل الاكسير فلا يقال فيها ان كمالات ذهبية ذلك الجزء يسرى
في الفضة التي هي الكل لان ذلك الجزء على هذا التقدير ليس جزءه في الحقيقة انتهى فالاعتراض
بان المجدد رحمه الله قلب على معتقب بالانقلاب الى حقيقة الذهب وخرج عن اتباع سيد العرب وغيره
على ما ذكر كله هذيان لأن الكلام في سيد تعين خليل الرحمن وحبيب الله صلوات الله عليهم اجمعين وتفوق
سيد تعين حبيب الله الذي هو المركز على سيد تعين خليل الرحمن عليه الصلوة والسلام الذي هو الكل فما لكم
هذا الا فاهم ولا تكن من الغافلين ليس من العقل سرعة النزول وادعاء التفوق على الانبياء عجيب حيث
لا يتيسر في المكتوب ما يشير الى ذلك اصلا **قال** في المكتوب التاسع عشر من المجلد الثالث كانت الانبياء
والمرسلون يفرون من البلاء وانا في عين البلاء في عافية فيقال له يا ايها المنور اى نبي فر من البلاء واني بلاء
اردت ان اردت انهم فروا من البلاء الدنيوي فهو مع كونه كذبا صريحا كفر الفقر وان اردت البلاء في الدين
فالفرار بالدين عين الكمال **اقول** ان في المكتوب المذكور هكذا اجتنبوا عن البلاء ما استطعتم فان الفرار مما
لا يطاق من سنن المرسلين عليهم الصلوة والسلام ونحن في عين البلاء مع العافية فلله سبحانه الحمد انتهى قيل
يعني ان البلاء الذي لا يطاق الفرار منه سنة اما الصبر في البلاء المطلق فالصابر فيه البعض مثاب والصابر
في البلاء الذي لا يقدر ان يفر منه مثاب ومن كان في مقام الرضاء البلاء عنده راحة ونعمة قال الله تعالى
وليبلى المومنين منه بلاء حسنا فمثل هذه الاعتراضات لا يورد الا من لا دخل له في دراية وديانة **قال** ثم ترقى
الى تنقيص القرآن فقد نقل الشيخ العارف بالله المحدث الشيخ عبد الحق الدهلوي ان بعضهم كتب اليه انكم مع
جلالة ما تدعونه من المراتب لم لا يظهر منكم كرامة فقال ان الكرامة اجل مما ابينه من الحقائق والمعارف التي تعجز

تعجز الناس عن بيانها وهل كان معجزة الرسول صلعم الا كلاما فانظر الى هذا الجاهل المكور المغرور كيف سوى كلامه بالقرآن العظيم وكيف اثبت المثل للقرآن المجيد وكيف رقى نفسه الى مرتبة خاصة بالله وتوان كون كلامه معجزا

اقول ليس فيها التسوية والتنقيص بل فيه زيادة زعم الواهم فانه كيف ينكر عظمة الكلام وكونه كرامة والقرآن من اعظم معجزاته صلى الله عليه وسلم قال العارف العلامة النابلسي في نتيجة العلوم قوله انه اكراماته اجل مما ابينه من الحقائق والمعارف فان البيان دليل الكشف عن ذلك والتحقق به فان من لا كشف له ولا تحقق في نفسه بربه لا بيان له عن شيء من الحقائق اصلا الا بطريق الحكاية عن الغير من قبيل نقل العبارة والنهمة حاصلة من المحجوبين والمنكرين للعارفين في ان ما يتولون به من العلوم والاسرار ان ذلك كله باطل وانما هو محفوظ لهم من كلام غيرهم نظير ما جحده الكافرون على الانبياء الماضين من العلوم الالهية والشرائع النبوية حتى نسبوهم الى الجنون والكذب وغير ذلك وقالوا اساطير الاولين اكتتبها فهي تملى عليه بكرة واصيلا الآية وقالوا معلم مجنون وقالوا مجنون وازدجر وقالوا ساحر كذاب وقالوا غير ذلك والله يعلم المفسد من المصلح وحاصله ان الذي جاءت به الانبياء عليهم السلام حق وصدق وهو من عند الله تعالى بطريق الوحي من جبرئيل عليه السلام وغيره من الملائكة والذي جاءت به الاولياء ايضا من العلوم التوحيدية والمعارف الالهية والحقائق العرفانية كله حق وصدق ايضا وهو من عند الله تعالى بطريق الالهام والفيض على قلوبهم بطريق الالهام من ملائكة الالهام وبعضهم يعطى العبارة عن ذلك ويقدره الله تعالى على بيانه نظير النبي الذي اوحى اليه بشرع وامر بالتبليغ للامة وبعضهم لا يعطى العبارة عن ذلك ولا يقدر على بيانه نظير النبي الذي اوحى اليه بشرع ولم يؤمر بابلاغه فلو بلغه خالف الامر فلا يقبل منه كما ان الولي الذي لم يعط العبارة لم يؤذن له في البيان فلو بين ذلك لا يقبل منه وربما اوذي على بيانه وطرد وبعد وبغض وربما قتل ومن اعطى العبارة قبل منه البيان واستحسن كلامه وانتفع به غيره فاذا سكت في محل الكلام اثم وعوقب من طرف الله تعالى او من طرف الخلق والله خير حافظا وهو ارحم الراحمين وقوله انه لا كرامة اجل من ذلك البيان فهو الكرامة عند اهله فان الكرامات التي تعتبرها العوام لا اهمية بها للولي وان اقتضت حسن اعتقاد العوام بالولي فالنفع فيها للعوام لا للولي وذلك اذا اعتنى الله تعالى بالعوام فاظهر لهم على يد الولي لينتفع بها العوام واما بيان العلوم الالهية والحقائق الربانية النافعة للسالكين والخواص الموفقين يرتقون بها في معارج التحقيق ويتبينون بفهمها عقبات الطريق وانما يتضرر بها المتعدي على الاولياء بالانكار بعدم توفيقه وقلة اذعانه للحكمة في نفسه ما رادته ان يكون له ارتفاع مرتبة على ابناء جنسه قوله وهل كرامة محمد صلى الله عليه وسلم الا كلام معجز يعني القرآن العظيم الذي هو كلام الله تعالى الذي عجز الفصحاء البلغاء ان ياتوا بمثله وهو متضمن للمعاني التوحيدية والمعارف الربانية والحقائق العرفانية ويزيد على كلام الاولياء الذي ياتون به بالاحكام الشرعية

والشرائع النبوية والكل من عنده تعالى لان كلام الاولياء الذي ياتون به هو معاني الكلام القديم الذي جاء به النبي صلى الله عليه وسلم وانما جاء على بالنظم العجيب في الكلام القديم فكلام الاولياء كرامتهم اكرمهم بها الله تعالى وكلام الله تعالى الذي جاء به النبي صلى الله عليه وسلم معجزة له اكرمه الله تعالى بها والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم انتهى قال شيخ الاسلام الهروي في منازل السائرين. الذي ثبت عندي بالتجربة ان فراسة اهل المعرفة انما هي في تمييزهم من يصلح لحضرة عز وجل ممن لا يصلح ويعرفون اهل الاستعداد الذي اشتغلوا بالله سبحانه ووصلوا الى حضرة الجمع فهذه فراسة اهل المعرفة واما فراسة اهل الرياضة والجوع والخلوة وتصفية الباطن من غير وصلة الى جناب الحق سبحانه فلهم فراسة كشف القبور والاخبار بالمغيبات المختصة بالخلق تعالى فانهم لا يخبرون الا عن الخلق لانهم محجوبون من الحق سبحانه اما اهل المعرفة فلاشتغالهم لما يرد عليهم من معارف الحق سبحانه فاخبارهم انما يكون عن الله تعالى ولما كان العالم اكثرهم اهل انقطاع عن الله سبحانه واشتغال بالدنيا مالت قلوبهم الى كشف القبور والاخبار عما غاب عن احوال المخلوقات فعظموهم واعتقدوا انهم اهل الله خاصة واعرضوا عن كشف اهل الحقيقة واتهموهم فيما يخبرون عن الله سبحانه وقالوا لو كان هولاء اهل الحق كما يزعمون لاخبرونا من احوال المخلوقات فكيف يقدرون على كشف امور اعلى من هذه وكذبوهم بهذا القياس الفاسد وعميت عليهم الانباء الصحيحة ولم يعلموا ان الله تعالى قد حمى هولاء عن ملاحظة الحق وحفظهم وشغلهم عما سواه حماية لهم وغيرة عليهم ولو كانوا يتعرضون الى احوال الخلق ما صلحوا للحق سبحانه فاهل الحق لا يصلحون للخلق كما ان اهل الخلق لا يصلحون للحق تعالى وقد رأينا اهل الحق اذا التفتوا ادنى التفات الى كشف القبور ادركوا منها ما لا يقدر غيرهم على ادراكه بالفراسة فسمها المعرفة وهي الفراسة فيما يتعلق بالحق سبحانه والقرب منه واما فراسة اهل الصفاء الخارجين المتعلقين بالخلق فلا يتعلق بجناب الحق سبحانه ولا اهل منه ويشترك المسلمون والنصارى واليهود وسائر الطوائف فيها لانها ليست شريفة عند الله سبحانه فيختص بها اهله انتهى قال قال في المكتوب الثاني من المجلد الثاني ان الصفات السبعة او الثمانية موجودة في الخارج ومتميزة في الخارج عن الذات غير ان الاشكال في زيادة الصفات قوي وهو ان الصفات اما ممكنة او واجبة لا سبيل الى الاول لاستلزام حدوثها وعدم اتصاف الحق تعالى بها ازلا ولا الى الثاني لان الواجب الوجود بذاته واحد ثم قال وحل هذا الاشكال ما ظهر وهو لهذا الفقير هو انه تعالى موجود بذاته لا بالوجود لا على ان الوجود عينه ولا على انه زائد وصفات الواجب تعالى موجودة بذاته لا بالوجود اذ لا مجال للوجود في ذلك الموطن قال الشيخ علاء الدولة فوق عالم الوجود عالم الملك الودود فلا يتصور نسبة الامكان والوجوب ايضا في ذلك الموطن لان الامكان والوجوب نسبة بين الماهية والوجود فحيث لا وجود لا امكان ولا وجوب

وهذه المعرفة وراء طور النظر والفكر انتهى وانت تعلم ان ما ليس عين الوجود ولا قائما به الوجود فهو المعدوم ليس
الا ولا شيء من المعدوم بموجود فلا معنى لكونه موجودا بذاته لا بالوجود الا انه تعالى عين الوجود القائم بذاته المتعين
بذاته فمعنى كون الوجود عين الذات مع القول بانه تعالى موجود بذاته دليل على انه ليس على بصيرة في معنى
الوجود ولا في معنى كونه تعالى موجودا بذاته واما قول علاء الدولة نفع الله به ان اراد به ان مرتبة الامكان
فوقه مرتبة الوجوب فهو صحيح ولا شاهد فيه لان الوجود الذي هو عين الذات هو الوجود المطلق المعرى عن كل قيد
زائد على ذاته القائم بذاته المتعين بذاته لا وجود الممكنات المتعين بمقتضى استعداد الماهيات فانه مقيد بتعين زائد
على ذاته مفتقر الى ذلك التعين الذي هو مقتضى الماهية فلا يكون متعينا لذاته فلا يكون واجبا لذاته وان اراد انه
تعالى ليس عين الوجود المطلق فهو مبني على ما فهمه من كلام الشيخ محيي الدين نفع الله به ان المطلق معناه الكلي
الذي لا يوجد الا في ضمن افراده وهو فهم فاسد لان مراد الشيخ نفع الله به بقوله في الباب الثاني من الفتوحات
انه تعالى موجود بذاته غير مقيد بغيره لغناه عن العالمين والمبني على الفاسد فاسد ثم قوله ان صفات الواجب
تعالى موجودة بذاته لا بالوجود ان اراد انها موجودة بعين وجود الذات لا بوجود يغايره ناقض قوله انها موجودة
في الخارج متميزة عن الذات وان اراد ان وجودها متوقف على ذات الحق تعالى لكونها قائمة به فلا ينافي
منه نفي وجودها نفي الامكان من وجودها ثم الوجود اذا لم يكن عين الذات ولا قائما به فمعنى اطلاق الواجب
عليه تعالى في قوله وصفات الواجب تعالى الخ مع القطع بان العلماء يريدون بهذا الاطلاق انه تعالى واجب
الوجود لذاته ثم كون الامكان والوجوب نسبة بين الماهية والوجود من المسائل المقررة في الكتب العقلية
كشرح الاشارات وشرح التجريد فقوله ان هذه المعرفة وراء طور النظر والفكر تلبيس ودليل على انه غير ناصح
في دين الله ثم ان ذاته تعالى اذا لم يكن عين الوجود ولا متصفا بالوجود كان معدوما محضا لاستحالة ارتفاع
النقيضين عن شيء واحد في حالة واحدة وهذا عين نفي الواجب القديم الواحد الاحد فقوله موجود بذاته مع كونه
مناقضا لنفسه دفع للسيف من رقبته ولا يدفع عنه التكفير ولا يجديه نفع جليل او حقير **اقول** هذا الكلام مبني على
عدم فهم المراد على وجه ان التعرض **اما اولا** فبانه قال المجدد رح في ذلك المكتوب ان الصفات السبعة
او الثمانية للواجب تعالى التي على اختلاف الآراء من الصفات الحقيقية موجودة في الخارج وغير اهل الحق
من الفرق المخالفة ليسوا بقائلين بوجود صفاته تعالى على ان المتأخرين من الصوفية ايضا ينكرون وجود
الصفات وينسبون زيادة الصفات الى العلم ويقولون ع از روي تعقل همه غير صفات ؛ با ذات
تو از روي تحقق همه عين ؛ يعني ان الصفات في التعقل متغايرة وفي الخارج عين ذاته تعالى والحق
ان قول اهل الحق هو الحق ومقتبس من مشكوة النبوة بنور الكشف والفراسة فغاية ما في الباب ان الاكمل

الذي يرده المخالفون في وجود الصفات قوي فانهم يقولون ان كانت الصفات موجودة اما ممكنة لوجوبه
الاول يستلزم الحدوث لان كل ممكن حادث عندهم على انه يستلزم جواز انفكاك الصفات عن الذات
والثاني ينافي التوحيد وحل الاشكال على ما ظهر لي ان الواجب تعالى موجود بذاته لا بوجود عينه او زائد عليه و
صفاته تعالى ايضا موجود بذاته لا بوجود لانه ليس للوجود في ذلك الموطن مدخل تعالى علاء الدولة فوق عالم الوجود عالم الملك
الودود فلا يتصور نسبة الامكان والوجوب في ذلك الموطن لان الامكان والوجوب نسبة بين الماهية والوجود
فحيث لا وجود لا امكان ولا وجوب هذه المعرفة وراء طور النظر والفكر والمحجوبون عقيلة العقل لا يعرفون هذا
المرام وليس لهم الا الانكار انتهى فما نقله المعترض رح فيه تحريفات اعلاها انها زاد متميزة في الخارج مع انها
ليست في المكتوب **واما ثانيا** فبان الوجود قد يراد به الماهية المتعينة والذات المتشخصة في الخارج وهو بهذا
المعنى عين الماهية والذات وهو المراد بقولنا الله تعالى موجود بذاته لا بالوجود فالمقصود من هذا القول تنزيه
ذات الله تعالى عن احتياجها الى شيء بان يقال انها محتاجة الى الوجود وان كان عينا وقد يراد بوجود الشيء
كونه في الخارج وثبوته فيه وهو بهذا المعنى زائد عليه عرض عام وقد يراد الصفة الموجودة الزائدة على الذات
كالحيات مثلا فما قامت به صفة الوجود يكون موجودا ويكون محتاجا في موجوديته الى صفة الوجود كما قامت
به صفة الحيوة يكون حيا والله تعالى موجود بذاته لا بهذا الوجود فلا يكون ذاته محتاجا الى الوجود فيكون ذاته
العلي كافيا في تحققه غير محتاج الى الوجود ولا يكون للوجود ثمه مدخل عينا كان او زائدا قال عروة الوثقى
في مكتوب خمس وثمانين من الجلد الاول وتحقيق مذهبنا ان طالب اليقين وصاحب الفطرة السليمة اذا رجع
الى وجدانه بفكر صائب وتامل صادق وانصف من نفسه ادرك ان الذات الله المقدس لا ينبغي ان
يحتاج في وجوده الى غيره ويكون في نفسه خاليا عن الوجود واحتاج في ثبوته الى الوجود وادرك ايضا
ان ماهيته وحقيقته سبحانه لا ينبغي ان تكون هو الوجود لان الوجود مع كونه في نفسه من المصادر والاحداث
لا ضرورة لنا بالقول بكونه حقيقة للواجب الموجود في الخارج بوجود اصيل وان نصطلح عليه بواسطة عدم
احتياجه الى الغير ومع ذلك لم يرد الشرع به فالحق ان له سبحانه ماهية وحقيقة وراء الوجود ثابتة بنفسها
مستغنية عن عروض الوجود ولها ما يترتب على الوجود يترتب على تلك الماهية بذاتها فهي موجودة بذاتها
المقدسة لا بالوجود عينا كان او زائدا وقولنا موجود بنفسه مجرد تعبير لقولنا هست لان الوجود امر زائد
ثابت قائم به تعالى او عينه فلا مدخل للوجود في تلك الحضرة العلية المعراة عن جميع النسب والاعتبارات
كما لا مجال للعدم ثمه فهو سبحانه لغاية تقدسه لا يصل اليه نسبة لكونه خالقا لكلها فكلا النقيضين متنزلان عن
تلك المرتبة المقدسة غير متصورين ثمه حتى يتصور ارتفاع النقيضين فلا نقاضية لشيء بشيء في مرتبة الذات

المعرا عن جميع الاعتبارات حتى يستحيل ارتفاع النقيضين اذ الارتفاع والثبوت من الاعتبارات والنسب المنفية من تلك الحضرة الاقدس الا يرى الى ما افاده بعض المحققين من ان الجسم في مرتبة وجوده السابق على البياض لا ابيض ولا لا ابيض وليس ذلك ارتفاع النقيضين المستحيل لان المستحيل ارتفاعهما بحسب نفس الامر مطلقاً لا بحسب مرتبة من المراتب فان الامور التي ليس بينها علاقة التقدم والتاخر والمعية ليس لبعضها في مرتبة الآخر وجود ولا عدم انتهى فلما ساغ امثال هذه الامور في الممكنات فما ظنك في شان خالق الممكنات تعالى ولله المثل الاعلى فعلى هذا الاحتياج في نفي احتياج الذات المقدس الى الغير الى اطلاق لفظ عليه يكون مفهومه اللغوي من المعقولات الثانية والمعاني القائمة بالغير ولو كان كذلك لكان صاحب الشرع احق بالتعبير عن ذاته المنزه بالوجود والاخبار كما اخبر به من سائر اسمائه وصفاته وكمالاته وليس فليس فالله عز وجل بذاته العلي مستغن عن عروض الوجود له فما يتفرع على الوجود يتفرع عليه سبحانه وكذا الحال في سائر الصفات فكلما يتفرع عليها فذاته العلي كاف فيه ومع ذلك له سبحانه صفات ازلية موجودة قائمة بذاته لورود الشرع بها ولما جرى عادته سبحانه بان كلما ثبت في عالم الحقيقة ان يجعل له انموذجا في عالم المجاز ليستدل به عليه جعل الوجود انموذجا لوجوده بنفسه لا بالوجود فان الوجود لو وجد كان موجودا بنفسه دون الوجود المجاز فنظرة الحقيقة فنحن نوافق جمهور المتكلمين في زيادة الوجود على الذات الغني العلي وعدم كون الوجود عينا له ولكنا لا نقول باحتياج الذات المقدس الى الوجود واستكماله بالغير مع كمال غناه وتنزهه ان يكون مراد السلف من زيادة الوجود هو هذا المعنى ان كان منهم رواية في هذا الباب لكن الظاهر ان ليس من السلف في هذا النقل انما هو قول المتاخرين من اصحابنا رحمهم الله سبحانه بخلاف زيادة الصفات فان النصوص بها ناطقة لها فالحاصل ان الحق عز وجل موجود بذاته وصفاته السبعة بل الثمانية موجودة بذات الحق دون الوجود فالوجود كما هو متنزل عن مرتبة الذات المقدس كذلك متنزل عن صفاته الحقيقية فلما لم يتخلل في حضرة الذات المقدس والصفات العلية وجود لم يتخلل وجوب ولا امكان اذ الامكان والوجوب نسبة بين الماهية والوجود فحيث لا وجود لا وجوب ولا امكان فمن هذا التحقيق اندفع اشكال صعب يورد على الصفات الحقيقية بانها اما ممكنة لذاتها او واجبة فعلى الاول يلزم حدوثها لان كل ممكن حادث عندهم وايضا يلزم جواز انفكاكها عن الذات فيلزم جواز الجهل والعجز تعالى عن ذلك وعلى الثاني يلزم تعدد الواجب لذاته المنافي للتوحيد قال شيخنا والمنا الامام الرباني والمجدد للالف الثاني فذاته تعالى وصفاته سبحانه فوق هذه الثلثة المنحصرة غاية ما في الباب اذا تصور ذاته تعالى وتعقلت صفاته سبحانه بالوجوه والاعتبارات اذ لا سبيل الى الكنه عرض لذاته سبحانه في الوجود التصوري الظلي الوجوب لما هو المناسب واللائق لشانه تعالى وعرض لصفاته سبحانه بالوجود الذهني الامكان لما هو ممكنا لاحتياجها الى الذات فذاته تعالى وصفاته سبحانه في حد انفسها فوق مرتبة الوجوب والامكان بل فوق

مرتبة الوجود ايضاً وباعتبار الوجود التصوري الظلي الوجوب يناسب للذات تعالى والامكان يناسب الصفات
تعالت وتقدست فالصفات تعالت من حيث الوجود الخارجي لا واجبة ولا ممكنة بل هي فوق الوجوب والامكان
وباعتبار الوجود الذهني ممكنة ولا يلزم من هذا الامكان الحدوث لما انه ليس لذواتها كما للممكنات بل الوجود لانها
ظلية ويناسب هذه المعرفة ما قاله ارباب المعقول من ان الكلية والجزئية تعرضان للماهية باعتبار خصوصية الوجود
الذهني فلا يوصف بهما الماهية حال الوجود الخارجي فزيد الموجود في الخارج مثلاً قبل التعقل ليس بجزئي كما انه
ليس بكلي بل عرض له الجزئية بعد الوجود الذهني الظلي بل نقول جميع النسب والاضافات والاحكام والاعتبارات
التي تحمل عليه تعالى كالالوهية والربوبية والاولية والازلية غير الصفات الثمانية الموجودة انما يصدق عليه سبحانه باعتبار التصور
والتعقل والا فالذات من حيث هو غير متصف بصفة ولا مسمى باسم ولا محكوم بحكم فصاحب الشرع تعالى انما
اطلق على ذواته اسماء واحكاماً باعتبار التناسب والتشابه لتكون تقريبة الى افهام المخلوقات ويكون التكلم معهم
على قدر عقولهم كما يقال لزيد الموجود في الخارج بدون ملاحظة وجوده الذهني انه جزئي على سبيل التشبيه
والتنظير ويكون حكمهم بالجزئية انسب واشبه من حكمهم بانه كلي فكذلك الحكم بالوجوب والوجود على الذات الغني المتعالي
اولى وانسب من الحكم بالامكان والامتناع والا فلا سبيل الى جناب قدسه تعالى وجوب ولا وجود كما لا يليق
بجناب تنزيهه تعالى الامكان والامتناع فافهم هذه المعرفة الشريفة القدسية فانها اساس الدين وخلاصة
علم الذات والصفات تعالت وتقدست وما تكلم بها احد من العلماء ولا واحد من الكبراء استاثر الله سبحانه
هذا العبد بهذه المعرفة والسلام على من اتبع الهدى ومما افاده شيخي وامامي قدسنا الله سبحانه بسره السامي
ان الصفات الحقيقية موجودة في مرتبة الذات ولم يحصل من اثباتها تعين وتنزل في تلك الحضرة العلية
ومع كون الصفات تفاصيل للكمالات المندرجة في حضرة الذات لم يحصل منها مرتبة اخرى تحكمها ممتازة
عن احكام سائر الاجمالات والتفصيلات لان مرتبة احدهما ممتازة عن مرتبة الاخرى فمرتبة التفصيل دون
مرتبة الاجمال وهذا المعنى مفقود في تلك الحضرة المقدسة والتفصيل ثابت في مرتبة الاجمال وثبوت هذه المرتبة
وراء العلم والخارج وتقسيم الوجود الذهني والخارجي انما هو في مرتبة الامكان فلا مجال في تلك الحضرة للخارج
ولا للعلم لانه لما لم يكن للوجود مدخل ثمة فالوجود الخارجي والعلمي فرعه وهذه المعرفة كشفية بل جميع ما يجيء وما ذكرنا
في تحقيق الوجود وغيره واثبات الصفات مع كون الذات المقدس كافياً فيما يترتب على الصفات العلية امور
ذوقية كشفية وما يورد في اثباتها من قبيل التنبيهات على البديهيات التي لا مساغ للبحث فيها والعلم
الوجهي المتعلق بتلك الصفات في تلك المرتبة المقدسة شبيه بالعلم الحضوري كعلمه سبحانه بذاته تعالى وكمالاته
المندرجة في الذات وتلك الصفات مع زيادتها كانها نفس العالم وحضورها كحضور نفس العالم فمن ههنا

ثم ذهب كثير من الصوفية العلية الى عينيتها مع ذات الواجب تعالى ونفى غيريتها والكلام الموافق لمذاق علوم الانبياء
على اجمعهم عموما وعلى افضلهم خصوصا الصلوات والبركات والتحيات والمطابق لآراء اهل السنة والجماعة شكر الله تعالى
سعيهم ان يسلب عينيتها مع الذات كالقول بنفي غيريتها او يقال لا هو ولا غيره ولهذا قلنا ان علمها شبيه بالعلم الحضوري
لعدم غيبتها عن العالم فينتزع منه صورة وحضور نفسها كانه كان من قبيل العلم الحضوري ولا يتوهمن من هذا ارتفاع
النقيضين لان اتحاد الزمان والمكان شرط في حصول التناقض وليس في تلك الحضرة زمان ولا مكان فلا يتصور
التناقض وما يعرف في لفظ الغير ويراد بالغير الغير المصطلح فالنظر الكشفي ينفي هذا التخصيص وينفي الغيرية باي معنى كان
فان ارباب الكشف يجدون بالذوق والفراسة الصحيحة المقتبسة من مشكوة النبوة ان الصفات كما انها ليست
عين الذات لزيادتها ليست غيرها وان كانت زائدة بينهما نسبة الاثنينية ففي تلك الحضرة انتقض قاعدة
ارباب المعقول ان الاثنان متغايران اذا عرفت هذا فاعلم ان لهذه المرتبة المقدسة التي هي مرتبة الذات
مع الصفات الحقيقية تعالت وتقدست ظهورا في المرتبة الثانية بلا تغير وتبدل وذلك المرتبة مرتبة الوجود الذي
هو خير محض وكمال صرف وليس شيء غير الوجود قابلية مظهرية جميع الكمالات بطريق الظلية ولهذا ان
تعلق علمه بتلك المرتبة المقدسة وانتزع كمالاته لكان اول شيء ينتزع منها حضرة الوجود والكمالات
التي هي تابعة له ولهذا ذهب جماعة من الصوفية العلية وغيرهم الى عينية الوجود للذات المقدسة وتصوره مع كونه
تعينا باللاتعين وثبوت هذا التعين الوجودي مدار العلم والخارج لان الوجود الخارجي والعلمي من اقسام المطلق
الوجود ومرتبة المقسم فوق مرتبة الاقسام فحضرة الوجود من حيث هو سابق على كل الوجودين ولا يتصور ثمة وجود
خارجي ولا ذهني على ما مر وحضرة الوجود جامع بطريق الظلية لجميع الكمالات الذاتية والصفاتية اجمالا وتفصيلا
فالاجمال تعين اول والتفصيل كانه تعين ثان ففي مرتبة اجمال الوجود لا تميز كمال ولا صفة عن صفة وفي مرتبة
تفصيل الوجود امتياز الكمالات وظهرت الصفات فاول شيء ثبت في تفصيل الوجود الحيوة التي هي ام جميع الصفات
وهذه الصفة كانها ظل لصفة الحيوة التي لها ثبوت في مرتبة حضرة الذات المنزه ويصدق في حقها لا هو ولا غيره
وهذا الظل لما كان ثبوته في مرتبة هي دون مرتبة الذات تعالى لا يصدق في حقها لا هو ولا يصدق لا غيره بل كان
مغايرا لذات الحق عز وجل وكذا حال سائر الصفات تعالت وبعد صفة الحيوة ظهر صفة العلم ثم الصفات الاخر من
الارادة والقدرة وغيرها والعلم مع كونه جزءا من التعين الوجودي وحصة من حصصه جامع لجميع الصفات والصفات
الاخر مع استقلالها كانها اجزاء لصفة العلم لان لهذه الصفة نوع اتحاد مع موصوفها ليس لغيرها هذا الاتحاد
اذ العلم قد يتحد مع العالم والمعلوم والقدرة لا تتحد مع القادر والمقدور وكذا الارادة والسمع وغيرهما لا تتحد
مع الموصوف وصفة العلم لجامعيتها اجمالا لا يظهر فيه الصفات متميزة وتفصيلا يظهر فيه الكمالات متميزة كما

للوجود ولا اجماله حکم مرکز الدائرة والتفصیلة حکم محیطها فمن ههنا اندفع ما قد یتوهم ان تمیز الحیوة عن سائر الصفات انما هو
فی تفصیل العلم الذی یسمونه بالواحدیة واما فی مرتبة الاجمال فلا تمیز هناک لصفة من صفات الاخری فکیف یحکم
بتقدم الحیوة علی العلم الجمل علی ما اندرج فی عبارات شیخنا وامامنا قدس سره والعجب من هذا المعترض کیف یورد اصطلاح
طائفة غیر مسلم عند الخصم حجة علیه وامثال هذا من عدم الاطلاع علی حقیقة مذهب الخصم واصطلاحه فیعد جهله اعتراضا
وقد عرفت ان التمیز الحاصل لصفة الحیوة فی تفصیل الوجود بعد انه ما هو فی حضرة اجماله سابق علی العلم الجملی والتفصیلی
فالحاصل ان هناک تفصیلان تفصیل للکمالات المندرجة فی اجمال الوجود والحیوة هناک مقدم علی العلم بنوعیه وتفصیل
فی حضرة العلم بما اندرج فی اجماله والحیوة هنا مؤخر عن العلم فالعلم المحاط مسبوق بالحیوة والمحیط سابق علیه وانت خبیر
بان صفة الحیوة المسبوقة بالعلم لیس فی الحقیقة صفة الحیوة بل صورة علمیة لتلک الصفة فصفة الحیوة سابقة علی العلم
البتة وصورتها العلمیة مسبوقة بالعلم ومع قطع النظر عن جمیع ما ذکرنا فتقدم شان الحیوة علی شان العلم مما لا یحتاج الی
دلیل وتنبیه عند ذوی فطرة سلیمة انتهی واما ثالثا فبان کلام علاء الدولة رح لا ینبئ ان مرتبة الامکان فوقه مرتبة
الوجود وهو لیس بصدد هذا البیان وکلامه ظاهر جدا علی ما ذکر نقل الکلام من لفظه نفسه علی غیر محله خلاف ما یسوق القائل
والقول بصحته من قبیل الهذیان وعلی هذا ما یدانه تعالی لیس عین الوجود المطلق سفسطة لا ریب فیها واما ثانیا فبان
توجیه التناقض فی وجود الصفات مبنی علی فهمه علی ما ذکر لانه لیس فی المکتوب تمیزه عن الذات بل هذه العبارة
من زیادات المعترض وعلی هذا ما یرید ان وجودها متوقف علی ذات الحق تعالی لکونها قائمة لانه لیس له هنا سبیل
اذ الحق عز وجل موجود بذاته وصفاته السبعة بل الثمانیة موجودة بذات الحق دون الوجود علی ما هو المجدد رح فی هذا
الشان تحقیق انیق تستریح به وتطمئن فانه افاد فی المکاشفات الغیبیة بما تقریبه انه ذاته تعالی کاف من اعتبارات
الصفات بل مستغن عن نفس الصفات فما یترتب علی الصفات الذات المجرد عن الصفات کاف به مثلا ان
فرض نفی صفة الحیوة والعلم والقدرة والارادة عنه تعالی فالذات المجرد یترتب الآثار کما یترتب علیها لا بمعنی ان
الصفات لیست بموجودة او انها موجودة فی العلم لا فی الخارج لانه مخالف لمسلک اهل السنة والجماعة بل بمعنی
ان الصفات مع الاستغناء الذاتی موجودة فی الخارج بوجود زائد علی الذات عز سلطانه کما هو مذهب اهل
الحق وتتضح هذه المسئلة بمثال واضح وهو ان الماء یمیل بالطبع من الاعلی الی الاسفل یصدر من حذوات الماء
فعل العلم والحیوة والقدرة والارادة فان کان له علم یمیل الی الاسفل ایضا وصدر عنه فعل الارادة وهو تخصیص
احد المتساویین ومن هذه الحرکة الارادیة صدر عنه فعل الحیوة والقدرة ولما یصیر الماء جزء الحیوان فمع المیل
الطبعی یتصف بصفات زائدة ایضا مع وجود صفات طبعیة ولله المثل الاعلی فذاته تعالی عز شانه مع الاستغناء
الذاتی وغناه عن الصفات فی المرتبة الالوهیة یتصف بصفات زائدة وجودة ویصدر منها افعال المکتفی بالذات

يتحصلها فكذا لايقال في الامر المجرد عن الصفات انها عين ذاته لانه هنا ذات صرف بلا صفات فكذا لايقال في ذاته تعالى جل شانه ان صفاته عين ذاته لانه مجرد عن الصفات في هذه المرتبة ولو اعتبرت الصفة وان كان الاعتبار عليا فتحا العينية فتنبه قال العارف الدمشقي عبد الغني النابلسي في نتيجة العلوم قوله ان الله تعالى موجود بذاته لا على ان الوجود عينه ولا على انه زائد ومراده ان الله تعالى لا يدرك عند مخلوقاته اصلا من حيث ذاته العلية ولما الموجود فانه يدرك بالعقل والحس والعقل والحس حاكمان قطعا بان الله موجود فلو قال ان الوجود عينه لزم ان يكون تعالى مدركا ولو من حيث الوجود وقد قال سبحانه لا تدركه الابصار ولان الوجود الذي يدركه العقل والحس انما هو ظهور الوجود الحق على الاشياء لا انه هو الوجود الحق على ما هو عليه فليس الوجود الظاهر عينه ولا الوجود ايضا زائد عليه تعالى بمعنى ان له ماهية غير الوجود فيكون تعالى مركبا من عام وهو الوجود وخاص وهو الماهية الزائدة على الوجود فيشابه سبحانه الاشياء فان كل شيء مركب من عام وهو الوجود وخاص وهو الماهية المخصوصة ويكون تعالى مفتقرا الى الوجود كما ان الاشياء مفتقرة الى الوجود وهذا كله محال عليه تعالى لانه تعالى لا يشابه شيئا ولا يشابهه شيء ليس كمثله شيء وهو السميع البصير فانما يقال انه تعالى هو الوجود بالمعنى المدرك للعقل والحس فانه ظاهرية الحق وهو معنى قوله رضي الله عنه انه موجود بذاته اي لا انه موجود باعتبار ما يشهده العقل والحس انه موجود اما موجود بوجود هو عينه او موجود بوجود زائد عليه وكلاهما ممتنع عليه تعالى لانه تعالى ليس مما يدرك بالعقل والحس انما يطلق عليه تعالى بانه موجود باعتبار تنزله وظهوره للعقل والحس فان وجوده تعالى مطلق بالاطلاق الحقيقي حتى انه مطلق عن قيد الاطلاق فان الاطلاق قيد والله تعالى منزه عن كل قيد فهو الغيب المطلق واليه الاشارة بقوله سبحانه الذين يؤمنون بالغيب قال بعض المفسرين الغيب الذي يؤمنون به هو الله تعالى وقد استوفينا الكلام على هذا المقام في كتابنا الوجود الحق والخطاب الصدق بما لا مزيد عليه انتهى واما خامسا فبانه بالتحقيق السابق ظهر ان هذه المعرفة وراء طور النظر والفكر وبين مسالك المجدد رح ومسالك المتكلمين بون وليس مرجع كونه تعالى موجودا بنفسه وكون الوجود نفس ذاته كما هو مذهب الصوفية العلية واحدا لان معنى كونه سبحانه موجودا بنفسه ان حقيقته سبحانه في نفسه ورائ الوجود كاف في ترتب آثار الوجود عليه بالوجود متنزل من تلك المرتبة العليا على ما يجيء تحقيقه ان شاء الله تعالى في تبيين مذهب شيخنا وامامنا رضي الله تعالى عنه ومعنى كون الوجود نفس ذاته ان حقيقته سبحانه هو الوجود ليس الا على ما يستفاد من تحقيقاتهم فاطلاق الوجود على تلك المرتبة المقدسة حقيقة عندهم والواجب بحقيقة الوجود ان ما يترتب على الوجود يترتب عليه وكان اطلاق الوجود عليه سبحانه بطريق المجاز والتشبيه والتنظير والمجاز ينفي فيصح نفي الوجود عنه ويكون الذات تعالى في نفسه غير الوجود والصوفية القائلون

بعينية الوجود لا يجوزونه كما لا يخفى على المتتبع في كلامهم الواقف على ظواهرهم يقولون ان حقيقة الحق سبحانه وجود
بحت ليس الا وسلب الشيء عن نفسه محال ولولا اطلاق الوجود عليه تعالى عندهم بطريق الحقيقة لما كان للاختلاف
بين القائلين بعينية الوجود في كونه سبحانه وجودا مطلقا او فردا منه معنى محصلا وكيف يسوغ اطلاق الوجود على
تلك المرتبة العليا بطريق المجاز عندهم على ما افاد التردد الذي نقح فادعاء التلبيس لغو **قال** ورأيت في بعض
مكاتيبه انه سئل عن هذا المعنى اعني عدم ظهور الخوارق منه فاجاب بان ظهور الخوارق من عدم الكمال وان
عبد القادر قدس الله سره كان الى مرتبة الروح فقط وانه نقص في الارشاد اذ كلما كان النزول اتم كان
الارشاد اكمل **اقول** ان هذا كذب الصدق ينجي والكذب يهلك فان رأيته في بعض مكاتيبه فنقل في اي
مكتوب رأيته **قال** ولعمري لو وقع له شيء من الكرامات لطاروا به في اقطار الارض ان هي الا دعاوي باطلة
اقول قد عد كراماته الى سبع مائة على ما هي في الزبر والاسفار مسطورة وعلى السنة العلماء والفقراء مذكورة
وان كانت هذه باطلة فلعله ينكر كرامات سائر الاولياء ويكذب جما غفيرا من العلماء فاصدق المقال
ما نطقت به الحال **قال** ونقل عنه حفيده فرخ في رسالته انه قال كنت يوما جالسا في الاصحاب وكنت انظر
الى سوء اعمالي وغلب علي ذلك النظر بحيث رأيت نفسي غير مناسب لقرب الله وفي هذه الاثناء بحكم من
تواضع لله رفعه الله نودي في سري غفرت لك ولمن توسل بك بواسطة او غير واسطة الى يوم القيامة
وكرر هذا النداء حتى لم يبق فيه ريب عنده فانظر كيف امن مكر الله حيث اتقن لشيء هو موهوم اذ قد يكون المنادي
هو ابليس **اقول** قد اشتهر البرزنجي باسم مولانا فرخ وهذا البعيد جدا منه فلو كنت نسيبا عرفت قرابتي
ولكن برزنجي عظيم الشأن فرخ فاعلم ان مثل هذه المكاشفات بل اعلى منها منقولة من اكابر الاولياء في اخبار
الاخيار قال الشيخ عبد القادر الجيلاني قدس سره قد وعدني الله عز وجل بفضله انه يدخل الجنة اصحابي واهل مذهبي
وتابعي طريقتي ومن يحبني وقال ايضا انه سبحانه وتعالى اعطاني سجلا فيه اسماء اصحابي ومن تابعني الى يوم القيامة
وقال عز وجل قد غفرت لهم بك واستفسرت من مالك خازن النار اعندك من اصحابي احد فاجاب لا وعزة الله يدي
على حماية من تابعني مثل السماء على الارض ان لم يكن جيدا فانا جيد وعزة الله لا اذهب من عنده حتى يدخل
الجنة اصحابي فالجمود والانكار والسخرية على مثل هذه المكاشفات لا يناسب من اهل الحق والثبات والانصاف
احسن الاوصاف **قال** في المكتوب الرابع والتسعين من المجلد الثالث وما يقال من الانبياء لا يحتاجون
الى الاستمداد وان الكمالات حاصلة لهم بالفعل صريح المكابرة انتهى فيجوز ان لا يحصل للانبياء الكمالات
بالفعل **اقول** ليس هذا محل الاستبعاد عقلا ونقلا فاجهل الناس من قل صوابه وكثر اعجابه قال المجدد
في المكتوب المذكور بما تعريبه ان النبي يحصل له بعض الكمالات بتوسط فرد من امته وبتوسله يصل الى البعض

بعض المقامات لكن لا يلزم منه نقص النبي ولا مزية عليه لانه حصل ذلك الكمال بتبعيته فيه فيكون ذلك الكمال
من النبي في الحقيقة وهو كالخادم الذي يصرف من خزائن مخدومه له ويترتب لباسا لازدياد حسنه والامداد
من الخدام ليس نقصا للمخدوم بل هو كمال وموجب لازدياد الجلال فان السلاطين يطلبون الملك والجيش
بامداد عساكرهم ويكون منشأ عظمتهم وشرف خدامهم وما يقال ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام لا يحتاجون
الى الامداد وجميع مراتب الكمال حاصل لهم بالفعل فهو مكابرة صريحة لانهم من عباد الله تعالى ويرجون فيوضه
وبركاته ويستدعون الترقي قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم من استوى يوماه فهو مغبون وقال صلى الله
عليه وسلم سلوا لي الوسيلة وفي حديث الصحاح كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يستفتح بصعاليك
المهاجرين فهذه اعانة ومن لم يجوز امداد الانبياء فنظره الى عظمة مدارج الانبياء مع عدم توجهه الى عجزهم
واحتياجهم الى رب الارباب واستمداده اعانة الخدام والغلمان والا فلم يقل به احد انتهى تحقيق المقام وتوضيح المرام
على ما افاده العلامة ابن حجر المكي الهيتمي في الفتاوى الحديثية الكتاب والسنة والان على ان طلب الزيادة
له صلى الله عليه وآله وسلم امر مطلوب محمود قال تعالى وقل رب زدني علما وروى مسلم انه صلى الله عليه وسلم
كان يقول في دعائه واجعل الحيوة زيادة لي في كل خير وطلب كون الفاتحة او غيرها زيادة في شرفه طلب لزيادة
علوه ورقيه في مدارج كمالاته العلية وان كان كماله من اصله قد وصل الغاية التي لم يصل اليها كمال مخلوق فعلم
ان كلا من الآية الشريفة والحديث الصحيح دال على ان مقامه صلى الله عليه وسلم وكماله يقبل الزيادة في
العلم والثواب وسائر المراتب والدرجات وعلى ان غايات كماله لا حد لها ولا انتهاء بل هو دائم الترقي في تلك
المقامات العلية والدرجات السنية بما لا يطلع عليه ولا يعلم كنهه الا الله تعالى وعلى ان كماله صلى الله عليه وسلم
مع جلالته لاحتياجه الى مزيد ترق واستمداد من فيض فضل الله وجوده وكرمه اللانهائي الذي لا غاية له ولا انتهاء
وعلى ان طلب الزيادة لا يشعر بان ثم نقصا اذ لا شك ان علمه صلى الله عليه وسلم اكمل العلوم ومع ذلك فقد
امره الله بطلب زيادته فلذلك نحن مامورون بطلب زيادة ذلك له صلى الله عليه وسلم وقد ورد ايضا امر
بذلك فيما يندب من الدعاء عند رؤية الكعبة المشرفة اذ فيه ورد من شرفه وعظمه وحجه واعتمره تشريفا الى آخره
وهو صلى الله عليه وسلم كسائر الانبياء الذين حجوا البيت وهم كل الانبياء الا فرقة قليلة منهم على الخلاف
في ذلك داخل فيمن شرفه وعظمه وحجه واعتمره واذا علم دخولهم في ذلك العموم من دلالة العام المنسحب قطعية
على الخلاف فيه علم انا مامورون بطلب الدعاء له صلى الله عليه وسلم ولغيره من الانبياء المذكورين بزيادة
التشريف والتكريم وان الدعاء بزيادة ذلك له صلى الله عليه وسلم امر مندوب مستحسن ويؤيده ما رواه الطبراني
عن علي رضي الله عنه لكن نظر في سنده ابن كثير انه كان يعلم الناس كيفية الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم

وفيها ما يصرح بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم في مضاعفات الخير وجزيل العطاء وبهذا الذي ذكرته وان لم ار من سبقني بالاستدلال في هذه المسئلة بشيء منه يظهر الرد على شيخ الاسلام صالح البلقيني في قوله لا ينبغي ان اقدم على ذلك الا بدليل فيقال له واي دليل اعلى من الكتاب والسنة وقد بان بما ذكرته دلالتهما على طلب الدعاء له صلى الله عليه وسلم بالزيادة في شرفه اذ الشرف العلو كما قال اهل اللغة والمراد به هنا علو المرتبة والمكانة وعلوها بالزيادة في العلم والخير وسائر الدرجات والمراتب وكل من العلم والخير قد امرنا بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم فيه بالطريق الذي قدمناه فلنكن مامورين بطلب زيادة الشرف له ورد على شيخ الاسلام الحافظ ابن حجر في قوله هذا الدعاء مخترع من اهل العصر ولو استحضر ما قاله النووي لم يقل ذلك بل سبق النووي الى نحو ذلك الامام المجتهد ابو عبد الله الحليمي من اكابر اصحابنا وقدمائهم وصاحبه الامام البيهقي وقوله ولا اصل له في السنة فيقال له بل له اصل في الكتاب والسنة معا كما تقرر على ان الظاهر انه انما قال هذا قبل اطلاعه على ما ياتي عنه ثم اعلم ان هذين الامامين لم ينازعا في جواز ذلك وانما نزاعهما في هل ورد دليل يدل على طلبه فيفعل اولا فينبغي فعله وقد علمت انه ورد ما يدل على طلبه ومن ثم لما كان النووي رحمه الله وشكر سعيه متخليا من السنة بما لم يلحقه فيه احد ممن جاء بعده كما صرح به بعض الحفاظ دعى بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم في شرفه في خطبتي كتابيه اللذين عليهما معول المذهب وهما الروضة والمنهاج فقال في خطبة كل منهما صلى الله عليه وسلم وزاده فضلا وشرفا لديه وهذه العبارة متداولة في ايدي العلماء منذ نحو ثلثمائة سنة لا نعلم احدا ممن تكلم على الروضة والمنهاج اعترضها بوجه من الوجوه ولعل هذين غفلا عنها بدليل قول الثاني هذا الدعاء مخترع من اهل العصر اذ لو استحضر ما قاله النووي لم يقل ذلك بل سبق النووي الى نحو ذلك الامام المجتهد ابو عبد الله الحليمي من اكابر اصحابنا وقدمائهم وصاحبه الامام البيهقي وقد ذكرت عبارتهما في افتاء ابسط من هذا ومما صرح به الاول ان اجزال اجره صلى الله عليه وسلم ومثوبته وابداء فضله للاولين والآخرين بالمقام المحمود وتفضيله على كافة المقربين وان كان تعالى قد اوجب هذه الامور له صلى الله عليه وسلم فان كل شيء منها ذو درجات ومراتب فقد يجوز اذا صلى عليه واحد من امته فاستجيب دعاؤه ان يزاد النبي صلى الله عليه وآله وسلم بذلك الدعاء في كل شيء مما سميناه رتبة ودرجة انتهى المقصود منه وفيها تصريح منه بان طلب الزيادة في شرفه صلى الله عليه وسلم داخل في الصلوة عليه وقد امرنا بها فلنكن مامورين بما تضمنته كما صرح به هذا الامام وناهيك به ومما صرح به الثاني في معنى السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته سلمك الله من الذام والنقائص فاذا قلت اللهم سلم على محمد انما تريد اللهم اكتب له في دعوته وامته السلامة من كل نقص وزد دعوته على مر الايام علوا وامته تكاثرا وذكره ارتفاعا انتهى المقصود منه فتامل قوله من الذام والنقائص وقوله من كل نقص وان ذلك هو مفهوم السلام الذي امرنا

تجده صريحا في ان الطلب زيادة الشرف له وان فرض على انه يدل على ما توهمه هذا المنكر الجاهل اذ غاية طلب الزيادة
انه يدل على عدم الكمال المطلق ونحن نلتزمه اذ الكمال المطلق ليس الا لله وحده ونبينا صلى الله عليه وسلم
وان كان اكمل المخلوقات الا ان كماله ليس مطلقا فيقبل الزيادة ومراتب تلك الزيادة قد يسمى كل منها عدم كمال
بالنسبة لما فوقه من كمال آخر اعلى منه وبهذا نقل الحافظ السخاوي عن شيخه ابن حجر انه جعل الحديث عن ابي
رضي الله عنه وفي آخره قلت اجعل لك صلاتي كلها اي دعائي كله كما في رواية قال اذا تكفى همك ويغفر ذنبك
اصلا عظيما لمن يدعو عقب قراءته فيقول اجعل ثواب ذلك لسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانه قصد بهذا
الرد على شيخه شيخ الاسلام السراج البلقيني في قوله لا ينبغي ذلك الا بدليل وهذا هو الذي اخذه عنه والده علم الدين
مامر عنه وقد علمت رده بما ثم ذكر السخاوي عن شيخه ابن حجر ايضا ما حاصله ان من يقول مثل ثواب ذلك زيادة
في شرفه مع العلم بكماله في الشرف لعله لحظ ان معنى طلب الزيادة ان يتقبل الله قراءته فيثيبه عليها واذا اثيب
احد من الامة على طاعة كان لمعلمه اجر وللمعلم الاول وهو الشارع صلى الله عليه وسلم نظير جميع ذلك فهذا
معنى الزيادة في شرفه وان كان شرفه مستقرا حاصلا وهذا سند اجعل مثل ثواب ذلك لتقبله ليحصل مثل ثوابه
للنبي صلى الله عليه وسلم وحاصله ان طلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم يكون بنحو طلب تكثير اتباعه
سيما العلماء اي فيرتفع درجاته ومراتبه العلية كما مر عن الحليمي وقد رد شيخ الاسلام ابو عبد الله القاياتي
ما مر عن العلم وابيه فقال في الروضة ان القاري اذا قرأ وجعل ما حصل من الاجر للميت كان دعاء بحصول
ذلك الاجر للميت فينفعه وفي الاذكار المختار ان يدعو بالجعل فيقول اللهم اجعل ثوابها واصلا لفلان وقد علم
ان القدرة الالهية مهما تعلق بشيء يكون لا محالة وقد قرر في علم الكلام ان قدرته سبحانه وتعالى لا متناهي
فخير الله لا ينفد والكامل المترقي في درجات الكمال هو ابدا كامل بحر الهي ووافقه صاحبه شيخ الاسلام الشرف
المناوي فافتى باستحسان هذا الدعاء ووافقهما ايضا صاحبهما امام الحنفية الكمال بن الهمام بل زاد عليهما بالمبالغة
في رفعة شان هذا الدعاء حيث جعل اكمل ما صح من الكيفيات الواردة في الصلوة عليه صلى الله عليه وسلم
موجودا في كيفية واحدة ومن جملتها الدعاء بزيادة الشرف وهي اللهم صل ابدا افضل صلواتك على سيدنا
محمد عبدك ونبيك ورسولك محمد واله وسلم عليه تسليما وزده شرفا وتكريما وانزله المنزل المقرب
عندك يوم القيمة انتهى فجعل طلب زيادة الشرف له صلى الله عليه وسلم من جملة الاسباب المقتضية لتفضيل
هذه الكيفية ولاشتمالها على معنى ما في الكيفيات الواردة عنه صلى الله عليه واله وسلم وبذا افتى صاحبهم
شيخنا شيخ الاسلام خاتمة المحققين ابو يحيى زكريا الانصاري فانه سئل عن واعظ قال الاولى اجماعا
للقاري للقرآن والحديث ان يهدي مثل ثواب ذلك في صحائف سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم

وبه افتى المتقدمون والمتاخرون فاجاب بان ما ادعاه هذا الواعظ القليل المعرفة يستحق تكذيبه على الاجماع التعزير البالغ وزعمه ان ذلك لا يجوز الحق خلافه بل يجوز والعجب له كيف ساغ له دعوى اجماع المسلمين واتفاق المتقدمين والمتاخرين على عدم الجواز وهل هذا الا مجازفة في دين الله فان جوازه كما ترى شائع ذائع في الاعصار والامصار فان قلت الدعاء بالزيادة في شرفه صلى الله عليه وسلم ممتنع لانه يقتضي انه منقص بعد حتى تطلب له الزيادة وهو محال في حقه قلت اعلم ان نبينا صلى الله عليه وسلم هو اشرف المخلوقات واكملهم فهو في كمال وزيادة ابداً يترقى من كمال الى كمال الى ما لا يعلم كنهه الا الله تعالى فلا محال في تزايد كماله وترقيه بالنسبة الى نفسه بعد كونه اكمل المخلوقات ونحن نطلب له الزيادة في الكمال الى تلك الدرجة التي لا يعلم كنهها الا الله تعالى وفائدة طلبنا له ذلك مع انه حاصل له لا محالة بوعد الله تعالى امور منها اظهار شرفه صلى الله عليه وسلم وكمال منزلته وعظم قدره ورفع ذكره وتوقيره ومنها مجازاته صلى الله عليه وآله وسلم على احسانه الينا ومنها حصول الثواب لنا ويزيد الاطلاع على ما ذكرناه ما في الحديث الصحيح كان صلى الله عليه وآله وسلم اجود الناس الحديث فانظر ذلك وتامله فانه تخصيص بعد تخصيص على سبيل الترقي في فضل الجود اولاً اجوديته على الناس كلهم وثانياً جوده في رمضان على جوده في سائر اوقاته وثالثاً جوده عند لقاء جبريل على جوده في رمضان مطلقاً ففيه تزايد وتفاضل باعتبار نفسه على سبيل الترقي فاعتبر ما نحن فيه بهذا ونظير ما نحن فيه من طلب الزيادة اللهم زد هذا البيت تشريفاً في حق بيت الله تعالى الحرام فان الدعاء بزيادة الشرف مامور به ولم يقل احد ان ذلك ممتنع انتهى فتامل ذلك وما قبله تجد هذا المنكر قد ارتكب في انكاره هنا من عمياء وخبط خبط عشواء وليت دينه سلم له كلا ان انكاره المباح بل المستحسن الترقي عن ذلك الى جعله كفراً خطاءً عظيم لانه كبير جرمه فعليه عقوبة ذلك في الدنيا والآخرة انتهى قال العلامة الدمشقي رح في فتح العلوم ما يقال من ان الانبياء عليهم السلام لا يحتاجون الى الاستمداد وان الكمالات حاصلة لهم بالفعل صريح المكابرة اقول ان كمالات الانبياء عليهم السلام لا متناهي كما يشير اليه قوله عليه السلام انه ليغان على قلبي واني لاستغفر الله في اليوم والليلة اكثر من مائة مرة وهو صلى الله عليه وسلم دائم الترقي فكلما وصل الى مقام هو اعلى وجد المقام الذي كان فيه ادنى فيستغفر الله منه وهلم جراً وقال ان البوصيري في همزية المديح ؎ يتباهى بك العصور وتسمو ٭ بك عليا بعدها علياء ٭ يعني انه صلى الله عليه وسلم كلما اتى عصر تباهى به على العصر الذي مضى بوجوده صلى الله عليه وسلم في العصر المستقبل بكمال لم يكن عليه في العصر الماضي وكذلك تفتخر به مرتبة عليا بعد مرتبة عليا فهو صلى الله عليه وسلم وكذلك سائر الانبياء عليهم السلام في الدنيا وفي البرزخ وفي الآخرة دائمو الترقي في الكمالات

وكمالاتهم لا تتناهى في الدنيا والبرزخ والآخرة ومعلوم ان ما لا يتناهى لا يدخل في الوجود كله دفعة واحدة
فصدق قول العارف السرهندي قدس سره وما يقال من ان الانبياء عليهم السلام لا يحتاجون الى الاستمداد
يعني استمداد الكمال من ذي الجلال وان الكمالات حاصلة لهم بالفعل فان ذلك مكابرة صريحة بلا شبهة لاقتضاء
ذلك نقصان مقامات الانبياء عليهم السلام لاقتضائه انحصار كمالاتهم وانقطاع امدادهم من الحق تعالى وانتفاء
قوله تعالى في العموم كلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا اي ممنوعا عن احد وانما
ما ذلك الا جهل محض عند المنصف المدقق **قال** فان قلت قد يكون ذلك في السكر قلت قد صرح بانه
انما يتكلم بالحقائق في الصحو لا كابي يزيد وامثاله فانهم قالوها في السكر وان السكر نقص وان الكمال في الصحو
وانه مقام الانبياء فلا يجوز حمل اقواله على انه قالها في السكر **اقول** الجواب مثل السؤال انتهى وكله افتراء
عليه فقل اين صرح وانما احتاج هذا العارف الى ذكر هذه الابحاث التي يعسر فهمها على الكثير من علماء الرسوم
لان المخاطبين بذلك عنده هم جماعته واصحابه الذين يعرف منهم الانتفاع به في سلوكهم في طريق الله تعالى
وانهم اصحاب الادراك الخاص الذي قدمنا بيانه لا ان المخاطب بذلك منه غيرهم من علماء الرسوم الذين تمكنوا
في ادراكهم الخاص بهم من جمود الافهام والتباس الاوهام مما يشاركون فيه جميع العوام من اهل الاسلام
وغير اهل الاسلام ولكنهم يدخلون فيما لا يعنيهم وكان لهم مندوحة من الذم والاحتقار بان كان ذلك الى علم الواحد
القهار وارفع من شأنهم عند العوام بالتصريح عنهم ان لهم ارفع مقام ولا يعرف الكلام الا اهله ولا يظهر فضيلة
الفرع الا اصله **قال** ولما اوردوا عليه راغ روغان الثعلب وهرب الى غير مهرب فقال في المكتوب
الواحد والعشرين بعد المائة من المجلد الثالث ان السكر الخالص للعوام وان مرادنا بالصحو الصحو الممتزج بالسكر
وان صحو الخواص لا ينفك عنه غاية ما في الباب ان للسكر مراتب كثيرة وكلما كثر السكر غلب الشطح فيقال له اذا
قررت ان مثل هذه الكلمات صدرت منك من سكر فلم لم تمحها ولم اثبتها في مكاتيب تقرأ في المحافل وتدعو اتباعك
الى اعتقاد ما فيها وقد كان الاوائل اذا صحوا من سكرهم استغفروا وتابوا من مقالاتهم التي قالوها في السكر
ومحوها من دفاترهم وكل من اثبت من تلك الكلمات شيئا فانما هي التي قالوها في الصحو عن اذن الهي
اقول هذا مبني على عدم الامتياز بين الصحو والسكر والصحو الممتزج به مع ان المعترض يدعي فن التصوف
كله انفك في السماء واستك في الماء طول المقال ميل وطول الكلام ذيل الا تعرف انه ما نسب انه قال
ان مثل هذه الكلمات صدرت من سكر افتراء محض ثم تجويز انتشار الاسرار والمباهات والاتحاد وانتهاء الرتبة
على غيره يكون من بقايا السكر ولذا صاحب العوارف حمل الكلام المشهور قدمي هذه على رقبة كل ولي الله
على السكر ولما لم يصدر منه كلام في السكر فليس فيها كلام قابل للمحو وما اعترض عليها المعترض مبني على سوء

فهيه على ما نبيت وسنبين ان شاء الله تعالى لتطهير الصدق الحرتي بالايمان والاذعان فرغ عن علائق دار الريب
والنزوع الجالب للهوان وهدم بيت الكفر الناشي من الطغيان فانهم كل منكر خاسر والتم التجرفي فم كل جاحد قاصر
ص العصر يجحد في المواطن كلها ۔ الا عليك فانه مذموم ۔ المقالة الثالثة فيما بناه على المقدمة الثالثة
قال وبنى على المقدمة الثالثة بطلان دعواه ان الولاية المحمدية والابراهيمية لم تحصلا له صلى الله عليه وسلم
الا بعد الف سنة بوساطته فانه قال في المكتوب الثامن والثمانين من المجلد الثالث وجود العالم ونظامه
كلاهما مربوط بالخلة وهي ابرك الاشياء وبركتها شاملة للموجود والمعدوم وهي بالاصالة مخصوصة بابراهيم
صلى الله عليه وسلم وولايتها ولاية ابراهيمية ولهذا كان يذكره النبي صلعم بالابوة بخلاف سائر الانبياء فكان
يذكرهم بالاخوة وما ذكر في الصلوة كما صليت على ابراهيم لعله سببه ان الوصول الى حضرة الذات تعالى وتقدس
بدون توسط التعين الاول الوجودي وبدون التوسل بجميع الكمالات الابراهيمية غير متيسر لان اول قباب
مرتبة الحضرة المقدسة هي لا نهاها مراتب غيب الغيب وليس لاحد بد عن توسطه فلهذا امر خاتم الانبياء بمتابعته
ليصل بتبعيته الى ولاية نفسه ومنها يتجر الى حضرة الذات الاقدس انتهى وقال في المكتوب الرابع والتسعين
ما حاصله ان التعين الاول هو التعين الوجودي منشاء الولاية الابراهيمية وفوق ذلك مرتبة الذات الاقدس
لا يسع في شيء من التعينات لكن سترها اودع في مركز دائرة التعين الاول هو منشاء الولاية المحمدية وجمال
محيط الدائرة يشبه الصباحة وجمال المركز يشبه الملاحة وهي فوق الصباحة فالوصول الى الملاحة انما يتصور
بعد طي مراتب الصباحة ومالم يتيسر الوصول الى جميع المقامات الابراهيمية لا يمكن وصول الى الذروة العليا
التي هي الولاية المحمدية ولا يتيسر ومن ههنا امر النبي صلى الله عليه وآله وسلم بمتابعة ملة ابراهيم ليصل الى ولايته
التي عبرنا عنها بالملاحة ويتوسل الوصول الى الولاية الابراهيمية ولما لم يكن للنبي صلى الله عليه وسلم مناسبة
بالولاية الابراهيمية لامكانه الطبعي نقطة مركز دائرة الولاية الخليلية وسيره مقصور على راس مركز تلك الدائرة
فبالضرورة وصوله الى محيط الدائرة واكتساب كمالات ذلك المحيط تعسرت عليه لانه خلاف مقتضى طبيعته فلابد
من متوسط من افراد امته يكون له تعلق في حين المركز وله من طريق آخر مناسبة بمحيط الدائرة ليكتسب
ذلك الفرد كمالات تلك المرتبة الخليلية ويتحقق بحقيقتها ثم بتوسطه يحصل للنبي صلى الله عليه وسلم تلك الكمالات
ويتحقق بها فيتحقق ابعد ذلك بكمالات مرتبة نفسه صلى الله عليه وسلم بمقتضى قوله من سن سنة حسنة فله
اجرها واجر من عمل بها وحسنى كلامه انه لم يوجد هذا الفرد في الصحابة ولا في التابعين ولا فيمن بعدهم
وانما وجد بعد الف سنة قال فجاء هذا الفرد يعني نفسه ونائب بمحيط الدائرة وحصل الكمالات الابراهيمية
وذكر في سر ذلك ان نقطة مركز دائرة ولاية الخلة التي امتازت من سائر نقطها بالمحبية وان كانت بسيطة

لكنها تتضمنها اعتباري المحبية والمحبوبية تصورت بصورة دائرة محيطها اعتبار المحبية ومركزها اعتبار المحبوبية
وبعد الف سنة تتسع نقطة مركز هذه الدائرة الثانية وتتصور بصورة دائرة مركزها المحبوبية الصرفة ومحيطها
المحبوبية الممتزجة بالمحبية ومركز الدائرة منشأ الولاية الاحمدية انتهى قال وانما حصلت له هذه المرتبة الثانية
من الولاية الموسوية فحصل هذا الفرد الولاية العظمى الجامعة لكمالات المركز والمحيط فحصل للنبي صلى الله عليه
وسلم بتوسط هذا الفرد كمالات محيط الدائرة وتيسرت له ولاية الخلة ثم حصلت له ولاية المحبوبية وهو ولاية صلى الله
عليه وسلم وقبل دعاؤه صلى الله عليه وسلم بقوله اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم
بعد الف سنة انتهى حاصله وهذا كما ترى فيه خلاف الشرع من وجوه احدها مخالفة للاحاديث الدالة
ان الخلة حصلت له في حياته بل ان الخلة الابراهيمية حصلت له ليلة مولده وان التي حصلت له
ليلة المعراج وبعدها خلة اخرى فوق تلك الخلة واليها الاشارة في حديث الشفاعة العظمى ان ابراهيم
عليه الصلوة والسلام يقول انما كنت خليلا من وراء وراء ثانيها انه صلى الله عليه وسلم ماكان
حصل الكمال في حياته لان كماله متوقف بزعم على حصول الكمال الابراهيمي وهو متوقف على توسط
رجل من امته ولم يات هذا الفرد الا بعد الف سنة واذا كان لم تحصل له الولاية فكيف حصلت له النبوة
وهي متاخرة عن حصول الولاية والله تعالى ...... يقول اليوم اكملت لكم دينكم ولا كمال الدين
الا بكمال نبيه صلى الله عليه وسلم ثالثها الطعن على جميع الصحابة رضي الله تعالى عنهم حيث لم يوجد
فيهم من يصلح لذلك التوسط لا ابو بكر ولا من بعده ولا جميع الصحابة من حيث الجميع رابعها سياتي قريبا
في الفصل بعده ان بعد مضي الف سنة لا يبقى لجده الشريف في زعم هذا الرجل لا عين ولا اثر
فمن الذي يتصف بتلك الكمالات الحاصلة له والمعدوم لا يتصف بالكمالات على انه قد اثبت
هذه المناسبة التي قال ما تحقق بها لتحصيل الكمالات الابراهيمية اعني مناسبة بمحيط الدائرة
للنبي صلى الله عليه وسلم ايضا اقول كله مبني على عدم فهم كلام المجدد رح فان المعترض غرب بعض
عبارات المكتوب وقد ترك منها ما تزيل الاوهام فانه افاد في المكتوب الثمانية والمائتين ان بين الخلة
والمحبة عموم وخصوص الخلة عام والمحبة فرد كامل لها لان افراط الانس والالفة محبة وهي تقتضي التعلق
وعدم القرار والسكون والخلة باسرها انس والفة والمحبة بذلك الاقتضاء امتازت من سائر افراد الخلة
فان فيها حزن وفي الخلة فرح وفرح وانس وانس ولذا اعطى الله تعالى لخليله اجر العمل في الدنيا
والآخرة وقال في حقه وآتيناه اجره في الدنيا وانه في الآخرة لمن الصالحين ولما كان الحزن
في المحبة كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم متواصل الحزن وقال عليه الصلوة والسلام ما اوذي

مبني مثل ما اوذيت لانه كان فرداً كاملاً في حصول المحبة فبمقتضى المحبة صار المحبوب بعضه محباً له وروي في الحديث القدسي الاطال شوق الابرار الى لقائي واني اليهم لاشد شوقاً انتهى فلما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم محبوباً كان خليلاً لان الخاص لا يوجد بدون تحقق العام فالاعتراض الاول مبني على عدم فهم معنى المحبة والخلة واما الاعتراض الثاني فجوابه ان المجدد رح افاد في المكتوب الرابع والتسعين بما تعريبه انا كانت الملاحة فوق الصباحة فالوصول الى الملاحة بعد طي مراتب الصباحة ولا تيسر الوصول الى حقيقة هذه الولاية التي هي القدوة العليا والولاية المحمدية عليه الصلوة والسلام حتى يصل الى جميع مقامات الولاية الابراهيمية اي جميع المقامات التي يتوقف عليها حصول الولاية المحمدية ومراده بالملاحة الولاية المحمدية وبالصباحة الولاية الابراهيمية عليه الصلوة والسلام وبحقيقة هذه الولاية كنهها مع كنه جميع فروعها والولاية المحمدية صلى الله عليه وآله وسلم اصل جميع الولايات ومرجعها ومركزها فوقها وكل الولايات لجميع الانبياء والرسل عليهم الصلوة والسلام مندرجة فيها وناشئة منها وولاياتهم اجزاء ولاية صلى الله عليه وآله وسلم ولكل جزء منه مقامات ومراتب وكانت حاصلة لنبينا عليه الصلوة والسلام بعضها تفصيلاً وبعضها اجمالاً وكانت جميع مقامات الولاية الابراهيمية حاصلة له صلى الله تعالى عليه وسلم تفصيلاً الا بعض شيوناتها وهو كان حاصلاً له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مجملاً ونسبة ذلك البعض الى الولاية المحمدية كنسبة الورقة الى الشجرة والشعرة الى الانسان والقطرة الى البحر بل اقل قليلاً فاذا لم يكن تلك الورقة والشعرة والقطرة في الشجر والانسان والبحر مع انها اجزاء منها لم يكونوا ناقصين لا في الاصل ولا في النقل فان حصلت تلك الورقة والشعرة والقطرة لها بواسطة شيء لا يتصور انه كملها وكانت ناقصة وكذا لا يقال غير المؤمن لمن لا يرفع الحجر والمدر عن الطريق مع ان في الحديث الصحيح الايمان بضع وسبعون شعبة اعلاها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذى عن الطريق والحاصل ان لكل شيء اجزاء متقومة له واجزاء غير متقومة له كالشعر للانسان والورقة للشجرة وتمامية دائرة الخلة بحصول الاجزاء الغير المتقوم لا بحصول الاجزاء المتقوم وفي بعض المكاتيب من المجلد الثالث صرح بان الحقيقة المحمدية حقيقة الحقائق وغيرها اجزاء له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم انتهى والعاقل تكفيه الاشارة ولهذا امر خاتم الرسل بمتابعة ملة ابراهيم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ليصل صلى الله تعالى عليه بوسيلة هذه المتابعة حقيقة ولاية بمقدار فضله واستعداده صلى الله تعالى عليه وآله وسلم عند الله تعالى ومنها الى حقيقة ولاية التي عبرت بالملاحة صلى الله تعالى عليه وآله وسلم المراد بحقيقتها كنهها مع كنه جميع فروعها وشيونها كما مر وكان لنبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مناسبة ذاتية بمركز دائرة ولاية الخلة الذي هو اقرب الى حضرة اجمال الذات ومحيطها الذي هو تفصيل كمال الذات تعالى اقول المراد بالمركز الاصل والمرجع والمتقوم والمتحيز بالطبع

كما ان ولاية كل نبي وولي جزء ولاية نبينا عليه الصلوة والسلام وكل نبي وولي وجملة الولاية منها وهو صلى الله تعالى
عليه وآله وسلم الكل وهي كالكل الى الطريق الظلية وباستهلاك الظل في الاصل لا يكون له كمله واستتار بالمركز
الى الواحدة والبساطة والقرب الى الاحدية فمالم يتحقق بكمالات تلك الدائرة مفصلا لقصد فضله عند الله سبحانه
بحصول ذلك الشان المجمل بتمامه مع ان جميع المقامات والشيونات كانت حاصلة له صلى الله تعالى
عليه وآله وسلم تفصيلا بمقدار فضله الا ولك الشان الواحد المجمل لا يتم ولاية الخلة تفصيلا بمقدار فضله واستعداده
عند الله تعالى ولفظ لا يتم يدل على ان ولاية الخلة كانت حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مجملا
ولهذا جاء في الصلوة الماثورة كما صليت على ابراهيم اي جاء فيها كما صليت الى آخره ومعناها اللهم
صل على محمد بمقدار فضله واستعداده عندك كما صليت على ابراهيم بمقدار فضله واستعداده عندك اي
اللهم اعط مرتبة خليلك محمدا بمقدار فضله واستعداده عندك كما اعطيتها ابراهيم بمقدار فضله واستعداده عندك
حتى يتيسر كمالات الولاية الابراهيمية بتمامها له صلى الله عليه وآله وسلم مفصلا بمقدار فضله واستعداده عند الله
ولفظ بتمامها ايضا يدل على حصولها له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مجملا كما كانت حاصلة لصاحبها بمقدار فضله
واستعداده عند الله تعالى ولما كان المكان الطبعي للولاية المحمدية مركز دائرة ولاية الخليلية وسيره صلى الله
تعالى عليه وآله وسلم منه ودخوله فيها واكتساب كمالاتها اي اكتساب تفصيلها وخروجه ايضا مقصور
على السير المركزي فتلك الدائرة تيسر خروجه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم منه ودخوله فيها واكتساب
كمالاتها اي اكتساب تفصيلها وهذه العبارة تدل على حصول الولاية المحمدية للنبي صلى الله تعالى عليه وآله
وسلم وحصول الولاية المحمدية تدل على حصول الولاية الابراهيمية للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
لان تلك الولاية الابراهيمية موقوف عليها حصول الولاية المحمدية وحصول الموقوف يدل على حصول الموقوف
عليه ورجوعه وخروجه منه خلاف مقتضى الطبيعة لانه الحيز الطبعي له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فلا بد ان
يكون فرد من امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم متوسطا كائنا تبعيته له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
في حين ذلك للمركز ومن طريق آخر له مناسبة بمحيط تلك الدائرة اشار بقوله من طريق آخر الى آخره
الى قول الصوفية بان كل ولي من امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم على قلب نبي من الانبياء
صلوات الله تعالى وسلامه على نبينا وعليهم وفي بحر المعاني قال النبي صلى الله تعالى عليه وآله
وسلم ان لله تعالى قلوب ثلثمائة قلوبهم على قلب آدم عليه السلام وله اربعون قلوبهم على قلب موسى
عليه السلام وله سبعة قلوبهم على قلب ابراهيم عليه السلام وله خمسة قلوبهم على قلب جبرئيل عليه السلام
وله ثلثة قلوبهم على قلب ميكائيل عليه السلام وله واحد قلبه على قلب اسرافيل عليه السلام وبهم يدفع الله تعالى

البلاء من هذه الامة حتى يكتسب كمالات تلك المرتبة التي هي ذلك الشأن المجمل غير المقوم وغير الموقوف عليه
الذي نسبته الى الولاية المحمدية كنسبة القطرة الى البحر وعند الفرد بمنزلة الآلة كالسيف للمجاهد فالقاطع هو المجاهد
ويسند القطع الى السيف مجازا وتحقق بها والنبي المتبوع بحكم من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها
بتوسط وصوله وخدمته تبعية نبيه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اليها تحقق بتلك الكمالات وهي تفصيل الخلة
بمقدار فضله وشرفه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم عند الله تعالى ايضا وتتم مراتب الولاية الخليلية ومع
ذلك الشأن المجمل الغير المقوم الذي كانت جميع مقامات الولاية حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
سواء والاعمال الصالحة للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قسمان قسم المباشرة بها وقسم غير المباشرة
بها وهو الاعمال الصالحة بمباشرة امته بها بموجب من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها وللنبي
صلى الله تعالى عليه وآله وسلم تيسر كمالات محيط تلك الدائرة بمقدار فضله واستعداده عند الله تعالى
بحصول ذلك الشأن المجمل وان كانت حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مفصلة غير ذلك الشأن و
تمت الولاية الخليلية ايضا له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بالحاق ذلك الشأن المجمل الغير المقوم الذي
يدل عليه لفظ ثمت ونسبته الى الولاية المحمدية كنسبة القطرة الى البحر ودعاء اللهم صل على محمد وعلى آل محمد
كما صليت على ابراهيم قرن بالاجابة بمقدار فضله واستعداده بعد الف سنة بدعاء الامة لحصول ذلك
الشأن المجمل الغير المقوم لا لتغيره من الكمالات لانها كانت حاصلة له صلى الله عليه وآله وسلم مفصلا والكمالات
حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم في السير في الله الآن ايضا يوما فيوما لان السير في الله غير
متناه وكمالاته وفيوضه تعالى لا تحصى ولا تعد وبدعاء امته له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم افاض الله
عليه التجليات الغير المتناهية وللنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بعد تمام ولاية الخلة سير وسلوك
وبشارة الذي لا يعرج في المركز الذي عبر بالراحة وفوض النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
حراسة امته ومحافظتها اليه لارشادهم الى صراط المستقيم في زمانه واستغرق في مشاهدة جمال
غيب الغيب واشتغل بالمحبوب والله تعالى اعلم حاصله ان النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
عروجا ونزولا فعروجه في حين حيوته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم من عالم الشهادة الى عالم المثال
ومنه الى عالم الملكوت والارواح ومنه الى مرتبة الواحدية ومنها الى الوحدة وهي المسماة بالحقيقة المحمدية
وعالم الشيونات وهي مركزه وحقيقته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم واجمال ذاته تعالى وهذه المرتبة
خاصة لنبينا صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم ولبعض افراد امته صلى الله عليه وسلم نصيب منها
بالطفيل صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وهذه العروج من عالم الكثرة الى الوحدة التي اقرب الى

بذاته تعالى وتنزله من الوحدة الى الكثرة والتفصيل الى عالم الشهادة لهداية امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
وكان هذان السيران للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم دائما في حين حيوته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
وجميع الكمالات الممكنة للبشر في الدنيا حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بعضها بواسطة جبرئيل وغيره
من الملائكة قال الله تعالى علمه شديد القوى ذو مرة وقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان روح القدس
نفث في روعي وبعضها بلا واسطة مع انه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم افضل من جبرئيل عليه السلام
وبعد انتقاله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الى عالم القدس والرفيق الاعلى له عروج فقط ومقره في
مركز دائرة الظلة الذي هو الوحدة وكانت حركته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم في حين حيوته الى عالم
الشهادة قسرية لا طبعية والى عالم القدس طبعية فيفوض حراسة امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
الى فرد من امته وله هذه المرتبة بطفيله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم كما صرح الشيخ رحمة الله تعالى عليه
في المكتوب الواحد والعشرين والمائة من الجلد الثالث لا يظن احد ان السالك لا يحتاج الى النبي
صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لانه كفر والحاد والدقيقة من الدقائق والمعرفة من المعارف التي لهؤلاء
القوم لا تحصل لهم الا بتوسطه ومتابعته وطفيلته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم سواء كانت مبتدئا او متوسطا
او منتهيا ~~ه~~ محال ست سعدي كه راه صفا ✽ توان رفت جز بر پے مصطفا ✽ معنى البيت يا سعدي
هذا امر مستحيل ان يصل احد الى الطريق المستقيم بلا تبعية النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وما حصل لذلك
الفرد من الكمالات فهو له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وهو بمنزلة الآلة والخادم وفي المواهب في بيان
خصائصه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قال الشافعي رح ما من خير يعمله احد من امته صلى الله تعالى
عليه وآله وسلم الا والنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اصل فيه قال في تحقيق النصرة فجميع حسنات
المسلمين واعمالهم الصالحة في صحائف نبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم زيادة على ماله من الاجر
مع مضاعفة لا يحصرها الا الله تعالى لان كل مهتد وعامل الى يوم القيمة يحصل له اجره الى ان قال
وبهذا يجاب عن اشكال دعاء القاري له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بزيادة الشرف مع العلم بكماله
عليه الصلوة والسلام في سائر انواع الشرف انتهى وما عينه الشيخ المجدد رحمة الله تعالى عليه ذلك الفرد من
امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وما قال انا ذلك الفرد فيمكن ان يكون ذلك الفرد الخضر والالياس
عليهما السلام او غيرهما وفي المواهب في بيان خصائص امته صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم
نعم هو اي عيسى عليه السلام واحد من هذه الامة لما ذكر من وجوب اتباعه لنبينا صلى الله تعالى عليه وآله
وسلم والحكم بشريعته باق الى ان قال وكذلك من يقول من العلماء بنبوة الخضر وبحيوته في الاصابة انه

نبي وانه باق لسلى اليوم فانه تابع لاحكام هذه الامة وكذلك الياس على ما حرره ابو عبد الله القرطبي انه حي ايضا
وليس في الرسل من جمعه رسول الا نبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وكفى بهذا شرفا لهذه الامة
المحمدية زادها الله شرفا انتهى وما وقع في الشفاء والفتاوى من ان تنقيص النبي صلى الله تعالى عليه و
وآله وسلم كفر فهو بالنسبة الى ما هو غير كمالات الله تعالى وصفاته وتعليم النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
من جبرئيل عليه السلام الذي يدل عليه قوله تعالى علمه شديد القوى ذو مرة مع ان جبرئيل عليه السلام
مفضول والنبي عليه الصلوة والسلام افضل منه وكذا مس الشيطان جميع اولاد بني آدم وقت ولادتهم
الا عيسى عليه السلام وكذا قوله صلى الله عليه وسلم انا اول من يرفع راسه بعد النفخة فاذا انا بموسى
اخذ بقائمة من قوائم العرش فلا ادري اقام قبلي ام جوزي بصعقة الطور رواه البخاري وفي البدور
السافرة للسيوطي رحمة الله تعالى عليه في بيان الصعقة وهذه الغشية للانبياء الا موسى فانه حصل فيه
تردد فان لم يحصل له فيكون قد حوسب بصعقة يوم الطور وهذه فضيلة عظيمة في حقه ولكن لا يوجب
افضليته على نبينا عليه الصلوة والسلام لان الشيء الجزئي لا يوجب امرا كليا انتهى وغيرها من الامثلة التي
يدل التفضيل المفضول على الفاضل ليست كلها من قبيل التنقيص المذموم وترقي الدرجات التي للنبي
عليه الصلوة والسلام يوما فيوما في البرزخ لا يدل على تنقيصه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مع ان
كل درجة من الدرجات التي حصل له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اليوم اعلى مما قبله الى غير النهاية
فكيف يقال لمن يقول كل الدرجات التي حصلت له صلى الله عليه وسلم اليوم اعلى مما قبله وهو متصف
بجميع صفات الكمال انه تنقيصه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم والله اعلم وليس في كلام الشيخ المجدد
رحمه الله تعالى ما يدل على التنقيص وفي آخر مكتوب الرابع والتسعين من المجلد الثالث في جواب من توهم
من هذا الكلام في بيان الملاحة والخلة ان ذلك الفرد كمل النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم صرح بان ذلك
الفرد خادم وتابع للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم كلما حصل له فهو من خزانته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
فان جاء العبد والخادم بهدية الى المخدوم وتقبلها منه لا يلزم به نقصه وذكر لدفع هذا الوهم كلاما كثيرا فمن
اراد الوقوف عليه فليرجع الى مكتوبه ولدفع هذا الوهم تمثل بهذه المسئلة المعقولة والمكشوفة بالمحسوسة زمان
تصور بستانا عظيما حوله سور وهو بمنزلة دائرة الخلة وقصرا مرتفعا في غاية الارتفاع في وسط هذا البستان
وهو بمنزلة المركز وقد دخل فيه النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ورأى كلما فيه تفصيلا الا شيئا قليلا
ثم ارتقى على ذلك القصر النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم واستغرق في مشاهدة جمال ذاته تعالى
فيه لا يتوجه ولا يلتفت الى البستان والسور الذي هو اسفل من مكانه العالي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم

وذلك الفرد من الجزء والعبد يبلغ حقيقة هذا البستان والسرور اليه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم باعتبار بعض الوجوه الذي هو مجمل كالملائكة السياحين في الارض يبلغونه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم سلام الامة وصلواتهم ويزيد الله تعالى شرفه ودرجته بواسطة دعائهم وصلواتهم يوما فيوما فليس فيه نقص صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مع انه يعلم صلوة كل فرد من افراد الامة ويحصل ثوابها له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بواسطة الملائكة والامة فافهم وروى احمد والنسائي والحاكم حديث تبليغ الملائكة صلوة الامة اليه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وترقى الدرجات للنبي عليه الصلوة والسلام في البرزخ يوما فيوما بسبب اعماله بنفسه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لان الاعمال الصالحة لامته فهي في الحقيقة اعماله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بمقتضى حديث من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها كما مر بيانه وان فرضنا ان هذا البحث ينجر الى التفضيل الجزئي فلا يلزم المحذور ايضا لانه جائز عند العلماء وان لم يفهمه الناس ويدل على التفضيل الجزئي احاديث كثيرة منها ما في رواية الترمذي قال النبي عليه الصلوة والسلام يقول الله تعالى المتحابون في جلالي لهم منابر من نور يغبطهم النبيون والشهداء وروى ابو داود عن عمر رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ان من عباد الله لاناسا ما هم بانبياء ولا شهداء يغبطهم الانبياء والشهداء يوم القيمة بمكانهم من الله تعالى قالوا يا رسول الله تخبرنا من هم قال قوم تحابوا بروح الله من غير ارحام بينهم ولا اموال يتعاطونها الحديث وصدر من المشائخ رح ايضا اقوال تدل على التفضيل الجزئي وحصول مرتبة اعلى للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بدعاء امته منها قول الشيخ محي الدين بن العربي في الفتوحات المكية في الباب التاسع والخمسين وخمسمائة لا ينال الخلة محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم صاحب الوسيلة في جنة وما نالها الا بدعاء امته وان امته منه في الفضيلة ومع هذا بدعائهم كانت لمحمد الوسيلة والدعوة له ارفع من الداعي وفي موضع آخر في هذا الباب نال محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الوسيلة والخلة بدعاء امته ولذلك امرهم بالصلوة عليه كما هو صلى الله تعالى عليه وآله وسلم امرهم ان يسألوا له الوسيلة انتهى: قال مولانا جلال الدواني في رسالة في بيان تشبيه كما صليت على ابراهيم ان تفضيل المفضول على الفاضل باعتبار بعض الوجوه او في الحديث لله تعالى عباد ليسوا بانبياء يغبطهم الانبياء انتهى ملخصا وفي البيضاوي في تفسير قوله تعالى قال له موسى هل اتبعك على ان تعلمن مما علمت رشدا ولا ينافي نبوته وكونه صاحب شريعة ان يتعلم من غيره ما لم يكن شرطا في ابواب الدين فان الرسول ينبغي ان يكون اعلم ممن ارسل اليه فيما بعث به من اصول الدين وفروعه لا مطلقا انتهى والخضر نبي في قول وليس نبي في قول وعليه اكثر العلماء كذا في تفسير الجلالين وفيه ايضا روي [illegible] في حديث ان موسى اوحى الله اليه ان لي عبدا بمجمع البحرين هو اعلم منك انتهى وفي المواهب

روی احمد والدارمی والطبرانی عن ابی عبیدة یا رسول الله احد خیر منا اسلمنا معک وجاہدنا معک قال نعم قوم یکونون من بعدکم یؤمنون بی ولم یرونی واسنادہ حسن وصححه الحاکم انتہی وفی المشکوة عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جدہ قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم ای الخلق اعجب الیکم ایمانا قالوا الملائکة قال وما لهم لا یؤمنون وهم عند ربهم قالوا فالنبیون قال وما لهم لا یؤمنون والوحی ینزل علیهم قالوا فنحن قال وما لکم لا تؤمنون وانا بین اظهرکم قال فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اعجب الخلق الی ایمانا لقوم یکونون من بعدی یجدون صحفا فیها کتاب یؤمنون بما فیها عن بریدة قال اصبح رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم فدعا بلالا فقال بما سبقتنی الی الجنة ما دخلت الجنة الا سمعت خشخشتک امامی الحدیث وفی شرح العقائد العضدیة لجلال الدوانی فان افضل موضوعة للزیادة فی معنی المصدر لوجه ما اعم من ان یکون بجمیع الوجوہ او بجمیع صفات الفضائل من حیث المجموع والذی وقع الخلاف فیه بیننا هو الرجحان بهذا الوجه لمعنی من حیث الثواب لا الرجحان من الوجه الآخر فلا ینافی ذلک رجحان الغیر فی احاد الفضائل الاخر لا فی مجموع الفضائل من حیث المجموع وتمام تفصیله فی الحواشی الجدید لنا علی الشرح الجدید للتجرید انتہی واعلم ان حاصل کلام المجدد رح فی بیان الخلة ومرادہ منه ان مرتبة الخلة کلی وله حصص ولکل نبی علیه الصلوة والسلام حصة منها علی قدر استعدادہ وشرفه لانه اراد بها التفصیل لکمالات ذات الله تعالی ولکل نبی صلی الله تعالی علیه وآله وسلم حاصل تفصیل کمالات ذاته تعالی بقدر استعدادہ وشرفه وخص ابراهیم علیه السلام بالخلة لشهرته بها ولنبینا صلی الله تعالی علیه وآله وسلم خلة علی قدر استعدادہ وشرفه وهی اشرف واعلی درجة من الخلة التی لغیرہ صلی الله تعالی علیه وآله وسلم من الانبیاء والمراد بالصلوة فی قوله اللهم صل علی محمد کما صلیت علی ابراهیم الخلة والرحمة معناہ اللهم اعط الخلة والرحمة محمدا علیه الصلوة والسلام بقدر استعدادہ وشرفه عندک کما اعطیتها ابراهیم علیه السلام بقدر استعدادہ وشرفه عندک ولنبینا صلی الله علیه وآله وسلم حصلت حصة الخلة فی حین حیوته وهی اشرف واعلی من الحصة التی لابراهیم علیه السلام باعمال نفسه صلی الله تعالی علیه وآله وسلم وکذا یترقی درجة الخلة والرحمة لنبینا علیه الصلوة والسلام یوما فیوما فی البرزخ ایضا لانها غیر متناهیة باعمال نفسه لا بغیرہ وهی الاعمال الصالحة لامته صلی الله تعالی علیه وآله وسلم بموجب حدیث من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها والاعمال الصالحة لامته کلها سنة حسنة سنها النبی صلی الله علیه وآله وسلم والآلة کذلک الا انه لحصول تلک الاعمال الصالحة للنبی صلی الله علیه وآله وسلم کالسکین للقاطع فاسناد کسب کمالات حصة الخلة الی فرد من امته صلی الله تعالی علیه وآله وسلم اسناد مجازی کاسناد القطع الی السکین ومقر النبی علیه الصلوة والسلام فوق مرتبة الخلة وهی الولایة المحمدیة والمرتبة المحبوبیة

وهي اشرف واعلى من الخلة ودعاء ذلك الفرد والامة لقول اللهم صل على محمد كما صليت على ابراهيم لاتمام مرتبة الخلة للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بقدر استعداده وشرفه عند الله تعالى قرن بالاستجابة وتم ودعاءهم له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لازدياد شرفه والرحمة والقرب في مرتبة المحبوبية ودرجة عند الله تعالى بقول اللهم صل على محمد الخ باق الى يوم القيمة وهذه المعاني التي ذكرتها يدل عليها كلام المجدد رحمه الله تعالى على بعضها بدلالة لفظية وعبارته وعلى بعضها بالاشارة واقتضائه ولا يخفى فهم هذه المعاني من كلامه على سليم الطبع المنصف الذي استحضر من علم اصول الفقه والمعاني والبيان واما الاعتراض الثالث فهو ايضا لغو البتة لانه ليس في عبارة المجدد صريح طعن وكيف يطعن وهو اول العلماء في الهند من رد على الشيعة ودفع الطعن من الصحابة الا ترى ان السلطان محمود فتح بلاد الهند فهل يكون طعنا على الصحابة و

اما الاعتراض الرابع فيظهر انه مبني على جهله قال في المكتوب الثامن والتسعين من المجلد الثالث ان الولاية المحمدية وان كانت ناشية من مقام المحبوبية الا انه ليس هناك محبوبية صرفة بل فيه نشأة من المحبية ايضا وهذا المزج وان لم يكن له بالاصالة لكنه يمنع من المحبوبية الصرفة وان الولاية الاحمدية ناشية من صرف المحبوبية وليس فيها شائبة المحبية اصلا وهذه الولاية اسبق من الاولى واقدم بمرحلة انتهى فيقال له لم لا يجوز ان يكون النبي باعتبار احمدية في مركز الدائرة التي محيطها الولاية الابراهيمية وباعتبار محمدية يكون له مناسبة بمحيط الدائرة فيكتسب بتلك المناسبة الكمالات الابراهيمية ويتحقق بحقيقتها ثم يتحقق بحقيقة كمالات نفسه ولا يحتاج الى توسط هذا الفرد الجائي بعد الف سنة ولا يمكنه ان يقول انه مقتضى خلاف الطبيعة لان ذلك انما يتاتي في الاحمدية واما المحمدية فمقتضاها الامتزاج والمناسبة باعترافه كما مر آنفا والله اعلم اقول - اما اولا فبانه ليس هذه العبارة في المكتوب الثامن والتسعين بل في الستة والتسعين واما ثانيا فبان المركز والمحيط منوط على الملاحة والصباحة على ما هو مشرح في المكتوب الرابع والتسعين وما معنى الاحتمال الذي ذكر فكله لغو لاطائل تحته قال ثم انه قد نفى تبعيته في حصول تلك الكمالات للنبي وانكر وساطته له حقيقة وحكما وانما حصلت له بمحض فضل الله وان غيرة الله ابت ان يكون احد واسطة بينه وبين الله تعالى حتى تتم قوله بحكم من سن سنة حسنة فما اجاب به في آخر هذا المكتوب في تنبيه من ان حصول بعض الكمالات للنبي صلى الله عليه وسلم بتوسط فرد من افراد امته لا يلزم منه نقص النبي ولا يلزم مزية لذلك الفرد لان ما حصل لذلك الفرد انما هو بتبعية النبي فهو بمنزلة الخادم الذي رتب الكسا الفاخرة لمخدومه يصرف من خزانته مردود من وجوه احدها انه قد انكر ان يكون حصل له هذه المرتبة تبعية ووساطة كما مر وثانيها انه ما سن هذه السنة الحسنة حتى يكون هذا الرجل تابعا له فيها وانما سنها هذا الرجل في عمره

والنبي تابع له فيها فلا اجر اتباع النبي من على زعمه الباطل وما ذكره من كونه بمنزلة الخازن يقال له ان كان ذلك من
خزانة الله فقد اثبت التقدم عليه حيث انك تسبب بوصول الخلعة اليه وان كان من خزانة النبي صلى الله عليه فقد
منعت ان تكون تلك الخلعة في خزانته حيث حكمت بعد حصول الولايتين له ما منهما انما حصلتا له بتوسطك فاين
المفر كلا لا وزر الى الحق المستقر **وثالثها** انه صلى الله عليه وسلم حين وجود هذا الرجل لم يبق من جسده لا عين ولا اثر
في زعمه الفاسد كما مر والعجب كيف تاخر اتصافه بهذا الكمال الى الف سنة **وخامسها** بلا توسط ابو بكر في
ذلك او غيره من الصحابة او من تبعهم المشهود لهم بالخيرية في نص القرآن كنتم خير امة اخرجت للناس وفي نص الحديث
ان الله اختار اصحابي على جميع العالمين غير الانبياء والمرسلين الحديث **اقول** كله مبني على عدم فهم كلام المجدد
رحمه الله **اما اولا** فبانه لما افاد في المكتوب الرابع والتسعين من المجلد الثالث ان كل كمال تيسر لامته فهو
حاصل لنبي تلك الامة بحكم من سن سنة حسنة انتهى والظاهر ان كلمة من عامة يشمل النبي وغيره **اما ثانيا**
فبان المجدد رحمه الله ما انكر التبعية والوساطة وان هذا الافتراء **واما ثانيا** فبانه صلى الله عليه وسلم من نبه سنة
واما ثالثا فبانه وان كان كل الاشياء من خزانة الله حقيقة لكن يقال في هذه المقام باعتبار الظاهر انه
من خزانة النبي بحكم ذلك الحديث **واما رابعا** فالقول باستغفار المجدد مبني على فهم المعترض **واما خامسا** فبانه
لا باس بتاخر الكمال الى الف سنة الا ترى قال النبي صلى الله عليه وسلم اعطيت مفاتيح كنوز الارض و
قال وضعت مفاتيح كنوز الارض في يدي وفي الصحيحين زويت لي الارض مشارقها ومغاربها وسيبلغ ملك
امتي ما زوي لي منها وفي رواية اخرى ان الله زوى لي الارض مشارقها ومغاربها واعطى مفاتيح كنوز الارض
وجاء في غير احاديث الصحاح جاءني جبرئيل بمفاتيح كنوز الارض على فرس ابلق والظاهر ان الهند دخل في بلاد
الاسلام بسعي مشكور من سلطان محمود الغزنوي والى الآن بلاد چين وخطا خارجة من احاطة الاسلام
وستفتح في عهد المهدي وعيسى عليهما السلام وفي جامع الصغير خير امتي عصابتان عصابة تغزو الهند وعصابة
تكون مع عيسى ابن مريم قال الشيخ محي الدين عربي في باب خمسمائة وتاسع وخمسين من الفتوحات
ومن ذلك ايضاح السبيل في الحاق محمد بالخليل اللهم صل على محمد كما صليت على ابراهيم في العالمين
فمن هذه الحالة من الابرار ومن المقربين ابن هذه العلاقة من قوله انا سيد الناس يوم القيمة وانه ليفتح
باب الشفاعة دون الجماعة للجماعة ومن الجماعة الخليل بذلك المقام الجليل كان لآدم السجود ولمحمد المقام
المحمود بمحض الشهود وبالبيت شعري هل تقوم الخلة بكون رسالة محمد تعم كل ملة وبما ادى من جوامع مناهج
الادلة ولا ينال الخلة الا من سد من الانام الخلة محمد صاحب الوسيلة في جنته ومالها الا بدعاء امته اين
امته منه في الفضيلة ومع هذا بدعائهم كانت لمحمد الوسيلة المدعو له ارفع من الداعي لما اورده من الصلوة

على محمد كالصلوة على ابراهيم الحافظ الوعي فنحن المؤمنون العالمون بسيادته وخصوصيته عبادته وان المقام
المحمود من مقام السجود مسجد للمقربين والابرار لبناء قائم من التراب والاحجار فالمجد والطريف والتليد فمن اختص
بالمقام الحميدة واما سادسا فبانه قد ظهر مما قلنا آنفا ان الكمالات كلها ما حصلت في عهد الخلفاء الراشدين
بل منها ما حصل بعده وبعضها موقوف الى عهد عيسى عليه السلام ولا باس به قال الشيخ الاكبر صاحب الفتوحات
في فصل المزدلفة قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد والمؤمنون آله كما صليت على ابراهيم وما اختص الا بالخلة
فكما دعونا بها الرسول بالله اجاب الله دعاءنا فيه لنتخذ عنه بذلك فصلى الله عليه علينا بذلك عشر انعام ثم عن
نبيه م بالمكافاة عناية منه به م وتشريفا لنا حيث لم تكمل المكافاة في ذلك لملك ولغيره فقال النبي م عند ذلك
لما حصلت الاجابة من الله فيما دعونا فيه لنبيه م لو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابابكر خليلا وفي رواية البخاري
لو كنت متخذا خليلا غير ربي لاتخذت ابابكر خليلا ولكن صاحبكم يعني نفسه خليل الله ولو صحت له هذه الخلة من قبل دعاء
امته له بذلك لكان غير مفيد صلوتنا عليه اي دعاءنا له بذلك فان قيل قد حصلت الخلة بدعاء الصحابة اولا فاي فائدة
ودعائنا ونحن مامورون في هذا الوقت بالصلوة عليه مع حصول الخلة فمسكنا حكم الاول فربما نال الخلة قبل دعاء
اصحابه فتكون نسبة ودعائهم بها له كدعائنا اليوم قلنا اما اولا فبان حكم الخلة ما ظهر ههنا وانما يظهر ذلك في الآخرة
والحكم للمعنى لا يكون الا بحصول المعنى فمتى تم المعنى بمحل وجب حكمه لذلك المحل ففي الآخرة تنال الخلة نظرا
لحكمها هناك واما الذي يظهر ههنا منها للواقع هذا هو الصحيح واما ثانيا فبان لكل نفس خاطرا من محمد وهو الصورة التي في باطنه
اعني في باطن كل انسان منه صلى الله عليه وسلم فهو في كل نفس بصورة يعتقد فيه كل شخص فيدعوله بالصلوة
عليه المذكورة فتنال تلك الصورة المحمدية التي عنده تلك الحال المدعو بها بدعاءه والصلوة عليه فما حصلت له
الخلة من هذا الوجه الا بعد دعاء كل نفس ويكون ذلك لجده اهل الله في كشفهم فاعلم ذلك قال ثم انه قال في هذا المكتوب
ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اختفى في خلوة غيب الغيب عدو هذا الفرد المتوسط من امته بحراسة الامة
وما فظنتها فيقال لهذا الضال اي حراسة حرست بها واي تجديد جددت وليت شعري من لم يحرس لحيته
حيث وجهها تنتف في مجلس سلطان جهانگير كيف يحرس الامة اقول ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال
علماء امتي كانبياء بني اسرائيل ووجه التشبيه فيه ان علماء العالمين يرشدون امته صلعم الى الطريق المستقيم
ويهدونهم الى سبيل معرفة الله تعالى العظيم كالانبياء فصح حراستهم للامة وهذا الفرد منهم والمشهور عند الصوفية
ان قطب الوقت وهو الغوث يحرس امته وكذلك الاوتاد والابدال والنجباء والنقباء والنبي م كان دائما مستغرقا
في مشاهدة جمال ذاته تعالى في مقام قاب قوسين او ادنى خصوصا بعد انتقاله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
الى الملاء الاعلى وما توجه الى العالم السفلي بموجب ما زاغ البصر وما طغى ويزيد شرفه وقربه عند الله تعالى يوما فيوما

فان فوض حراسة امته الى فرد من امته فلا قبح فيه وكم من نبي اوذي من قومه فهذه سنة الله ولن تجد لسنة الله تبديلا ۔ شعر ﴿ لا خيل عندك تهديها ولا مال ۔ فليسعد النطق ان لم يسعد الحال ﴾ وقال العلامة الدمشقي في نتيجة العلوم قوله ان النبي صلى الله عليه وسلم قد اختفى في خلوة غيب الغيب وهو رجوعه صلى الله عليه وآله وسلم الى حقيقته الاصلية التي هي النور المخلوق اي المقدر من نور الحق تعالى فهو صلى الله تعالى عليه وآله وسلم روح الارواح لان الارواح غيب الاجسام وهو صلى الله عليه وسلم غيب الارواح فهو في غيب الغيب لان نوره صلى الله عليه وسلم اول مخلوق خلقه الله تعالى ولا يلزم من كونه صلى الله عليه وسلم في غيب الغيب ان لا يكون حيا في قبره فان حياته وقبره كل ذلك تعينات في حقيقته الاصلية التي خلق منها كل شيء وقوله ورد هذا الفرد متوسطا اي الذي هو بين الحقيقة المحمدية التي هي في غيب الارواح وبين البشرية الظاهرة بالجسم في عالم الاجسام وهذا الفرد هو الوارث المحمدي الذي يكون في كل عصر على قدم محمد صلى الله عليه وآله وسلم قال الشيخ الاكبر رضي الله عنه الاولياء على عدد الانبياء فلا بد ان يكون في كل عصر مائة الف واربعة وعشرون الفا لا يزيدون ولا ينقصون لكل نبي ولي آخر فالفرد منهم هو الوارث المحمدي قوله لحراسة الامة اي هو ظاهر لذلك بالحال والقال ومحافظتها اي المحافظة عليها والمحاماة عنها قد يكون ظاهرا وقد يكون مخفيا قال الشيخ الاكبر رضي الله عنه يشير الى ذلك من جملة ابياته المعشرات ۔ شعر ﴿ ولله در رجال ما لهم دول ۔ وهم يقيمون ما في الدهر من دول ۔ لهم عنت اوجه الاملاك ساجدة وما لهم ارب في علة العلل ﴾ قال ومن العجائب قوله في المكتوب الحادي عشر من المجلد الاول بعد ان ذكر مقاماته قال مرحلية الخلفاء قال واليه طريقان احدهما رؤية النقص حتى انه يرى كل من في العالم حتى الكافر الافرنجي والملحد الزنديق افضل من نفسه ويرى نفسه اسوء منهم فيقال له كيف يرى الكافر افضل من المؤمن فان المؤمن لم راس الاعمال واساسها هو الايمان والكافر اعماله كسراب بقيعة وان شك في ايمان نفسه فقد كفر وان كان باعتبار الموافاة بسبب الكافر يرزق الايمان وهو يسلبه فهذا هو الظن بالله ويائس من رحمة الله بالنظر الى نفسه وهما ان لم يكونا كفرا فلا شك انهما كبيرتان مكما يجوز ان يسلم الكافر والملحد الزنديق فكذلك يجوز ان يبقى اسلامه بل هو اولى لان الاصل بقاؤه وبقاء كفر الكافر وغاية التجويز التعقلي المساوات لا الافضلية وليست الولاية التي يكون الكفر والالحاد والزندقة خيرا منها اقول اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا فاعلم ان المكتوب المذكور ارسله المجدد رح الى شيخه مولانا باقي بالله رحمه الله فكتب فيه حاله كما هو شان المريدين الاطلاع على وارداتهم وحالاتهم فحرر فيه ما عند الطائفة النقشبندية المجددية امر مسلم والاعتراض عليه مبني على عدم الاطلاع على اصطلاحاتهم فمن المقررات عندهم ان حقائق الممكنات مركبة عن اعدام اضافية وظلال صفات حقيقية يعني ان الاعدام لما يتقابل

الاسماء والصفات حصل لها مرتبة الثبوت في علم الٰهي فصار مرايا انوار الاسماء والصفات ومبادي تعينات العالم
وموجودا بوجود ظلي فتركيبها من الوجود والعدم صار ومصدر آثار الخير والشر فبالعدم الذاتي يكسبون الشر وبالوجود
الظلي يكسبون الخير ومن نظائره ان في عالم الحس لما ينظر المرء على مرآة مصفاة متمثل من انوار الشمس يلاحظ انوار الشمس
والمرآة تختفي بخلاف غير هذه الحالة فعند فقدان محاذاة الشمس يترأى المرآة كما هي هي فالصوفي اذا ينظر الاشياء
الشريفة والحسنة يقع نظره على وجود مظاهر يترأى منها واذا ينظر نفسه يقع نظره على العدم الذاتي الذي هو
منشاء كل شر ويجدها خالية من الخير والكمال المستعارين اكتسبها من الوجود فلا جرم ان يراها اخس من الكافر وسائر الاشياء
الخبيثة فالصوفي الكامل لا ينسب الخير والشر الى نفسه ويخيله مستعارا وهذا معنى الفناء التام وحاصل الشهود وان نظر
الى الوجود والانوار دون العدم فيدعي بدعوى انا الحق كما ادعى حسين ابن منصور رحمه الله تعالى على رؤس الاشهاد
فهو في حالة السكر نظر الى جانب الوجود وما نسي العدم فيقع مثله عن بعض اكابر الاولياء الا من عصمه الله تعالى
ببركة حبيبه صلى الله عليه وسلم قال المجدد رح في مكتوب المائتين واثنين وعشرين ان في الكافر نورانية
بواسطة عالم الامتزاج عالم الامر والخلق فدال هذا الامتزاج في العارف الكامل انتهى ولنعم ما قيل ان صدور
الاحرار كنوز الاسرار فالقول بالاخسية من الكافر مبني على هذا الاصطلاح وليس المراد ان الخسية للعارف
من الكافر بكفر الكافر وايمان العارف العياذ سبحانه بالله تعالى فبهذا الاصطلاح فتح باب الحق الظاهر على وجه كل
معاند مكابر كالبرزنجي فلم يبق لاحد من ارباب الانصاف مجال للهمز وساغ للمن والطعن فلم يكن للتكفير سمة وان
كان البرزنجي في ميل امها حسنة ~ يا جبلي نعمان بالله خليا ✦ نسيم الصبا يخلص الى نسيمها ✦ فعليك
الانصاف والتجنب من الاعتساف فعلل الافهام اشد من علل الاجسام وطعن اللسان اشد من طعن سنان
~ فما دواء للهموم مجرب ✦ فاسمع مقالة ناصح لك قد نصح

المقالة الرابعة فيما بناه على المقدمة الرابعة

قال ومبني على المقدمة الرابعة بطلان دعواه فناء جسده صلى الله عليه وسلم بعد الف سنة
وانقطاع عبادة ابدانهم فتعذر الافادة والاستفادة بينهم وبين اممهم فقد قال في المكتوب السادس
والتسعين من المجلد الثالث ان لمحمد صلى الله عليه وسلم طوقي عبودية يعني حلقتي الميم وهما اشارتان الى تعينين
احدهما التعين الجسدي وهو بشرية والثاني التعين الروحي وهو ملكية ولما فتر تعينه الجسدي بالموت قوي
تعينه الروحي لكن كان لتعينه الجسدي بقية فلما مضى الف سنة زالت تلك البقية ولم يبق لتعينه الجسدي
اثر فانقطع طوق عبودية جسده وطرء عليه الزوال والفناء فقام الف الالوهية مقامه فصار محمد احمد اذ نقلت
الولاية المحمدية الى الولاية الاحمدية انتهى الغرض منه ففي هذا الكلام وجوه من الكفر والضلالة احدها في تصريحه بفناء
جسده الشريف صلى الله عليه وآله وسلم وقد دلت الاحاديث ببقاء اجساد الانبياء ثانيها تصريحه بانقطاع

المقالة الرابعة [illegible]

عبادته الجسدية وان الانبياء احياء في قبورهم يصلون وان عباداتهم لا تنقطع في البرزخ **ثالثها** قوله فقام
الف الالوهية مقامه ان كان المراد ان العبد صار الها وانقلبت العبودية الوهية فهذا هو الكفر الصراح وان
كان المراد ان العبد فني وبقي الاله فالعبد هو مجموع الروح والجسد لا الجسد وحده حتى يلزم لفنائه فناء العبودية
وان كان المراد انه يتركب من الالوهية والعبودية فهذا اعجب العجب فان هذا الرجل لا يقول بوحدة الوجود حتى يقول
بشهود وجه الله في جميع الكائنات **اقول** نح ابردن مارهمدان نا علم ان مبنى الاعتراضات على حمل الفناء
بمعناه المتعارف المشهور وهو في اصطلاح المتصوفين عدم الاحساس بعالم الملك والملكوت بالاستغراق
في عظمة الباري ومشاهدة الحق واليه اشار المشائخ بقولهم الفقر سواد الوجه في الدارين يعني الفناء في العالمين
والظاهر ان ارباب العلوم ينطقون حسب اصطلاحهم فما تساب الفقر بناء الفاسد على الفاسد فاذا استبد الانسان
برائه عميت عليه المراشد **اما ازاحة الاعتراض الاول** فبيانه ما قال المجدد رح بفناء الجسد فان هذا الاقرار
بلا امتراء فمتى حمل الفناء على المعنى المصطلح عند المتصوفين يكون المعنى عدم احساسه بعالم الملك والملكوت
واستغراقه في عظمة الباري ومشاهدة الحق واللاهوت وهذه مثبتة لا منفية والحادث لا يبطلها اما ترى
انه قال في اخر المكتوب المذكور بما تعريبه ان الفناء والبقاء اللذين في الولاية بمنزلة فناء وبقاء شهودي
فان كان الفناء والزوال فهو باعتبار النظر وان كان البقاء والثبات فهو ايضا بهذا الاعتبار فالصفات البشرية
مستترة ومنخلعة عن الجسد ومنضمة بالروح وفي ذلك البقاء العبد لا يكون معبودا الا انه يتقرب به قربانا ويبعد
عن الاحكام البشرية فهذا العروج يوصله الى الذروة العليا حتى لا يكون الغيرية فيه فيحيط النور الذي
يقع على الامة بواسطة البشرية ويقل التوجه الذي كان مبذولا عليها لانه مصروف بالمحبوب ومن هنا
يستولي الكفر والبدعة بعد الالف ويضمحل نور الاسلام والسنة **واما ازاحة الاعتراض الثاني**
فبيانه اخر من حمالة الحطب لان المجدد رح ما قاله **واما ازاحة الاعتراض الثالث** فبيانه لا ضرورة الى
تبيين المراد من مقالته انفسه اذا بين القائل مراده فان المجدد رح قال وانقلبت الولاية المحمدية الى الولاية الاحمدية
فليس المراد ان العبد فني وبقي الاله ولا انه مركب من الالوهية والعبودية ليحتاج الى القول بوحدة الوجود
بل ههنا بيان صيرورة الحقيقة المحمدية حقيقة احمدية على ما سياتي تفصيله قال العلامة الدمشقي في ترجمة المكتوب
قوله فقام الف الالوهية مقامه ومراده بالف الالوهية الالف التي هي اصل جميع الحروف فانها لا تسمى حرفا لعدم
انحرافها لانها مستقيمة فاذا انحرفت فهي جميع الحروف وجميع الحروف انحرافات حقيقتها الالف وهذه الانحرافات
كلها في ان واحد ووقت واحد ولهذا سميت الف التاليف الحروف كلها منها وسميت حروفا لانحرافها الى جهات
مختلفة وهو قوله تعالى اينما تولوا فثم وجه الله وقوله كل شيء هالك الا وجهه ولا اظن انك تفهم شيئا من هذه المعاني

فضلا عن وجدانه وذوقه فاياك ان تكون ممن قال تعالى لهم وتجعلون رزقكم انكم تكذبون **قال** وقال في المكتوب التاسع والمائتين ان نبوته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لا تعلق بنشأته العنصرية باعتبار الحقيقة المحمدية بل باعتبار الحقيقتين الاحمدية والمحمدية لكن غلبت نشأته العنصرية المحمدية على الملكية الاحمدية لتحصيل المناسبة بينه وبين الامة والافادة والاستفادة ولهذا أمر بالقول انا بشر مثلكم فاكد البشرية بما تلهم وبعد ارتحاله عن النشأة العنصرية غلب جانب الروحانية ونقص جانب البشرية ونقص نورانية الدعوة وغلبت الظلمة ولما مضى من رحلته الف سنة غلب جانب الروحانية وعدمت البشرية فانصبغت بصبغ عالم الامر فبالضرورة رجع عالم خلقه الى عالم الامر واتحدت المحمدية بالاحمدية انتهى فكانه يقول لما فني الجسد البشري كيف في زعمه الباطل عدمت البشرية التي هي شرط في دعوة الامة وانتفت المناسبة بين الرسول والامة وتعذرت بينهما الافادة والاستفادة فاحتاج الامر الى فرد يكون في الصورة البشرية حتى يدعو الناس الى الله ويمكنه الارشاد والتربية ويتاتى الافادة والاستفادة فكان هو ذلك الفرد ولا يمكن ان يكون ذلك المهدي لانه لم يولد ولا عيسى لانه اذ ذاك روحانية غالبة على البشرية وهذا معنى قوله السابق في الفصل الاول ان المراد بالحقيقة الكعبة الاحمدية التي هي تعينه الامكاني الامري وبالحقيقة المحمدية تعينه الامكاني الخلقي فبعد مضي الف سنة تغلب الروحانية التي للاحمدية على البشرية التي كانت للمحمدية فينصبغ عالم خلقه بصبغ عالم امره فما رجع من خلقه الى المحمدية يعرج حتى يلتحق بالاحمدية ويتحدان وقال في موضع آخر ان المحمدية تبقى متاخرة حتى ياتي عيسى فيعرج اليها فينزلها فكانه يقول انه تغلب بشريته فيوجد المناسبة بينه وبين الامة وتتاتى الافادة والاستفادة واما قبل ذلك فلا يصلح للارشاد لغلبة روحانيته فوجب ان يكون ذلك الفرد هو بزعمه فيقال له يا جاهل ان كان الموت هو السبب في فناء البشرية فقد وجد السبب فوجب ان يوجد المسبب عقيبه بلا فصل وان كان البلى كما في زعمك الباطل ان الانبياء تبلى اجسامهم والعياذ بالله وجوزت تطرق الفناء والبلى الى جسده صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فالبلى لا يتاخر الى الف سنة ولا الى مائة سنة ولا سيما في ارض المدينة الشريفة كما هو مشاهد فكيف تاخر الى الف سنة ولعله تتصل النوبة اليه من بين جميع الامة ثم ان جميع ذلك خلاف الاحاديث الكثيرة الشهيرة الدالة على انه صلى الله عليه وسلم حي وان البشرية باقية وان رسالته مستمرة وان امداده لامته متواصل وان اهتمامه بامر الامة من الاستغفار لهم متكامل فتكذيب ذلك كفر **اقول** ان كلام المجدد رح صاف عن غبار الاعتراضات الواهية الواردة عليه فلنذكر هنا اصطلاحه ليندفع الامر ويندفع الشبهة في صله ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم مركب من عالم الخلق وهو يقبل الخرق

والتجزي والالتيام ومن عالم الامر وهو ما لا يقبل الخرق والتجزي والالتيام ورب عالم خلقه صلى الله عليه وسلم
العليم ورب عالم امره صلى الله عليه وآله وسلم شان العليم ومنشأ الحقيقة المحمدية عبارة ههنا عن الحقيقة الامكانية
العنصرية والحقيقة الاحمدية كناية عن تلك الامكانية النورانية والنبي صلى الله عليه وسلم باعتبار عالم امره مربي
عالم ملكوت السموات والارض وباعتبار عالم خلقه يرشد العالم العنصري لمناسبة عالم خلقه بالبشرية بالعالم العنصري
وبعد انتقاله صلى الله عليه وسلم عن العالم العنصري الى العالم الروحاني انتقص هذه المناسبة بسبب انتقاص
آثار النشأة العنصرية كالاكل والشرب والنوم والمرض وغير ذلك من الصفات الجسمية العنصرية ويبقى فيه
من الصفات البشرية التوجه الى العالم السفلي لارشاد امته وبعد مضي الزمان المديد زال ذلك التوجه والالتفات
الى العالم العنصري ايضا وهو المراد عنده بفناء جسمه صلى الله عليه وآله وسلم لا الهيكل المخصوص الجسدي
واستغرق في بحر مشاهدة جمال ذاته تعالى والمراد بالفناء ما اراد القاضي عياض رح في الشفاء في القسم
الثالث فيما يجب للنبي صلى الله عليه وسلم وما يستحيل او يجوز عليه فظواهرهم واجسادهم وبنيتهم متصفة باوصاف
البشر طارٍ عليه ما يطرى على البشر من الاعراض والاسقام والموت والفناء ونعوت الانسانية وارواحهم
وبواطنهم متصفة باعلى من اوصاف البشر متعلقة بالملأ الاعلى انتهى والاولياء لا يتوجهون الى نعمة الجنة
من الاكل والشرب ومرادهم في الجنة رضاء الله تعالى ولقائه تعالى فكيف يلتفتون الى النعمة الدنيوية
الخسيسة وتغلب روحانيته صلى الله عليه وسلم على جسمانيته وقرب الجسمانية الى الروحانية وهذا معنى عروج
الحقيقة المحمدية والحاقها بالحقيقة الاحمدية وخلو مكانه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مع انه جسده الشريف
باقٍ على حاله ولا يبلى منه شيء والمراد بعروج سيدنا عيسى عليه السلام بعد نزوله الى المقام المحمدية اقامة مقامه
الارشاد امته وترويج شريعته صلى الله عليه وآله وسلم تبعية له صلى الله عليه وآله وسلم كما كان النبي ص قبل
عروج حقيقته يهدي الخلائق ويرشدهم وبعد ارتحاله ص الى العالم القدس والرفيق الاعلى انتقص نورانيته
هدايته وارشاده وظهرت الظلمة ولهذا قال بعض اصحابه ما فرغنا من دفنه ص الا وقد وجدت قلبي متفاوتا كما
ورد في الحديث في رواية الترمذي عن انس ما نفضنا ايدينا عن التراب وانا لفي دفنه حتى انكرنا قلوبنا
ويدل على هذا المراد من زوال الجسد قوله في المكتوب التاسع والمائتين من الجلد الاول متى مضى
الف سنة تغلب جانب روحانيته ص على البشرية يعني صفات جسده على نهج لون تمام جانب بشرية
بلون نفس الروح وتصبغ عالم خلقه بصبغ عالم الامر انتهى والمراد بقوله وواحدًا من طوق العبودية انقطع
الحقيقة الاحمدية مظهر اسم الله المستجمع لجميع صفات الكمال ومرتبة هذا القرب من الله تعالى افضل من التوجه
الى العالم السفلي ولا يصح قول المعترض فيبقى لها مكانه يقول انه رح تغلب بشريته فتوجد المناسبة بينه وبين الا

الى آخره لانه ما قال هذا ولم يفهم من كلامه فمن اين يفترونه بل قال في المكتوب المذكور بالتعريب لما ينزل عيسى عليه السلام من مقامه يعرج الى مقام الحقيقة المحمدية ويصل اليه تبعية للنبي ص ويقوى دينه انتهى والمراد بزوال اثر التعين الحبى بعد مضى الف سنة انكسار احد طوقي العبودية وهو عبارة عن الميم الاول من اسم محمد واقامة الف الالوهية مقامه والانخلاع من الجسد الى الروح وزوال هذا التوجه الى العالم السفلى للارشاد والشفاعة صلى الله عليه وسلم اليه لا ابلاء الجسد كما مر بيانه في النص نهاية الامر ان هذه المسئلة كشفية لا ورود الرواية فيها قال العلامة الدمشقي في نتيجة العلوم قوله ان نبوته صلى الله عليه وآله وسلم تعلق بنشاته العنصرية لتحصيل المناسبة بينه وبين الامة كما قال تعالى قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى وتتأتى الافادة والاستفادة كما قال تعالى وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم وتقرير الكلام واما مقام ولاية الخاصة به صلى الله عليه وسلم وهي مقام فردانية فهي تتعلق روحه الشريفة التي هي روح الارواح كلها قوله ومن هنا اى وبمناسب ما ذكرناه هنا انهم لعقلوا عن الشرائع المتقدمة ان بعد كل الف سنة من رحلة كل واحد من اولى العزم من الرسل العظام يبعث رسول آخر ومراده ان هذا الامر كان في الامم الماضية وفي هذه الامة صارت الافراد المجددون لهذا الدين قائمين مقام الانبياء لانهم ورثة الانبياء رضي الله تعالى عنهم بهذه الامة خصا في كل مائة سنة يكون ذلك التجديد كما ورد في الحديث السابق انتهى فقول البرزنجي بالكفر مبني على زعمه الباطل فالآن اوضح الحق الصواب وقد رجم كل معاند خائب بالشهاب الثاقب ٥ اهل اللوم عاذل والعتاب ؛ وعلى ان اصبت لقد اصابن ؛ **المقالة الخامسة في ما بناه على المقدمة الخامسة**

قال ومبنى على المقدمة الخامسة دعواه التفوق على الصديق رضي الله تعالى عنه وعلى بقية الصحابة رضي الله تعالى عنهم اجمعين فقد قال في المكتوب الحادي عشر من الجلد الاول المقام الذي كنت رأيت نفسي فيه لما لا حظته رأيت الخلفاء الثلثة قد عبروا عليه الى انه قال في اثنائه بالجملة ذلك المقام مرة ثانية رأيت مقامات آخر بعضها فوق بعض فلما وصلت الى مقام فوق المقام السابق علمت انه مقام ذى النورين رضي الله عنه وقدم عليه لبقية الخلفاء وهذا المقام ايضا مقام التكميل والارشاد وهذان مقامان فوق ذلك سنذكرهما وظهر لي فوق هذا المقام مقام آخر فلما وصلت اليه علمت انه مقام الفاروق رضي الله عنه وقدم عليه لبقية الخلفاء وفوقه مقام آخر هو مقام الصديق الاكبر رضي الله تعالى عنه وقدم عليه لبقية الخلفاء وفوقه لا اعرف مقام الا مقام الرسول صلى الله عليه وآله وسلم وظهر لي في محاذاة مقام الصديق مقام آخر اعظم منه والنور لم يقع نظري عليه مثله قط وكان ارفع من مقام الصديق ارتفاع الصفة عن وجه الارض وعلمت ان ذلك مقام المحبوبين وذلك المقام ملون منقش ورأيت نفسي منقشا ملونا من انعكاس ذلك المقام

قال العلامة الدمشقي في نتيجة العلوم بحيث لو اراد احسان عليهم لا يراد ما لم يكشف له عنه في عالم الحضرة النبوية الاصلية على صورته ... عليه السلام ... في حجرة النبوية ... والعارفون الكاملون ١٢

مقامات الخلفاء

في ووجدت نفسي لطيفا في لون الهواء وقطعة غيم منتشر في الآفاق ورأيت حضرت الشيخ الكبير في مقام
الصديق ورأيت نفسي في ذلك المقام المحاذي له المذكور انتهى فهذا دعوى منه بان مقامه ارفع من مقام
الصديق وقد مر في المقدمة الرابعة انه ليس احد بعد الانبياء والمرسلين افضل منه ولا احد بينه وبين رسول الله
صلى الله عليه وسلم وقد ذكر الشيخ الكبير الشهاب السهروردي نقلا عن الجنيد ان مقام حق اليقين مقام ابي بكر
الصديق رضي الله تعالى عنه **اقول** قال الرشيد ازاد البلجرامي في سبحة المرجان في آثار هندوستان
واستدل العلماء بهذا القول على ان الشيخ المجدد يدعي ان مقامه فوق مقام الصديق الاكبر رضي الله عنه
فشدوا النطاق على خصامه واحضروه عند السلطان جهانگير والي الهند وقال السلطان للشيخ المجدد
سمعت انكم كتبتم ان مرتبتكم فوق مرتبة الصديق الاكبر رضي الله عنه فاجاب الشيخ المجدد انكم تطلبون الادنى
من خدامكم عندكم لاجل خدمة فتطلعون عليه وتسرون حديثا اليه فلا بد ان يصل اليكم ذلك الادنى

بعد في مقامات الامراء ثم يرجع الى محله ليقف به ولا يلزم من هذا ان يكون مرتبته هذا الادني فوق مرتبة الامراء
فسكت السلطان بهذا الجواب وطوى كشحه عن العتاب وفي هذه الاثناء عرض رجل من الحضار على السلطان
ارايتم تكبر هذا الشيخ ما سجد لكم مع انكم ظل الله وخليفته بل عمل تواضعا معمولا بين الناس فغضب عليه السلطان
وحبسه في گواليار بضم الكاف الفارسية والواو والالف وكسر اللام والتحتانية والالف والراء الساكنة وهي قلعة
حصينة شهيرة في الهند واليه اشرت في قولي شعر لاسه لقد برع الاقران في الهند ساجع * وجعفر من العشق
بالمغرد * فلا عجب ان صياده تقنص * الم تر في الاسلاف قيد المجدد * وكان السلطان شاه جهان بن السلطان
جهانگير مخلصا لجناب الشيخ وقبل ان يحضر الشيخ عند السلطان ارسل شاه جهان رسولين افضلخان والخواجه
عبد الرحمان المفتي مع بعض كتب الفقه الى الشيخ وقال جوز العلماء سجدة التحية للسلاطين فالتم ان تسجد السلطان
عند الملاقات فانا ضامن من ان لا يصل اليكم ضرر من السلطان فلم يقبل الشيخ وقال هذه رخصة والعزيمة ان لا يسجد
لغير الله سبحانه وقد اجيب عما يرد على كلامه الذي مضى باجوبة منها انه قال الشيخ في كلامه وجدت نفسي ملونة
منقشة بانعكاس ذلك المقام وما قال وصلت وبين الوجدان والوصول بون بعيد رب فقير يجد نفسه في
في حالة السكر سلطانا وهو ما شم رائحة من السلطنة ومنها انه قال وجدت نفسي ملونة بانعكاس ذلك المقام
لا بذلك المقام كما ان الشمس مقامها الفلك الرابع وضوءها يقع على الارض وبهذا لا يصل الى مقام الشمس
ومنها انه قال الشيخ المجدد قدس سره في بعض مكتوباته ومن اغلاط الصوفية ان السالك في مقامات
العروج ربما يجد نفسه فوق من هو افضل منه بالاجماع بل ربما يقع هذا الاشتباه بالنسبة الى الانبياء
الذين هم افضل الخلائق قطعا عليهم الصلوات والتسليمات ومنشاء غلط البعض ان كلا من الانبياء
والاولياء عروجهم اولا الى الاسماء التي هي مبادي تعينات وجودهم ويتحقق بهذا العروج اسم الولاية
لهم وعروجهم ثانيا في تلك الاسماء ومنها الى ما شاء الله سبحانه ومع هذا العروج مأوى كل منهم ذلك الاسم
الذي هو مبدء التعين الوجودي له ثم من يطلبهم في مقامات العروج يجدهم في تلك الاسماء على
الاكثر الا ان الامكنة الطبعية لهم في مراتب العروج من تلك الاسماء والعروج والهبوط من تلك الاسماء
لعروض العوارض فالسالك الخالي الفطرة اذا يقع سيره فوق تلك الاسماء فلا جرم يصعد فوق اسم
من هو افضل منه ويحدث له توهم فضلية نفسه منه العياذ بالله سبحانه من ان يزيل ذلك التوهم بحكم التعين
السابق فيحدث الاشتباه في افضلية الانبياء عليهم الصلوات والتسليمات واولوية اولياء الذين هم
افضل الناس بالاجماع وهذا المقام من مزال الاقدام ولا يعلم ذلك السالك ان هولاء الاكابر عرجوا
الى معارج لا نهاية لها ووصلوا الى فوق الفوق وايضا لا يعلم ان تلك الاسماء امكنة طبعية لهم ولهم

ايضاً ثم مكان طبيعي هو ادون من تلك الاسماء وانزل منها لان افضلية كل شخص باعتبار اقدسية
اسمه الذي هو مبدء تعينه ومن هذا القبيل ما قاله الشيخ ابن العارف في مقامات العروج ربما لا يجد البرزخية
الكبرى حائلة ويترقى باداء سطتها وكان مرشدنا الخواجه عبد الباقي يقول رابعة البصرية من تلك الجماعة
وهؤلاء الجماعة وقت عروجهم اذا يمرون فوق الاسم الذي هو مبدء تعين البرزخية الكبرى يتوهمون ان البرزخية
الكبرى ليست بحائلة والمراد بالبرزخية الكبرى حضرة الرسالة الخاتمية عليه وعلى آله الصلوات والتسليمات
وحقيقة المعاملة ما مرت قبيل ومنشاء غلط البعض ان سير السالك يقع في اسم هو مبدء تعينه وذلك
الاسم جامع لجميع الاسماء على سبيل الاجمال وجامعيته لجامعية ذلك الاسم فلا بد ان يقع في سيره اسماء
هي تعينات المشائخ الاخر على سبيل الاجمال ويمر على كل منها الى ان يصل الى منتهى اسمه وحينئذ يتوهم
فوقية نفسه عليهم ولا يعلم ان ما راى من مقامات هؤلاء ومر عليها انموذج من مقاماتهم لا حقيقتها وهو يجد نفسه
في هذا المقام جامعا ووجد الآخرين اجزاء نفسه لا جرم يتوهم اولوية نفسه في هذا المقام يقول الشيخ البسطامي لوائي
ارفع من لواء محمد ولا يعلم من غلبة السكر ان لواءه ليس بارفع من نفس لواء محمد بل من انموذجه الذي صار
مشهودا في ضمن حقيقة اسمه ومن هذا القبيل ما قال هو في سعة قلبه ان وضع العرش وما فيه في زاوية قلب العارف
لم يكن شيء منه محسوسا وههنا ايضا اشتباه الانموذج بالحقيقة والا فالعرش الذي وصفه الله تعالى بالعظيم لا
اعتبار ولا مقدار لقلب العارف في جنبه والظهور الذي في العرش ليس عشر عشره في القلب وان كان
من العارف الاترى ان الروية الاخروية تتحقق بظهور العرش ونحن نوضح هذا المقال بمثال الانسان الجامع
للعناصر والافلاك اذا ينظر الى جامعية نفسه يلاحظ العناصر والافلاك اجزاء نفسه واذا غلبت هذه الملاحظة عليه
فليس ببعيد ان يقول انا اعظم من الارض والسموات وفي هذا الوقت يفهم العقلاء ان عظمته بالنسبة الى اجزاء
نفسه والارض والسموات ليست من اجزائه في الحقيقة بل جعلت انموذجاتها اجزائه وعظمته بالانموذجات
التي هي اجزاء لا بحقيقة الكرة الارضية والسماوية ولاشتباه انموذج الشيء بحقيقة الشيء قال صاحب الفتوحات
المكية الجمع المحمدي اجمع من الجمع الالهي لان الجمع المحمدي يشتمل على الحقايق الكونية والالهية فيكون اجمع
ولا يعلم ان هذا الاشتمال هو اشتمال على ظل من ظلال مرتبة الالوهية وعلى انموذج من انموذجاتها لا على حقيقة المرتبة
المقدسة بل لا مقدار للجمع المحمدي بالنسبة الى المرتبة المقدسة التي من لوازمها العظمة والكبرياء ما للتراب ورب
الارباب وفي هذا المقام اذا يقع سير سالك في اسم هو مبدء ربما يحسب ان بعض الاكابر الذين هم افضل منه
باليقين وصلوا بتوسطه الى بعض درجات الفوق وترقوا بتوسله وهذا ايضا من مزال اقدام السالكين العياذ
بالله سبحانه من ان يحسب نفسه افضل بهذا التوهم ويتصل بالخسارة الابدية واي عجب واي افضلية ان ورد

ملک عظيم الشان من مملكته ناحية لها خسيس وبتوسطه يصل الى بعض المقامات ويفتحها غاية ما في الباب
ان ههنا فضلا جزئيا وهو خارج عن المبحث لان كل فرين وحائک يكون له مزية من بعض الوجوه المخصوصة
على عالم ذي فنون وحكيم الى فلطون وهذه الافضلية خارجة عن الاعتبار انما الاعتبار للفضل الكلي الذي
هو ثابت للعالم والحكيم ومنها ما افاده الشيخ المجدد قدس سره ايضا في دفع هذه الشكوک والشبهة وقال
قال ارباب المعقول ان الدخان مركب من الاجزاء الارضية والاجزاء النارية ويعرج بقسر القاسر قالوا ان كان الدخان
قويا يتحقق عروجه الى الكرة النارية وفي هذا العروج تصل الاجزاء الارضية الى مقامات الاجزاء المائية
والاجزاء الهوائية التي لها تفوق بالطبع ويعرج منها الى الفوق وفي هذه الصورة لا يحكم بان مرتبة الاجزاء
الارضية فوق مرتبة الاجزاء المائية والاجزاء الهوائية ان تفوق تلک باعتبار القاسر لا باعتبار الذات والاجزاء الارضية بعد
وصولها الى الكرة النارية تهبط وتصل الى مركزها الطبيعي فيكون مقامها دون من مقام الماء والهواء فنفي ما نحن
فيه عروج السالک الى المقامات باعتبار القسر والقاسر ههنا افراط حرارة المحبة وقوة جذب العشق وباعتبار
الذات مقامه تحت المقامات ثم الجواب الذي قلنا مناسب بحال المنتهي اما اذا احدث هذا التوهم للسالک
في الابتداء ويجد نفسه في مقامات الاكابر فوجهه ان لكل مقام في الابتداء والوسط ظلا ومثالا والمبتدي
والمتوسط حين يصلان الى الظلال يتخيلان انهما شارکا الاكابر في المقامات وليس كذلک بل ثم اشتباه
ظل الشئ بنفس الشئ اللهم ارنا حقائق الاشياء كما هي وجنبنا عن الاشتغال بالملاهي بحرمة
سيد الاولين والآخرين عليه وعلى آله وصحبه من الصلوات والتسليمات اتمها واكملها ومنها ما افاده
الشيخ المجدد قدس سره ايضا وقال ليس هذا اول قارورة كسرت في الاسلام بل الكلمات المتشابهات
واقعة من القديم ولقد جاء في كلام الله لفظة اليد والساق واستوى وهذه الالفاظ امالت طائفة من الناس
عن الطريق وجعلتهم المجسمة وجاء في الحديث ان الله خلق آدم على صورته ورأيت ربي على صورة امرد
شاب في سكک المدينة وقال الشيخ ابو يزيد لوائي ارفع من لواء محمد كما مر تفصيله وقال الشيخ محي الدين
ابن العربي خاتم النبوة لبنة الفضة وخاتم الولاية لبنة الذهب وقال ايضا خاتم النبوة ياخذ المعارف والعلوم
من خاتم الولاية وقال الخواجه بهاء الدين نقشبند سره في مقامات الشيخ الحلاج والشيخ ابي يزيد البسطامي والشيخ
جنيد البغدادي وصلت الى حيث وصلوا حتى وصلت الى مقام لم يكن مقام ارفع منه والهمت انه
المقام المحمدي عليه الصلوة والسلام فما اخبرت وما فعلت ما فعل ابو يزيد وقال الخواجه بهاء الدين ايضا
قال ابو يزيد كنت اسير في صفات الانبياء فوصلت الى المقام المحمدي عليه الصلوة والسلام واردت ان اسير
في صفته عليه الصلوة والسلام فسحوا ايداه على جبهتي ووصلت بالعناية الالهية في سير المقامات الى هذا المقام

فما جزيت ووضعت راسي على عتبته العلية عليه الصلوة والسلام خلعت على واوخلني هذا المقام انتهى ما نقله
الخواجه بهاء الدين عن البسطامي فظاهر ان من وصل الى المقام المحمدي عليه الصلوة والسلام فلابد ان يصل
فوق مقامات سائر الانبياء والخلفاء فالتاويل الذي يصرف بها يصرف ثم قال الشيخ فريد الدين العطار
كما ان للانبياء وخلفائهم اماكن خاصة في عالم الشهادة ياتيها المسافرون والزوار ويزورون ويستفيدون
منها كذلك لهم مقامات في عالم الغيب ياتيها سلاك الطريقة لتحصيل الفتوحات وطلب النعم ويتضرعون في
جنابهم ويسئلونهم فتح الباب وكثير ما لم يروا فتح الباب فياتون العتبة العلية النبوية عليه الصلوة والسلام و
يأخذون منها الفيض انتهى قال على انه قد ذكر في مقامات الخلفاء الثلثة انها قد وقع عليها عبور البقية
الخلفاء ولم يقل في مقامه انه مر عليه احد اقول لا فضل له فانها في المفهوم متواحدان وقد كان تبرك العبا
فانه قال المجدد رح لا تفاوت الا في العبور والمقام والمرور والثبات فبهذا يظهر ان التفاوة بينهما غلطية فان
في العبور والعبور والمقام والمقام والمرور والمرور والثبات والثبات او عدم الثبات فرق لا يتناهى قال
وذكر ان الشيخ النقشبند كان معه الى مقام الصديق ولم يقل في مقام نفسه انه معه اقول لعل المراد منه انه
سوء ادب كما فان الاطفال اذا ليسيروا ان يكون اكابرهم معهم ليحفظوهم وينظروهم فيقولون الاطفال اني ذهبت
الى مقام فلان وكان ابي او جدي معي ولا يقولون باني كنت مع الاب او الجد فكذا هذا قال انه لم يرى
فوق مقام الصديق الا مقام النبوة فمعنى كلامه انه دخل مقام النبوة ولذا لم يقع عليه عبور الخلفاء اقول هذا
غلط فاحش فانه ليس في عبارة المجدد رح ما يكون معناه انه دخل مقام النبوة فانه افاد وفوق مقام الصديق
لا يكون مفهوم الا مقام النبوة فشتان بين المفهوم والدخول والتعليل عجيث جدا فان دخوله في مقام
لا يقتضي عدم عبور الخلفاء وان سلم هذا كيف يقع عبور المجدد والخلفاء في مقام ذكر قال ثم انه اسقط عليا
من الذكر لكونه كرز له عن مرتبتهم بكثير اقول هذه من العجائب لان ذكر العروج يقتضي ان يبين ما وقع العروج
عليه لان يبين سائر مقامات العروج ام من يقع العروج عليهم وانما وقع العروج على مقام الخلفاء الثلثة ذكره والتعليل الذي ذكره من
سوء الظن ان بعض الظن اثم قال في الفصل الثالث من المجلد الاول ان نهاية كمال ولاية اولياء الامة الخاصة الغوثية و
نهاية الكمال لا يتيسر ولاية الانبياء في اولياء الامة الامامة ونهاية كمال كمالات النبوة في خبر النبي الخلافة وقد ظهر لي سر
هذا المعنى في الحقيقة خلافة الشيخين مستقامت وكانت في غاية القوة والعدل لان جانب كمالات النبوة
التي كانت فيها كان غالبا وخلافة ذي النورين كان برزخا بين الولاية والنبوة فلهذا وقع النزاع والتشويش
في خلافته وخلافة على رضى الله تعالى عنه كان جانب الولاية غالبا فيه فلهذا دخله الخلل التام لكن لما كان
صاحب مرتبة واحدة وهي الامامة الحقيقية لم يكن مقبولا في باب الخلافة ولما كان خلافة عثمان برزخا

ثبت حقيقة الامامة والخلافة فصل ۵ فى تقرير ان ما يستفاد من كلام الشريح فى الامامة الجيد انتهى وقد قال
فى المكتوب المائتين والستين فيظهر ان نصب الشيخ ختم ... لكن من كمالات ... نصب ...
التبعية الاتباع فنصيب كامل وكانت هذه الكمالات فى طبقة الصحابة اكثر وفى التابعين قليلا ثم استترت وظلمت
ولاية الكمالات الظلية لكن يرجى ان بعد مضى الف سنة تتجدد تلك الدولة وتظهر الكمالات الاصلية وتستتر
الظلية انتهى فانظر انه جوز تغير الكمالات النبوية لما جاء عادة وقع تجوز بالعلى رضى الله عنه وقد قال على رضى الله عنه
انا الصديق الاكبر لا يقولها بعدى الا كذاب ولما كان قتل عثمان لما ذكر لما قتل عمر والاختلال فى خلافة ابى بكر
رضى الله عنه كان اكثر واكبر حيث ارتد الناس فى خلافته ومنعوا الزكوة وادعى جماعة النبوة لكن ضرب بالسيف
حتى استقام وانظر الى ولاية عبد الملك بن مروان واتباعه الاربعة كيف استقام مع انه مردود فى ذمهم من
الاحاديث وانظر الى هذا القتال كيف لم يستقم مع ان افضل الناس ابا دانا اقول على الناقل تصحيح النقل
والظاهر انه غلط فاحش فانه من طالع المكاتيب الشريفة يعرف ان المجلد الاول منه ليس مبوبا ولا مفصلا مع
انه قيل انه فى الفصل الثالث من المجلد الاول فلما لم يكن فيه الفصل الاول ولا الثانى فكيف يكون الثالث
وقد تدلس المعترض فى نقل عبارة مكتوب المائتين والستين لانه قال بعد العبارة المنقولة والمهدى عليه الرضوان
بالظاهر والباطن مروج هذه النسبة العلية ومن مسلمات القوم ان لعدو من كثير وشيوع البدع والاهواء
... الكمالات الاصلية بظهور مهدى عليه السلام فلا غبار عليه فالان ازال الله الوساوس وازاح الوساوس
واثبت الحق الحقيق بالاتباع والاقتفاء لمبتغى حقائق النفائس بلا امتراء واد حض الباطل المطرود ...
اركان الانكار والجحود ۵ ولا اقصد بهذا عن هجاء به ولو توالت زمر الاعداء به فالحمد لله على ما اجبت
بجوابات شافية ولافحام المعترضين كافيا مع انى نفضت عن الهفوات وتقابل السيئات بالحسنات والله المستعان
وعليه التكلان اللهم صل على المنور الاول السر الانزه الاكمل عين الرحمة الربانية وحقيقة الاختراعات الكونية
نور كل شيء ومبداه ومنتهى سر شيئاه من نفخت به خزائن الحكمة والجبروت وفتحت لظهور الملك والملكوت
قطب دائرة الجمال وياقوت تاج محاسن الجلال منبع الامداد ووجه الجود واحد الاحاد وسر الوجود ووسيلة
عقد السلوك ومشرق الافلاك والملوك بدر السعادة فى سموات الدقائق وشمس العبادة فى عرش الحقائق
مفتاح الغيب الازلى وختم السر الكلى جامع الصفات القدسية وطليعة المحامد العينية نهاية
الرسالة الشريفة بالكب الاعظم ... الاقدم ... الشاطى ... الكنز ...
جزئيات العالم وكليات علويه وسفلياته من جوهر وعرض وبسائط ومركبات وبسائط غيب اسرار الذات
... الصفات مظهر التجليات من الاسماء ... المتصل ... الصحيح ...

بحمد الله تحت في الدنيك لبشر حمده وجماله والرحم في الملكوت برحمته وجماله تحقق عينك الكمالية وحقيقتك
على الاطلاق في مملكتك الشاهدة مفيض المعارف على القلوب من حضرات الملكوت والغيوب
تقدست الاوهام عن ... اذ نورنا الى ... الموسيط صل اللهم على مرآة الذات ومظهر انوار الصفات الجمال
المطلق والعز المحقق السر الاجلا والنور الاجلا الباطن الاتقا والقلب الاتقى والجلال الظاهر والخضر
الطاهر الرحمة الشاملة والنعمة الكاملة مبتدى الامر والختام وواسطة عقد النظام مفتاح الملك والملكوت
ومستودع خزائن الرحموت فاتح خزائن المعارف ومفيض الاسرار واللطائف نور الانوار وسر الاسرار
مقر التنزلات ومحل التجليات بالمعنى الروحي والذكر المسبوق ... بالحقيقة الانتياج خطيب
خطبة الوصال بخطاب الاتصال بذي الجمال والجلال من اهل الكمال اللهم صل وسلم عليه صلوة بها
اعرفه بالتحقيق في كل موطن ومرتبة ... في دورات الزمان سر سريان سره في الاكوان ونعرف بها
اسرار معارف الحقيقة المحمدية وانوار لطائف الحقيقة الاحمدية وحقيقة الكعبة الربانية والحقيقة القرآنية اللهم حققنا
بحقائق علومه وبيانه في حضرات عيانه وانزل علينا من بركات تنزلاته الفوز به من الخطاء في جميع الحضرات
اللهم اجعل قلوبنا معمورة بمعارفه العلية وارواحنا منورة بانواره السنية وعقولنا تابعة لماموراته ونفوسنا
مجتنبة عن منهياته واعمالنا منقادة لذلك الهدى ما حيينا ابدا اللهم اجعل حياتنا على سنته وموتنا
على ملته واجعله المجيب عنا في البرزخ عن السؤال والشفيع لنا عندك يوم القيمة من ... العظيم الاهوال
اللهم اجعله لنا جارا في دار ثوابك ومجيرا من عذابك اللهم اجعلنا عنده من اهل العناية في البداية والنهاية
وصل علينا وعليهم كذلك والحمد لله على ذلك

خاتمة الطبع

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله العزيز الحكيم الذي خلق الانسان في احسن تقويم والصلوة على رسوله ونبيه الكريم الذي انزل عليه سبعا من المثاني
والقرآن العظيم وعلى آله واصحابه الذين هم هداة الصراط المستقيم وبعد ... الدين القويم ... المعارف ...
والنكات اللطيفة والمعاني الشريفة اعني الكتاب المستطاب والسفر المصبوغة ... الالباب الموسوم بالالهام ...
الارادات البرزخي من مشايخ ... جامع كمالات المعنوي والصوري
المولوي ... في شهر ... سنة الف وثلث مائة واثنى عشر
من هجرة النبي عليه الصلوة والتحية ...

فہرس الکلام المنجی بردایرادات البرزنجی

تمام شد

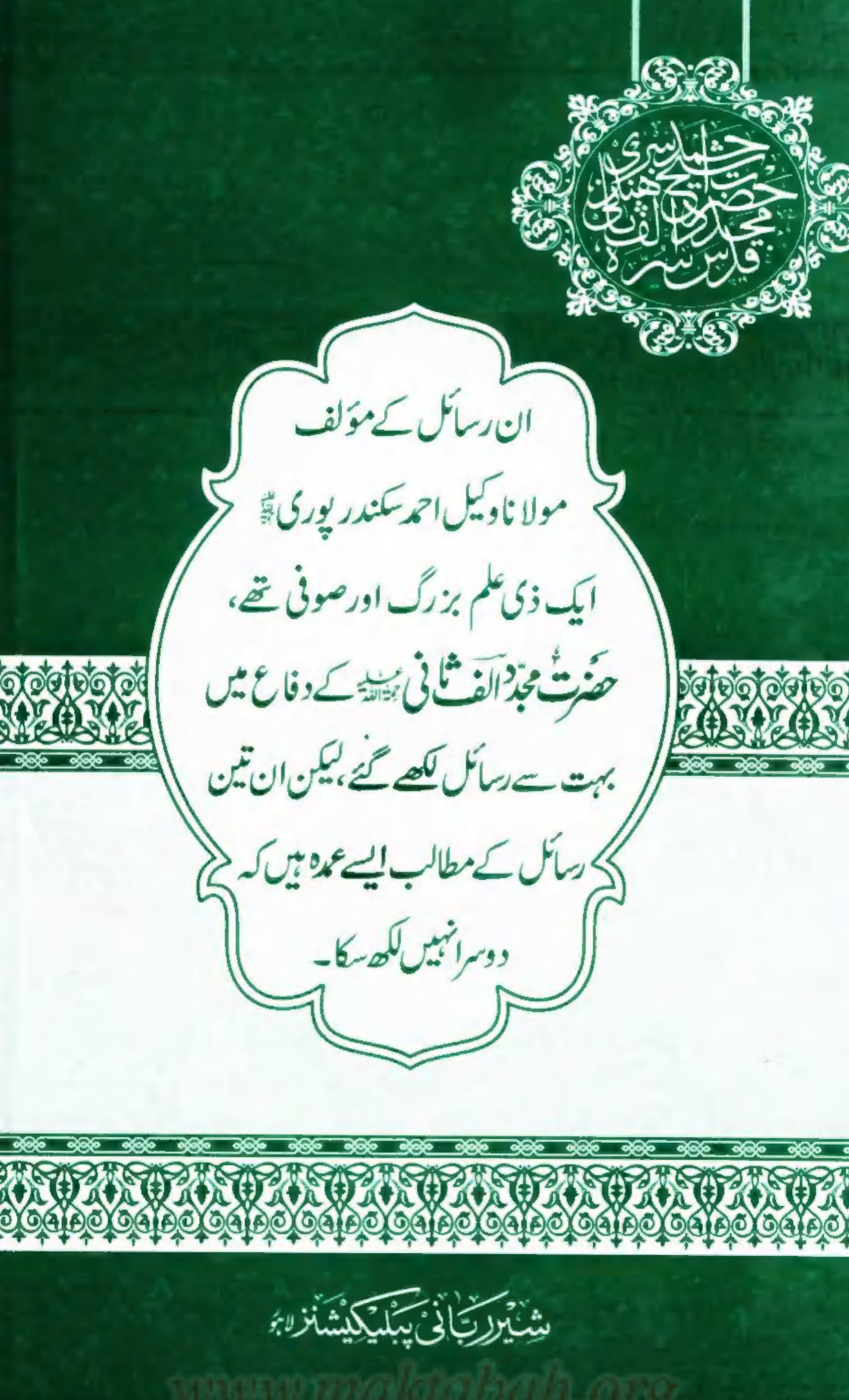
حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندی قدس سرہ
ان رسائل کے مؤلف
مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ
ایک ذی علم بزرگ اور صوفی تھے،
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں
بہت سے رسائل لکھے گئے، لیکن ان تین
رسائل کے مطالب ایسے عمدہ ہیں کہ
دوسرا نہیں لکھ سکا۔
شبیر ربانی پبلیکیشنز لاہور
www.maktabah.org